Fourth Copy

P.726

اردو

میں

قرآنی تراجم و تفاسیر

(ایک تاریخی جائزہ)

محمد مسعود احمد

ریسرچ اسکالر

سندھ یونیورسٹی
حیدرآباد

(مغربی پاکستان)

زیر نگرانی

جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مد ظلہ العالی، صدر شعبۂ اردو، جامعہ سندھ
حیدرآباد

فروری سنہ ۱۹۶۶ء مطابق شوال سنہ ۱۳۸۶ھ

انتساب

ان نفوس قدسیہ کے نام جنہوں نے خلوص نیت
کے ساتھ قرآن حکیم کے اردو ترجمے اور
تفسیریں لکھ کر اردو ادب کو با ادب بنایا
اور ان شہیدوں کے نام جنہوں نے پاک و ہند
کی جنگ (ستمبر سنہ ۱۹۶۵ء) میں اپنی جانیں
قربان کر کے ملت و حرمت کی ساکھ قائم رکھی۔

اظہار تشکر

ہزار ہزار شکر ہے اس خدائے بزرگ و برتر کا جس نے سینہ آدم کو گنجینہ علم و حکمت بنایا
— وعلم آدم الاسماء کلھا — جس نے نوع انسانی کو نطق و گویائی سے سرفراز فرمایا
— خلق الانسان علمہ البیان — جس نے قلم کو محرم راز بنایا — علم بالقلم
علم الانسان مالم یعلم — جس نے کائنات ارضی و سماوی کو اپنی رحمت خاصہ سے نوازا
— وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین — جس نے سایہ پدری کو سرچشمہ عشق و محبت
بنایا — جس نے پیکر استاد کو مرکز علم وحکمت بنایا — اپنے مولائے رحیم کے
حضور تحفہ تشکر وامتنان پیش کرنے کے بعد اپنے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور
ارمغان درود و سلام پیش کرتا ہوں جس نے مس خام کو کندن بنایا — اپنے والد ماجد حضرت
مفتی اعظم محمد مظہر اللہ مد ظلہ العالی اور اپنے استاد گرامی قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفے خان
مد فیضہم الجاری کے حضور ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں۔ جن کی شفقتوں نے میری روح کو گرمایا
اور جن کی ہمت افزائیوں نے عزم و ہمت عطا کی — ان مشفقین و محسنین کے لیے دعا کرتا
ہوں جنکی محبتیں بے پایان عنایتیں تھیں اور جو منزل ہستی سے کوچ کر گئے یعنی علامہ ڈاکٹر
محمد شفیع۔ ڈاکٹر عبد الحق۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی اور
مولوی محمد سعید ندوی۔ آخر میں ان بے شمار محسنین۔ مشفقین اور محبین کا تہہ دل سے
شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے اسماء گرامی زیب قرطاس کیے جا رہے ہیں اور جنکی مشفقانہ اور
ہمدردانہ کوششیں میرے شریک کار نہ ہوتیں تو اپنی اس منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہو جاتا

(۱) مفتی محمد مظفر احمد (۲) ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی (صدر شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی کراچی)
(۳) ڈاکٹر فضل الرحمن (ڈائرکٹر مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامیہ) (۴) ممتاز حسن (ڈائرکٹر
نیشنل بینک آف پاکستان) (۵) پیر حسام الدین راشدی (۶) ڈاکٹر جعفری (سابق ڈائرکٹر
تعلیمات حیدر آباد دکن) (۷) چودھری عبد العزیز (سکریٹری سنٹرل بورڈ آف ریونیو)
(۸) مشفق خواجہ (انجمن ترقی اردو) (۹) افسر صدیقی (انجمن ترقی اردو) (۱۰) خواجہ
عبد الوحید (مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامیہ) (۱۱) مولانا ظفر احمد ندوی (پرسنل
سکریٹری شہید ملت لیاقت علی خان) (۱۲) مولانا عبد القدوس ہاشمی (لائبریرین مرکزی ادارہ
تحقیقات اسلامی)

(۱۳) مولانا عبد الحلیم چشتی (انچارج عربی سیکشن لیاقت نیشنل لائبریری) (۱۴) مولانا طاسین (لائبریرین کتب خانہ مجلس علمی) (۱۵) محمد سرفراز (لائبریرین کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو) (۱۶) ریاض الدین (لائبریرین اسٹیٹ بینک لائبریری) (۱۷) شفیق بریلوی (مدیر ماہنامہ خاتون) (۱۸) لائبریرین اردو منزل (۱۹) ملک نذیر احمد (لائبریرین اسٹیٹ لائبریری) بہاولپور۔ (۲۰) مولانا ناظم ندوی (سابق شیخ الجامعہ ۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور) [لاہور] (۲۱) ڈاکٹر سید عبد اللہ (پرنسپل اورینٹل کالج ۔ پنجاب یونیورسٹی) (۲۲) علامہ علاؤ الدین صدیقی (صدر شعبہ دینیات ۔ پنجاب یونیورسٹی) (۲۳) راجہ ایم۔ ایچ۔ ماجد (برادر ن۔ م۔ راشد) (۲۴) نصیر احمد ناصر (سکریٹری شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی) (۲۵) مرتضیٰ حسین (مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ) (۲۶) منظور الحسن (انچارج اردو سیکشن پنجاب پبلک لائبریری) (۲۷) نور الٰہی (لائبریرین پنجاب پبلک لائبریری) (۲۸) قمر مرزا (قائمقام لائبریرین پشاور یونیورسٹی) (۲۹) لائبریرین اسلامیہ کالج لائبریری پشاور۔ (۳۰) پروفیسر منظور الحق گورنمنٹ کالج ۔ حسن ابدال (۳۱) نائب وکیل التبشیر ربوہ۔ (۳۲) پروفیسر عبد الباری شاہ عبد اللطیف گورنمنٹ کالج ۔ میرپور خاص (۳۳) ڈاکٹر شہید اللہ (ڈھاکہ یونیورسٹی)

دہلی۔

(۳۴) مفتی عتیق الرحمن (ندوۃ المصنفین) (۳۵) مولانا زید ابو الحسن فاروقی (سجادہ نشین خانقاہ شاہ ابو الخیر) (۳۶) مولوی محمد میاں فاضل عربی (برادر زادہ راقم) (۳۷) گریس مولے (ڈائریکٹر نیشنل میوزیم) (۳۸) مسلم احمد (نبیرہ شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد مرحوم)
(۳۹) ڈاکٹر رضوان اللہ (لیکچرر شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) (۴۰) سید سبط الحسن (اسسٹنٹ لائبریرین مولانا آزاد لائبریری) علی گڑھ (۴۱) مولانا عبد الماجد (مدیر صدق لکھنؤ) دریاباد (۴۲) محی الدین احمد (لائبریرین سعیدیہ ڈسٹرکٹ لائبریری) ٹونک

(۴۳) وقار خلیل (مدیر سب رس) حیدرآباد دکن۔

فرانس

(۴۴) ڈاکٹر محمد حمید اللہ (سابق صدر شعبہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن ۔ مقیم پیرس)

<u>جرمنی</u> - (۲۵) ڈاکٹر شمل (بون یونیورسٹی - مغربی جرمنی)

<u>ہالینڈ</u> - ڈاکٹر جے - ایم - ایس بلجان (ڈچ مستشرق مقیم گرونگن - ہالینڈ)

(۲۶) Father Julis Basetti Jeni
St. Bonnveuttra's University, U. S. A.

[illegible]

سخن ہائے گفتنی

۶ ستمبر سنہ ۱۹۶۱ء کو ایڈوانسڈ اسٹڈیز اینڈ ریسرچ کمیٹی کا سندھ یونیورسٹی (حیدرآباد) میں اجلاس ہوا اور استاذی المکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان مدظلہ (صدر شعبہ اردو) کی نگرانی میں راقم کو "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر" کے موضوع پر ڈی۔فل کے لیے تحقیق کرنے کی اجازت ملی چنانچہ ابتدائی کام شروع کیا گیا اور تقریباً دو سال بعد کتابیات اور خاکہ کمیٹی کے سامنے پیش کر دیا۔ ۱۳۔ اگست سنہ ۱۹۶۳ء کو کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ پی۔ایچ۔ڈی سے ڈی۔فل میں ترقی دے دی گئی ہے۔ اب اصل کام شروع ہوا۔ دو تین سال کے عرصہ میں پاکستان، ہندوستان اور انگلستان کے مختلف کتب خانوں سے بلاواسطہ اور بالواسطہ استفادہ کیا گیا اور ضروری مواد جمع کیا چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ تسوید کا کام ختم ہوگیا ہے اب تبییض کی کٹھن منزل/مسلسل تھا خون نیز پاک و ہند کی جنگ (ستمبر سنہ ۱۹۶۵ء) کے حادثات اگرچہ میں اثرات نے راقم کے عزم و ہمت کو حیات نو بخشی چنانچہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۶۵ء سے تبییض کا کام شروع ہوا اور جنوری سنہ ۱۹۶۶ء میں ختم ہوا۔ فالحمد اللہ علی ذالک

استاد مکرم مدظلہ العالی کی ہمت افزائیوں نے ہر منزل پر میرا ساتھ دیا۔ ان کی صحبت کا یہ اعجاز ہے کہ طالب علم کے دل میں طلب علم کی لگن پیدا ہو جاتی ہے۔ پست ہمتوں کے سینوں میں عزم و ہمت کے چشمے ابلنے لگتے ہیں۔ وہ ایک شفیق باپ کی طرح ہر وقت مدد کے لیے تیار رہتے ہیں۔ خداوند قدوس ان کے علمی اور روحانی فیض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین

مقالہ کے عنوان کا انتخاب بھی استاد محترم کے حسن انتخاب کا نتیجہ ہے۔ جب مکرمی مولانا عبدالماجد دریابادی کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے۔ تحریر فرمایا۔

موضوع کا انتخاب ہے تو بہت اچھا اور قابل مبارکباد
علم کے ساتھ دین کی بھی خدمت ـــ اللہ آپ کے تتبعہ
تحقیق کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔ (دریاآباد)

اس طرح جب ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بڑی دلچسپی کا اظہار فرمایا اور لکھا۔

آپ کا مقالہ ڈاکٹریٹ شائع ہو جائے تو آگاہ کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں
تاکہ خرید کر استفادہ کر سکوں (اور اپنی القرآن فی کل لسان" کے
چوتھے اڈیشن میں اس سے فائدہ اٹھا سکوں) (پیرس)

علامہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم اور ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم نے بھی اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور ہمت افزائی فرمائی ـــ مولی تعالی کا شکر و انعام ہے کہ جس مہم کے لیے قدم اٹھایا تھا اس نے لاج رکھی۔ اور تکمیل فرمائی۔

شکر کدام فضل بجا آورد کسے
عاجز بماند هر که درین افتکار کرد

قرآن پاک کے اردو ترجموں اور تفسیروں کا کسی ایک مقالہ میں مکمل اور جامع طور پر استقصاء نہیں کیا گیا۔ جو کچھ کوششیں ہوئی ان کی حیثیت مجمل فہرست سے زیادہ نہیں۔ اور وہ بھی نامکمل مثلاً محمد اسلم جیراجپوری نے تاریخ القرآن (۱۳۲۶ھ) لکھی۔ مرزا محمد سجاد بیگ نے الفہرست لکھی۔ مولوی عبد الحق مرحوم نے ایک مقالہ قلم بند کیا تھا جس کا عنوان ہے "پرانی اردو میں قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیریں" (۱۹۳۷ء) ڈاکٹر ہاشم امیر علی نے ایک مقالہ بعنوان "قرآنی تراجم اردو کے چند نسخے" (۱۹۳۶ء) لکھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی تالیف "القرآن فی کل لسان" (۱۹۴۷ء) پیش کی۔ پروفیسر عبد الصمد صارم نے تاریخ التفسیر اور تاریخ القرآن (۱۹۳۷ء) پیش کی۔ محمد اسلم ملک کا مقالہ "قرآن کے اردو تراجم کا جائزہ" (۱۹۵۵ء) رسالے [illegible] رضوی نے اپنے مضمون

"قرآن مجید کے اردو تراجم (۱۹۵۵ء) میں تراجم قرآن کا جائزہ لیا۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ پیش فرمایا جس کا عنوان تھا۔ The Role of Translations in The Development of Urdu

مولوی عبدالقیوم ندوی نے تاریخ القرآن لکھی۔ انجمن ترقی اردو کی طرف سے قاموس الکتب شائع ہوئی جس میں نسبتاً پہلی مرتبہ تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے مگر یہ بھی مکمل نہیں۔ شفیق بریلوی نے ماہنامہ "خاتون" کا "قرآن نمبر" (۱۳۸۲ھ) پیش کیا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں محمد سالم قدوائی مندرجہ ذیل موضوع پر تحقیق کر رہے ہیں۔
" Indain contribution to the Quranic Literature"
الغرض اردو میں قرآنی تراجم اور تفاسیر کے جائزے کی کوشش ہوتی رہی۔ مگر کسی فاضل نے جان کاہی اور عرق ریزی کے ساتھ مکمل اطلاعات بہم نہیں پہنچائیں۔ راقم نے جہاں تک طاقت بشری میں اس عرصہ کے دوران ممکن تھا سعی کی ہے کہ تمام جزوی اور کامل تراجم و تفاسیر کا استقصاد کیا جائے۔ خدا کرے کہ راقم اس ناچیز کوشش میں کامیاب ہو۔

راقم نے اس مقالہ کی ترتیب یہ رکھی ہے۔ پہلے مقدمہ ہے جس میں قرآن کریم کی حقانیت اور صداقت کو ظاہر کیا گیا ہے اور قرآن عظیم سے متعلق تمام ترجموں اور تفسیروں کا بالاستیعاب جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے بعد اصل مقالہ شروع ہوتا ہے۔ پہلا باب دسویں اور گیارھویں صدی کی تفاسیر پر مشتمل ہے۔ تفسیر سے مقالہ کا آغاز اس لیے کیا گیا کہ فارسی اور عربی کی طرح اردو میں بھی علوم قرآنیہ کا آغاز خالص ترجموں سے نہیں بلکہ جزوی اور کامل تفسیروں سے ہوا ہے۔ ابتدائی تفاسیر میں بعض کو تو بھی تراجم کہا جا سکتا ہے مگر چونکہ مولف ان کو تفاسیر سے تعبیر کیا ہے اس لیے ہم نے بھی ان کو تفاسیر میں شامل کیا ہے۔ دوسرے باب میں بارھویں صدی ہجری کی تفاسیر کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تمام تفاسیر شاہ عبدالقادر علیہ الرحمتہ کی "موضح قرآن" (۱۲۰۵ھ) سے پہلے لکھی گئی ہیں تیسرے باب میں تیرھویں صدی ہجری کی تفاسیر کا جائزہ لیا ہے۔ چوتھے باب میں چودھویں صدی ہجری کی تفاسیر کو شامل کیا ہے۔

چونکہ یہ باب طویل ہو رہا تھا اس لیے ہم نے اس میں صرف ۱۳۰۱ھ سے ۱۳۲۰ھ کی تفاسیر کا ذکر کیا ہے۔ پانچویں باب میں ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۸۵ھ کی تفاسیر کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چھٹے باب میں مختلف مکاتب فکر اور ان کی تفاسیر کا جائزہ لیا ہے۔ ساتویں باب میں عصر جدید کے مفسرین اور ان کے مفسرانہ اور ادیبانہ رنگ کو بیان کیا گیا ہے۔ آٹھویں باب میں تیرھویں صدی ہجری کے خالص اور مکمل ترجموں کا جائزہ لیا ہے۔ اس صدی میں بعض تراجم تفاسیر کے ساتھ بھی ہوئے ہیں۔ چونکہ تفسیر کے باب میں ان کا ذکر کر دیا گیا تھا اس لیے توارد کے خوف سے دوبارہ نہیں لکھا گیا۔ نویں باب میں چودھویں صدی ہجری کے تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں ان کتب خانوں کی ایک فہرست دے دی گئی ہے۔ جہاں سے دوران تحقیق بلاواسطہ یا بالواسطہ استفادہ کیا گیا۔ اس کے بعد کتابیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے حروف تہجی کی ترتیب سے تفاسیر کی فہرست دی ہے۔ پھر تراجم کی۔ ان تفاسیر و تراجم میں وہ تفسیریں اور ترجمے بھی شامل کر لیے گئے ہیں جو ہمارے علم میں تو آگئے مگر [illegible] اور دشواریوں کی وجہ سے مطالعہ نہ کیا جاسکا۔ یہ اس لیے کیا گیا تاکہ تراجم و تفاسیر کی فہرست اپنی جگہ جامع اور مکمل ہو سکے۔ تیسری فہرست ان کتابوں کی ہے جو تفسیر اور ترجمے کے علاوہ مطالعہ میں آئیں۔ مولیٰ تعالیٰ اس ناچیز سعی کو مشکور فرمائے۔ آمین

محمد مسعود احمد
۲۱ جنوری سنہ ۱۹۶۶ء
یوم جمعۃ المبارک

فہرست

مقدمہ

پہلا باب

دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کی تفسیریں

دوسرا باب

بارھویں صدی ہجری کی تفسیریں

۲۰ ——— ۶۰

تیسرا باب

تیرھویں صدی ہجری کی تفسیریں

۶۱ ——— ۱۳۷

سید علی مجتہد ـــــ تفسیر توضیح مجید ـــــ سید عبداللہ ـــــ

تفسیر مقبول ـــــ محمد حسن خان ـــــ ترجمہ تفسیر فتح العزیز ـــــ محمد علی

ـــــ ترجمہ تفسیر فتح العزیز ـــــ تفسیر سورہ یوسف ـــــ

تفسیر سورہ ق ـــــ تفسیر سورہ رحمن ـــــ شاہ رفیع الدین ـــــ

تفسیر و فہمی ـــــ نواب واجد علی شاہ ـــــ صحیفہ سلطانیہ ـــــ

حکیم محمد اشرف کاندھلوی ـــــ تفسیر سورہ یوسف ـــــ تفسیر ریاض دل کشا

ـــــ عبدالسلام سلام ـــــ تفسیر زاد الاخرۃ ـــــ قاضی عبداللہ

تفسیر فیض الکریم ـــــ عبدالحکیم ـــــ تفسیر فاتحۃ الحکیم ـــــ سید عطر علی

ـــــ تفسیر عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن ـــــ محمد سپہدار خان ـــــ

تفسیر مظہر علوم ـــــ فخر الدین ـــــ تفسیر قادری ـــــ شاہ عبدالحق

قادری ـــــ جواہر التفسیر فی السیر والتذکیر ـــــ سر سید احمد خان ـــــ

تفسیر القرآن جلد اول دوم ـــــ

چوتھا باب

چودھویں صدی ہجری کی تفسیریں

(۱۳۰۱ھ ـــــ ۱۳۲۰ھ)

۱۳۸ ـــــ ۲۶۳

سر سید احمد خان ـــــ تفسیر القرآن ـــــ ترقیم فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم

ـــــ تحریر فی اصول التفسیر ـــــ تفسیر المبین والمبان علی معانی القرآن ـــــ

تفسیر السواء ـــــ سید محمد حسن امروہوی ـــــ غایۃ البرہان فی تاویل

القرآن ـــــ مولوی حسن خان ـــــ دبستان التفاسیر ـــــ نواب صدیق

حسن خان ـــــ ترجمان القرآن بلطائف البیان ـــــ محمد بن ہاشم ـــــ

ترجمان القرآن ـــــ مولوی ذوالفقار احمد ـــــ ترجمان القرآن ـــــ

محمد عبدالحکیم لکھنوی ـــــ جواہر التفسیر ـــــ کاشف الکنون عن مطالب

عم تیساءلون ـــــ محمد عبدالرحمن ـــــ تفسیر سورہ اخلاص ـــــ

ـــــ فتح محمد تائب ـــــ خلاصۃ التفاسیر ـــــ

مولوی عبد القادر ـــــ ذخیرۃ عقبی ـــــ محمد رحیم بخش دھلوی

ـــــ اعظم التفاسیر ـــــ غلام محمد غوث ـــــ تفسیر منتہی الوعظ

ـــــ عبد الحق حقانی ـــــ تفسیر فتح المنان ـــــ خلیل احمد اسرائیلی

ـــــ سراج المنیر ـــــ شیخ یعقوب علی تراب ـــــ تفسیر القرآن

ـــــ محمد محی الدین ـــــ تفسیر عین الیقین ـــــ شیخ احمد

قادری ـــــ تفسیر کشف القلوب ـــــ عبد المجید دھلوی ـــــ

تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن ـــــ ڈاکٹر عبد الحکیم خان ـــــ

تفسیر القرآن بالقرآن ـــــ وحید الزمان ـــــ موضح القرآن ـــــ

مولانا اشرف علی تھانوی ـــــ تفسیر بیان القرآن ـــــ عبد اللہ چکڑالوی

ـــــ ترجمۃ القرآن بہ آیات القرآن ـــــ تفسیر القرآن بالقرآن ـــــ

سید احمد حسن دھلوی ـــــ احسن التفاسیر ـــــ محمد داؤد ـــــ

ترجمہ تفسیر کبیر ـــــ غلام رسول ـــــ تفسیر سورہ یوسف ـــــ

غلام محمد غوث ـــــ تفسیر سلسلۃ الوجان ـــــ محمد اعجاز اللہ خان

ـــــ تفسیر القرآن ـــــ حکیم شمس اللہ قادری ـــــ الجواہر الفرید

فی تفسیر التوحید ـــــ محمد حلیم انصاری ـــــ ترجمہ تفسیر اتقان ـــــ

مولوی نعیم الدین مرادآبادی ـــــ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ـــــ

محمد عبد اللہ قادیانی ـــــ تفسیر آسانی سبعا من المثانی ـــــ

سعادت اظہری ـــــ محمد سراج الحق ـــــ تفسیر فبہت الذی کفر

ـــــ قاضی سلطان منصورپوری ـــــ جواہر القرآن ـــــ

محمد علی لاہوری ـــــ تفسیر بیان القرآن ـــــ

پانچواں باب

چودھویں صدی ہجری کی تفسیریں

(۱۳۲۱ھ ——— ۱۳۸۵ھ)

۲۶۴ ——— ۴۴۴

عبدالقادر جاوی ——— تفسیر عمدۃ الفکر ——— محمد عنایت اللہ مشرقی ———

تذکرہ ——— محمد عبدالباری فرنگی محلی ——— الطاف الرحمن بتفسیر القرآن

——— محمد سلیمان فاروقی ——— توضیح الفرقان ——— ظہور احمد ———

تفسیر سورہ فاتحہ ——— خواجہ عبدالحی فاروقی ——— تفسیر سورہ یوسف

——— تفسیر پارہ عم ——— عبدالماجد دہلوی ——— تفسیر واضح البیان

——— حبیب احمد کیرانوی ——— حل القرآن ——— عبدالرحیم ———

پھلواری

تفسیر آیت کریمہ ——— تفسیر المعوذتین ——— ممتاز علی و نجم الدین ———

——— تفسیر البیان فی مقاصد القرآن ——— محمد ثناء اللہ امرتسری ———

تفسیر ثنائی ——— ابراہیم حنیف ——— تفسیر آل محمد ——— ابوالکلام

ترجمان القرآن ——— ابو محمد مصلح ——— ترجمان القرآن ——— محمد عبدالحکیم

——— تفسیر سورہ یوسف ——— شبیر احمد عثمانی ——— تفسیر سورہ حجرات

——— حمید الدین فراہی ——— تفسیر سورہ اخلاص ——— عطاء الرحمن

صدیقی ——— تفسیر زبدۃ البیان ——— خواجہ احمد الدین امرتسری ———

تفسیر بیان الناس ——— راحت حسین گوپال پوری ——— تفسیر انوار القرآن ———

بشیر الدین محمود ——— تفسیر کبیر ——— عبدالمجید قریشی ——— درس قرآن

——— غلام احمد پرویز ——— معارف القرآن ——— حسام الدین فاضل

——— تفسیر فاضل ——— احمد یار خان ——— اشرف التفاسیر ———

عبدالسلام ندوائی ——— تفسیر پارہ الم ——— شعبہ اشاعت القرآن ———

تفسیر پارہ عم ——— فتح اللہ مفتون ——— راہ راست ——— محمد طاہر قاسمی ———

تفسیر سورہ یوسف ——— محمد حسین پالوا ——— ہدا من القرآن ———

فیروز الدین روحی ــــ تفسیر قرآن ــــ عبدالدائم جلالی ــــ تفسیر بیان

السبحان ــــ ابو الاعلیٰ مودودی ــــ تفسیر تفہیم القرآن ــــ مولوی

احمد سعید دہلوی ــــ تفسیر سورہ یوسف ــــ تفسیر سورہ یونس ــــ

تفسیر سورہ بنی اسرائیل ــــ تفسیر سورہ کہف ــــ تفسیر سورہ مریم ــــ

احمد حسن فاضل ــــ تفسیر جدید ــــ نور محمد ــــ ترجمہ تفسیر ابن

کثیر ــــ حکیم احمد شجاع الایوبی ــــ اوضح البیان فی مطالب القرآن

ــــ محمد احمد ابو الحسنات ــــ تفسیر الحسنات ــــ عبد الماجد

دریا آبادی ــــ تفسیر ماجدی ــــ عبد القدیر صدیقی ــــ

تفسیر صدیقی ــــ بشیر الدین محمود ــــ امین احسن اصلاحی ــــ

تفسیر سورہ فاتحہ ــــ عبدالدائم جلالی ــــ ترجمہ تفسیر مظہری ــــ

قاضی شمس الدین ــــ تفسیر القرآن بتیسیر الرحمن ــــ شاہ محمد ...

ــــ تفسیر القرآن ــــ محمد حنیف ندوی ــــ تفسیر سراج ...

ــــ واحدہ خانم ــــ مطالب القرآن ــــ امین احسن اصلاحی ــــ

مجموعہ تفاسیر فراہی ــــ غلام وارث ــــ تبیان القرآن ــــ عبدالعزیز بن

منظور احمد ــــ تفسیر عزیزی ــــ محمد بن ابراہیم ــــ تفسیر محمدی

ــــ حمید اللہ ــــ حواشی و شرح قرآن ــــ حکیم مظہر علی ــــ

تفسیر مظہر البیان ــــ حاجی محمد یوسف ــــ ترجمہ تفسیر کبیر ــــ

سید شریف حسین ــــ آثار حیدری ــــ محمد علی اسحاق ــــ

تفسیر سورہ یسین منظوم ــــ شوکت علی فہمی ــــ مضامین القرآن ــــ

بشیر الدین محمود ــــ تفسیر سورہ کہف ــــ محمد حلیم انصاری

ــــ ترجمہ اتقان فی علوم القرآن ــــ

چھٹا باب

مختلف مکاتب فکر اور ان کی تفاسیر

ساتواں باب

دور حاضر کے مفسرین —— ان کے مفسرانہ اور ادیبانہ اسالیب

اردو تراجم کا عہد بہ عہد ارتقا

آٹھواں باب

تیرھویں صدی ہجری کے مترجمین قرآن

——

(۱) شاہ رفیع الدین دہلوی

(۲) شاہ عبدالقادر دہلوی

(۳) حکیم محمد شریف خان دہلوی

(۴) (الف) کاظم علی جوان

(ب) مولوی امانت اللہ

(ج) مولوی فضل اللہ

(د) میر بہادر علی حسینی

(ھ) حافظ غوث علی ۔

نواں باب

چودھویں صدی ہجری کے مترجمین قرآن

۵۹۲ —— ۷۰۴

ترجمہ قرآن بلا تین —— سرسید احمد خان —— محمد حسن امروہوی ——

نواب صدیق حسن خان —— فتح محمد تائب —— محمد رحیم بخش ——

عبدالحق حقانی —— مولوی نذیر احمد —— عاشق الٰہی میرٹھی ——

فتح محمد جالندھری —— شیخ احمد قاری —— ڈاکٹر عبدالحکیم ——

وحید الزمان وقار جنگ —— عبداللہ چکڑالوی —— سید احمد حسن دہلوی

—— غلام رسول —— ثناء اللہ امرتسری —— محمد امداد اللہ خان ——

حکیم شمس اللہ قادری —— مولوی اشرف علی تھانوی —— مرزا حیرت دہلوی

—— مولوی احمد رضا خان بریلوی —— مقبول احمد دہلوی ——

مولوی محمود حسن دیوبندی —— تہور علی شاہ —— مولوی محمد علی لاہوری

—— شمس الدین لاہوری —— محمد عبد الباری فرنگی محلی ——

خواجہ حسن نظامی —— قرآن پاک کے پانچ ترجموں والا —— یعقوب حسن ——

حبیب احمد کیرانوی —— خواجہ احمد الدین امرتسری —— نجم الدین

سیواری —— راحت حسین گوپال پوری —— ابو الکلام آزاد —— مرزا ابراہیم

بیگ چغتائی —— مرزا بشیر الدین محمود —— اقبال خانم ——

***

مُقدّمہ

مقدمہ

قرآن حکیم اپنے آئینے میں

قرآن عظیم خداوند تعالی کی طرف سے سیدنا پاک مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
پر نازل ہوا۔ خود قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

وانہ لتنزیل رب العالمین۔ نزل بہ روح الامین۔ علی قلبک [1]
اور بیشک یہ قرآن جہانوں کے رب کا اتارا ہوا ہے۔ اسے روح الامین نے
تیرے قلب پر اتارا ہے۔

وحی کی کیفیت کے متعلق حضرت حارث بن ہشام نے نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
استفسار فرمایا تو آپ نے جواب دیا۔

"احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو اشدہ علی فیفصم عنی وقد وعیت
عنہ ما قال۔ واحیانا یتمثل لی الملک رجلاً فیکلمنی فاعی مایقول"
کبھی میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر بہت سخت
ہوتی ہے اور جب میں اسے یاد کر لیتا ہوں جو اس نے کہا تو وہ حالت مجھ سے
دور ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں میرے پاس آتا ہے۔
اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسے میں یاد کر لیتا ہوں [2]

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے وحی کا سلسلہ رویائے صادقہ کی صورت میں ظاہر
ہوا۔ پھر آپ غار حرا میں خلوت گزین ہوگئے۔ کئی کئی راتیں مسلسل عبادت فرماتے
حتی کہ ایک دن۔

حتی جاءہ الحق۔ وھو فی غار حراء فجاءہ الملک وقال اقراء
فقال۔ قلت ما انا بقاری۔ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجھد
ثم ارسلنی فقال اقراء فقلت ما انا بقاری۔ فاخذنی فغطنی الثانیۃ
حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی۔ فقال اقراء فقلت ما انا بقاری۔ قال
فاخذنی فغطنی الثالثہ ثم ارسلنی فقال اقراء باسم ربک الذی خلق۔
خلق الانسان من علق۔ اقراء وربک الاکرم۔ فرجع بہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔ یرجف فوادہ۔

۱۔ قرآن حکیم۔ سورہ شعراء آیت ۱۹۲۔
۲۔ صحیح بخاری شریف (اردو) تالیف محمد ابن اسمعیل ابن ابراھیم ابن مغیرہ ابن بردزبہ البخاری الجعفی
ولادت ۱۳ شوال سنہ ۱۹۴ھ بمقام بخارا (روس) پارہ اول۔ کتاب الوحی۔ ص ۸۱

یہاں تک کہ (جب وہ غار حرا میں تھے) حق آیا۔ چنانچہ ان کے پاس
فرشتہ آیا۔ اور کہا پڑھ۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں پڑھا
ہوا نہیں ہوں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ مجھے فرشتہ نے پکڑا اور
مجھے زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی پھر مجھ
کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں
ہوں پھر دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے دبایا یہاں تک کہ میری
طاقت جواب دینے لگی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے
کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر تیسری بار
پکڑ کر مجھے زور سے دبایا۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا "پڑھ اپنے
رب کے نام سے جس نے انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور
تیرا رب سب سے بزرگ ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کو دہرایا اس حال میں کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا۔"[1]

اس عظیم تجربہ کے بعد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس
تشریف لائے اور فرمایا۔

زملونی۔ زملونی[2]

حضرت خدیجہ نے کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو حضرت خدیجہ سے سارا حال بیان
فرمایا۔ آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس
لے گئیں۔ یہ انجیل مقدس کو عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے اور انجیل کے اچھے عالم تھے۔ ان کے
سامنے سارا ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا۔

هذا الناموس الذی نزل اللہ علی موسی۔ یا لیتنی فیہا جذعا
یا لیتنی اکون حیا۔ اذ یخرجک قومک فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم او مخرجی هم قال نعم ———

یہی وہ ناموس ہے جو اللہ تعالی نے حضرت موسی پر نازل فرمایا تھا کاش
میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تمہیں
نکال دے گی۔

1۔ صحیح بخاری شریف (اردو) مطبوعہ کراچی ص۔ ۸۲

2۔ ایضاً ص۔ ۸۲

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا وہ مجھے نکال دیں گے
(ورقہ نے) جواب دیا۔ ہاں ۔۔۔۔[1]

ورقہ بن نوفل نے جو کچھ کہا تھا وہ ہوا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت پر فائز ہوئے اور وہ وقت بھی آیا جب مکہ والوں نے پہلے نبیوں کی طرح سلوک کیا اور وہ نفس قدسی ہجرت پر مجبور ہوا (صلی اللہ علیہ وسلم)

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا وہ آغاز نزول وحی سے متعلق تھا۔ وحی اور نزول وحی کے متعلق قرآن پاک میں تمام تفصیلات موجود ہیں۔ آغاز نزول کس مہینہ میں ہوا۔ اس کا جواب قرآن عظیم سے یوں ملتا ہے۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن
رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

کس وقت نازل ہوا اس کا جواب میں قرآن میں موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔[3]

" حم۔ والکتب المبین۔ انا انزلنہ فی لیلۃ مبارکۃ
واضح کتاب کی قسم کہ ہم نے اس (قرآن) کو مبارک رات میں اتارا

ایک دم نازل ہوا یا تدریجاً نازل ہوتا رہا۔ اس کے متعلق قرآن کہتا ہے۔[4]

" وقرانا فرقنہ لتقراہ علی الناس علی مکث و نزلنہ تنزیلا۔
اور قرآن کو اس لیے جدا جدا کیا تاکہ تم آہستگی سے لوگوں
کے سامنے اس کو پڑھو۔ اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا۔

پھر کیا زبانی یاد کیا گیا یا اس کو لکھ کر بھی محفوظ کر لیا گیا۔ اس کا جواب بھی قرآن میں ملتا ہے۔

" فی صحف مکرمۃ۔ مرفوعۃ مطھرۃ۔ بایدی سفرۃ۔
کرام بررۃ۔
اور یہ ان ورقوں میں لکھی ہے جن کی تعظیم کی جاتی ہے
بلند کیے گئے پاک کیے گئے۔
وہ ورق لکھنے والوں کے ہاتھ میں ہیں۔
جو بزرگ نیکوکار کاتبوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

۱۔ ایضاً ص۔ ۸۳ (۲) قرآن حکیم سورہ بقرہ آیت۔ ۱۸۴ (۳) قرآن حکیم سورہ دخان آیت۔ ۲ و ۳
(۴) قرآن حکیم سورہ بنی اسرائیل آیت۔ ۱۰۷ (۵) قرآن حکیم سورہ عبس آیت۔ ۱۱ سے ۱۵

یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ پورا قرآن نازل ہوا یا کچھ رہ گیا اس کا جواب
یوں دیا جاتا ہے۔

وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا ۔

اور سچ اور انصاف کے ساتھ تیرے رب کی بات پوری ہوئی

لا مبدل لکلمتہ ۔ [1]

اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

پھر جو کچھ جمع کیا گیا اور لکھا گیا وہ پڑھا جاتا تھا۔ اور گھر گھر پڑھا جاتا تھا۔
مدینہ کی فضائیں گونجتی تھیں۔

واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیت اللہ
اور اللہ کی آیتوں اور حکمت میں جو کچھ تمہارے گھروں میں
والحکمة [2]
پڑھا جاتا ہے اسے یاد کرو۔

کیا جو کچھ نازل کیا گیا وہ حق کی آواز بھی ہے یا نہیں۔ اس کا جواب
دلائل و براہین کے ساتھ قرآن میں موجود ہے۔

پہلی دلیل

صحف سابقہ قرآن حکیم کی تصدیق کرتی ہیں۔

ان ھذا لفی الصحف الاولی
بیشک یہ بیان اگلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم
صحف ابراہیم و موسی ۔ [3]
اور موسی کے صحیفوں میں

۱۔ قرآن حکیم ۔ سورہ انعام آیت ۔ ۱۱۵
۲۔ قرآن حکیم ۔ سورہ احزاب آیت ۔ ۲۳
۳۔ قرآن حکیم ۔ سورہ اعلی آیت ۔ ۱۸ — ۱۹

قرآن حکیم صحف سابقہ کی تصدیق کرتا ہے

دوسری دلیل

(الف) واذا قیل لھم آمنوا بما انزل علینا

تو کہتے ہیں " ہم اس کو مانتے ہیں جو ہم پر اتارا ہے اور جو۔

ویکفرون بما وراءہ - وھو الحق

اس کے سوا ہے اسے نہیں مانتے " حالانکہ وہ اصل تحقیق ہے۔

مصدقاً لما معھم -[1]

اور جو ان کے پاس ہے اس کو سچا بتاتا ہے۔

(ب) وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم

مانیے سچ بتاتا ہے اس چیز کو جو تمہارے پاس ہے اور تم اس کے پہلے

ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بایتی

منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑا مول نہ لو۔ مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

ثمنا قلیلا وایای فاتقون -[2]

علمائے بنی اسرائیل قرآن حکیم سے واقف ہیں

تیسری دلیل

اولم یکن لھم آیۃ ان

کیا ان کے لیے یہ نشانی کافی نہیں کہ اس قرآن کو

یعلمہ علمٰؤ بنی اسرائیل -[3]

علمائے بنی اسرائیل جانتے ہیں -

---

۱ - قرآن حکیم - سورہ بقرہ - آیتہ - ۹۰
۲ - قرآن حکیم - سورہ بقرہ - آیتہ - ۴۱
۳ - قرآن حکیم - سورہ شعراء - آیتہ - ۱۹۷

علماء بنی اسرائیل نے صحف سماویہ سے جو کچھ مصلحتاً چھپا لیا تھا قرآن حکیم اس کا انکشاف کرتا ہے

چوتھی دلیل

یا اهل الکتب قد جاءکم رسولنا یبین

اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے
کتاب کی بہت باتیں جو

لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتب

تم چھپاتے تھے۔ تم پر کھولتا ہے۔ اور بہت باتوں
سے درگزر کرتا ہے۔

ویعفوا عن کثیر قد جاءکم من الله نور وکتب مبین ۔ [1]

خدا سے تمہارے پاس روشنی اور کھلی کتاب آئی ہے۔
حکمة بالغة [2]

قرآن حکیم عقل کی بات ہے۔

پانچویں دلیل

(الف) اور یہ قرآن پوری عقل کی بات ہے۔

ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر [3]

(ب) اور ہم نے سمجھنے کے لیے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔
ہے کوئی جو نصیحت پکڑے۔

قرآن حکیم میں کہیں
اختلاف نہیں۔

چھٹی دلیل

افلا یتدبرون القرآن ۔ ولو کان من
کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے۔ اور اگر وہ اللہ کے سوا
عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا ۔ [4]
کسی اور کا ہوتا تو اس میں ضرور بہت سے اختلاف ہوتے۔

---

۱ ۔ قرآن حکیم ۔ سورہ مائدہ ۔ آیت ۔ ۱۴
۲ ۔ قرآن حکیم ۔ سورہ قمر ۔ آیت ۔ ۵
۳ ۔ قرآن حکیم ۔ سورہ قمر ۔ آیت ۔ ۴۰
۴ ۔ قرآن حکیم ۔ سورہ نساء ۔ آیت ۔ ۸۱

قرآن کی حیات جاودانی اور ہمہ گیر اشاعت۔

آٹھویں دلیل

انّ علینا جمعہ وقرآنہ۔[1]

(الف) اس کو جمع کرنا اور پڑھانا ہمارا ذمہ ہے

انّا نحن نزلنا الذکر وانّا لہ لحافظون

(ب) ذکر (قرآن) کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

اس آخری دلیل کا اعجاز دیکھنا ہے کہ اس آواز حق کی حفاظت حق نے کس طرح کی۔ زمانہ گزرتا گیا ہزارہا نوشتہ جات مٹ گئے/ردوبدل ہوئے ہیں۔ لیکن نہ مٹا تو صرف ایک نشان۔ اور وہ کوئی مٹا بھی نہیں سکتا کہ خود قدرت نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے ـــ دنیا کی کوئی قدیم سے قدیم کتاب اس صداقت کے ساتھ ہمارے سامنے نہیں۔ آئیے دیکھیں کہ جس قرآن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ میں ورق ورق پر لکھ لیا گیا تھا وہ کہاں کہاں تک پہنچا۔

۱۔ قرآن حکیم۔ سورہ قیامہ۔ آیت۔ ۱۷

۲۔ (الف) مکتوب سردار جعفری از تاشقند بنام سید شہاب الدین دسنوی محررہ ۸ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء مطبوعہ معارف شمارہ اگست سنہ ۱۹۶۱ء ص۔ ۲۔ ۱۵۱

(ب) اخبار جنگ۔ شمارہ ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۹۶۵ء ص۔ ۱۔ ۴۔ ۵۔ ۶

قرآن حکیم کے قدیم نسخے

(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا وہ قرآنی نسخہ " جو مصحف عثمانی " کے نام سے مشہور ہے۔ مسلم بورڈ (برائے وسطی ایشیا ء قازقستان) جو تاشقند میں قائم ہے اس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس کتب خانے میں ۲۰ ہزار اسلامی قلمی نوادرات ہیں۔

قرآن پاک کا یہ قلمی نسخہ طول و عرض میں ۵۳ × ۶۸ سینٹی میٹر ہے۔ اور ۳۵۳ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس پر خون کے دھبے ہیں جس کے کیمیاوی تجزیہ سے اس کی قدامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس پر اعراب اور نقطے بھی نہیں جو حجاج بن یوسف کے زمانے میں لگائے گئے ---- صدر پاکستان محمد ایوب خان جب ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۹۶۵ء کو تاشقند تشریف لے گئے تھے تو طلا شیخ کی مسجد میں تاجکستان کے مفتی اعظم نے اس مصحف کے ۳۳ اوراق تین مجلدات میں تحفتاً پیش کیے تھے۔ [۲] جو راولپنڈی اور پشاور میں عوام کی زیارت کے لیے رکھے گئے۔ اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے چودہ سو برس پہلے جو فرمایا تھا۔

" ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے " حرف بحرف صحیح ہے۔

۱۔ (الف) مکتوب سردار جعفری از تاشقند بنام سید شہاب الدین دسنوی محررہ ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء مطبوعہ معارف۔ شمارہ اگست سنہ ۱۹۶۱ء ص۔ ۳۔ ۱۵۱

(ب) اخبار جنگ۔ شمارہ ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۹۶۵ء ص۔ ۱۔ کالم ۵۔ ۶

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبہ قلمی نسخہ (جو حضرت حفصہ کے پاس محفوظ تھا) کی کئی نقول ممالک محروسہ میں بھیجی تھیں وہ ایک عرصہ محفوظ رہیں۔ علامہ مقری نے نفح الطیب میں اس تفصیل بیان کی ہے۔

(۱) <u>نسخہ دمشق۔</u>

یہ سنہ ۱۹۵۷ء تک دمشق میں موجود تھا۔ ابوالقاسم سبتی نے اس کی زیارت کی تھی۔ ~~الخ~~ سنہ ۷۳۵ھ میں عبد الملک نے اس کی زیارت کی۔ مولانا شبلی نعمانی جب ترکی تشریف لے گئے تو یہ نسخہ قسطنطنیہ کی ایک مسجد میں محفوظ تھا۔ جب یہ مسجد نذر آتش ہوگئی تو یہ نسخہ بھی جل گیا۔

(۲) <u>نسخہ مدینہ طیبہ۔</u>

سنہ ۷۳۵ھ تک یہ نسخہ موجود تھا۔ اس کی پشت پر یہ عبارت تحریر تھی۔

ھذا ما اجمع علیہ جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھم زید بن ثابت وعبداللہ بن زبیر۔ وسعد بن العاص" ——— (دیگر صحابہ کے نام بھی تھے)۔

(۳) <u>نسخہ مکہ معظمہ۔</u>

یہ نسخہ بھی سنہ ۷۳۵ھ تک وہاں موجود تھا۔

(۴) <u>نسخہ بصرہ</u>

بصرہ سے یہ نسخہ قرطبہ (ہسپانیہ) پہنچا۔ پھر عبدالمومن اپنے دارالسلطنت لے آئے۔ سنہ ۶۲۵ھ میں معتود کے قبضہ میں آیا۔ اس کے بعد ابوالحسن نے جب تلمسان فتح کیا تو یہ ان کے قبضہ میں آیا۔ ان کے مرنے کے بعد پھر پہنچا۔ سنہ ۷۲۵ھ میں اس کو ایک تاجر خرید کر شہر فاس لے آیا اور مدت تک وہاں رہا۔[1]

۱۔ مقری۔ نفح الطیب۔ جلد اول۔ مطبوعہ مصر۔ ص۔ ۲۸۳
(بحوالہ مقالات شبلی۔ جلد اول ص۔ ۲۳)

علامہ مقریزی نے کتاب الخطط میں جہان سلطان صلاح الدین کے وزیر قاضی فاضل کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے کہ مصحف عثمانی اس کے کتب خانے میں موجود تھا جس کو اس نے ۳۰ ہزار اشرفی میں خریدا تھا۔ غالباً یہ وہی نسخہ ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا جو ایک روایت کے مطابق خواجہ احرار۔ قسطنطنیہ سے سمرقند لائے تھے۔ سنہ ۸۶۲ھ میں ترکستان کے روسی گورنر نے سمرقند میں سینٹ پیٹرس برگ کے کتب خانہ کو دے دیا۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں لینن نے اس کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔ اس طرح یہ نسخہ لینن گراڈ سے تاتاریہ آیا اور پھر وہاں سے تاشقند پہنچا۔

مشہد (ایران) کے کتب خانہ آستانہ رضوی میں قرآنی نادرات موجود ہیں چند نسخوں کا تعارف کرایا جاتا ہے۔

(۱) نسخہ حضرت علی بخط کوفی۔

یہ نسخہ ۱۲ ۱/۴ × ۹ ۱/۲ کے ۶۸ اوراق پر مشتمل ہے۔ چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ سورہ ہود سے آخر سورہ کہف تک ہے۔ اس کے آخر میں لکھا ہوا ہے۔

کتبہ علی بن ابی طالب

(۲) نسخہ امام حسن۔

یہ نسخہ ۷ × ۵ سائز کے ۱۲۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس میں صرف دو پارے ہیں۔ سورہ یسین کی آیت نمبر ۲۵ سے شروع ہوتا ہے۔ آخری صفحہ پر لکھا ہے۔

کتبہ حسن بن علی بن ابی طالب فی سنۃ احدی و اربعین

گویا یہ نسخہ خود امام حسن علیہ السلام نے سنہ ۴۱ھ میں تحریر فرمایا نسخہ امام زین العابدین کے علاوہ سنہ ۸۲۷ھ اور اس کے بعد کے قلمی نسخہ بھی ہیں۔[1]

۱۔ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم۔ "ایران کے بعض اہم کتب خانے" مطبوعہ اورینٹل کالج میگزین (لاہور) جلد ۱۳۔ عدد ۱۔ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۵ء۔ ص ۹۷ ۔ ۱۱۳

تفسیر اور اس کے طریقے

تفسیر کے معنی ۔

کارا دو (B. Carra D. Vaux) نے دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے ایک مقالہ میں " تفسیر " کی یہ تعریف کی ہے۔

" فعل فسر کا مصدر بمعنی توضیح ۔ تشریح ۔ یہ لفظ علمی اور فلسفی کتابوں کی شرح کے لیے استعمال ہوتا ہے اور شرح کا مرادف ہے۔ چنانچہ ارسطو کی تصانیف کی یونانی اور عربی شرحوں کے لیے باقاعدہ استعمال ہوا ہے " [1]

دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے دوسرے مقالہ نگار استاد امین الخولی نے تفسیر کے ذیل میں یہ تشریحات کی ہیں۔

ف ۔ س ۔ ر ۔ اور " س ۔ ف ۔ ر " دونوں مادوں میں کھولنے اور حجاب ہٹا دینے کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن سفر ظاہری اور مادی اشیاء کو کھول کر سامنے لانے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اور " فسر " کا استعمال معنوی اور باطنی اشیاء کو کھول کر بیان کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ تفسیر فسر سے باب تفعیل کا مصدر ہے اور اس کے معنی کسی عبارت کے مطلب کو واضح کرنے کے ہیں " [2]

تفسیر کے طریقے اور تقسیم ۔

مطالعات شرعیہ میں علم تفسیر میں قرآنی مطالب و مقاصد کا اظہار کیا جاتا ہے [3] اس اظہار کے مختلف طریقے ہیں۔ اور جوں جوں حالات بدل رہے ہیں۔ تفسیر کے طریقوں میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔ ابتداء تفسیر بالروایتہ کا طریقہ رائج تھا۔ پھر تفسیر روایت عقلی کا

۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۔ مطبوعہ لاہور کراسہ نمبر ۸ ۔ جلد چہارم ۔ ص ۔ ۴۸۸

۲۔ ایضاً ص ۔ ۴۹۱

۳۔ احمد بن یحییٰ ۔ الدر المفید من مجموعۃ الحفید ۔ قاہرہ ۔ سنہ ۱۳۲۲ھ ص ۔ ۲

طریقہ رائج ہوا۔ اس کے اسباب میں لسان اور علوم لسان کی فنی حیثیت کے قیام۔ علوم عقلیہ اور نقلیہ کی کثرت اور عملی زندگی کے سیاسی اور غیر سیاسی اغراض مقاصد تھے۔ اس طریقہ تفسیر کے بعد تفسیر علمی کا طریقہ رائج ہوا۔ اس میں اصطلاحات علمیہ کو قرآن کریم میں تاپیہ کیا جاتا ہے۔ ایک طریقہ الوان تفسیر کا ہے جس میں مفسر اپنی طرز فہم کا رنگ چڑھاتا ہے۔ مثلاً وہ قرآن کو اس حیثیت سے دیکھتا ہے کہ وہ عربی زبان کی ایک عظیم کتاب ہے۔ گویا اس کا مطالعہ ادبی حیثیت سے ہوتا ہے۔ یا پھر مختلف مقامات کو بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کر کے ان کا تقابلی مطالعہ کر کے ایک نتیجہ نکالتا ہے۔ کبھی قرآن کے ماحول کا مختلف انداز اور پہلوؤں سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یعنی تمدنی۔ تہذیبی۔ جغرافیائی۔ تاریخی۔ نباتاتی حیاتیاتی وغیرہ وغیرہ ــــــ تفسیر کا ایک اور طریقہ ہے۔ تفسیر نفسی اس میں نفس بشری کے حرکات و اسرار کا قرآن سے تعلق ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایک طریقہ تفسیر اور علم الاجتماع کا ہے یعنی احوال بشریہ کا اجتماعی مطالعہ اور اس کی روشنی میں قرآن پاک کی تفسیر لکھنا۔

استاد امین الخولی نے گولڈ تسیہر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
گولڈ تسیہر نے اپنی کتاب Die Richtungen (اتجاہات التفسیر)
"تفسیر کے مختلف رخ" میں تفسیر کے انواع گنوائے ہیں اور تفسیر بالروایۃ
تفسیر اعتقادی۔ تفسیر صوفیانہ۔ تفسیر شیعی اور زمانہ حال کی اسلامی تجدید کی تفسیر کا ذکر کیا ہے اور یہ ایسے بڑے بڑے کلیات ہیں کہ جن کے تحت تفسیر کے بہت سے طرز اور طریقے آجاتے ہیں لیکن ابھی چند اقسام تفاسیر ایسی بچ گئی ہیں جن کا اندراج ان کلیات میں بآسانی نہیں ہو سکتا جیسے تفسیر لغوی۔ نحوی۔ ادبی۔ فقہی۔ تاریخی وغیرہ۔[1]

مولانا شبلی نعمانی نے تفاسیر کی جو تقسیم کی ہے اس میں صرف فقہی۔ ادبی۔ اور تاریخی کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی تعریف اس طرح لکھی ہے۔

۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ۔ مطبوعہ لاہور۔ جلد ۶۔ کراسہ ۸۔ ص ۵۰۲

فقہی ۔ جس میں صرف ان آیتوں کو جمع کیا گیا ہے جن کا تعلق کسی فقہی مسئلے سے ہے مثلاً اسمعیل بن اسحاق کی احکام القران ۔ ابوبکر رازی کی احکام القران اور قاضی یحیی بن اکثم کی احکام القران ۔

ادبی ۔ ان تفاسیر میں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور اعجاز بیان پر بحث کی گئی ہے سب سے پہلے غالباً الجاحظ (م ۔ سنہ ۲۵۵ھ) نے اس پر قلم اٹھایا پھر محمد بن یزید واسطی ۔ عبدالقاھر جرجانی ۔ امام رازی ۔ ابن سراقہ اور قاضی ابوبکر باقلانی نے مفصل تفاسیر لکھی ھیں ۔

تاریخی ۔ قرآن مجید میں انبیاء سابقین اور بزرگوں کے قصوں پر جو تفاسیر لکھی گئیں ان میں مجاھد ۔ سدی ۔ ضحاک ۔ مقاتل بن سلیمان ۔ کلبی کی تصانیف قابل ذکر ھیں ۔ یہ حضرات پہلی اور دوسری صدی ھجری سے متعلق ھیں ۔

~~علامہ~~ مولانا شبلی نے ۔ نحوی ۔ لغوی ۔ اور کلامی تفاسیر کا بھی ذکر کیا ہے ۔

نحوی ۔ وہ تفاسیر جن میں قرآن مجید کے نحوی مسائل سے بحث کی گئی ہے ۔ مثلاً امام رازی کی اعراب القران ۔

لغوی ۔ وہ تفاسیر جن میں قرآن مجید کے الفاظ مفردہ کے معانی اور ان کی تحقیق کی جائے مثلاً ابوعبیدہ کی تفسیر لغات القران

کلامی ۔ جن آیتوں سے عقائد کے مسائل مستنبط ہوتے ھیں ان پر بحث کی جائے ۔ [1]

سرسید احمد خان نے بھی چھ اقسام کی تفاسیر کا ذکر کیا ہے ۔ اجمالاً یہاں ذکر کیا جاتا ہے ۔

اول ۔ وہ تفاسیر جن میں فصاحت و بلاغت اور طرز بیان پر زور ہے ۔

---

۱ ۔ شبلی نعمانی ۔ مقالات شبلی (مذھبی) مطبوعہ اعظم گڑھ سنہ ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء جلد اول ۔ ص ۔ ۲۵ ۔ ۳۲

دوم — وہ تفاسیر جن میں قراءت اور لہجے پر زور دیا گیا ہے

سوم — آیات احکام کی تفاسیر

چہارم — وہ تفاسیر جن میں شان نزول کو اہتمام کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

پنجم — وہ تفاسیر جن میں سیر یا قصے ہیں اور اسرائیلیات کی بھرمار ہے۔

ششم — وہ تفاسیر جو مندرجہ بالا پانچوں خصوصیات کی حامل ہیں۔ [۲]

۲۔ سرسید احمد خان۔ الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ۔ مطبوعہ لاہور۔
(الخطبۃ الخامس فی حالات کتب المسلمین) ص۔ ۳۲۲

ابتدائی تفاسیر پر تاریخی نظر

آغاز اسلام میں اہل عرب کے لیے تفہیم مطالب قرآنیہ میں کوئی اشکال نہ تھا۔ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا جاتا۔ جس وقت اسلام جزیرہ عرب سے نکل کر دوسرے ممالک میں پھیلا تو لوگ اس طرف متوجہ ہوئے کہ احکام قرآنی کی اساس پر سلطنت کی تشکیل ہو۔ بلکہ معاشرے کی تشکیل ہو۔ اسی لیے قرآن حکیم مصدر الآئمہ قرار پایا اور احکام میں غور و تفہیم کے طور پر ان کے لیے تفسیر و توضیح لازم ہوگی۔ چنانچہ مفسرین نے قرآن حکیم سے احکام و قواعد مستنبط کرنے شروع کر دیے۔ اس زمانے میں صحابہ کرام میں جو حضرات تفسیر قرآن میں مشہور تھے ان کے نام یہ ہیں۔

حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ ابن مسعود

ابن عباس۔ ابی ابن کعب۔ زید بن ثابت۔ ابو موسی الاشعری۔

عبد اللہ بن زبیر۔ انس بن مالک۔ ابو ہریرہ۔ جابر بن عبد اللہ۔

عمرو بن العاص۔ رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

ان حضرات میں حضرت علی ابن ابی طالب کے بعد حضرت ابن عباس کو سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی چنانچہ ان کو حبر الامۃ۔ ترجمان القرآن۔ اور رئیس المفسرین کے القاب سے نوازا گیا۔[1] جو روایتیں ان حضرات سے مروی ہوئیں وہ آئندہ مفسرین کی اساس تفاسیر قرار پائیں۔ سب سے پہلے جس نے قرآن پاک کی تفسیر لکھی وہ بعض روایات کے مطابق حضرت ابن عباس ہیں۔ یہ تفسیر چھپ بھی گئی ہے۔ مگر اندازہ یہ ہے کہ کسی صاحب نے حضرت عباس کی روایات کو یکجا کر دیا ہے خود انہوں نے نہیں لکھی۔ لیکن ابن الندیم نے اس تفسیر کو ابن عباس سے منسوب کیا ہے۔[2]

۱۔ حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون۔ ص۔ ۴۲۹

۲۔ ابن الندیم۔ الفہرست۔ مطبوعہ مصر۔ ص۔ ۵۰

شیعوں کے نزدیک قرآن پاک کی سب سے قدیم تفسیر امام محمد باقر علیہ السلام
سے منسوب ہے۔ اس تفسیر کو ابن الندیم نے بھی قدیم تفاسیر میں شامل کیا ہے اور لکھا ہے کہ
ابوالجارود زیاد بن المنذر رئیس فرقہ جارودیہ زیدیہ نے اس کو حضرت امام سے روایت کیا
ہے۔ ایک دوسری تفسیر ابو حمزہ الثمالی (ثابت بن دینار) جو حضرت علی کے اصحاب میں
سے تھے ان سے نسبت دی گئی ہے۔

اواخر قرآن سوم سے لے کر اوائل قرن چہارم تک بیشمار تفاسیر لکھی گئیں۔
ان میں ممتاز محمد ابن جریر الطبری (سنہ ۳۱۰ھ) کی تالیف "جامع البیان فی تفسیر القرآن"
ہے۔ جو تفسیر کبیر کے نام سے موسوم ہے۔ اس تفسیر سے پہلے یہ دو تفسیریں بھی قابل ذکر ہیں۔
تفسیر سدی (م۔ سنہ ۱۲۷ھ) اور تفسیر مقاتل بن سلیمان (م۔ سنہ ۱۵۰ھ) یہاں یہ نکتہ
قابل ذکر ہے کہ ابتداء میں علم تفسیر۔ علم حدیث کے تحت تھا اور مفسر کو خود تفسیر و تاویل کی
اجازت نہ تھی قرن سوم کی تفسیر ابن جریر اسی خصوصیت کی حامل ہے۔ جو جماعت تفسیر کو
اجتہادی مانتی تھی اس کا پیشرو جہم بن صفوان تھا جو فرقہ جہمیہ کا موسس تھا۔ جہمیہ کے
بعد معتزلہ نے یہ کوشش کی کہ تفاسیر میں شخصی تفسیر و تاویل کو دخل دیا جائے۔[1] مفسرین
معتزلہ میں ابو علی جبائی کی تفسیر قابل ذکر ہے اس کے بارے میں ان کے شاگرد القمری کا خیال
ہے کہ اس میں قدیم مفسرین سے روایت نہیں کیا گیا اور یہ کہ ابو علی نے اس تفسیر میں [illegible] وس
شیطانیہ پر اعتماد کیا ہے۔[2] اسی طرح ابوبکر نقاش معتزلی (م۔ سنہ ۳۵۱ھ) نے التفسیر الکبیر
لکھی۔ جو بارہ ہزار اوراق پر مشتمل تھی۔[3] معتزلہ میں نقاش سے بڑھ چڑھ کر اگر کوئی ہے تو وہ
شیخ معتزلہ بغداد عبدالسلام قزوینی کی تفسیر ہے جو تین سو مجلدات میں لکھی تھی۔[4]

۱۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا۔ تاریخ ادبیات در ایران۔ تہران۔ سنہ ۱۳۳۵ھ جلد اول
ص۔ ۶۷ - ۶۹ (ملخصا)
۲۔ الحضارۃ الاسلامیہ۔ جلد اول۔ ص۔ ۳۲۵
۳۔ ابن الندیم۔ الفہرست۔ ص۔ ۵۰
۴۔ طبقات الشافعیہ۔ جلد سوم۔ ص۔ ۳۲

صوفیہ نے بھی تاویل کا رخ اختیار کیا اس لیے ان کی تفاسیر بھی معتزلہ سے کچھ کم نہیں۔ چنانچہ قرن پنجم میں حضرت عبد اللہ انصاری نے اپنی مشہور تفسیر لکھی جو قرن ششم میں ابو الفضل رشید الدین المیبدی کے پیش نظر رہی ۔[1] جنہوں نے کشف الاسرار و عدۃ الابرار لکھی جو ۲۳۴۳ صفحات پر مشتمل تھی ۔

شیعہ حضرات نے بھی اس قسم کی تاویلات سے کام لیا ہے۔ بالخصوص فرقہ اسمعیلیہ اور قرامطہ نے اور چونکہ یہ لوگ احکام و آیات قرآنی کے باطنی معنی پر عقیدہ رکھتے تھے اس لیے انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ تاویلات کی ہیں اور اسی وجہ سے مورد طعن ہوئے۔

شیخ ابو علی سینا نے بھی اسی قسم کی تاویلات سے کام لے کر فلسفہ کے اصول عقائد کو دین اسلام کے اصولوں سے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ موصوف کی یہ تفاسیر قابل ذکر ہیں۔ تفسیر ثم استوی الی السماء وہی دخان " تفسیر سورۃ الاخلاص ۔ تفسیر سورۃ الاعلی ۔ تفسیر سورۃ الفلق ۔ تفسیر سورۃ الناس ـــــ اسی صدی میں خلف بن احمد صفاری نے سو مجلدات پر مشتمل قدماء کی طرز پر ایک تفسیر لکھی[2] قرن چہارم کے بزرگ مفسرین میں ابو زید بلخی (م ۔ سنہ ۳۲۲ھ) متکلم و فلسفی تھے۔ الکندی کے شاگرد اور امام رازی کے استاد تھے۔ موصوف نے۔

اپنی تفسیر " نظم القرآن " میں تاویلات بعیدہ سے احتراز کیا ہے اور آیات کے ظاہری معنی پر اکتفا کرتے ہوئے تاویل کی ہے۔[3] اسی قرن میں تفسیر جبائی بھی لکھی گئی ۔[4] قرن چہارم میں قرآن پر بھی تحقیق ہوئی اس سلسلے میں بعض مفسرین نے قدماء کی روش اختیار کی اور بعض اسرائیلیات کو شامل کر کے تاویلات غریبہ کیں۔[5]

۱۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ ۔ تاریخ ادبیات در ایران ۔ ص ۔ ۲۷۱
۲۔ ترجمہ تاریخ یمینی ۔ ص ۔ ۳۔ ۲۵۲
۳۔ یاقوت حموی ۔ معجم الادباء ۔ جلد سوم ۔ ص ۔ ۲۹
۴۔ الحضارۃ الاسلامیہ ۔ جلد اول ۔ ص ۔ ۳۳۲
۵۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ ۔ تاریخ ادبیات در ایران ۔ ص ۔ ۳۔ ۲۷۰

تفاسیر پر تنقیدی نظر

ہر عہد کا مصنف اپنے عہد کی ذہنی آب و ہوا کا پیداوار ہوتا ہے۔ اور اس قاعدے سے صرف وہی دماغ مستثنی ہوتے ہیں جنہیں مجتہدانہ ذوق نظر کی خدائی بخشش نے صف عام سے الگ کر دیا ہو۔ اسلامی ابتدائی صدیوں سے قرون آخرہ تک جس قدر مفسرین پیدا ہوئے ان کا طریقہ ایک رو بہ تنزل معیار فکر کی مسلسل زنجیر ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ قرآن کو اس کی حقیقی شکل و توجیہ میں دیکھیں تو ضروری ہے کہ پہلے وہ تمام پردے ہٹائیں جو مختلف عہدوں اور مختلف گوشوں کے خارجی اثرات نے اس کے چہرے پر ڈال دئیے ہیں۔

قرآن حکیم اپنے وضع و اسلوب، انداز بیان، طریق خطاب اور طریق استدلال میں دنیا کے وضعی طریقوں کا محتاج نہیں۔ روم اور ایران کے تمدنی اور علمی و فنی اثرات نے قرآن کے فطری اسلوب سے طبائع کو ناآشنا کر دیا اور وضعیت کا استغراق طاری ہوگیا۔

تفسیر قرآن کا پہلا دور وضعیت سے مبرا ہے مگر دوسرا دور جب کہ تدوین و کتابت شروع ہوئی وضعیت نمایاں نظر آنے لگی۔ امام رازی کی تفسیر اس دعوے پر شاہد عادل ہے۔ ہونا تو یوں چاہئیے تھا کہ مفاہیم قرآنیہ کی تفہیم میں ان لوگوں کے فہم کو ترجیح دی جاتی جنہوں نے شارع اسلام سے خود اس کو سمجھا اور پڑھا ہو مگر ہوا یہ کہ بعد کے مفسرین نے اپنے اپنے عہد کے فکری موثرات کے ماتحت نئی نئی کاوشیں شروع کر دیں اور سلف کی تفسیر کے خلاف ہر گوشے میں قدم اٹھائے۔

تفاسیر میں اسرائیلیات کو محققین نے ہمیشہ چھانٹنا چاہا مگر وہ تو پوری طرح تفاسیر تفاسیر میں سرایت کر چکی تھیں اور اس کے مخفی اثرات دور دور تک پھیل چکے تھے۔

ایک طرف صحابہ اور سلف کی روایات سے تغافل ہوا دوسری طرف روایات تفسیر کے غیر محتاط جامعوں نے الگ آفت برپا کر دی اور ہر تفسیر جس کا سرا کسی نہ کسی تابعی سے ملا دیا سلف کی تفسیر سمجھی گئی۔ اس طریقہ کار کا یہ نتیجہ ہوا کہ قرآن کا طریقہ استدلال دور از کار ہوکر رہ گیا۔ اور یہ آفت صرف طریقہ استدلال میں پیش نہیں آئی۔ بلکہ تمام گوشوں میں پھیل گئی۔ منطق و فلسفہ کے مباحث نے طرح طرح کی نئی مصطلحات پیدا کر دیں۔ اس پر غضب یہ کہ یہ سمجھا گیا کہ قرآن کو تحقیقات علم کا ساتھ دینا چاہئیے چنانچہ کوشش کی گئی کہ نظام بطلیموس کو اس پر چپکا یا جائے۔

ہر کتاب اور تعلیم کے کچھ مرکزی مقاصد ہوتے ہیں جب تک یہ مراکز سمجھ
نہ آئیں دائرے کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آسکتی ۔ قرآن کے بھی چند مرکزی مقاصد ہیں۔
تفسیر قرآن سے پہلے ان کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے اس کے علاوہ صحیح فہم کے لیے عرب
لغت و ادب کا ذوق صحیح شرط اول ہے۔ مگر مختلف اثرات سے یہ ذوق کمزور پڑتا گیا
اور ہر عہد کا فکری اثر تمام علوم و فنون کی طرح تفسیر میں بھی کام کرتا رہا ہے۔ اور
بالآخر چوتھی صدی ہجری کے بعد علوم اسلامیہ کی تاریخ کا مجتہدانہ دور ختم ہوگیا اور
شواذ و نوادر کے علاوہ عام شاہ راہ تقلید کی شاہ راہ بن گئی ۔ زمانے کی بدذوقی نے بھی
تفاسیر پر اثر کیا۔ قرون آخرہ میں وہی تفسیریں درس میں رہیں جو تو ما کے محاسن سے یک
قلم خالی تھیں۔[1]

۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ۔ مطبوعہ لاہور۔ کلمہ جلد ۲ کراسہ ۸ مقالہ
(کارادو)۔ (ملخصا) B.Carra i.e. Vaux

27/71
6.6.77

ترقی تفاسیر کا عہد بہ عہد ارتقا

پہلی صدی ہجری ۔ عہد صحابہ

(۱) عہد صدیقی ۔ یا عہد فاروقی میں حضرت ابی بن کعب نے ایک تفسیر مرتب فرمائی ۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس نے بھی ایک تفسیر لکھی تھی جو حضرت امام احمد بن حنبل کے زمانے میں مصر میں موجود تھی ۔[1]

پہلی صدی ہجری ۔ عہد تابعین

(۱) حضرت سعید بن جبیر (م ۔ سنہ ۹۳ ھ) نے جو حضرت عبد اللہ بن عباس کے تلمیذ و شہید تھے ۔ ایک تفسیر لکھی تھی ۔[2]

(۲) ابو العالیہ رفیع بن مہران ریاحی بصری (م ۔ سنہ ۹۳ ھ) جو حضرت عبد اللہ بن عباس کے شاگرد تھے انہوں نے بھی ایک تفسیر تالیف فرمائی تھی ۔[3]

(۳) محمد بن کعب قرظی (م ۔ سنہ ۱۰۸ ھ) نے بھی ایک تفسیر لکھی تھی ۔

(۴) عطاء بن ابی رباح (م ۔ سنہ ۱۱۴ ھ) نے بھی ایک تفسیر لکھی تھی ۔[4]

---

۱ ۔ مفتاح السعادہ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص ۔ ۴۰۱

۲ ۔ (ابن الندیم) کتاب الفہرست ۔ ص ۔ ۵۱ (ب) (حافظ شمس الدین ذہبی) میزان الاعتدال فی نقد الرجال ۔ قاہرہ ۔ ۱۳۲۵ ھ ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۔ ۱۹۷

۳ ۔ شمس الدین ذہبی ۔ تذکرۃ الحفاظ ۔ حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۷۵ ھ ج ۔ ۱ ۔ ص ۔ ۶۳

۴ ۔ (الف) ابو اسحاق احمد ۔ کتاب الکشف البیان عن تفسیر القرآن (ب) حاجی خلیفہ ۔ کشف الظنون مکتبہ ج ۔ ۱ کالم نمبر ۴۵۲ و ۴۷۵ (بحوالہ عبدالحلیم چشتی ۔ الاتقان ۔ مطبوعہ کراچی)

دوسری صدی ہجری عہد تبع تابعین

(۱) تفسیر سفیان بن عیینہ

(۲) تفسیر وکیع بن الجراح

(۳) تفسیر شعبہ بن الحجاج (م ۱۶۰ھ)

(۴) تفسیر یزید بن ہارون

(۵) تفسیر عبدالرزاق

(۶) تفسیر آدم بن ابی ایاس

(۷) تفسیر اسحاق بن راہویہ

(۸) تفسیر روح بن عبادہ

(۹) تفسیر عبد بن حمید

(۱۰) تفسیر سعید

(۱۱) تفسیر ابوبکر بن شیبہ وغیرہ

(۱۲) تفسیر المیشی (م ۱۱۶ھ)

(۱۳) تفسیر القرطی (م ۱۰۷ھ)

(۱۴) تفسیر عبدالملک بن عبدالعزیز (م ۱۵۰ھ)

تیسری صدی ہجری

(۱) احکام القرآن (م سنہ ۲۰۴ھ)

(۲) تفسیر ابو حنیفہ احمد بن داؤد نحوی دینوری (م سنہ ۲۰۹ھ)

(۳) آدم ابن ابی ایاس عقلونی ۔ تفسیر آدم (م سنہ ۲۲۰ھ)

(۴) تفسیر ابن ابی شیبہ (م ۲۳۵)

(۵) تفسیر بخاری (م سنہ ۲۵۶ھ)

(۶) تفسیر الاشج (م سنہ ۲۵۷ھ)

(۷) تفسیر ابراہیم (م سنہ ۲۹۲ھ)

چوتھی صدی ہجری

(۱)تفسیر نزہۃ القلوب (م سنہ ۳۰۲ھ)

(۲)تفسیر النساطی (م سنہ ۳۰۲ھ)

(۳)تفسیر ابن جریر (م سنہ ۳۱۰ھ)

(۴)تفسیر شفاء الصدور (م سنہ ۳۵۱ھ)

(۵) تفسیر ابو اللیث (م سنہ ۳۸۳ھ)

(۶)تفسیر الاقاطی (م سنہ ۳۰۲ھ)

(۷)تفسیر ابن ~~[illegible]~~ المنذر (م ۳۱۸ھ)

(۸)تفسیر ابن عطیہ (م سنہ ۳۸۳ھ)

(۹)تفسیر ابن ماجہ (م سنہ ۴۱۰ھ)

پانچویں صدی ہجری

(۱)ابو اسحاق ثعلبی (م سنہ ۴۲۷ھ) نے تفسیر ثعلبی لکھی

(۲)تفسیر دار عزیز (مؤلف م سنہ ۴۳۶)

(۳)ابو محمد عبداللہ جوینی (م سنہ ۴۳۸ھ) نے بھی تفسیر لکھی تھی

(۴) ابو القاسم عبد الکریم قشیری (م سنہ ۴۶۵ھ) نے تیسیر فی علم التفسیر لکھی

(۵)تفسیر ابو الحسن احمد واحدی (م سنہ ۴۶۸ھ)

(۶)تفسیر ابو معشر (م ۴۷۸ھ)

(۷) تفسیر اسفرائنی (م ۴۸۱ھ)

چھٹی صدی ہجری

(۱) حقائق التاویل (مولف م ۔ سنہ ۵۰۵ھ)

(۲) معالم التنزیل (مولف م ۔ سنہ ۵۱۶ھ) [1]

(۳) تفسیر کشاف (مولف م ۔ سنہ ۵۲۸ھ)

(۴) ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی (م ۔ سنہ ۵۳۵ھ) نے ۳۰ جلدوں میں تفسیر الجامع لکھی تھی۔

(۵) ابو القاسم حسین راغب اصفہانی (م ۔ سنہ ۵۰۳ھ) نے ایک تفسیر لکھی۔

(٦) ابو حامد محمد بن محمد غزالی (م ۔ سنہ ۵۰۵ھ) نے جواہر القرآن کے نام سے تفسیر لکھی۔

(۷) ابو الحکم عبد السلام (م ۔ ۵۳٦ھ) نے تفسیر ارشاد لکھی۔

(۸) ابو الحسن علی بن عراقی (م ۔ سنہ ۵٦۱ھ) نے تفسیر خوارزمی لکھی۔

(۹) تفسیر مجمع البیان (مولف م ۔ سنہ ۵٦۱ھ)

ساتویں صدی ہجری

(۱) امام رازی (م ۔ سنہ ٦۰٦ھ) نے تفسیر کبیر لکھی

(۲) عبد اللہ بن جعفر رازی (م ۔ سنہ ٦۰٦ھ) نے تفسیر ضیاء القلوب لکھی

(۳) تفسیر عرائس البیان (م ۔ سنہ ٦۰٦ھ) [2]

(۴) تفسیر کواشی (م ۔ سنہ ٦۰۸ھ) [3]

---

۱ ۔ ابو حسین بن مسعود بغوی

۲ ۔ ابو محمد روز بہان بقلی شیرازی

۳ ۔ موفق الدین احمد بن یوسف موصلی (م ۔ سنہ ٦۸۱ھ)

(۵) تفسیر ابن العربی (م۔ سنہ ۶۳۸ ھ)

(۶) تفسیرک نجم الدین زاہدی (م۔ سنہ ۶۵۸ ھ) نے تفسیر زاہدی لکھی

(۷) امام عبداللہ بن احمد انصاری (م۔ سنہ ۶۷۴ ھ) نے احکام القرآن لکھی ۔

(۸) تفسیر بیضاوی (م۔ سنہ ۶۸۵ ھ)

آٹھویں صدی ہجری

(۱) تفسیر مدارک (مولف م۔ سنہ ۷۱۰ ھ)

(۲) شرف الدین عبدالواحد بن المنیر (م۔ سنہ ۷۳۳ ھ) نے ۴۰ جلدوں میں فتح البیان فی تفسیر القرآن لکھی ۔

(۳) تفسیر الکدری (م۔ سنہ ۷۴۱ ھ)

(۴) تفسیر خازن (م۔ سنہ ۷۴۱ ھ)

(۵) شرف الدین حسن بن محمد (م۔ سنہ ۷۴۳ ھ) نے فتوح الغیب عن قناع الریب لکھی

(۶) تفسیر ابن کثیر (م۔ سنہ ۷۲۱ ھ)

(۷) تفسیر سراج المنیر (م۔ سنہ ۷۷۲ ھ)

(۸) سعد الدین تفتازانی (م۔ سنہ ۷۹۲ ھ) نے بھی تفسیر لکھی تھی ۔

نویں صدی ہجری

(۱) تفسیر ابن عرفہ (مولف م۔ سنہ ۸۰۲ ھ)

(۲) تفسیر تنویر المقیاس (مولف م۔ سنہ ۸۱۷ ھ)

(۳) علامہ موصلی نے تفسیر غوامض المنقول لکھی

(۴) فصل الخطاب (م۔ سنہ ۸۲۲ ھ)

(۵) عبدالرحمن بن عمر بلقینی (م۔ سنہ ۸۱۸ ھ) نے مواقع العلوم لکھی

(۶) جلال الدین سیوطی (م۔ سنہ ۹۱۱ ھ) نے مجمع البحرین و مطلع البدرین ۔ تفسیر الاتقان فی علوم القرآن اور تفسیر درالمنثور لکھی ۔

(۷) تیسیر الرحمن و تیسیر المنان (م۔ سنہ ۸۲۵ ھ)

(۸) تفسیر جلالین (م۔ سنہ ۸۶۴ ھ)

دسویں صدی ہجری

(۱) تفسیر ابو سعود (م۔ سنہ ۹۸۲ھ)

(۲) تفسیر مجمع البحار (م۔ سنہ ۹۸۶ھ)

(۳) عصام الدین ابراہیم اسفرائنی (م۔ سنہ ۹۴۳ھ)

(۴) شیخ نورالدین گازرونی (م۔ سنہ ۹۷۵ھ)

(۵) علی متقی برہانپور شئون المنزلات (م۔ سنہ ۹۷۵ھ)

(۶) ابو صالح محمد بن احمد جان جی (م۔ سنہ ۱۵۷۴ھ) کی تفسیر المحمدی المسمی بہ کاشف الحقائق ۔

گیارھویں صدی ہجری

(۱) ابو الفیض فیضی کی تفسیر سواطع الالہام سنہ ۱۰۰۲ھ

(۲) محب اللہ الہ آبادی کی ترجمۃ الکتاب (م۔ سنہ ۱۰۵۸ھ/ ۱۶۴۸ء)

(۳) عبد الحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ بیضاوی شریف (م۔ سنہ ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء)

(۴) شہاب الدین خفاجی (م۔ سنہ ۱۰۶۹ھ)۔

بارھویں صدی ہجری

(۱) شاہ ولی اللہ (م۔ سنہ ۱۱۱۴ھ/ ۱۷۰۲ء) کی فتح الخبیر بمالابد من حفظ التفسیر

(۲) ملاجیون (م۔ سنہ ۱۱۲۰ھ) کی التفسیر الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ ۔

تیرھویں صدی ہجری

(۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م۔ سنہ ۱۲۲۵ھ) کی تفسیر مظہری

(۲) قاضی شوکانی (م۔ سنہ ۱۲۵۰ھ)

(۳) سلام اللہ کی الکمالین حاشیۂ الجلالین (م سنہ ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ھ)

(۴) علامہ محمد آلوسی بغدادی کی تفسیر روح المعانی (م سنہ ۱۳۰۴ھ)

(۵) سلیمان جمل (م سنہ ۱۲۰۰ھ)

چودھویں صدی ہجری کے مفسرین

(۱) علامہ رشید رضا (م سنہ ۱۳۵۴ھ)

(۲) مفتی محمد عبدہ مصری سنہ م سنہ ۱۹۰۵ھ)

(۳) نواب صدیق حسن خان (م سنہ ۱۳۰۷ھ) صاحب "فتح البیان فی مقاصد القرآن"

(۴) حمید الدین فراہی صاحب تفسیر نظام القرآن (قلمی)

(۵) شیخ طنطاوی جوہری (م سنہ ۱۹۴۰ء) صاحب تفسیر جواہر

(٦) محمد احمد خلف اللہ صاحب الفن القصصی فی قرآن الکریم (م ۱۹۵۰ء)

پاک و ہند میں مسلمانوں کی آمد اور ان کی تبلیغی کوششیں

عرب و ہند کے تعلقات بہت قدیم ہیں چنانچہ ساتویں صدی عیسوی کے آغاز سے مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیوں نے ان تعلقات کو اور استوار کر دیا۔ مسلمان تاجروں کے جہازات جنوبی ہند کے ساحل مالابار سے گزرتے ہیں ساحل ~~[illegible]~~ کہا جاتا ہے۔ ان کی تجارتی سرگرمیوں سے پہلے عہد فاروقی میں (سنہ ۱۳۶ھ) گورنر عمان و بحرین نے سلطان نوجوان کا ایک بحری بیڑا اس طرف بھیجا تھا جس کو حضرت عمر نے حکماً روک دیا تھا۔ اسی زمانے میں بھڑوچ اور دیبل کی طرف بھی مہمات بھیجی گئیں۔ اس دور میں اتنا ضرور ہوا کہ ہند و عرب کو ملانے والے بری راستوں کا کھوج لگا لیا گیا جس سے محمد بن قاسم کے حملے (آٹھویں صدی عیسوی) کے وقت پورا پورا فائدہ اٹھایا گیا۔

مسلمان تاجر لنکا میں بھی آباد ہوگئے تھے انہیں کی یتیم بچیاں تھیں جن کو دیبل کے بحری قزاقوں نے اغوا کیا تھا جس پر چراغ پا ہوکر حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کی سرکردگی میں سندھ کی جانب مہم روانہ کی[1]

جیسا کہ عرض کیا گیا مسلمانوں کے جہازات ساحل مالابار سے گزرتے تھے۔ یہیں نہیں بلکہ وہ وہاں آباد ہوگئے تھے۔ رولنڈسن[2] (Rowlandson) فرانسس ڈے[3] (Francis Day) اور اسٹورک (Sturrock) اس خیال کے مؤید ہیں۔ موخرالذکر[4] نے لکھا ہے۔

> ساتویں صدی عیسوی سے ایرانی اور عرب تاجر بڑی تعداد میں ہندوستان کے مغربی ساحل کی مختلف بندرگاہوں پر آباد ہوگئے۔ اور ملکی عورتوں سے شادیاں بھی کیں۔ مالابار میں ——— یہ آبادیاں خاص طور پر بڑی اور اہم تھیں[4]

عرب مسلمانوں کا ہندی عورتوں سے شادیاں کرنا اس حقیقت کی طرف غمازی کرتا ہے کہ ان علاقوں میں اسلام پھیل رہا تھا۔ (بت پرست عورتوں سے قرون اولی کے مسلمانوں کا نکاح کرنا بالکل مستبعد ہے) یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے اپنے دور حکومت میں ایک ہاشمی خاندان کو ملک بدر کردیا تھا۔ جو کونکن (   ) اور اس کناری کے مشرق میں آباد ہوگئے ان لوگوں کو اوران کے اخلاف کو نوائط اور نیے کہا جاتا ہے[5]

---

2. Rawlandson : Tahfat at Mujahidin, Preface
3. Francis Day : The Land of the Perumals, P. 365
4. Sturrock: South Kanara, Madras District Manuals, P.180
5. Rice : Mysore And Coorg, Vol. I, P.353

آٹھویں صدی عیسوی میں عرب جنگی بیڑوں نے بھڑوچ اور ساحل کاٹھیاواڑ کی بندرگاہوں پر حملہ کیا۔ اس سے مسلمانوں کی تجارت اور تبلیغ کی راہیں اور ہموار ہوگئیں۔ یہاں کے آثار قدیمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی ہجری میں یہاں پر مسلمان مستقل طور پر آباد ہوگئے تھے۔ چنانچہ کولم کے قبرستان میں بہت سی قدیم قبریں ہیں۔ انہیں میں ایک قبر کے کتبہ پر "علی ابن عثمان" کا نام کندہ ہے۔ سنہ وفات ۱۶۶ھ لکھا ہے[1]

ہندوستان کے ان خطوں میں مسلم آبادی کے ساتھ ساتھ تبلیغ وارشاد کا کام بھی شدت اختیار کر گیا ہوگا کیونکہ مسلمان جہاں گئے پیغام محمدی کو اپنے ساتھ لے کر گئے ہندوستان کے مشہور فاضل ڈاکٹر تارا چند کا یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے۔

> انہوں نے (مسلمان عربوں) یہاں آباد ہوتے ہی تبلیغی کوشش شروع کر دی ہوگی۔ کیونکہ اسلام اصلاً تبلیغی دین ہے اور ہر مسلمان اپنے دین کا مبلغ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہاں بسنے والے مسلمانوں کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ وہ ہندوستان آئے لیکن ان عیسائیوں کی طرح نہیں جو اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور ستائے ہوئے سرزمین شام میں آباد ہوگئے ہوں۔ بلکہ ایک نئے دین کے ولولے اور فتح ونصرت کے وقار سے لبریز ——— ابھی نویں صدی عیسوی سے زیادہ نہ گزری تھی کہ مسلمان ہندوستان کے پورے مغربی ساحل پر پھیل چکے تھے اور انہوں نے اپنے انوکھے عقائد وعبادات نیز اپنے جوش تبلیغ وتلقین کی بدولت ہندو عوام میں ایک ہلچل پیدا کر دی تھی۔[2]

---

1. Innes : Malabar And Anjengo District Gazetteer, P.436

۲۔ ڈاکٹر تاراچند۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات۔ ص۔ ۶۰

3. Logan : Malabar, Vol.I, P.245.

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ جنوبی ہند میں مذاہب کے باہمی تصادم سے ایک ہیجان پھیلا ہوا تھا۔ ہندومت ——— جین مت اور بدھ مت کے ساتھ برسرپیکار تھا۔ ایسے مناسب موقع پر اسلام کے دلنشین مذہب نے ہندی عوام کو اپنی طرف راغب کیا اور ایسے کھنچے کہ کھنچتے چلے گئے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ کوڈنگلور کے راجہ پیرومال نے اسلام قبول کر لیا تھا۔[2] قبول اسلام کے بعد یہ عرب چلا گیا تھا۔ اور اس طرف سے آنے والی ایک مسلم جماعت کو (جو ساحل مالابار آرہی تھی) ایک سفارشی فرمان لکھ کر دیا۔ چنانچہ

> جب یہ مسلمان فرمان لے کر پہنچے تو ان سے کشادہ دلی کے ساتھ
> سلوک کیا گیا اور ان کو مسجد تعمیر کرانے کی اجازت دے دی گئی۔
> چنانچہ ساحل مالابار میں گیارہ مقامات پر مسجدیں تعمیر کی گئیں[1]

ممکن نہیں کہ مساجد کی تعمیر کے بعد تبلیغ وارشاد کا کام نہ ہوا ہو۔ یوں بھی نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔ جس روز مسلمانوں نے سرزمین ہندوپاک پر قدم رکھا ہے اسی روز سے یہاں کے نو مسلم باشندے قرآن کی آیات سے آشنا ہوگئے ہوں گے۔ ہم آگے چل کر ان حقائق کا اجمالی جائزہ لیں گے۔

آٹھویں صدی عیسوی کے بعد سے برابر مذہب اسلام پھیلتا گیا۔ ایرانی اور عرب سیاحوں کے بیانات سے ہمارے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ دسویں صدی کے آغاز (۹۱۶ء) میں مسعودی ہندوستان آیا اس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ چال کے مقام پر (مالابار) صرف عمان، بصرہ، اور بغداد کے تقریباً دس ہزار مسلمان آباد تھے۔[2] ابو دلف مہلہل نے ساحل مالابار پر مسجدیں دیکھیں۔[3] تیرھویں صدی عیسوی میں ابن السعید آیا۔ اس نے بھی ساحلی لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کو آباد دیکھا۔ یہیں تک نہیں مارکوپولو نے تو یہ لکھا ہے کہ

۱۔ ڈاکٹر تارا چند۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات۔ ص۔ ۶۱

لنکا والوں کو فوجی امداد کی ضرورت ہوتی تو ان ملاحوں سے خوب فوجی دستے بھیجے جاتے۔[5] چودھویں صدی عیسوی (۱۲۷۳ — ۱۳۲۱) میں ابوالفداء نے کولم کے مقام پر ایک مسجد کا ذکر کیا ہے۔ ابن بطوطہ جس نے ہندوستانی سواحل کا اسی صدی میں دورہ کیا ہے ہر جگہ مسلمانوں سے ملتا ہے اور ان کو خوش حال پاتا ہے۔[6] اس کے بیان کے مطابق صرف منگلور میں مسلمانوں کی آبادی کوئی چار ہزار تھی۔ مسجد بھی تھی جس میں کافی تعداد میں طلبہ تھے۔ اس نے جہاں جہاں مسلمانوں کو دیکھا ساتھ ہی ساتھ مساجد بھی دیکھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چودھویں صدی عیسوی میں باقاعدہ مدارس قائم تھے اور علوم دینیہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پندرھویں صدی عیسوی میں عبد الرزاق (۱۴۴۲ء) پرتگالیوں سے کچھ ہی قبل آتا ہے وہ کالی کٹ کے متعلق لکھتا ہے۔

> یہاں مسلمان اچھی خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ وہ یہاں کے مستقل باشندے ہیں اور انہوں نے دو جامع مسجدیں بھی بنائی ہیں جہاں وہ ہر جمعہ کو نماز ادا کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔[7]

جو کچھ اوپر عرض کیا گیا وہ زیادہ تر ہندوستان کے مغربی ساحل کے متعلق تھا۔ مشرقی سواحل پر بھی مسلمان آباد ہوئے۔ اس راستہ سے بھی مسلمانوں کے جہاز آتے جاتے رہتے اور ان کے لیے یہ علاقے جانے پہچانے تھے۔ چنانچہ نویں صدی عیسوی میں سلیمان اور ابوزید سیرافی اور دسویں صدی کے آغاز میں مسعودی ان سواحل کے واقعات اس

---

2. Elliot : Vol. I. Mas 'udi.
3. Ferrand : Relation des Voyages, under Yakut.
4. Ibid, Under Ibn Sa'id.
5. Yule : The Book of Sir Marco Polo, Vol. II, P.314
6. Defremery and Sanguinete : Ibn Batuta, Vol. III, P.55

طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ علاقے عرصہ دراز سے معروف تھے۔ کالڈویل (Caldwell)
نے ان علاقوں سے جو پرانے سکے دریافت کیے ہیں ان میں ساتویں صدی عیسوی (۷۱ھ) سے لے
کر تیرھویں صدی عیسوی تک کے مسلم سکے ملے ہیں۔ ان سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ
مسلمان یہاں پر مستقل طور پر آباد ہوگئے تھے۔ اور انہوں نے تبلیغی کوششیں جاری رکھیں چنانچہ
چنانچہ اب بھی ترچناپلی اور مدراس کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کو حضرت نطہر ولی
(م۔ سنہ ۴۱۷ھ) نے مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ ان کا مزار مبارک ترچناپلی میں ہے۔ اسی طرح
ڈیکو کے مسلمانوں کا کہنا ہے کہ ان کے اجداد کو بابا فخر الدین (م۔ سنہ ۵۶۲ھ) نے مسلمان
کیا تھا۔[1]

پھر کئی مختلف شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان علاقوں میں مستقل طور
پر آباد ہوئے اور تبلیغی کام رشد و ہدایت کے ساتھ جاری رہا۔

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا وہ جنوبی ہند کے مغربی اور مشرقی سواحل کے متعلق
تھا۔ شمالی ہند میں بھی مسلمانوں کا ابتدا ہی سے اثر و رسوخ بڑھتا رہا۔ ولید کے دور حکومت میں
سابق صوبہ سندھ پر محمد بن قاسم کے حملے نے مسلمانوں کے اثر و رسوخ کو اور بڑھا دیا اور پورا
سندھ اور ملتان کا علاقہ مسلم سلطنت کا باج گزار بن گیا۔

بقول ڈاکٹر تارا چند

دیبل۔ سومنا تھ۔ بھڑوچ۔ کھمبات۔ سندان۔ اور
چاول وغیرہ میں مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں آباد ہوگئیں
ان میں سے تقریباً ہر ایک جماعت کی اپنی ایک علیحدہ علیحدہ
مسجد تھی۔[2]

عرب اور ایرانی سیاحوں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے مقامی لوگ مسلمانوں کو قدر
کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ سلیمان ابن حوقل۔ ابو زید وغیرہ نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔

۱۔ ڈاکٹر تارا چند۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات۔ ص۔ ۶۹۔ ۷۱

۲۔ ایضاً ص۔ ۷۶

7 2. Major : India in the Fifteenth century
1. Narrative of Voyage of Abdur Razzak.

3. Yule : Op. Cit.

مسعودی لکھتا ہے۔

> اس کی سلطنت (شاہ گجرات) میں اسلام کی عزت اور حفاظت کی جاتی ہے
> تمام علاقوں میں عبادت گاہیں اور شاندار مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔
> جہاں مسلمان روزانہ پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں[1]۔

الاصطخری (۹۵۱ء) اور ابن حوقل (۹۶۸ء) نے مسلمانوں کی آبادیوں اور مسجدوں کا ذکر کیا ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی کا سیاح ادریسی لکھتا ہے۔

> انہلواڑہ میں مسلمان تاجر تجارت کے سلسلے میں جاتے رہتے ہیں۔
> بادشاہ اور اس کے وزیروں کی طرف سے ان کا احترام اور عزت کے
> ساتھ استقبال کیا جاتا ہے۔ اور ان کی پوری پوری حفاظت کی جاتی ہے[2]۔

محمود غزنوی کے حملوں سے قبل ہی مغربی ہند میں مسلمان اپنا اثر مقام حاصل کر چکے تھے۔ اور عوام میں تبلیغ و ارشاد کا کام شد و مد کے ساتھ جاری تھا۔ بارہویں صدی عیسوی میں ان علاقوں میں کافی مسلمان آباد ہو گئے تھے۔ سر مارکوپولو (Marcopolo) نے تقی الدین کے متعلق لکھا ہے کہ وہ سندر پانڈے کا نائب وزیر اور مشیر تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سراج الدین اور پوتا نظام الدین بالترتیب اس کے جانشین ہوئے۔ سنہ ۱۲۸۶ء میں پانڈے کا جو سفیر کبلائی خان (شاہ چین) کے دربار میں گیا تھا وہ جمال الدین کا بیٹا فخر الدین تھا جو چار سال تک چین میں رہا[3]۔

ساتویں صدی ہجری میں حضرت امیر خسرو (۷۲۵ھ) نے ملک کافور کی مہم کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علاقوں میں مسلمان آباد تھے۔ اس کے بعد ابن بطوطہ آتا ہے۔ اس کے زمانہ میں غیاث الدین الدامغانی مدورا کا حاکم تھا۔ اس نے لکھا

۲۔ ڈاکٹر تارا چند۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات۔ ص۔ ۴۴

1. Elliot : Vol, I, P.27

3. Yule : Op. Cit.

ہے کہ واجہ دہر بلال کے پاس بیس ہزار مسلمانوں کا ایک فوجی دستہ تھا۔ پھر کیف ان تفصیلات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دسویں صدی عیسوی میں مسلمان مشرقی اور مغربی سواحل اور شمالی ہند میں پھیل گئے تھے۔ بقول ڈاکٹر تارا چند۔

> انہوں نے بکثرت لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اپنی مذہبی تعلیمات کی اشاعت کی۔ مسجدیں بنوائیں اور مقبرے تعمیر کیے۔ جو ان کے بزرگان دین اور مبلغوں کی سرگرمیوں کے مرکز بنے رہے[1]

سرزمین پاک و ہند میں مسلمانوں کے اثر و رسوخ کے بعد یہاں کے باشندے سب سے پہلے جن علوم اسلامی سے متعارف ہوئے وہ علوم قرآنیہ تھے۔ بعض سیاحوں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدوں میں مدرسے قائم تھے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ بلکہ یہ روایت تو اب تک قائم ہے۔ پاک و ہند کی بعض مساجد میں عربی مدارس قائم ہیں اور قرآنی تعلیم کے لیے تو بیشتر مسجدوں میں چھوٹے چھوٹے مکتب کھلے ہوئے ہیں۔ عجمی دنیا میں علوم قرآنی اور قرآن کریم کے بڑھتی ہوئی دلچسپی کی وجہ سے حجاج بن یوسف (گورنر عراق) نے پہلے پہل قرآن کریم کے حروف پر نقطے اور اعراب لگوائے اور اس طرح اس مشکل کو ختم کیا جو تلاوت قرآن میں عجمیوں کو پیش آسکتی تھی ——— پاک و ہند میں قرآن عظیم سے جس دلچسپی اور ذوق و شوق کا اظہار کیا گیا اس کے لیے یہاں ہم صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ تیسری صدی ہجری ہی میں یہ دلچسپی اور لگاؤ کہاں سے کہاں تک پہنچا ——— پاک و ہند میں قرآنی تفاسیر اور تراجم کے سلسلے میں عربی اور فارسی میں جو شاندار کام ہوا ہے اس کو مناسب مقام پر بیان کر دیا ہے اور جو کچھ اردو میں ہوا ہے اس کا اندازہ پیش نظر مقالہ کی ضخامت سے ہو سکتا ہے۔

۱۔ ڈاکٹر تارا چند۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات۔ ص۔ ۴۲

پاک و ہند میں پہلا ترجمہ اور تفسیر

صاحب عجائب الہند بزرگ بن شہریار[1] کی اطلاع کے مطابق تیسری صدی ہجری کے آخر میں نہ صرف یہ کہ مسلمانوں نے خود تراجم کی طرف توجہ کی بلکہ کشمیر کے راجہ مہروک بن رائق نے والیٔ منصورہ سے خود درخواست کی کہ کوئی ایسا عالم بھیجا جائے جو قرآن عظیم کا "ہندیہ" میں ترجمہ اور تفسیر لکھے — یہ سارے واقعات ہم یہاں بزرگ بن شہریار کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔

ابو محمد حسن بن عمرو بن حمدیہ بن حرام بن حمدیہ النجیری نے بصرہ میں ہندوستان کا ایک عجیب واقعہ ہم سے بیان کیا کہ وہ سنہ ۲۸۸ھ میں جب منصورہ مقیم تھے تو وہاں کے ایک ثقہ اور معتبر بزرگ نے ان کو بتایا کہ ایک بڑے ہندوستانی راجہ نے جو الرا اور کشمیر بالا اور کشمیر زیریں کے علاقوں پر تھا اور اس کا نام مہروک بن رائق تھا سنہ ۲۷۰ھ میں امیر منصورہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو خط لکھ کر فرمائش کی کہ ہندی زبان میں اس کے لیے اسلامی احکام و قوانین کی تفسیر و تشریح کی جائے۔ عبداللہ نے منصورہ کے ایک آدمی کو جو عراق کا رہنے والا تھا اور نہایت ذہین، ہوشیار اور شاعر بھی تھا اپنے یہاں بلایا۔ اس شخص کی پرورش و پرداخت ہندوستان میں ہوئی تھی اس لیے وہ یہاں کی مختلف زبانیں اچھی طرح جانتا تھا۔ امیر نے اس سے راجہ کی فرمائش بتائی تو اس نے ایک قصیدہ تیار کیا اور اس میں وہ تمام باتیں جو راجہ چاہتا تھا بیان کر دیں اور اس کو راجہ کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ راجہ کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے اسے بہت پسند کیا اور عبداللہ کو خط لکھا کہ

۱۔ بزرگ بن شہریار۔ ایک ایرانی جہازران تھا۔ جو تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں گزرا ہے۔ یہ اپنے جہاز عراق کی بندرگاہ سے ہندوستان کے ساحلوں اور جزیروں سے لے کر چین اور جاپان تک جاتا تھا۔ اس کی کتاب عجائب الہند سنہ ۱۸۸۶ء میں فان ڈر لیتھ نے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ لیڈن (ہالینڈ) میں مصور نہایت عمدہ کاغذ پر چھپوائی تھی۔

قصیدہ نگار کو اس کے پاس بھیجا جائے۔ چنانچہ
عبد اللہ اس کے پاس بھیجا گیا اور وہ راجہ کے پاس تین سال رہا۔
جب وہاں سے واپس آیا تو عبد اللہ نے راجہ کا حال پوچھا۔ اس نے
پورا حال تفصیل سے بیان کر دیا کہ جب وہ راجہ سے رخصت ہوا ہے تو وہ
دل و زبان دونوں سے اسلام قبول کر چکا تھا۔ لیکن حکومت چھن جانے
کے خوف سے اس کا اعلان نہیں کر سکتا۔

من جملہ اور واقعات کے اس نے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ راجہ نے مجھ
سے ہندی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کی فرمائش کی تھی
چنانچہ میں نے تفسیر لکھی اور جب سورہ یسین کی تفسیر تک پہنچا اور اس
کے سامنے ارشاد الہی قال من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی
انشاھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم۔ پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کی تو اس
وقت موتیوں اور جواہرات سے مرصّع سونے کے ایک ایسے بیش قیمت تخت
پر بیٹھا ہوا تھا جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ راجہ نے
کہا کہ اس آیت کی تفسیر پھر بیان کی جائے جب میں نے دوبارہ بیان
کی تو وہ تخت سے اتر کر زمین پر چلنے لگا حالانکہ زمین چھڑکاؤ کی وجہ
سے تر تھی مگر وہ اپنا رخسار زمین پر رکھ کر رونے لگا۔ یہاں تک کہ اس
کا چہرہ گرد آلود ہو گیا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ یہی اصلی
پروردگار ہے۔ معبود اور ازلی و ابدی ہے۔ اس کا کوئی ہمسر اور
مشابہ نہیں۔ اس کے بعد اس نے ایک گھر تعمیر کرایا اور ظاہر یہ کیا
کہ امور سلطنت پر غور کرنے کے لیے تنہائی اختیار کی ہے مگر در اصل
وہ اس میں پوشیدہ طریقہ سے نماز پڑھتا تھا جس کی کسی کو خبر
نہ ہوتی تھی (اسی شاعر کا بیان ہے کہ اس کے زمانہ قیام میں) تین
مرتبہ راجہ نے مجھے ۶۰۰ من سونا دیا تھا۔[1]

۱۔ بزرگ بن شہریار۔ عجائب الہند (عربی) ماخوذ از "ہندوستان عربوں کی نظر میں"
مطبوعہ اعظم گڑھ سنہ ۱۹۶۰ء ص ۶۔ ۱۹۳

مندرجہ بالا بیان میں بزرگ بن شہریار نے لفظ " ہندیہ " استعمال کیا ہے۔ کشمیر کے راجہ کا منصورہ کے گورنر سے زبان ہندیہ میں احکام شریعہ کی تفسیر کی فرمائش کرنا اس طرف غمازی کرتا ہے کہ اس زمانے میں کوئی ایسی زبان موجود تھی جو سندھ سے لے کر کشمیر تک سمجھی جاتی تھی۔ مولانا سید سلیمان ندوی[1] کا یہ کہنا کہ یہ سندھ کی مقامی زبان ہوگی اس لیے صحیح نہیں کہ اس زبان میں ترجمہ کی فرمائش سندھ کے کسی راجہ نے نہیں بلکہ دور دراز علاقہ کشمیر کے راجہ نے کی تھی۔ اس لیے ہمارے خیال میں یہ وہی زبان ہے جو بعد میں اردو کی تشکیل و تعمیر میں ممد و معاون ثابت ہوئی۔

ترجمہ کے متعلق بون یونیورسٹی (جرمنی) کی فاضلہ ڈاکٹر شمل A.M.Schimmel نے لکھا ہے کہ ترجمہ و تفسیر سورہ یسین سے شروع کی گئی حالانکہ بزرگ بن شہریار کے بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عراقی الاصل شاعر نے سورہ یسین تک تو تفسیر مکمل کر لی تھی قیاس یہی کہتا ہے کہ مفسر مذکور نے تفسیر کا کام مکمل کر لیا ہوگا۔ کیونکہ کشمیر میں اس کا قیام تین سال رہا اور یہ مدت قرآن کی تفسیر بھی و ترجمے کے لیے کافی ہے۔ پھر راجہ نے شوقیہ اس کام کو نہیں کرایا بلکہ دل وجان سے کرایا ہے اور وہ اس سے اس حد تک متاثر ہوا ہے کہ تخت شاہی سے اتر کر زمین خاکی پر سجدہ ریز ہوگیا۔ ان حالات میں یہ ممکن نہیں کہ مفسر اپنا مشن پورے کیے بغیر واپس منصورہ آگیا ہو۔ راقم نے ڈاکٹر شمل (Schimmel.) سے اس ترجمہ کے بارے میں استفسار کیا تھا تو انہوں نے لکھا تھا۔

" The Translation of بزرگ بن شہریار
is some times available
in Europe ".

مگر بعض محققین کا خیال ہے کہ یورپ میں اس کو نہیں دیکھا گیا۔ بہر حال یہ ترجمہ اور تفسیر قرآن پاک کے عجمی تراجم و تفاسیر میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۔ سید سلیمان ندوی۔ نقوش سلیمانی۔ ص۔

۲ Dr. A.M.Schimmel. Translations And Commentries of the Quran In Sindhi Language, P-1.

ہند و پاک کی عربی تفسیریں

مولانا عبد الحی لکھنوی نے ہند و پاک میں جو عربی اور فارسی کتابیں قرآن پاک پر لکھی گئیں ان کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ ہم یہاں عربی تصانیف کا ذکر کرتے ہیں۔

(١) شیخ علاء الدین علی بن احمد شافعی المہائمی (م سنہ ٨٣٥ھ) نے تبصیر الرحمن و تیسیر المنان چار مجلدات میں لکھی۔

(٢) شیخ حسین بن خالد الناگوری الوزیر نے نور النبی تفسیر القرآن لکھی

(٣) محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی المدفون بگلبرگہ نے تفسیر القرآن نصف لکھی۔

(۴) ایک اور تفسیر لکھی تھی جو کشاف کے رنگ پر تھی۔

(٥) شیخ احمد بن محمد التھانیسری الگجراتی نے تفسیر القرآن المسمی بہ کاشف الحقائق و قاموس الدقائق لکھی۔

(٦) سید اشرف ابن ابراہیم السمنانی ثم الکچھوچھوی نے بھی تفسیر القرآن لکھی تھی۔

(٧) شیخ مبارک بن خضر الناگوری نے تفسیر منبع عیون المعانی چار مجلدات میں لکھی۔

(٨) شیخ یعقوب بن الحسن الصرفی الکشمیری نے بھی تفسیر القرآن لکھی تھی۔

(٩) شیخ منور بن عبد المجید اللاہوری نے تفسیر بحر الامواج کو معرب کیا۔

(١٠) شیخ طاہر بن یوسف السندی ثم البرہانپوری نے تفسیر مجمع البحرین صوفیانہ رنگ میں لکھی اور

(١١) موصوف مختصر المدارک بھی لکھی۔

(١٢) عیسیٰ بن قاسم بن یوسف السندی ثم البرہانپوری نے تفسیر انوار الاسرار لکھی نیز (١٣) الفتح الصمدی بھی تالیف کی۔

(١۴) شیخ نظام الدین بن عبد الشکور التھانیسری (م سنہ ١٠٢٦ھ) نے تفسیر النظامی لکھی۔

(١٥) شیخ ابو الفیض بن مبارک الناگوری نے تفسیر سواطع الالہام لکھی (صنعت مہملہ میں)

(١٦) شیخ نورالدین بن محمد صالح الگجراتی نے تفسیر التوارنی للسبع المثانی لکھی ۔

(١٧) شیخ محمد بن جعفر الحسینی الگجراتی نے تفسیر القران بروایت اہل بیت لکھی ۔

(١٨) دوسری تفسیر جلالین کے طرز پر لکھی ۔

(١٩) شیخ محمد معظم النابھوی نے تفسیر القران لکھی تھی ۔

(٢٠) شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نے قرآن القران بالبیان سنہ ١١٢٥ھ میں تالیف کی ۔

(٢١) شیخ علی اصغر بن عبد الصمد القنوجی نے تواقب التنزیل (مختصر جلالین) لکھی

(٢٢) شیخ رستم علی بن علی اصغر القنوجی نے التفسیر الصغیر لکھی ۔

(٢٣) قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری لکھی ۔

(٢٤) شیخ اہل اللہ بن عبد الرحیم الدہلوی نے تفسیر القران لکھی تھی ۔

(٢٥) شیخ فتح محمد الحسینی السہدانوی نے تفسیر المحمدی لکھی

(٢٦) سید محمد حکیم بن محمد الحنی الحسینی الرائے بریلوی نے محکم التنزیل لکھی

(٢٧) شیخ محمد ہاشم ٹٹوی نے تفسیر القران لکھی ۔

(٢٨) شیخ ولی اللہ بن حبیب اللہ الانصاری لکھنوی نے معدن الجواہر لکھی ۔

(٢٩) سید صدیق حسن القنوجی نے فتح البیان فی مقاصد القران ٤ مجلدات میں تالیف کی ۔

ھند وپاک کی درسی تفسیرین

ھند وپاکستان کے عربی مدارس مین زیادہ تر جو تفاسیر داخل نصاب رھین وہ یہ ھین ۔

(١) تفسیر جلالین ۔ (مولفہ جلال الدین محلی و جلال الدین سیوطی ١٠ شوال سنہ ٨٧٠ھ)

(٢) تفسیر کشاف ۔ (مولفہ ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر زمخشری (م۔ سنہ ٥٣٨ھ) در سنہ ٥٢٨ھ

(٣) تفسیر مدارک ۔ (م۔ ٧١٠ھ)

(٤) تفسیر بیضاوی ۔ (مولفہ قاضی ناصر الدین بیضاوی م۔ سنہ ٦٨٥ھ)

(٥) تفسیر ناصری ۔

(٦) تفسیر زاہدی[3]

(٧) تفسیر حقائق ۔

(٨) تفسیر حسینی ۔ (مؤلفہ واعظ حسین بن علی کاشفی (م ۔ ٩٠٠ھ)

ہندو پاک میں علماء کی توجہ کا مرکز زیادہ تر تفسیر کشاف ہی رہی ۔ شیخ حمید الدین ناگوری (خلیفہ خواجہ معین الدین چشتی) نے اس کو مطالعہ کی آسانی کے لیے ٦ ضخیم جلدوں میں بند ہوایا تھا ۔ اس تفسیر کے متعلق ان کی رائے بہت وقیع تھی ۔ وہ لکھتے ہیں ۔

" آنچہ در کتابہائے دیگر است ہم از ین کتاب است ۔ ہر چہ دانستہ اند و خوش آمدہ است ازین جا نقل کردہ اند و کتابے علیحدہ بنام خویش کردہ اند "[1]

ہندو پاک کے علماء نے تفسیر مدارک اور تفسیر بیضاوی وغیرہ پر حواشی بھی لکھے ہیں مثلاً شیخ الہداد جونپوری (م ۔ سنہ ٩٣٢ھ / ١٥٢٥ء) نے حاشیہ علی ~~مدارک~~ اسرار التنزیل لکھا ۔ خطیب ابوالفضل گجراتی[2] (م ۔ سنہ ٩٥٨ھ / ١٥٥١ء) نے حاشیہ علی تفسیر البیضاوی لکھا ۔ اسی طرح شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی (م ۔ سنہ ٩٩٨ھ / ١٥٨٩ء) نے حاشیہ علی بیضاوی لکھا ۔ مولانا عبد الحئی لکھنوی نے الثقافتہ الاسلامیہ فی الہند (مطبوعہ مصر) میں اور بہت سے حواشی کا ذکر کیا ہے ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۔ سنہ ١٠٥٢ھ / ١٦٤٢ء) نے بھی تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی لکھی تھی ۔

تفسیر کے متعلق حضرت شیخ کا نظریہ مقلدانہ کم تھا نہ زیادہ تھا ۔ ان کا عقیدہ تھا کہ تفسیر میں فلسفیانہ موشگافیوں سے کلی طور پر پرہیز کیا جائے ۔ وضعیت سے کلام ربانی کی تاثیر کم ہو جاتی ہے ۔ قرآن نے براہ راست انسان کے ذہن وجدان و شعور کو آواز دی ہے ۔ چنانچہ صحیح تفسیر وہی ہے جو انسان کے ہوش و گوش کو اس آواز کو سننے کے لیے آمادہ کرے ۔

---

١ ۔ سرور الصدور (قلمی) ص ۔ ٢٢ بحوالہ حیات عبد الحق ۔ ص ۔ ٣٢

٢ ۔ ابو الفضل کے حواشی کے قلمی نسخے رامپور اور پشاور کے کتب خانوں میں موجود ہیں ۔

٣ ۔ اس تفسیر کے متعلق سرور الصدور میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے مغربی پاکستان کی سابق ریاست بہاولپور کے تاریخی شہر اوچھ شریف میں آئی ۔ بعد میں ملک کے دیگر حصوں میں پھیلی ۔

تفسیر بیضاوی جو درسیات میں اہمیت شامل ہے اس کے متعلق حضرت شیخ کی رائے

اچھی نہ تھی وہ فرماتے ہیں۔

بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ در تفسیر قرآن و شرح احادیث از ہیں باب

تباحثہا بسیار کردہ تجاوز اللہ عنہ ~~بکلی~~ / وا گر آن واضع را بہ شطرنج

سخن دراز گردد[1]

مشہور مستشرق نولدیکی (Noldeke) جس نے لغات القرآن لکھی ہے

اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔[2] مگر یہاں جو جد بہ کار فرما ہے وہ حضرت شیخ کے ہاں نہیں۔

مولانا عبد الحئی لکھنوی نے تفسیر قرآن پر شرح و حواشی کا ایک اجمالی جائزہ

پیش کیا ہے۔ ہند و پاک میں مندرجہ ذیل حضرات نے مختلف تفاسیر پر حواشی لکھے۔

محمد بن یوسف الدہلوی نے تفسیر کشاف کا حاشیہ لکھا ہے۔ موصوف گلبرگہ میں

مدفون ہیں۔ ان حضرات نے تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے ہیں۔ شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی

حسینی شیخ عیسی بن عثمان السندی البرہان پوری۔ شیخ صبغۃ اللہ بن روح الحسینی الگجراتی

(اول الذکر دو حضرات کا مزار مبارک احمد آباد میں ہے اور ثانی الذکر کا مزار مبارک مدینہ منورہ میں

ہے۔ یہ حضرات سلسلہ شطاریہ سے متعلق ہیں اور شاہ محمد غوث گوالیاری سے فیض یاب ہیں)

شیخ شمس الدین البیجاپوری۔ علامہ عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی (موخر الذکر حضرت

مجدد الف ثانی سے بیعت تھے اور آپ ہی نے ایک خط میں اپنے شیخ طریقت کو " مجدد الالف الثانی "

کے لقب سے یاد فرمایا تھا جو زبان زد خاص و عام ہوگیا) علامہ عبد السلام لاہوری۔ مفتی عبدالاسلام

اعظمی الدیوی۔ شیخ یعقوب ابو یوسف لاہوری۔ شیخ نورالدین بن محمد صالح الگجراتی۔

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بنارسی۔ مفتی جار اللہ الہ بادی۔ شیخ حسن محمد الگجراتی۔

مفتی شرف الدین الاعظمی الکھنوی۔ مولوی عبدالحکیم بن عبد الرب الکھنوی۔ شیخ جلال الدین

بن رکن الدین الگجراتی۔ شیخ سلام اللہ بن شیخ السلام اللہ الدہلوی نے شرح جلالین الکمالین کے

۱۔ شیخ عبد الحق۔ نکات الحق۔ بحوالہ حیات عبد الحق۔ ص۔ ۱۶۱

۲۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ جلد اول۔ ص۔ ۵۹۱

نام سے لکھی۔ مولوی ریاست علی شاہجہانپوری نے بھی شرح جلالین۔ الزلالین کے نام سے تالیف کی۔ اسی طرح مولوی تراب علی لکھنوی نے شرح جلالین۔ الہلالین کے نام سے لکھی — شیخ جلال الدین گجراتی جن کا ذکر اوپر کیا گیا انہوں نے تفسیر مدارک۔ تفسیر محمدی اور تفسیر حسینی کے بھی حواشی لکھے تھے[1]

فارسی زبان میں پہلا ترجمہ اور تفسیر

(ب)

اسلام کے اثرات عجمی ممالک میں ہندوستان و پاکستان سے بہت پہلے ایران پر ہو چکے تھے۔ یہاں بھی اسلام کے اثر و رسوخ کے ساتھ ساتھ فارسی میں تراجم و تفاسیر کی ضرورت محسوس کی گئی چنانچہ اس وقت تک جو تحقیق ہوئی ہے اس کے مطابق سب سے پہلے محمد بن جریر الطبری (م۔ سنہ ۳۱۰ھ) کی تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن کا ترجمہ ابو صالح منصور بن نوح نے فارسی زبان میں کرایا۔ اس تفسیر کے مقدمہ میں اس کا اس طرح تعارف کرایا گیا ہے۔

و این کتاب تفسیر بزرگ است از روایت محمد بن جریر الطبری
رحمة الله علیه ترجمه کرده بزبان فارسی دری راه راست
و این کتاب را بیاوردند از بغداد۔ چهل مصحف بود نبشته
بزبان تازی و به اسنادهای دراز بود۔ و بیاوردند سوئے
امیر سید مظفر ابو صالح منصور بن نوح بن نصر بن احمد بن
اسمعیل رحمة الله علیهم اجمعین[2]

جس طرح اردو ترجمہ کے وقت فورٹ ولیم کالج (کلکتہ) کے خلاف آواز اٹھی تھی اور اس سے پہلے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک طوفان اٹھا تھا اسی طرح اس زمانے میں علماء کرام کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا کہ آیا قرآن کا ترجمہ کرنا عجمی زبان میں جائز ہے یا نہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ اس طبقے کی طرف سے کسی تنگ نظری کا اظہار نہیں ہوا اور فراخ دلی کے ساتھ اجازت دے دی گئی۔ تفسیر مذکور کے مقدمے میں اس کی کیفیت یوں لکھی ہے۔

۱۔ عبد الحی الحسینی۔ الثقافة الاسلامیة فی الهند۔ مطبوعہ دمشق سنہ ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء ص۔ ۱۴۲

۲۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا۔ تاریخ ادبیات در ایران جلد اول تہران سنہ ۱۳۳۵ھ۔ ص۔ ۶۲۳

علمائے ماوراء النہر را   از ایشان فتوی کرد که
روا باشد که ما این کتاب را به زبان فارسی گردانیم ۔ گفتند
روا باشد خواندن و نبشتن تفسیر قرآن بپارسی مر آن کسے را
که او تازی نداند از قول خدائے عز و جل که گفت وما ارسلنا
من رسول الا بلسان قومه [1]

پھر کچھ ان علما نے (باہمی انتخاب کے بعد) ترجمہ کیا ۔ ابو بکر بن احمد بن حامد (بخارا)
خلیل احمد بن احمد (بخارا) ابو جعفر بن محمد بن علی (بلخ) فقیہ الحسن بن علی المندروسی
(باب الہند) اور ابو الجہم خالد بن ہانی المتفقہ (باب الہند) [2]

قرآن کی تفاسیر جو چوتھی صدی ہجری میں لکھی گئیں ان کے قلمی نسخے اب
بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں ۔ مثلاً ایک تفسیر کی تیسری جلد کیمبرج یونیورسٹی
(انگلستان) کے کتب خانے میں ایک اور تفسیر کتب خانہ فاتح استانبول (ترکی) میں موجود ہے [3]

---

۱ ۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا ۔ تاریخ ادبیات در ایران ۔ جلد اول ۔ تہران سنہ ۱۳۳۵ ھ ۔ ص ۔ ٦٢٢
۲ ۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا ۔ تاریخ ادبیات در ایران ۔ جلد اول ۔ تہران سنہ ۱۳۳۵ ھ ص ۔ ٦٢٢
۳ ۔ (الف) قراشه طبقات ص ۔ ۳۸
(ب) برگزیدہ نثر فارسی ۔ ص ۔ ۴۵
(بحوالہ مذکور ص ۔ ٦٢٥)

فارسی تراجم اور تفاسیر کا عہد بعہد ارتقا

(۱) ترجمہ تفسیر طبری ۔ یہ تفسیر اصل عربی میں ہے جس کو ابو جعفر محمد بن جریر الطبری سنہ م سنہ ۳۱۰ھ / ۹۲۳ء) نے تالیف کیا تھا ۔ ابو صالح منصور بن نوح حاکم خراسان (سنہ ۳۵۰ھ / ۹۶۱ء ـــ سنہ ۳۶۶ھ / ۹۷۶) نے بخارا ، سمرقند ، بلخ اور فرغانہ کے علماء کو بلایا ۔ انہیں میں سے کچھ علماء نے اس کو فارسی میں منتقل کیا ۔ یہ ترجمہ فارسی زبان میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے ۔[1] (۲) ابو بکر عتیق بن محمد اسوابادی الھروی جو الپ ارسلان (سنہ ۴۵۵ھ / ۱۰۶۳ء ـــ سنہ ۴۶۵ھ / ۱۰۷۲ء) کا معاصر تھا اس نے "تفسیر اسوابادی" کے نام سے ایک تفسیر لکھی ۔ (۳) امام الدین ابو المظفر طاہر بن محمد الاسفرائنی (م سنہ ۴۷۱ھ / ۱۰۷۸ء) نے ایک تفسیر "تاج التراجم فی تفسیر القرآن للاعاجم" تالیف کی (۴) ابو نصر احمد بن الحسن بن احمد السلیمانی نے سنہ ۵۱۹ھ / ۱۱۲۵ء میں ایک تفسیر مسمی بہ تفسیر زاہدی تالیف کی (۵) جمال الدین حسین بن علی بن محمد بن احمد الخزاعی النیشاپوری جو زمخشری (م ۵۳۸ھ / ۱۱۴۴ء) کے معاصر تھے ایک تفسیر مسمی بہ روضۃ الجنان وروح الجنان فی تفسیر القرآن "تالیف کی یہ شیعی تفسیر ہے ۔ (۶) محمد بن محمود النیشاپوری نے چھٹی صدی ہجری میں ایک تفسیر مسمی بہ تفسیر البصائر یمینی " تالیف کی (۷) شیخ حمید الدین الناگوری (م سنہ ۶۴۳ ھ / ۱۲۴۶ء) نے تفسیر پارہ عم " لکھی (۸) سعد الدین تفتازانی (م سنہ ۷۹۲ھ / ۱۳۹۰ء) نے ایک تفسیر مسمی بہ "کشف الاسرار و اوتار الابرار " تالیف کی (۹) خواجہ محمد پارسا (م سنہ ۸۲۰ھ /) نے تفسیر محمد پارسا " لکھی (۱۰) شاہ نور الدین نعمۃ اللہ بن عبد اللہ کرمانی (م سنہ ۸۳۴ھ / ۱۴۳۱ء) نے شرح فاتحۃ الکتاب لکھی (۱۱) حضرت یعقوب بن عثمان چرخی (م سنہ ۸۳۸ھ / ۱۴۳۴ء) نے تفسیر یعقوب چرخی تالیف کی (۱۲) شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی (م سنہ ۸۴۹ھ / ۱۴۴۵ء) نے تفسیر بحر مواج لکھی (۱۳) علاؤ الدین علی بن محمد الشاہرودی مصنف (م سنہ ۸۷۵ھ / ۱۴۷۰ء) نے ایک تفسیر مسمی بہ الحمد یہ " لکھی یہ سنہ ۸۶۳ھ میں شروع کی تھی نامکمل رہ گئی ۔

---

[1] ۔ یہ ترجمہ غالباً سنہ ۳۴۵ھ میں مکمل ہوا ۔ کیوں کہ اس میں مترجمین نے اس عہد تک کی معلومات کا اضافہ کیا ہے ۔

(۱۴) نورالدین عبد الرحمن ابن احمد جامی (م سنہ ۸۹۸ھ / ۱۴۹۲ء) نے ایک تفسیر مسمی "تفسیر جزء النباء" لکھی تھی (۱۵) معین الدین بن شرف الدین حاجی (م سنہ ۹۰۷ھ/ ۲-۱۵۰۱ء) نے "تفسیر سورہ فاتحہ" اور (۱۶) تفسیر سورہ یوسف لکھی تھی (۱۷) کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی (م سنہ ۹۱۰ھ/ ۵-۱۴۹۹ء) نے ایک تفسیر "جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر"[۲] تالیف کی تھی۔ (۱۸) دوسری تفسیر "مواہب علیہ" کے نام سے لکھی جو "تفسیر حسینی" کے نام سے مشہور ہے (۱۹) ابو الفتح الحسینی نے شاہ طہماسپ صفوی (سنہ ۹۳۰ھ/ ۱۵۲۴ء تا سنہ ۹۸۴ھ/ ۱۵۷۶ء) کے لیے "تفسیر شاہی" تالیف کی۔ یہ شیعی تفسیر ہے (۲۰) فخر الدین علی بن الحسن الزواری نے دسویں صدی ہجری میں "تفسیر زواری" تالیف کی۔ مخدوم نوح جو (سنہ ۹۳۶ھ/ ۳۰-۱۵۲۹ء) میں مکمل ہوئی (۲۱) فتح اللہ بن شکر اللہ الشریف الکاشانی (م سنہ ۹۴۸ھ/ ۱-۱۵۴۰ء) نے "منہاج الصادقین فی الزام المخالفین" کے نام سے ایک شیعی تفسیر لکھی (۲۲) محمد امین صدیقی العلوی الحسینی نے اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۰۶۹ھ/ ۱۶۵۹ء تا سنہ ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء) کے حکم سے ایک تفسیر مسمی بہ تفسیر امینی تالیف کی (۲۳) مرزا نورالدین محمد نعمۃ خوری عالی نے ایک تفسیر "نعمۃ عظمیٰ" کے نام سے سنہ ۱۱۱۲ھ/ ۱۷۰۰ء [illegible] میں شروع کی اور سنہ ۱۱۱۵ھ/ ۴-۱۷۰۳ء میں مکمل کی (۲۴) جلال الدین محمد بن حسین سنہ م سنہ ۱۱۲۵ھ/ ۱۷۱۳ء) نے ایک ترجمہ "مواعظ الرحمن فی ترجمۃ القرآن" نادر شاہ کے حکم سے لکھا (۲۵) شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم (م سنہ ۱۱۷۶ھ/ ۳-۱۷۶۲ء) نے ترجمہ قرآن "فتح الرحمن بترجمۃ القرآن" کے نام سے کیا جو (سنہ ۱۱۵۱ھ) میں مکمل ہوا (۲۶) حافظ غلام مصطفی بن محمد اکبر تھاتھوی (م سنہ) نے ایک تفسیر بعنوان "بحر العلوم الاسلامیہ یا التفسیر المصطفوی" تالیف کی جو (سنہ ۱۱۹۱ھ/ ۱۷۷۸ء) میں مکمل ہوئی (۲۷) ~~[illegible]~~ عبد العزیز دہلوی بن شاہ ولی اللہ [illegible] (م ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء) یعقوب چرخی نے فتح العزیز کے نام سے تفسیر لکھی۔

۱- سنہ ۸۹۶ھ اور سنہ ۸۹۹ھ کے درمیان تالیف ہوئی۔

۲- مخدوم نوح ہالائی سندھی (م سنہ ۹۹۸ھ) نے سابق صوبہ سندھ کے شہر ہالا میں دسویں صدی ہجری ۹۹۸/۱۵۹۰ میں قرآن پاک کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔ جس کا پہلا پارہ [illegible] حیدرآباد (مغربی پاکستان) سے سنہ ۱۳۸۲ (۱۹۶۲) میں شائع ہوچکا ہے۔

(۲۸) سید محمد ولی اللہ بن احمد علی فرخ آبادی (م۔ سنہ ۱۲۴۹ھ / ۸ ـ ۱۸۳۳ء) نے ایک ضخیم تفسیر "نظم الجواہر و نقد الفرائد" کے نام سے لکھی ۔ جو سنہ ۱۲۳۳ھ میں شروع کی تھی اور سنہ ۱۲۴۲ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچی (۲۹) سید محمد عبد الحکیم بن محمد عبد الحلیم لوحیم دہلوی نے (سنہ ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء) میں "تفسیر وجیز" تالیف کی (۳۰) حکیم سید محمد حسن بن کرامت علی امروہوی جو مولانا فضل حق خیرآبادی کے تلامذہ میں سے تھے ۔ ایک تفسیر مسمی بہ "معاملات الاسرار فی مکاشفۃ الاسرار" یہ تفسیر "تفسیر حضرت شاہی" کے نام سے مشہور ہے[1]

مولانا عبد الحی لکھنوی نے بھی ہندوپاک کے مولفین کی ان فارسی تالیفات کا ذکر کیا ہے ۔

(۱) شیخ نعمت اللہ بن عطاء اللہ نارنولی ثم الفیروزآبادی نے تفسیر القرآن (سنہ ۱۰۷۰ھ) لکھی اور (۲) شہنشاہ جہانگیر کے حکم سے سنہ ۱۰۲۷ھ میں تفسیر جہانگیری تالیف کی (۳) صفی الدین الاردبیلی الکشمیری نے تفسیر کبیر کا فارسی ترجمہ زبدۃ التفاسیر کے نام سے کیا (۴) شیخ زین الدین الشیرازی نے نواب مرتضی خان بخاری کے حکم سے تفسیر مرتضوی لکھی ۔ (۵) شیخ محمد حسن الامروہوی نے معاملات الاسرار لکھی (۶) شیخ محمد سعید الاسلمی المدراسی نے چار جلدوں میں تفسیر القرآن لکھی (۷) مولانا بہادر علی الحسینی الرضوی النصیرآبادی نے تفسیر القرآن لکھی ۔ (۸) سید ابوالقاسم بن الحسین الرضوی الکشمیری اللاہوری نے بارہ جلدوں میں تفسیر لوامع التنزیل و سواطع التاویل لکھی جو پوری نہ ہو سکی ۔ مولف کے صاحبزادے سید علی ابن ابی القاسم الحائری اس کو مکمل کر رہے ہیں[2]

> جہانگیر نے ایک فارسی ترجمہ کا بھی ذکر کیا ہے ۔ وہ لکھتا ہے
> "بہ شمار "الیہ (میر سید محمد) فرمودم کہ مصحف بہ عبارت سلیس
> خالی از تکلف و تصنع ترجمہ نماید و اصلاً بہ شرح و بسط و شان
> نزول آن مقید نہ شدہ و یکسرہ قرآن را لفظ بہ لفظ فارسی ترجمہ
> کند و یک حرف بر معنی تحت اللفظ نیفزاید و بعد از اتمام
> آن مصحف مصحوب فرزند خویش جلال الدین سید روانہ درگاہ
> سازد[3]

---

1. C.A. Storey: Persian Literature, Section I, Quranic Literature, London, 1927, pp 1-28.

۲ ۔ عبد الحی لکھنوی ۔ الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند مطبوعہ دمشق سنہ ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء ص ۸۰ ـ ۱۶۳
۳ ۔ محمد معشوق حسین ۔ حالات نور الدین جہانگیر ۔ ص ۸۵

پروفیسر محمود شیرانی نے بھی ایک فارسی ترجمے کے نایاب مخطوطہ کا ذکر کیا ہے۔[1] موصوف کے خیال میں یہ مخطوطہ چوتھی صدی کے اواخر یا پانچویں کے آغاز سے متعلق ہے اس میں دس سارا ہے رکوع کا ترجمہ و تفسیر ہے اور ۹۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

سید عزیز حسن بقائی نے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۱۰۱۲ھ) کی ایک مکمل اور جامع فارسی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔[2] —— شرقی پنجاب کے ایک بزرگ[3] حضرت امام علی شاہ (م سنہ ۱۲۸۲ھ) کے صاحبزادے حضرت صادق علی شاہ نے بھی فارسی زبان میں پارہ عم کی صوفیانہ تفسیر لکھی ہے جو "تفسیر صدیقی" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ مخطوطہ حافظ ابو سعید خان نے ۲۵۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۹ھ کو لکھا تھا۔ مفتی محمد محمود مدظلہ کے کتب خانے میں (حیدرآباد) میں موجود ہے۔

حیدرآباد میں عبداللہ پیر ایڈوکیٹ کے پاس ایک فارسی قلمی تفسیر و ترجمہ ہے جو شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں ۱۵۔ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۰ھ کو محمد قاسم نے دہلی میں لکھا۔ ایک اور ضخیم فارسی ترجمہ کا مخطوطہ راقم کے پاس بھی ہے جو دو صدی پرانا معلوم ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کو سامنے رکھتے ہوئے مولوی عبدالحق مرحوم کا یہ تحریر فرمانا کہ ہندوستان میں سب سے پہلے شاہ ولی اللہ نے فارسی میں ترجمہ کیا۔ غیر محققانہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ محمود شیرانی ۔ "قرآن پاک کی ایک قدیم تفسیر" اورینٹل کالج ۔ میگزین ۔ مئی سنہ ۱۹۳۲ء

۲۔ سید عزیز حسن بقائی ۔ سیرت باقی ۔ مطبوعہ دہلی ۔

۳۔ قصبہ کا نام لتر چھتر ہے اور مکان شریف کے نام سے مشہور ہے۔

مختلف مشرقی اور مغربی زبانوں میں قرآن حکیم کے ترجمے اور تفسیریں

ومن آیته خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی
ذالک لایٰت للعلمین۔

(زمین و آسمان کی تخلیق اور زبانوں اور رنگوں کے اختلافات اس کی
نشانیوں میں سے ہیں۔ بلاشبہہ اہل علم کے لیے اس میں پتے
کی باتیں ہیں۔)

قرآن پاک کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں ہوچکے ہیں۔ یہاں ہم اس تفصیل
کا اجمالی جائزہ لیں گے۔

لاطینی تراجم

(۱) سنہ ۱۱۴۳ھ میں سب سے پہلے لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا اور جب
پریس[۱] ایجاد ہوا تو سنہ ۱۵۵۳ میں یہ ترجمہ بمقام باسل چھپ کر شائع
ہوا۔ (سوئٹزرلینڈ) یہ ترجمہ کلونی (فرانس) کے راہب پطرس ترابلس
(م۔ سنہ ۱۱۵۷ھ) کیا تھا جو غالباً نامکمل رہ گیا تھا اور اس کے بعد انگریز
راہب رابرٹ آف روٹینا (Robert of Rotina.)
اور جرمن ہرمن آف ڈلمیشیا (Herman of Dalmatia.)
نے مکمل کیا۔ یہ ترجمہ چار سو سال تک ایک خانقاہ میں پڑا رہا۔ کسی کو
اشاعت کی جرات نہ ہوئی۔ بالآخر تھیوڈور بیبلی انڈر (Theodre
Bibliendre) نے باسل سے شائع کر دیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ محمد
عبداللہ عباس نے سنہ طباعت سنہ ۱۵۴۳ھ لکھا ہے[۲] اور عبدالماجد دریاآبادی
نے سنہ ۱۵۵۳ھ لکھا ہے۔ (۲) دوسرا لاطینی ترجمہ سنہ ۱۶۹۸ھ میں
فادر لیوس ماروس (Father Levis Marosci) نے کیا
(بمقام اٹلی) (۳) جسٹس فریڈرک نے سنہ ۱۷۶۸ھ تیسرا ترجمہ شائع
کیا اور (۴) اسی قسم کا ایک اڈیشن سنہ ۱۶۲۶ھ میں ایمسٹرڈم سے بھی
شائع ہوا تھا۔

انگریزی تراجم (۱) سب سے پہلا انگریزی ترجمہ جو لاطینی[۱] سے ترجمہ کیا گیا تھا سنہ ۱۶۴۸ء اور سنہ ۱۶۸۸ء کے درمیان شائع ہوتا[۲] رہا لیکن اب ناپید ہے۔ (۲) دوسرا ترجمہ جارج سیل کا ہے جو سنہ ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا۔ (۳) سنہ ۱۸۶۱ء میں جی۔ ایم۔ راڈویل (M.Rodwell) نے ترجمہ کیا[۳] (۴) سنہ ۱۸۸۰ء میں جرمن پروفیسر میکس مولر نے پروفیسر پامر (E.H.Palner) استاد کیمبرج سے کرایا جو دو ضخیم مجلدات میں سنہ ۱۹۰۰ء میں منظرِ عام پر آیا[۴]۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں نکلسن (Nicholson) کے تشریحی نوٹس کے ساتھ چھوٹے سائز میں شائع ہوا (۵) پروفیسر ای۔ ڈبلیو۔ لین (E.W. Lane) نے سنہ ۱۸۴۳ء میں منتخبات قرآن کا ترجمہ شائع کرایا جو سنہ ۱۸۶۹ء میں اس کے بھتیجے اسٹینلے لین پول نے ترمیم و اضافہ کے بعد دوبارہ چھپوایا (۶) پادری سیل (Sale) اور سر ولیم میور (William Muir) نے بھی منتخبات قرآن کے تراجم شائع کیے (۷) سنہ ۱۸۹۴ء میں مارگولیوس (Margolioth) استاد یونی- آکسفورڈ یونیورسٹی نے تفسیر بیضاوی کی سورہ آل عمران کا ترجمہ شائع کیا (۸) اسی پر اساس رکھتے ہوئے۔ ایم۔ وھیری (M.Wherry) نے ایک مستقل تفسیر چار مجلدات میں لکھی جس میں بیضاوی۔ کشاف۔ جلالین وغیرہ کے علاوہ تفسیر رؤفی۔ تفسیر فتح الرحمن۔ تفسیر موضح قرآن وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ (۹) سنہ ۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم کا ترجمہ شائع ہوا۔ یہ پہلا ترجمہ ہے جو کسی مسلمان نے انگریزی میں کیا۔

۱۔ یہ ترجمہ سر الیگزینڈر روس (Alenonder Ross) کا تھا جو سنہ ۱۶۴۹ء میں لندن میں شائع ہوا اور پھر سنہ ۱۸۰۶ء اور سنہ ۱۸۸۸ء میں نیویارک سے شائع ہوا۔

۲۔ یہ ترجمہ سنہ ۱۷۳۴ء میں لندن سے شائع ہوا۔ ۲۶ ایڈیشن نکلے۔ آخری ایڈیشن سنہ ۱۹۱۳ء میں سر ڈینسن روس کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہوا۔ امریکہ میں آٹھ بار چھپا سنہ ۱۹۲۹ء میں آخری بار اشاعت ہوا۔

۳۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں مرزا حیرت دہلوی نے بھی ایک ترجمہ شائع کرایا تھا۔ حاشیہ ص - ۹۰

(۱۱) اسی زمانے میں نواب عماد الملک سید حسن بلگرامی نے سورہ طہ (سولھواں پارہ)
تک ترجمہ کیا تھا جو چھپ نہ سکا۔ (۱۲) سنہ ۹۱۵ اء میں احمدیہ جماعت کی طرف سے پہلے پارے
کا ترجمہ گرمکھی شائع ہوا۔ متن قرآن اور تفسیری نوٹس اس میں شامل تھے (۱۳) اسی زمانے میں
لکھنؤ سے شیخ بادشاہ حسین کا ترجمہ سورہ بقرہ یا پارہ الم شائع ہوا (۱۴) سنہ ۹۱۸ اء
میں لاہور سے خلیفہ امیر جماعت احمدیہ مولوی محمد علی کا ترجمہ متن اور تفسیری نوٹس کے ساتھ
شائع ہوا (۱۵) سنہ ۹۳۰ اء میں غلام سرور کا ترجمہ بھی شائع ہوا (۱۶) سنہ ۹۳۰ اء میں
محمد مارماڈیوک پکتھال (M.M. Pichttal) کا ترجمہ شائع ہوا (۱۷) سنہ ۹۳۷ اء
میں عبد اللہ یوسف علی کا ترجمہ مع متن قرآن شائع ہوا۔

نمبر۳ یہ ترجمہ سنہ ۱۸۶۱ء میں لندن سے شائع ہوا۔
سنہ ۸۷۶ اء ۔ سنہ ۹۰۹ اء ۔ سنہ ۹۱۱ اء ۔ سنہ ۹۱۲ اء ۔ سنہ ۹۱۵ اء ۔ سنہ ۹۱۸ اء
سنہ ۹۲۱ اء ۔ میں امریکہ سے شائع ہوا۔

نمبر۴ ۔ یہ ترجمہ سنہ ۹۰۰ اء ۔ سنہ ۹۲۸ اء میں لندن سے شائع ہوا اور
سنہ ۹۰۹ اء میں امریکہ سے شائع ہوا۔

---

(۱۸) سنہ ۹۳۹ اء میں مولانا عبد الماجد دریاآبادی کا ترجمہ تفسیری نوٹس تیار ہوا۔ اور
سنہ ۹۶۰ اء تک شائع کیا۔ لاہور کی طرف سے شائع ہوا (۱۹) سنہ ۹۳۷ ـ ۸ اء میں
پادری رچرڈ بل (Richard Bell) استاد عربی اڈنبرا یونیورسٹی نے ترجمہ کیا تھا جو
دو جلدوں میں شائع ہوا۔ (۲۰) سنہ ۹۵۳ اء میں اے۔جے۔آربری (A.J. Arberry)
کا منتخبات قرآن کا ترجمہ شائع ہوا اور بعد میں (۲۱) سنہ ۹۵۵ اء میں پورے قرآن کا ترجمہ
شائع ہوا (۲۲) سنہ ۹۵۶ اء میں این۔جے۔ داؤد نے امریکہ سے ترجمہ شائع کیا۔
(۲۳) خواجہ عبد الوحید کا ترجمہ کراچی کے رسالہ "الاسلام" میں شائع ہوا جو سورۃ الشعراء (پارہ ۱۹)
تک پہنچ چکا تھا (۲۴) لیوپولڈ محمد اسد نے بھی ترجمہ کیا ہے جو غالباً ہنوز شائع نہیں ہوا۔
(۲۵) محمد اشفاق بھی ترجمہ کر رہے ہیں۔ کراچی سے پہلے پارے کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔
(۲۶) ایس۔ ایم۔ حامد کا ترجمہ راجشاہی (مشرقی پاکستان) سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا ہے

فرانسیسی تراجم

(۱) ڈوروییر (Dol Royer) نے ترجمہ کیا جو سنہ ۱۶۴۷ء
سنہ ۱۶۴۹ء ۔ سنہ ۱۶۵۱ء ۔ سنہ ۱۶۷۲ء میں پیرس میں شائع ہوا۔ اور سنہ ۱۶۸۳ء
سنہ ۱۶۸۵ء ۔ سنہ ۱۷۱۹ء ۔ سنہ ۱۷۲۳ء میں لاہائی میں شائع ہوا۔ سنہ ۱۷۳۲ء
سنہ ۱۷۵۶ء ۔ سنہ ۱۷۷۰ء ۔ میں ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) میں چھپا۔ اس ترجمے کو روس نے
سنہ ۱۶۴۹ء میں اپنی زبان میں منتقل کیا۔ سنہ ۱۶۵۸ء میں غلاسیماکر نے ڈچ زبان میں
اور پھر لانگی نے سنہ ۱۶۸۸ء میں جرمن زبان میں منتقل کیا۔ سنہ ۱۷۱۶ء میں اور
ڈیمٹریوس کانٹو نے جرمن زبان میں منتقل کیا اور پھر سنہ ۱۷۹۰ء میں ورنکن نے روسی زبان
میں منتقل کیا (۲) دوسرا ترجمہ سوری (Savary) نے کیا۔ جو سنہ ۱۷۸۳ء
سنہ ۱۸۲۱ء ۔ سنہ ۱۸۲۲ء ۔ سنہ ۱۸۲۶ء ۔ سنہ ۱۸۲۸ء ۔ سنہ ۱۸۲۹ء ۔ سنہ ۱۸۹۱ء
اور سنہ ۱۹۲۶ء میں پیرس سے شائع ہوا۔ سنہ ۱۷۷۶ء میں ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) سے شائع ہوا
سنہ ۱۸۸۲ء میں یہ ترجمہ اطالوی زبان میں منتقل کیا گیا سنہ ۱۹۱۳ء میں قسطلانی زبان میں
اور سنہ ۱۹۱۱ء میں ارمنی زبان میں منتقل کیا گیا۔[1] (۳) تیسرا ترجمہ کسمرسکی
(Kasimirski) کا ہے سنہ ۱۸۴۵ء اور سنہ ۱۹۰۹ء کے درمیان جس کے بیس
ایڈیشن منظر عام پر آئے۔ سنہ ۱۹۲۱ء اور سنہ ۱۹۳۲ء میں پھر چھپے اور آجکل فرانس میں
یہ ترجمہ رائج ہے۔ سنہ ۱۸۴۴ء میں یہ ترجمہ روسی زبان میں منتقل ہوا اور سنہ ۱۹۱۱ء
میں ارمنی زبان میں منتقل کیا گیا۔[2] (۴) سنہ ۱۸۶۱ء میں فاطمہ زاہدہ کا ترجمہ شائع ہوا۔
(۵) پانچواں ترجمہ ای۔ مونیہ (E. Monter) نے کیا جو پیرس میں چھپا
اور سنہ ۱۹۲۹ء میں اس کو اطالوی زبان میں منتقل کیا گیا۔ (۶) سنہ ۱۹۲۶ء میں
مارڈروس (Mardrus) کا ترجمہ شائع ہوا۔ (۷) سنہ ۱۹۳۱ء لامیش و ابن
داؤد کا ترجمہ شائع ہوا (۸) مولوی سلطان رمضان نے بھی ایک ترجمہ چھپوایا (۹) ڈاکٹر
موریس نے بھی ایک ترجمہ شائع کرایا (۱۰) سنہ ۱۹۲۶ء میں پیرس کی ایک علمی مجلس نے
قرآن کریم کے ایک حصہ کا ترجمہ " لی قرآن " کے نام سے شائع کرایا (۱۱) ڈاکٹر محمد
حمید اللہ نے بھی ایک ترجمہ کیا تھا جو کہ سمس کے موقع پر شائع ہوا اور ہاتھوں ہاتھ ایک ڈیڑھ
لاکھ کے قریب کاپیاں نکل گئیں۔ یہ ترجمہ آنجہانی پروفیسر ماسینوں کی نگرانی ہو کیا تھا۔

جرمنی تراجم :- (۱) سب سے پہلا ترجمہ مارٹن لوتھر (ولادت سنہ ۸۸۳ھ) نے کیا تھا۔

(۱) شویگر (Schweigger) نے ایک ترجمہ کیا تھا۔ جو

سنہ ۱۰۱۶ھ ۔ سنہ ۱۰۲۳ھ ۔ سنہ ۱۰۵۹ھ اور ۱۰۶۲ھ میں نورمبرگ سے شائع ہوا تھا

(۲) داؤد ناررٹر (Davidnaarreter) نے بھی ایک ترجمہ کیا تھا

جو سنہ ۱۰۷۳ھ میں نورمبرگ سے چھپا تھا (۳) تیسرا ترجمہ مگرلین (Megrlin)

کا تھا جو سنہ ۱۱۷۲ھ میں فرانکفورٹ سے شائع ہوا (۴) چوتھا ترجمہ بوئسن (Boyson)

کا سنہ ۱۱۷۳ھ میں ہال میں شائع ہوا۔ (۵) پانچواں ترجمہ الماں (Ulmann)

نے کیا تھا جو سنہ ۱۸۴۰ میں کوبلنز سے آٹھ بار چھپا۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں آخری اڈیشن نکلا

(۶) چھٹا ترجمہ ہیننگ (Henning) نے کیا جو سنہ ۱۹۰۱ء میں لیپزگ سے

شائع ہوا۔ آج کل جرمنی میں یہی ترجمہ رائج ہے (۷) ساتواں ترجمہ ایریگل (Erigull) نے کیا جو سنہ ۱۹۰۱ء میں ہال سے شائع ہوا (۸) روکرٹ (Ruckert) کا ترجمہ فرانکفورٹ سے سنہ ۱۸۸۰ء سے شائع ہوا۔

(۹) گریم (Grimme) کا ترجمہ سنہ ۱۹۲۳ء اور سنہ ۱۹۲۳ء میں برلن سے

شائع ہوا (۱۰) گولڈ شمٹ (Goldschmidt) کا ترجمہ سنہ ۱۹۱۶ء اور

سنہ ۱۹۲۳ء میں برلن سے شائع ہوا۔ (۱۱) لینگے (Lange) کا ترجمہ سنہ ۱۶۸۸ء

میں ہمبرگ سے شائع ہوا (۱۲) سنہ ۱۷۴۶ء میں آرنلڈ (Arnold)

کا ترجمہ شائع ہوا (۱۳) سنہ ۱۹۱۰ء میں کلامروٹ (Kilamroth) کا ترجمہ شائع ہوا

(۱۴) جماعت احمدیہ کا جرمن ترجمہ سنہ ۱۹۳۸ء میں برلن میں طبع ہوا۔

۱۔ ۱۸۲۹ء میں مولیبو گارساں دتاسی نے چھپوایا اور ۱۸۴۰ء میں ایک ترجمہ کازیمرسکی نے شائع کرایا

جس کے دو اڈیشن ۱۸۴۱ء اور ۱۸۶۵ء میں شائع ہوئے۔

۲۔ جی پاتھیر (G. Pathier) نے ۱۸۵۲ء میں پیرس سے ایک ترجمہ شائع کرایا۔

یونانی زبان - (۱) پنتاکی (Pentaties) نے ایک ترجمہ کیا تھا جو
سنہ ۱۸۸۰ء - سنہ ۱۸۸٦ء اور سنہ ۱۹۲۸ء میں ایتھنز سے شائع ہوا تھا۔

لاطینی زبان - (۱) سب سے پہلا ترجمہ (کلونی) کے راہب پطرس توالیلس (م۱۱۵۷ء)
نے کیا جسکا ۱۱۴۳ء میں یہ ترجمہ مکمل ہوا۔ ایک انگریز رابرٹ آف لوٹنا اور جرمن ہرمن
آف ڈلمیشیا (Herman of Dalmatia) نے نظر ثانی کی اور ایک عرصہ بعد
سنہ ۱۵۴۳ء میں یہ ترجمہ بیاسل (سوئٹزرلینڈ) سے شائع ہوا۔ (۲) سنہ ۱۷۰۱ء
پوٹسڈٹ (پروشیا) کے ایک مستشرق مولیانا اکولوتھو نے قرآن کا ایک اڈیشن برلن سے شائع
کیا جسمیں عربی متن کے علاوہ فارسی - ترکی اور لاطینی تراجم شامل تھے۔ یہ اب نایاب ہے۔

ہالینڈ -
(۱) بوشکیو (Bucraviego) نے سنہ ۱۸۵۸ء میں ترجمہ کیا جو
ولی سے شائع ہوا۔

اطالوی زبان - (۱) اریوابین (Aerivabene) نے سنہ ۱۵۴۷ء میں
ترجمہ کیا (۲) سنہ ۱۸۴۷ء میں کلزو (Calzo) نے ترجمہ کیا
(۳) سنہ ۱۸۸۲ء میں بنزیری (Benzeri) نے ترجمہ کیا جو سنہ ۱۸۸۲ء -
سنہ ۱۹۱۲ء اور سنہ ۱۹۱۳ء میں طبع ہوا (۴) چوتھا ترجمہ ویولانتی (Violante)
نے کیا جو سنہ ۱۹۱۲ء میں روما میں شائع ہوا۔ (۵) سنہ ۱۹۱۳ء میں برانکی
(Branchi) کا ترجمہ شائع ہوا۔ فرانسیسی زبان میں بھی اس کا ترجمہ کیا گیا
(٦) سنہ ۱۹۱۲ء میں فراکاسی (Faracassi) کا ترجمہ شائع ہوا۔
(۷) سنہ ۱۹۲۸ء میں فروجو (Projo) کا ترجمہ ششقیہ طبع ہوا۔ اور ملاری سے
شائع ہوا (۸) سنہ ۱۹۲۹ء میں بونلی (Bonelli) کا ترجمہ میلان سے شائع ہوا۔

پرتگالی زبان - (۱) ایک ترجمہ فرانسیسی زبان سے کیا گیا۔

<u>هسپانوی زبان ۔</u> (۱) سنہ ۱۸۴۴ء ڈی رولس (De Roles) کا ترجمہ میڈرڈ
سے شائع ہوا (۲) سنہ ۱۸۷۲ء میں آرٹز (Ortiz) کا ترجمہ بوشلونہ سے شائع ہوا
(۳) سنہ ۱۸۷۵ء میں مرجیونڈو (Morgwindo) کا ترجمہ میڈرڈ سے شائع ہوا
(۴) سنہ ۱۹۰۷ء میں براوو (Bravo) کا ترجمہ بوشلونہ سے شائع ہوا۔
(۵) کاٹو (Cato) کا ترجمہ سنہ ۱۹۱۳ء ۔ سنہ ۱۹۳۱ء اور سنہ ۱۹۳۶ء میں
میڈرڈ سے شائع ہوا۔

<u>سروبازبان ۔</u> (۱) سنہ ۱۸۹۵ء میں مکولو بیبراتشن (Micolabibratee (
کا ترجمہ بلگریڈ سے شائع ہوا۔

<u>ڈچ زبان ۔</u> (۱) سنہ ۱۶۴۱ء میں شویگر (Schweigger) کا ترجمہ ہمبرگ
سے شائع ہوا (۲) گلاسماتر (Glass mater) کا ترجمہ سنہ ۱۸۵۸ء میں شائع
ہوا (۳) سنہ ۱۸۵۹ء میں تولنس (Zollens) کا ترجمہ ہانے خہا سے شائع ہوا
(۴) کیزر (Keyser) کا ترجمہ سنہ ۱۸۶۰ء ۔ سنہ ۱۸۷۸ء ۔ ۱۹۰۵ء
اور سنہ ۱۹۱۶ء میں ہارلیم سے شائع ہوا۔

<u>عبرانی زبان ۔</u> (۱) روکنڈرف (Reckendarf) کا ترجمہ سنہ ۱۸۵۷ء
میں لیپزگ سے شائع ہوا تھا (۲) دوسرا ترجمہ رفلین (Rivlina) کا
سنہ ۱۹۳۲ء میں بیت المقدس سے شائع ہوا تھا۔

۔ سنہ ۱۸۸۳ء میں ہرنن ڈز کا ترجمہ شائع ہوا۔ ایک اور ترجمہ جو
ہانس اکاربا مسن کا شائع ہوا۔

عبرانی زبان (۱) روکنڈورف (Reckendarf) کا ترجمہ سنہ ۱۸۵۷ء لیزگ سے شائع ہوا تھا (۲) دوسرا ترجمہ رفلین (Rivlins) کا سنہ ۱۹۳۲ء میں بیت المقدس سے شائع ہوا تھا۔

ڈنمارک (۱) سنہ ۱۹۱۹ء میں پیڈرسن (Pederson) کا ترجمہ کوپن ہیگن سے شائع ہوا تھا (۲) دوسرا ترجمہ بول (Bubl) کا سنہ ۱۹۲۱ء میں کوپن ہیگن ہی سے شائع ہوا تھا۔

ارمنی زبان (۱) امیرخانیانتز (Amirchangang) کا ترجمہ سنہ ۱۹۰۹ء اور سنہ ۱۹۱۰ء میں اورنہ سے شائع ہوا تھا (۲) دوسرا ترجمہ سنہ ۱۹۱۱ء میں لورنز (Lorenz) کا آستانہ سے شائع ہوا تھا (۳) تیسرا ترجمہ کوربتیان (Kourbetien) کا سنہ ۱۹۱۲ء میں ورنہ سے شائع ہوا۔

بلغاری زبان (۱) توموف و شولوف (Tamovet Shulev) کا ترجمہ سنہ ۱۹۳۲ء میں صوفیا سے شائع ہوا تھا۔

رومانی زبان (۱) ایسوپسکل (Isopescul) کا ترجمہ سنہ ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا۔

ہنگری زبان (۱) زڈ مایرو لڈیون (S Zedmayerelgeden) کا ترجمہ سنہ ۱۸۵۴ء میں شائع ہوا (۲) ایک ترجمہ غرزن (Gerzon) نے بھی کیا تھا۔

جاپانی زبان (۱) ساکاموتو (Sakamoto) کا ترجمہ ٹوکیو سے شائع ہوا تھا۔

<u>بوھیمہ زبان</u> (۱) فسلی (Vesely) کا ترجمہ سنہ ۱۹۲۵ء میں پراگ سے شائع ہوا تھا

(۲) دوسرا ترجمہ نیکل (Nykl) کا سنہ ۱۹۳۲ء میں پراگ سے شائع ہوا تھا۔

<u>چینی تراجم</u> (۱) سنہ ۱۹۳۱ء میں چن چا کمی (Chinchakme) کا ترجمہ شائع ہوا (۲) سنہ ۱۹۳۳ء میں لو ہن جو د ھوا جو جز کا ترجمہ شائع ہوا (۳) سنہ ۱۹۳۵ء میں پاو من چمن چنگ (Paominchenching) کا ترجمہ شائع ہوا۔ اور (۵) سنہ ۱۹۳۷ء میں تی چنگ کا ترجمہ منظر عام پر آیا۔

<u>سویڈن تراجم۔</u> (۱) سنہ ۱۹۴۳ء میں کروسن سٹولپ (Gruesenstolee) کا ترجمہ اسٹاکھلم سے شائع ہوا (۲) سنہ ۱۸۷۴ء میں ٹورنبرگ (Tornberg) کا ترجمہ لندن سے شائع ہوا (۳) سنہ ۱۹۱۷ء میں زیٹرسٹین (Zeitersteen) کا ترجمہ اسٹاکھلم سے شائع ہوا۔

<u>سواحیلیہ</u> (۱) سنہ ۱۹۲۳ء میں ڈیل (Del) کا ترجمہ شائع ہوا۔

<u>گجراتیہ</u> (۱) سنہ ۱۸۷۹ء میں عبدالقادر بن لقمان کا ترجمہ بمبئی سے شائع ہوا (۲) سنہ ۱۳۰۶ھ اور سنہ ۱۳۱۱ھ میں حافظ عبدالرشید کا ترجمہ دھلی سے شائع ہوا (۳) سنہ ۱۹۰۰ء میں محمد اصفہانی کا ترجمہ بمبئی سے شائع ہوا (۴) سنہ ۱۹۰۳ء میں غلام علی کا ترجمہ شائع ہوا۔

<u>جاوی</u> (۱) سنہ ۱۹۰۳ء میں نیاوپاہ (Nyavpah) کا ترجمہ شائع ہوا۔

نوٹ۔ میونخ (جرمنی) قرآنی لٹریچر سے متعلق ایک مخصوص کتب خانہ ہے جو پہلے مشہور مستشرق نولدیکی کی نگرانی میں تھا بعد میں اوٹو پرتزل اس کا جانشین مقرر ہوا۔ قرآنی علوم پر اتنا عظیم ذخیرہ ایک جگہ کہیں نہیں پایا جا سکتا۔

(معارف۔ مارچ سنہ ۱۹۴۰ء ص ۲۳)

ترکی زبان

(۱) ترجمہ حسین حبیب آفندی (۲) ترجمہ علامہ جمال (۳) ترجمہ شیخ احمد داغستانی - یہ ترجمہ نواب سکندر بیگم (سنہ ۱۲۸۵ھ) والیۂ بھوپال کی فرمائش پر ہوا۔

ہندی زبان

(۱) رئیس التجار خان بہادر احمد اللہ دین (سکندر آباد) نے کرایا جو غالباً سنہ ۱۳۵۰ھ میں شائع ہوا۔

افغانی

(۱) ایک ترجمہ سنہ ۱۳۱۹ھ میں شائع ہوا تھا۔

تراجم کے متعلق جو مندرجہ بالا معلومات فراہم کی گئیں یہ "کل" نہیں بلکہ "کل" کا ایک "جزو" ہیں۔ انگریزی تراجم پر مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے تحقیق فرمائی اور سندھی تراجم پر ڈاکٹر شط (جرمنی) نے تحقیق کی اسی لیے اس کے متعلق زیادہ معلومات ہو سکیں۔ اسی طرح اگر ہر زبان کے متعلق تحقیق کی جائے تو بیشمار تراجم و تفاسیر کا پتا چل سکتا ہے۔

غیر ملکی زبانوں میں جماعت احمدیہ کے ترجمے اور تفسیریں

جماعت احمدیہ کے وکیل التبشیر (تصنیف) اپنی مکتوب محررہ ۱۲-جون سنہ ۱۹۶۵ء (ربوہ) میں قرآن کریم کے ان تراجم و تفاسیر پر روشنی ڈالی ہے۔ جو جماعت احمدیہ کی طرف سے کیے گئے ہیں۔ یہاں ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

(۱) جماعت احمدیہ نے ایک بورڈ قائم کیا تھا جس میں مولوی شیر علی (بی-اے) مرزا بشیر احمد (ایم-اے-) اور ملک غلام فرید نے مرزا بشیر الدین محمود کے تفسیری نوٹس سے اخذ و استفادہ کے بعد انگریزی زبان میں ایک تفسیر مرتب کی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) تفسیر القران- جلد اول (فاتحہ تا توبہ) سنہ ۱۹۴۷ء

(۲) تفسیر القران- جلد دوم (یونس تا کہف) سنہ ۱۹۴۹ء
(حصہ اول)

(۳) تفسیر القران - جلد دوم (مریم تا جاثیہ) سنہ ۱۹۶۰ء
(حصہ دوم)

(۴) تفسیر القران - جلد سوم (احقاف تا ناس) سنہ ۱۹۶۳ء-

اس تفسیر کا خلاصہ بھی تیار کیا گیا ہے جو عنقریب اشاعت پذیر ہوگا۔

(۲) انگریزی زبان میں ایک پارہ کا ترجمہ قادیان سے سنہ ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا تھا۔

(۳) مشرقی افریقہ کی ایک زبان سواحلی میں جماعت احمدیہ مشرقی افریقہ نے سنہ ۱۹۵۳ء میں قرآن پاک کا ترجمہ مع مختصر تفسیر شائع کیا تھا۔

(۴) قرآن کریم کا جرمنی زبان میں ترجمہ جماعت احمدیہ کے ہالینڈ مشن نے فروری سنہ ۱۹۵۴ء میں شائع کیا تھا۔

(۵) ہالینڈ مشن کے اہتمام میں قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ سنہ ۱۹۵۳ء میں شائع ہوا اور عربی متن بھی ساتھ شائع کیا گیا۔

(۶) سیرالیون کا ایک اہم زبان مینڈی میں سنہ ۱۹۶۳ء میں قرآن کریم کا ایک پارہ شائع کیا گیا۔

(۷) مغربی افریقہ کی ایک اہم زبان یوروبا (Yoruba) میں سنہ ۱۹۵۷ء میں ایک پارہ شائع کیا گیا۔

(۸) قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ سنہ ۱۹۵۵ء میں ہالینڈ سے شائع کیا گیا سنہ ۱۹۶۰ء میں دوسرا ایڈیشن پاکستان سے شائع ہوا۔

(۹) سکینڈے نیویا میں ڈینش زبان میں جماعت احمدیہ کے مشن نے ترجمہ تیار کر لیا جس کے سات پارے چھپ چکے ہیں۔

(۱۰) مشرقی افریقہ کی ایک اہم زبان لوگنڈی میں جماعت احمدیہ کے یوگنڈا مشن کی طرف سے اسی سال سنہ ۱۹۶۵ء میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔

(۱۱) سردار محمد یوسف نے گورمکھی زبان میں بھی قرآن کا ترجمہ کیا ہے جو سنہ ۱۹۳۶ء میں امرتسر سے شائع ہوا تھا۔

(۱۲) انڈونیشی زبان میں سورہ فاتحہ کا ترجمہ اور تفسیر شائع کی گئی

(۱۳) لنکا کی ایک اہم زبان سنہالی میں سنہ ۱۹۵۸ء میں سورہ یسین کا ترجمہ شائع کیا گیا۔

(۱۴) پیر صلاح الدین (ڈپٹی کمشنر۔ مظفر گڑھ) نے بھی ایک
انگریزی ترجمہ تیار کیا ہے۔ اس کی صرف ایک سورۃ
(هود)"
کے نام سے کتابی شکل میں چھپی ہے۔

(۱۵) مرزا بشیر الدین محمود کی تفسیر صغیر کا انگریزی ترجمہ
بھی تیار ہو گیا ہے۔

مندرجہ بالا ترجموں اور تفسیروں کے علاوہ مندرجہ ذیل زبانوں
میں جماعت احمدیہ نے تراجم تیار کر لیے ہیں۔

فرانسیسی ۔ پرتگالی ۔ اطالوی ۔ گورمکھی ۔ انڈونیشی ۔ ملائی
فیلسلی ۔ هسپانوی ۔ روسی ۔ ککویو (کینیا۔ مشرقی افریقہ کی
زبان) کسکامبا اور لوو (کینیا ـــ مشرقی افریقہ کی زبانیں)
وغیرہ ۔

پاکستان کی بعض اہم زبانوں میں ترجمے اور تفسیریں

پاکستان کی مختلف زبانوں میں بھی بہت سے تراجم ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہم صرف سندھی، پنجابی، پشتو اور بنگالی تراجم کا اجمالی جائزہ لیں گے۔

<u>سندھی تراجم</u> (۱) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی (م۔ سنہ ۱۱۷۴ھ/ ۱۷۶۱) نے تفسیر ہاشمی تالیف کی تھی (۲) مخدوم عبد الواحد (معاصر ہاشم ٹھٹوی) نے تفسیر آیتہ الکرسی لکھی تھی (۳) مخدوم عبد الرحیم گرہوڑی (م۔ سنہ ۱۱۹۲ھ / ۱۷۷۸ء) نے ایک ضخیم تفسیر لکھی تھی (۴) قاضی عزیز اللہ (م۔ سنہ ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء) نے قرآن پاک کا ترجمہ کیا تھا جو سنہ ۱۸۷۷ء میں کریمی پریس، بمبئی سے شائع ہوا تھا (۵) قاضی فتح محمد نظامی نے تفسیر مفتاح رشد اللہ لکھی جو سنہ ۱۸۸۹ء میں بمبئی سے شائع ہوئی۔ یہ سنہ ۱۳۰۶ھ میں تالیف ہوئی اور صفحہ ۱۳۸۸ صفحات پر مشتمل تھی (۶) مولانا محمد صدیق نے سنہ ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا (۷) مولانا تاج محمود نے سنہ ۱۳۲۱ھ/ ۱۸۹۴ء میں قرآن کا ترجمہ کیا (۸) موصوف نے سورہ یوسف کی منظوم تفسیر لکھی اور (۹) سورہ رحمان کی بھی منظوم تفسیر لکھی۔ (۱۰) مولانا محمد عثمان نے تنویر الایمان فی تفسیر القرآن لکھی جو سلسلہ سنہ ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں بمبئی سے شائع ہوئی (۱۱) مولانا عبد الرحیم ملکسی نے ربع پارہ عم کا تفسیر لکھی (۱۲) موصوف نے قرآن کا ترجمہ بھی کیا جو کراچی سے شائع ہوا اس میں موضح قرآن کا سندھی ترجمہ بھی ہے۔ شاہ ولی اللہ اور شاہ رفیع الدین سے استفادہ کیا ہے (۱۳) تمدن عرب کے نام سے سورہ سبا کی تفسیر سنہ ۱۹۲۷ء میں کراچی سے شائع ہوئی (۱۴) قاضی عبد الرزاق نے مولانا اشرف علی کے ترجمہ کو سندھی میں منتقل کیا (۱۵) موصوف نے تفسیر معلم القرآن (عم) بھی لکھی جو سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی

(١٦) مولانا داؤد بن محمد وفائی اور مولانا قاسمی نے جزو اول کی تفسیر لکھی جو کراچی سے سنہ ١٣٧١ھ / ١٩٥٢ء میں شائع ہوئی (١٧) قاضی عبد الرزاق نے تفسیر فتح الرحمن کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی جو سنہ ١٩٥٤ء میں کراچی سے شائع ہوئی (١٨) مولوی محمد یوسف ندوی نے مولانا عبید اللہ سندھی کی تفسیر سورہ محمد کو سندھی میں منتقل کیا اور یہ کراچی سے سنہ ١٩٥٨ء میں شائع ہوئی (١٩) میاں محمد عثمان ڈیپلائی نے ایک ترجمہ حیدر آباد سے شائع کرایا (٢٠) مولوی عبد المجید کھڑ ولرو کا قرآن مجید کا ترجمہ مسودہ کی حالت میں ہے (٢١) ابو الہاشم مولوی عبد الخالق نے تفسیر معارف القرآن (جزو اول) لکھی (٢٢) احمد بن کریم اللہ نے تفسیر احمد سندھی (پارہ عم) لکھی (٢٣) شیخ عبد العزیز عرب نے قرآن کا ترجمہ لکھا (٢٤) میاں محمد خان مو تھائی نے تفسیر ضیاء الایمان لکھی جو لاہور میں چھپی (٢٥) مولوی محمد اللہ نے بھی قرآن کا ترجمہ کیا تھا جو مسودہ کی صورت میں ہے (٢٦) خیرپور سے پارہ اول کی تفسیر شائع ہوئی تھی (٢٧) ایک تفسیر ارشاد الساد قین لہدایۃ المتقین لکھی گئی تھی ۔

<u>پنجابی تراجم</u> (١) سنہ ١٢٩٧ھ میں بارک اللہ کا ترجمہ شائع ہوا (٢) سنہ ١٣٠٥ھ میں عبد ایہ اللہ غازی کا ترجمہ شائع ہوا (٣) سنہ ١٣١٢ھ میں شمس الدین بخاری کا ترجمہ شائع ہوا (٤) سنہ ١٩٠٣ء فیروز الدین کا ترجمہ شائع ہوا ۔

<u>پشتو تراجم</u> (١) سنہ ١١٧٣ میں تفسیر افضلیہ نواب افضل خان افضل الدولہ (ساکن مانیری ضلع مردان) کے حکم سے غالباً مولانا رکن عالم نے احمد شاہ ابدالی کے زمانے میں صوبہ دکن میں لکھی ۔ (٢) ایک ترجمہ مولوی جمال الدین خان وزیر ریاست بھوپال نے بعہد شاہجہان بیگم کرایا ۔

نوٹ ۔ حافظ محمد ادریس مرحوم شعبہ عربی ۔ پشاور یونیورسٹی ۔ پشاور نے پشتو کے تراجم

نوٹ — حافظ محمد ادریس مرحوم - شعبہ عربی - پشاور یونیورسٹی - پشاور نے پشتو ~~کے تراجم اور~~ تفاسیر پر ایک مقالہ مرتب کیا تھا جو انہوں نے سنہ ۱۹۶۲ء میں سندھ یونیورسٹی - حیدر آباد (پاک) میں اسلامک اسٹڈیز کانفرنس کے موقع پر پڑھا تھا۔ اس میں بہت سی ~~تراجم و~~ تفاسیر کا ذکر کیا تھا۔ افسوس فی الوقت وہ سامنے نہیں۔ اسی مقالہ سے ایک حصہ پشاور یونیورسٹی کے مجلہ میں شائع ہوا تھا۔ تفسیر الفاتحہ کے متعلق وہیں سے لکھا ہے۔

(۳) ایک ترجمہ سنہ ۱۳۱۹ھ میں بھی شائع ہوا تھا۔

بنگالی تراجم

(۱) سنہ ۱۳۲۹ھ میں شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کو بنگالی میں منتقل کیا گیا (۲) سنہ ۱۸۸۲ء میں مجلس علمائے بنگال نے ترجمہ کیا (۳) سنہ ۱۸۹۹ء میں نعیم الدین نے ترجمہ کیا (۴) سنہ ۱۹۰۱ء میں مدھو بیان نے ترجمہ کیا اور (۵) سنہ ۱۹۰۸ء میں گولاساک کا ترجمہ دوبارہ شائع ہوا (۶) ایک ترجمہ - ترجمہ فاضلیہ کے نام سے شائع ہوا۔

محمد مسعود احمد
۲۰ - جنوری سنہ ۱۹۶۶ء - مطابق ۲۶ - رمضان المبارک
سنہ ۱۳۸۶ھ

اردو تفاسیر کا عہد بہ عہد ارتقاء

پہلا باب

دسویں اور گیارھویں صدی ہجری کی تفاسیر

قرآنی تراجم کا عہد بہ عہد ارتقا

اردو کے قدماء مفسرین نے "اردو" کو ہندی سے تعبیر کیا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اردو اور ہندی کا فرق سمجھنے اور ان کی قدامت کا اندازہ لگانے کے لیے زبان اردو کی تاریخ کا اجمالی جائزہ لیا جائے۔

اردو اور ہندی - آٹھویں صدی ہجری میں حضرت امیر خسرو (م۔ سنہ ۷۲۵ھ) نے لکھا ہے کہ "ہندی" عربی کی طرح جامع اور مکمل زبان ہے۔ یہ اجنبی الفاظ قبول نہیں کرتی

زبان ہندی ہم تازی مثال است
کہ آمیزش دران جا کم مجال است۔[1]

اور لکھا ہے کہ اس میں اصول معانی و بلاغت بھی مرتب و مدون ہو چکے ہیں۔[2] چنانچہ ہندی میں علم بلاغت پر ایک رسالہ کا ذکر جاحظ (م۔ سنہ ۲۵۵ھ / ۸۶۲ء) نے کیا ہے جو بغداد میں یحییٰ بن خالد برمکی کے بلائے ہوئے کسی ہندو فاضل کے پاس دیکھا گیا اور اس کا ترجمہ کر لیا گیا۔[3] فاضل موصوف نے یہ بھی لکھا ہے زبان ہندی کا ایک اپنا رسم الخط ہے۔[4] امیر خسرو نے جس زبان کو "ہندی" کہا ہے بعض فضلا نے اس سے سنسکرت مراد لی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ سنسکرت کے متعلق تو امیر خسرو کا یہ کہنا ہے کہ یہ زبان اتنی نامانوس ہے کہ اس کو صرف برہمن جانتے ہیں حتی کہ ان کی

---

1. Elliot and Dowson. The History of India Appendix
2. Poems of Amir Khusru, Calcutta, 193 , P. 163
2. Ibid. P. 163.

۳ - جاحظ - کتاب البیان و التبیین - ص - ۴۰ بحوالہ "ہندوستان عربوں کی نظر میں" اعظم گڑھ سنہ ۱۹۶۰ء - ص - ۲ - ۳

۴ - جاحظ - فخر السودان علی البیضان - ص - ۸۰

کی غور تھیں بھی اس سے نا واقف ہیں اور عوام الناس تو جانتے ہی نہیں[5] ۔ اس لیے یہ جو
کہا جاتا ہے کہ امیر خسرو نے سب سے پہلے ہندی میں فارسی کی آمیزش کی صحیح نہیں
خود ان کے قول کے مطابق انہوں نے فارسی میں ہندی کی آمیزش کی ہے کیونکہ قول اللہ کو
آمیزش کی مشغل ہے[6] ۔ اور ثانی اللہ کو مشغل نہیں اب گردش دوران کی کرشمہ سازیاں
ہیں کہ عنصر غالب ۔ مغلوب ہو گیا اور عنصر مغلوب ۔ غالب ۔

مندرجہ بالا حقائق سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلامی دور حکومت
کے ابتدا سے ہندوستان میں "ہندی" نام کی ایک بین الصوبجاتی زبان موجود تھی ۔
چنانچہ تیسری صدی ہجری سے لے کر موجودہ صدی تک مختلف ایرانی اور عربی سیاحوں
ہندوستان کے علماء و فضلاء اور ادباء و شعرائے "ہندی" نام کی ایک زبان کا ذکر
کیا ہے ۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری میں بزرگ بن شہریار (سنہ ۲۷۰ھ) نے زبان
"ہندیہ" میں ایک قرآن پاک کے ترجمہ اور تفسیر کا ذکر کیا ہے[7] ۔ چوتھی صدی ہجری
میں ابن الندیم بغدادی نے الفہرست (۳۷۷ھ) میں زبان "ہندی" کا ذکر کیا ہے[8] ۔
پانچویں صدی ہجری میں البیرونی (۳۶۲ – ۴۴۰ھ) نے جو ہندوستان کافی عرصہ
رہا زبان "ہندی" کا ذکر کیا ہے ۔ اور بطور نمونہ اس زبان کے جو الفاظ اس نے گنائے
ہیں وہ آج بھی اردو داں لوگ بولتے چالتے ہیں ۔ مثلاً

---

5. Elliot and Dowson. The History of India, P. 170

6. Ibid. 163

۷۔ بزرگ بن شہریار ۔ عجائب الہند ۔

۸۔ ابن الندیم بغدادی ۔ الفہرست ۔ مطبوعہ مصر ۔ ص ۔ ۴۲۱ (تقویٰ ۔ ۳۰)

آملہ - دیوار - چاند - موچ - لوگ - کوڑہ - وغیرہ -[1] چھٹی صدی ہجری میں خواجہ معین الدین چشتی (۵۳۷ھ / ۱۱۳۲ء — سنہ ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء) نے تو زبان "ہندی" میں گفتگو فرمائی ہے[2] - ساتویں صدی ہجری میں قاضی سراج منہاج نے زبان ہندوی کا ذکر کیا ہے[3] آٹھویں صدی ہجری میں امیر خسرو (م سنہ ۷۲۵ھ) نے زبان ہندوی کا ذکر کیا ہے[4] - نویں صدی ہجری میں شیخ احمد عبد الحق ردولوی (م سنہ ۸۳۷ھ) نے بھی "ہندی" زبان کا ذکر کیا ہے[5] - دسویں صدی ہجری میں شاہ محمد غوث گوالیاری (م ۹۷۰ھ) زبان ہندی کا ذکر فرماتے ہیں[6] - گیارھویں صدی ہجری میں خواجہ محمد معصوم (م سنہ ۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۸ء) اپنے مکتوب میں ایک مصراع ہندی کا ذکر فرماتے ہیں[7] بارھویں صدی ہجری میں ایک مفسر قرآن مراد اللہ انصاری سنبھلی - تفسیر ہندی کا ذکر کرتے ہیں[8] تیرھویں صدی ہجری میں ایک دکنی عالم سید بابا قادری[9] اور دہلوی فاضل شاہ عبد القادر[10] زبان ہندی کا ذکر فرماتے ہیں - موجودہ صدی میں بھی زبان ہندی کا ذکر ملتا ہے - چند ترجمہ کیے ہوئے خطبات کا عنوان مجموعہ خطبات مترجمہ بزبان ہندی ملتا ہے[11] -

---

۱ - ڈاکٹر مسعود حسین - تاریخ زبان اردو - مطبوعہ دہلی - ص ۱۲۸
۲ - حکیم شمس اللہ قادری - اردوئے قدیم - مطبوعہ آگرہ - ص ۱۲
۳ - قاضی سراج منہاج - طبقات ناصری - مطبوعہ کلکتہ - ص ۱۵۳ (نقوش = ۳۷)
۴ - امیر خسرو - دیوان غرۃ الکمال - خاتمہ (نقوش = ۳۷)
۵ - سید سلیمان ندوی - نقوش سلیمانی - مطبوعہ کراچی - ص ۵۱
۶ - محمد غوث گوالیاری - جواہر خمسہ (قلمی) سنہ ۱۰۹۷ھ
۷ - خواجہ محمد معصوم - مکتوبات معصومی - (قلمی) جلد سوم سنہ ۱۱۳۰ھ ص ۴
۸ - مراد اللہ انصاری - تفسیر مرادیہ (قلمی) سنہ ۱۱۸۵ھ خاتمہ
۹ - سید بابا قادری - تفسیر فوائد بدیہیہ (قلمی) سنہ ۱۲۴۷ھ - خاتمہ
۱۰ - شاہ عبد القادر دہلوی - تفسیر موضح قرآن (قلمی) سنہ ۱۲۰۵ھ (دیباچہ)
۱۱ - "مجموعہ خطبات مترجم بزبان ہندی" مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء

اس تفصیل سے بتانا یہ مقصود ہے کہ حضرت امیر خسرو نے جس زبان کو ہندی کہا ہے اور جو ان سے پہلے اور بعد بھی ہندیہ اور ہندی کے نام سے پکاری گئی ہے وہ ہندوستان کی کوئی مخصوص زبان نہ تھی بلکہ ایک عام زبان تھی یہ الگ بات ہے کہ مقامی اثرات کے تحت ہر جگہ تھوڑی بہت تبدیلیاں ہوگئی ہوں۔ صاحب تحفۃ الہند نے اس زبان کو زبان عالی۔ تو اردو بتایا ہے[1]۔ یہی زبان ہے جو مقامی اثرات سے متاثر ہوکر دہلی میں دہلوی بن گئی[2]۔ یہی زبان ہے جو شاہ جہاں کے زمانے میں زبان اردوئے معلی۔ کے نام سے پکاری گئی[3]۔ جو یقیناً شاہی اثرات کے تحت زبان "دہلوی" سے ممتاز ہوگی۔ اسی لیے ادباء اور شعراء نے اس کو اپنایا اور اس کو "ریختہ" کے نام سے تعبیر کیا۔ اور انگریز نوواردوں نے موورس (Moors) کہا ہے۔ زبان اردوئے معلی۔ ایک عرصہ بعد زبان اردو۔ ہوئی اور پھر یہ صفت موصوف کی ترکیب زمانہ کی کرشمہ سازی سے مضاف مضاف الیہ کی ترکیب قرار پائی ہے۔ مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ زبان اردوئے معلی۔ اونچے اور تعلیم یافتہ طبقہ کی زبان تھی۔ اور زبان ہندی عوام الناس کی زبان تھی۔ بنیادی اور اساسی طور پر دونوں ایک ہیں لیکن ماحول کے اثرات نے دونوں میں ظاہری تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اس لیے جب حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ "ہندی" اور "ریختہ" میں فرق فرماتے ہیں تو ان کا بیان معنی خیز معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ شاہ عبد القادر۔ موضح قرآن (دیباچہ)، ۱۲۰۵ھ (قلمی)

۲۔ ڈاکٹر عبد الحق۔ "اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام" مطبوعہ کراچی

۳۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی۔ اردو کی نشوونما میں تراجم کا کردار (انگریزی) ص ۲

شاہ صاحب دیباچہ موضح قرآن میں فرماتے ہیں۔

" دوسرے یہ کہ اس میں زبان " ریختہ " نہیں بولی بلکہ " ہندی " متعارف تا عوام کو بے تکلیف دریافت "

جیسا کہ عرض کیا گیا قدماء مفسرین نے ہندی میں تفاسیر لکھیں یعنی وہ زبان جو عوام الناس میں متعارف تھی اور یہ حقیقت ہے کہ اب بھی ہر عوامی چیز کو سیدھی سادی زبان میں پیش کیا جاتا ہے۔ علماء و فضلاء اور صوفیہ وغیرہ نے اس متعارف زبان میں جو ابتدائی کوششیں کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خدمات ادیبوں اور شاعروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہیں۔ ادباء اور شعراء نے " زبان اردوئے معلی " کو گلے لگایا کہ وہ شاہ دوست تھے۔ مگر جو نفوس قدسیہ شاہوں سے بے نیاز تھے انہوں نے عوامی بولی میں گفتگو کی اور انہیں کی زبان میں ان کے لیے کتابیں لکھیں۔ ڈاکٹر عبد الحق نے اپنے ایک مستقل رسالے میں ان خدمات کا جائزہ لیا ہے۔[2]

عوامی رجحان (پاک و ہند میں) ہمیشہ مذہب اور تصوف کی طرف رہا ہے اس لیے ابتدائی تراجم مذہب اور تصوف سے متعلق نظر آتے ہیں۔ مثلاً یہ ترجمے۔

(۱) محی الدین عبد القادر جیلانی۔ نشاط العشق۔ ترجمہ از سید عبد اللہ حسینی۔ (۸۶۲ھ ــــ ۸۳۸ھ)

(۲) خواجہ نصیر الدین۔ تحفہ۔ ترجمہ از قطبی (۱۰۴۲ھ)

(۳) شیخ احمد۔ شرح تمہید ہمدانی۔ ترجمہ از میران جی حسن خدانما (ع۔ ۱۰۷۰ھ)

(۴) برہان الدین۔ شمائل الاتقیاء۔ ترجمہ از میران یعقوب (۱۰۷۸ھ)

۱۔ شاہ عبد القادر۔ موضح قرآن (دیباچہ) مذکور

۲۔ ڈاکٹر عبد الحق۔ اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام" مطبوعہ کراچی

(۵) خواجہ فرید الدین عطار - منطق الطیر - ترا ز او جدی پنجابی نامہ
(سنہ ۱۲۱۱ھ)

(۶) ملا حسین واعظ کاشفی - روضتہ الشہداء ترجمہ از ولی دبلوری

(۷) شیخ محمود - معرفتہ السلوک - ترجمہ از ولی اللہ قادری
سنہ ۱۱۵۷ھ) [1]

اس قسم کی اور بہت سی کوششیں کی گئیں - فن حدیث اور فن تفسیر پر تو اتنا کچھ لکھا جاچکا ہے کہ مبسوط مقالوں میں بھی ان کا کلی طور پر استقصا استحصاء مشکل معلوم ہوتا ہے - تفسیر کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی کی لاعلمی ہماری لیے سخت حیرت و استعجاب کا باعث ہے - موصوف نے لکھا ہے -

" بعض عربی علوم و فنون کی کتابیں کثرت سے چھپ کر شائع ہوئی ہیں اور خصوصاً فن حدیث کا سرمایہ تو اس قدر وجود میں آگیا ہے کہ اگلوں کے وہم و خیال میں بھی نہ تھا لیکن قرآن مجید کے متعلق دو ایک معمولی درسی تفسیروں کے سوا آج تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی " [2]

تفسیر یا تراجم پر اردو میں جو کام ہوا ہے وہ ہماری اس ناچیز کوشش سے واضح ہوگا - اگر مولانا کی مراد زبان عربی سے ہے تو اس مقالہ کے مقدمہ سے واضح ہوگا کہ عربی اور فارسی میں بھی پاک و ہند کے علماء نے کچھ کم خدمت نہیں کی - [3]

قرآن کو ہم کے فارسی اور اردو مترجمین اور مفسرین نے مذہبی دیوانوں کی مذا لقتیں سہیں مگر خلوص دل کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کر گئے - شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ نے جب دہلی میں فارسی ترجمہ کیا اس وقت ہنگامہ ہوا [4] گو ہمارے نزدیک

---

۱ - ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی - اردو کی نشو و نما میں تراجم کا کردار (انگریزی) ص ۲
۲ - شبلی نعمانی - مقالات شبلی (مذہبی) جلد اول - مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۴ء - ص ۲۵
۳ - اردو نے علوم اسلامیہ کی جو خدمت کی ہے وہ تو اپنی جگہ مسلم ہے - غیر مذاہب کے علوم کی بھی کچھ خدمت نہیں کی - اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد عزیر کا مقالہ " اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصہ " (لکھنؤ ۱۹۲۸ء) قابل مطالعہ ہے - جس میں ہندو، سکھ مذہب عیسائی مذہب اور ان مختلف فرقوں کا مذہبی لٹریچر کافی مقدار میں اردو میں شائع ہو چکا ہے -

اس ہنگامہ کے کچھ سیاسی اور اعتقادی اسباب بھی تھے ۔ اسی طرح فورٹ ولیم کالج میں جب کاظم علی جوان وغیرہ نے ترجمہ کا کام سنبھالا تو ہنگامہ ہوا[1] بالآخر یہ ہنگامے خاموش ہوگئے ۔ ان ہنگاموں کا سبب مذہبی کوتہ اندیشی ہوسکتی ہے اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ کام بہت کٹھن ہے ۔ خصوصاً اس کتاب کا مناسب ترجمہ جس کا جواب شاید خوب نہ بن سکے ۔ ڈاکٹر عبدالحق نے اپنے ایک مضمون مطبوعہ سنہ ۱۹۳۴ء میں ان دشواریوں کی طرف اس طرح توجہ دلائی ہے ۔

" اولاً ان صحیفوں کا ترجمہ آسان کام نہیں ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ زبان پر کامل قدرت ہونی چاہیئے ۔ عقائد اور احکام کا دار و مدار الفاظ کے مفہوم پر ہے ۔ الفاظ کا مفہوم مرور زمانہ سے بدل جاتا ہے ۔ اس لیے مترجم کے لیے لازم ہے کہ وہ جانتا ہو کہ جس زمانہ میں یہ کتاب نازل ہوئی اس وقت ان الفاظ کے کیا معنی تھے ۔ اور قائل کا ان سے کیا مقصود ہے کبھی کبھی ذو معنی اور پہلو دار لفظ بھی آجاتے ہیں ۔ ایک جماعت اس کا مفہوم کچھ لیتی ہے اور دوسری جماعت کچھ ـــــ اور ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ایک لفظ کے معنی یا نحوی ترکیب کی وجہ سے عقائد میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے ۔ اور دو فرقے بن گئے ۔ ترجمہ میں ایسے الفاظ استعمال کرنا کہ ان میں بھی دونوں پہلو قائم رہیں بہت دشوار بلکہ اکثر اوقات ۔ ناممکن ہوتا ہے ۔ ان تمام اختلافوں کے باوجود ترجمہ میں اصل کی سی فصاحت اور قوت بیان اور اثر قائم رکھنا سب سے بڑا دشوار کام ہے "[5]

---

۱ ۔ مولوی عبدالحق ۔ قدیم اردو ۔ ص ۔ ۱۲۰
۲ ۔ محمد عتیق صدیقی ۔ گل کرسٹ اور اس کا عہد ۔
۳ ۔ مولوی عبدالحق ۔ قدیم اردو ۔ ص ۔ ۱ ۔ ۱۲۰

تفسیر و تشریح - فصاحت و بلاغت کے ساتھ اپنے مافی الضمیر کا خود اپنی زبان میں ادا کرنا
کوئی آسان کام نہیں - پھر ایک کے مافی الضمیر کی تشریح دوسرے کی زبان میں دشوار تر کام
ہے اور دشوار ترین کام یہ ہے کہ قرآن عظیم جیسے فصیح و بلیغ کلام کی جو خالق مطلق کی
کا کلام ہے - صحیح اور بلیغ تفسیر و تشریح کی جائے - چہ جائیکہ ترجمہ کیا جائے - اس سے
اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن پاک کی کوئی تفسیر کبھی مکمل نہیں ہوسکتی کیونکہ شارح
کے لیے ضروری ہے کہ ماتن سے زیادہ علم رکھتا ہو - ورنہ کم از کم اس کے برابر تو ہو - پس جب
انسانی عقول ذات الہی کا احاطہ نہیں کر سکتیں تو اس کے کلام کے معانی کا پوری طرح سے
احاطہ کرنا بہت مشکل ہے - بہر شبہہ قرآن کی تفسیر و تشریح کا حق اسی کو ہے جس کے قلب
مقدس پر قرآن نزول ہوا - صلی اللہ علیہ وسلم -

شارح اور مفسر کا کام یہ ہے کہ ماتن کے اختصار کی تفصیل اور اجمال کی توضیح
کرے - اس کے کلام سے دلیل کی دلیل دے - اس کی بات پر کوئی شبہہ یا اعتراض پیدا ہو تو اس
کو دور کرے - اقوال میں کہیں تضاد نظر آئے تو ان میں تطبیق دے اور اس کے ایک قول سے
دوسرے قول کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرے وغیرہ وغیرہ لیکن جیسا کہ عرض کیا قرآن
عظیم ۲۳ برس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اترا اس لیے بہتر سے
بہتر تشریح و تفسیر وہی ہے جو آپ کی تعلیم و عمل سے ہم تک پہنچیں - اسی لیے - کتاب اللہ
کو سمجھنے کے لیے " سنت نبوی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم " قدماء مفسرین
کی تردید ضروری ہے -

حامل قرآن علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد جس نے قرآن پاک زیادہ بہتر سمجھا
ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پایا ہے - یعنی صحابہ کرام
یہ حضرات اس ماحول اور اس فضا سے قریب تھے جس میں قرآن نازل ہوا اور قرآن فہمی کے

سلسلے میں جس کا علم از حد ضروری ہے۔ لیکن دورِ جدید میں کچھ عقلیت پسند اس طریقہ
تفسیر کو روایتی سمجھ کر اس کی تحقیر پر آمادہ ہیں۔ ان کے سامنے اکثری معیار ہے۔ یعنی
یہ کہ جس بات کو عقل سلیم قبول کر لے وہ خوب ہے اور جس کو تسلیم نہ کرے وہ ناخوب ہے۔
لیکن یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کس کی عقل ـــــ کیونکہ اختلاف تو
دو انسانوں کی رایوں میں پایا جاتا ہے۔ تفاسیر کی رنگارنگی اس حقیقت کی شاہد عادل
ہے۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ عقل کل۔ اور حکیم مطلق۔ جس کی تصدیق کرے وہی پسندیدہ
ہے۔ اسی لیے علامہ ڈاکٹر محمد اقبال فرماتے ہیں۔

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارح اسرار حیات

کیونکہ ع۔ عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں ـــ

قرآن پاک کی تفسیر کا پہلا دور مذکورہ روایتی طریقہ سے شروع ہوا۔ لیکن افسوس
ہے کہ بعد میں قوت عمل کے مفقود ہوجانے اور دیگر مذاہب سے اختلاط اور امتزاج کی وجہ
سے تفاسیر میں غیر ضروری تشریح و توضیح اختیار کی گئی۔ جس نے آگے چل کر ملت مرحومہ
کے اذہان کو نقصان پہنچایا۔

اردو تفاسیر کا آغاز بھی بڑی سادگی سے ہوا۔ ابتدائی تفاسیر میں غیر ضروری
تشریحات سے احتراز کیا گیا۔ گو اسرائیلیات کی کہیں کہیں جھلک ہے۔ لیکن جوں جوں
زمانہ کی مادی رفتار تیز ہوتی گئی ہے۔ اور قومیں ایک دوسرے کے قریب آتی گئیں عصری
محرکات نے تفاسیر پر بھی اثر ڈالا ـــ

کسی کتاب کا صحیح مطلب سمجھنے کے لیے سب سے اہم چیز اس کتاب کی زبان اور اس
کے قواعد اور اسرار و معارف سے آگاہی ہے۔ یہ بالکل درست نہ ہوگا کہ عقلیت کے جوش میں
زبان کے قواعد کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اور ایسی تشریح کریں جو اس زبان کے لغت اور
قواعد کے مطابق نہ ہو ـــ تاویل کا اصل منشاء یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے استعداد عقلی

کی تسکین کر سکیں لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا استبعاد عقلی کوئی یکساں چیز نہیں اور نہ وہ خلاف عقل کے معنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عقل کی وسعت اور استبعادات عقلی کی فہرست ہر زمانہ میں گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اس لیے قرآن پاک کی تفسیر کا یہ معیار نہیں بنایا جا سکتا۔

تاہم اس میں شک نہیں کہ ہر زمانہ کا ماحول دوسرے زمانہ سے بالکل الگ ہوتا ہے۔ عقلی مسلمات اور زمانہ کے غیر محسوس عقائد ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں اس لیے ہر کتاب کے مفہوم و معنی کو سمجھنے میں اس زمانہ کے مؤثرات سے قطع نظر کرنا کسی طرح ممکن ہی نہیں۔ ہر زمانہ کے لوگ اپنے زمانہ محیط کے مؤثرات کے مطابق کسی کلام کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ فانی انسانوں کے فانی کلام اور جزئی علم رکھنے والوں کے جزئی علم اگر ایک زمانے میں صحیح اور دوسرے زمانہ میں غلط ہو جائیں تو ایسا ہونا بڑی حد تک قرین قیاس ہے۔ مگر خدائے پاک کے کلام میں جس کا علم ازل سے ابد تک محیط ہے اس قسم کا تصور بھی ذہن میں نہیں لایا جا سکتا اس لیے اگر مخلص اہل علم اور نیک نیت علماء اس کلام کی مزید تشریح اپنے زمانے کے مؤثرات کے مطابق اس طرح کر سکیں کہ وہ زمانے کے علمی تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ مطالب قول صلی اللہ علیہ وسلم کی تفہیم اور عربی زبان اور لغت کے قواعد کے خلاف نہ ہوں۔ تو ان کی سعی مشکور ہوگی۔

ابھی ہم دسویں صدی ہجری سے لے کر موجودہ صدی تک تمام اردو تفاسیر کا بالاستیعاب جائزہ لیتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ اردو تفاسیر نے علمی، لسانی اور ادبی لحاظ سے کس انداز پر ترقی کی ہے۔

دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کی تفاسیر

تفسیر پارہ عم ۔ مولف نامعلوم ۔ تالیف اوائل دسویں صدی ہجری / سولہویں صدی عیسوی (قلمی)

اس مخطوطہ میں پارہ عم کی چند سورتوں کی تفسیر ہے۔ جو قدیم دکنی میں ہے۔ اس میں ترجمہ کے ساتھ کہیں کہیں مختصر تفسیر بھی ہے۔ زبان سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ دسویں صدی ہجری کے اوائل کا ہے۔ نمونے کے طور پر یہاں سورۃ "البینۃ" کا ترجمہ اور تشریح لکھی جاتی ہے۔

نمونہ تفسیر پارہ عم

وو لوکاں جو کفر کیے کتاب کے لوکاں تے ہور مشرک کوں نہا چھوٹنے تھے کفر
ہو نہارے تھمے کفر تے تو لگ جو آئی اونوں کوں روشن حجت۔ سو
محمد ہے۔ خدا تے پڑتا ہے صحیفاں کوں جیہا کہ ہیں جھوٹ تے۔
اوس میں لکھی تھی نیت بھلی بات ہور نہیں تفرقہ ہوئے وو لوکاں جنوں
کو دیے گیا تھا کتاب مگر روشن حجت کیے آئے پچھے تے۔ ہور اونوں
کوں تو نہیں حکم کی گیا تھا مگر ہو کہ عبادت کریں اللہ تعالی کوں۔
نیچل عبادت او سچ کوں کو نہارے۔ کفر کار میں چھوڑ اسلام کے دین
میں آکہ ہورا ہو کہ کھڑی کریں فرض نماز کوں اس کے وخت میں ہور
ہو کہ دیویں مال کے فرض زکوۃ کوں ہور وو دین نیت ہے۔ تحقیق
دو لوکاں جو کفر کیے کتاب کے لوکاں سے ہور مشرک کوں نہا رہاں تے
جہنم میں دو لوکاں انو چے بہوت ہورے لوکاں میں ساری پیدائش
میں ہوا نیک عمل کے خالص خدا کے واسطے وو لوکاں انو چ بہوت خوب
لوکاں میں ساری پیدائش میں۔ جزا انوں کی انو کے پالنہار کنیں ہے۔

باغاں دائم کی بہتے ہیں اون کے تلے تے کالوے دائم

اچھینگے اس باغاں میں ہمیشہ اچھناں جیسے تھایا ہیں۔ خشال

ہوا اللہ تعالی اونوں تے ہو اونوں خشال ہوئے اوس تے۔

وو خشالی او سچ کون ہے جو ڈرتا ہے اپنے پالنہار کے

عذاب کوں۔ عبادت کرکو

اس تفسیر کی قدامت کا اندازہ اس کی زبان سے ہوتا ہے۔ اس میں بہت سے ایسے الفاظ اور محاورے استعمال کیے گئے ہیں جو بعد کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ اسلوب بیان بھی قدیم ہے۔

مثلاً: —

۱۔ کالفراش المبثوث —— پتنگ سری کی جھولی کے (جھولی = قطار یا ہجوم)

۲۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ —— پس جکوئی کہ عمل کرے گا ذرے کے بھار یعنی لال
چیونٹی کے بھار یا ذرہ دھلاوے کا

(دھلارا = گرد وغبار)

یہ لفظ بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ جو بعد کی دکھنی تصانیف میں

نہیں ملتے۔

۱۔ بلکی بمعنی مصیبت یا آفت

۲۔ کدن بمعنی طرف

۳۔ تلدر بمعنی نیچے یا تلے

۴۔ تاری بمعنی تلے یا نیچے

۵۔ پچان بمعنی بعد ازاں

کشمیری الفاظ	جدید الفاظ
صحفان	صحیفے
لیت پات	سیدھا راستہ
تہن	تمہیں
جنون کون	جن کو
ہو	یہ
تیھل	خالص
وخت	وقت
تیہت	سیدھا
اچھون گے	دھونگے
دیس	دن
بہو تیچ	بہت ہی
الوچ	
ہورے	ہرے
کہن	کے پاس
پاغان	باغ
تلدر	نیچے
کالوے	ندی - نہر
خشال	خوش حال
تو سمچ کون	اس کو
کون	کو

تفسیر سورہ رحمن ۔ مولف نا معلوم ۔ تالیف اواخر دسویں صدی ہجری / سترھویں صدی عیسوی (قلمی)

پیش نظر مخطوطہ دکنی زبان کی مقفی نثر میں ہے ۔ زبان سے دسویں صدی کے اواخر کا معلوم ہوتا ہے ۔ نمونہ پیش کیا جاتا ہے ۔

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان

(ترجمہ) اے لوگون تم کو بکھال جس کا گر مخفا نام رحمان ۔ جن سکھلیا ۔
ہے قرآن ۔ جن سرجا ہے انسان ۔

الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان

(ترجمہ) سکھایا تم کو سمجھ بیان چاند سورج سون حساب پچھان جھاڑ
پہڑ بھی تمین سمجھان ۔ سجدا کرین ہین اوس کون مان

والسماء رفعہا ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان

(ترجمہ) تو تہا کتا ان اسمان ۔ واکھے ہگی ان میزان ۔ اپنے
دل سون حق پچھان ۔ کم زیادہ مت کر جان ۔

واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان

(ترجمہ) جو تول سو پورا تول ۔ جو بول تو سو پورا بول ۔
ڈنڈی رب تد مچیو جھول ۔ وغل نہ کہیو قول ابول

والارض وضعہا للانام فیہا فاکہۃ والنخل ذات الاکمام والحب
ذو العصف والریحان ۔

(ترجمہ) لوگون کا جہن زمین بچھائے ۔ میوہ خرما جھاڑ اگائے
وادہ پیدا کو بکھلائے ۔ اوس مین اگل ایمان کھلائے ۔ دانہ

فبای آلاء ربکما تکذبان ۔

(ترجمہ) تم پر رب کا اتنا مان ۔ کس نعمت تم ہوتے انجان

مندرجہ بالا اقتباس میں ذیل کے متروک الفاظ استعمال کیے گئے ہیں

(۱) نہیں = جھکنا — (۴) سر جاتے = پیدا کیا ہے

(۲) آگال = اعلیٰ درجہ کے — (۵) جیوں = جس لیے

(۳) اجان = انجان — (٦) کون = سون = کو = سے

(۷) بھکلائے = تشویش زدہ ساری

تفسیر سورہ یوسف = مولف نامعلوم = تالیف اواخر دسویں صدی ہجری / سترھویں صدی عیسوی

یہ تفسیر گجراتی اردو میں ہے۔ اول و آخر سے ناقص ہے۔ زبان کے ڈھنگ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق دسویں صدی کے اواخر سے ہے یا گیارھویں صدی کے اوائل میں لکھی گئی ہے۔ اس کی اردو امین کی "یوسف زلیخا" (مولفہ سنہ ۱۱۰۹ھ) کی مثل معلوم ہوتی ہے۔ نثر نسبتاً نظم سے آسان زبان میں لکھی جاتی ہے اس لیے یہ قدرے آسان ہے۔ یہاں اس کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

---

(۱) "قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ والا تصرف عنی کیدھن اصب الیھن"

"یوسف نے کہا کہ اے بار خدا ہوں بھاکسی کون دوس دھرتا ہوں اس کام تھیں کہ جے کام مجھے لے فرماتی ہے انے اگر تو مجھے انہوں کے مکرون تھیں پنہ نے راکھے تو ہوں ڈرتا ہوں کہ ہوں بھی انہوں کی بات اوپر خاطر کرون ایسے کنہہ گاروں منے ہوؤں"

---

(۲) اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا واتونی باھلکم اجمعین

"یوسف نے کہا لے جاؤ میری پیرھن انے باپ کے منہ پر چھوڑو تو دیکھتے ہوویں گے انے پچھیں سگلے اپس کے کٹم کون لیو وانے میرے تز دیک آتو"

مولوی عبد الحق = قدیم اردو = ص = ۱۲۵

مندرجہ بالا اقتباس میں جو متروک الفاظ آئے ہیں ان کی ایک اجمالی فہرست یہ ہے۔

(۱) ہوں = میں

(۲) بھاکس = نہد خانہ

(۳) کون = کو

(۴) دوس = دوست

(۵) مجھے =

(۶) انے = اور

(۷) پنہ میں = پناہ میں

(۸) سکے = تمام

(۹) اپس = آپس

(۱۰) آنو = لاؤ

تفسیر کی عبارت کا نمونہ یہ ہے۔

"پیچھیں بھاکس کے عہد دار نے کہا کہ وے دائم غلغ گزار تا ہے انے روزے راکھتا ہے۔ انے تسبی کرتا ہے انے ملوبوں کو پوچھتا ہے انے درویشوں کو کھان دیتا ہے۔ انے جے کچھو اس پاس آوتا ہے سو محتاجوں کو بانٹ دیتا ہے۔ انے اپیں نہیں کھاتا۔ انے کہ ہیں اس تحیں کوئی رنجیدہ نہیں ہولے ہووا۔ انیں پیچھیں جب اے صفتاں ملکیں سنیاں تب کہا کہ اے باتاں نہووین کسی میں مگر پیدا ہوروں میں ہووین یا پیدا ہوروں کے پنگڑوں میں ہووین۔ انے دو جیاتہ پوچھیا کہ یوسف کے تئیں بھاکس میں کون کرتا ہے۔ انے اس پاس

کسی پاس تھین کچھ رو تا ھے پیچھین انہون نے کہا کہ جو بز کی

بیر چھپا کر نے سمجھتی و لیکن وے قبول نہین کرتا۔ ایسے وے

پانچ بیر ان دو جہان کولی ھین وے بھی سمجھتا ان ھین

انہون کا بھی کچھ قبول نہین کرتا۔ ایسے انہون کا بول

بھی نہین سنتا" ۔

درجہ بالا اقتباس مین ذیل کے یہ ایسے الفاظ ملتے ھین

(۱) تسی = تسبیح

(۲) ملوبون = غزدون

(۳) کھان = کھاتا

(۴) جے = جو

(۵) کچھو = کچھ

(۶) پنگڑون = اولاد

(۷) بیر = عورت

(۸) بیران = عورتین

مولوی عبد الحق - قدیم اردو - ص - ۳ - ۱۲۲

(نمبر الف 275 / 76)

کتب خانہ خاص - انجمن ترقی اردو- کراچی

یہ تفسیر پارہ عم پر مشتمل ہے- نامکمل معلوم ہوتی ہے- قرآنی آیات سیاہ روشنائی سے خط نسخ میں لکھی گئی ہیں پھر ان کے نیچے سرخ روشنائی سے فارسی ترجمہ ہے- اس کے نیچے سیاہ روشنائی سے خط نسخ میں منظوم ترجمہ اور تفسیر ہے- یہ مخطوطہ ۱۰ × ۵ سائز کے ۱۹۱ صفحات پر مشتمل ہے- زبان اور کتابت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا تعلق گیارھویں صدی کے اوائل سے ہے- اس مخطوطہ کی ابتداء سورہ "نزعات" سے ہوتی ہے- نمونے کے لیے اقتباس پیش کیا جاتا ہے-

نمونہ تفسیر پارہ عم

—— والسابحات سبحاً والسابقات سبقاً والمدبرات امرا

و تیز روندگان اند هم چو ابر پس پیشی گیرندگان که پیشی گرفتن کامل پس تدبیر کنندگان امورا

دکووی کہ تلوں لکو پھریں	جون مچھلی سمندر کی بھتو تریں
ولی وی کی تار و تکو اکی کریں	کھلین بٹس کاھی پا چلیں پھریں
ولی وی کی تدبیر کار جہان	کریں رات دن دوزمیں آسمان
کھی وقت خود پا دو برسات لائیں	ھر یکھوں سینچ چار فصلان دکھائیں
اس اس بحالت سوکلف حق یاد کر	کھی بات کچھ بھی مسلونکا تد ھر

اس مخطوطہ کی ابتداء سورہ "النزعت" سے ہوتی ہے اور اختتام سورہ "علق" پر اس طرح یہ مخطوطہ ناقص الطرفین ہے- نہ کوئی دیباچہ یا خطبہ ہے اور نہ کوئی ترقیمہ اس کی قدامت کا اندازہ اس کی زبان اور کتابت سے ہوتا ہے-

املائی خصوصیات

(۱) نون غیر ملفوظہ کی جگہ نون ملفوظہ استعمال کیا گیا ہے-

(۲) ہائے غیر مخلوطی آخر یا شروع میں استعمال کی گئی ہے-

(۳) یائے مجہول کی جگہ یائے معروف استعمال کی گئی ہے- اور اس کے نیچے دو نقطے بھی لگائے گئے ہیں-

(۴) کاف ھندی کی جگہ کاف فارسی استعمال کیا گیا ہے-

(۵)

دوسرا باب

بارھویں صدی ہجری کی تفاسیر

بارھویں صدی ھجری کی تفاسیر

تفسیر قرآن ۔ جلد چہارم ۔ مولف نامعلوم ۔ تالیف قبل سنہ ١١٥٠ھ / ١٨٣٤ھ

یہ مخطوطہ کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو (کراچی) میں موجود ھے۔ یہ تفسیر کی صرف چوتھی جلد ھے۔ سورہ یسین سے سورہ ناس تک۔ یہ نسخہ ١٢×٦ سائز کے ٦٦٢ صفحات پر مشتمل ھے۔ قرآنی آیات سرخ روشنائی سے خط نسخ میں اور تفسیر خط نستعلیق میں سیاہ روشنائی سے لکھی گئی ھے۔ اس کے مولف اور سنہ تالیف کا پتا نہیں چلا۔ زبان کو دیکھتے ہوئے یہ تفسیر بارھویں صدی کے نصف اول کا معلوم ہوتا ھے۔ ممکن ھے کہ مولف کامل شاہ دکنی ھوں جن کی تفسیر کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن میں موجود ھے۔ یہ مخطوطہ سنہ ١٢٤٥ھ میں لکھا گیا تھا۔[1] بہر حال یہ تالیف کسی دکنی عالم کی ھے۔ دکنی یعنی پرانی اردو میں لکھی ھے۔ اس تفسیر کا ایک اور قلمی نسخہ جس میں صرف پانچ (١٦ تا ٢٠) پاروں کی تفسیر ھے کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ھے (الف $\frac{ک}{٧٧}$ ، ١ $\frac{١}{١٨}$)

پیش نظر نسخہ میں تفسیر کا انداز یہ ھے کہ پہلے آیہ لکھی ھے پھر اس کا شان نزول بیان کیا اس کے بعد ترجمہ اور تشریح بیان کر دی گویا ایک طرح یہ ترجمہ تشریحی ترجمہ ھے جس طرح شاہ عبد القادر کی تفسیر موضح قرآن (١٢٠٥ھ) کا انداز ھے۔ اس میں کوئی ترقیمہ نہیں سورہ ناس کے ترجمہ اور تشریح پر تفسیر ختم ہو جاتی ھے۔

---

[1] ۔ محی الدین قادری زور ۔ تذکرہ اردو مخطوطات کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن مطبوعہ سنہ ١٣٦٢ھ ۔ جلد اول ۔ ص ۔ ٢٤٥

نمونہ تفسیر

سورۃ والعصر مکی ہے اور اسمین تین آیتان ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ان الانسان لفی خسر الاالذین آمنوا وعملوالصلحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ۔

اس سورۃکا شان نزول یہہ ہی کہ ایک کافر تہا کہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ سی پوچہا کہ تم اپنی بزرگون کا دین چہوڑ کر اپنا نقصان کی بعد حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ جواب دئی کہ جو شخص اللہ تعالی کے دین کو اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کوچہوڑ کر شیطان کے پیروی کیا سو او شخص اپنا نقصان کیا ۔ تب اللہ تعالی یہہ سورۃ نازل کیا اور اللہ تعالی فرماتاہے (اور اللہ تعالی فرماتا ہی) کہ مجکو عصر کے قسم ہی یعنی ای محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ ہی یا عصر کی نماز ہی اور اللہ تعالی پھر اس بات کی قسم کھاتا ہی کہ او انسان کہ کفر اختیار کیا تحقیق طور سے او اپنا نقصان کیا یعنی ابو جہل اپنا نقصان کیا اور جو شخص کہ اللہ تعالی پر ایمان لایا اوشخص تحقیق اپنا نقصان ~~کیلئے اور جو شخص~~ نہین کیا ۔ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین اور جو شخص کہ اچھی بات کی وصیت کیا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہین اور جو شخص کہ اپنی لوگو نکو صبر کرو کرکے وصیت کیا ہی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہین ۔ یہ لوگ اپنا نقصان نہین کئے ۔

املائی اور انشائی خصوصیات

(۱) یائے معروف اور یائے مجہول کو بلا امتیاز لکھا گیا ہے۔ دو نون کے نیچے دو دو نقطے لگائے گئے ہین۔

(۲) ہائے مخلوطی اور غیر مخلوطی مین بھی کوئی امتیاز نہین

(۳) نون غیر منقوطہ نون منقوطہ کی جگہ استعمال کیا ہے۔

(۴) کاف فارسی کاف ہندی کی جگہ استعمال کیا ہے۔

(۵) "ان" لگا کر فارسی کے قواعد کے تحت جمع بنائی ہے۔

(۶) یہہ بجائے یہ

(۷) پوچھیا بجائے پوچھا

(۸) کی بجائے کیا

(۹) دی بجائے دیا

(۱۰) او بجائے وہ

(۱۱) نہن بجائے نہین

(۱۲) بہوت بجائے بہت

(۱۳) کیئے بجائے کیا

تفسیر سورہ ملک۔ مولف نا معلوم ۔ تالیف اوائل بارھویں صدی ہجری / اٹھارھویں صدی عیسوی
-------------------------------------- (نمبر $\frac{1}{\frac{5}{45}}$ $\frac{1}{16}$ ۱)

زیر نظر مخطوطہ کتب خانہ خاص ۔ انجمن ترقی اردو (کراچی) میں مخصوص ہے

اس میں صرف سورہ ملک کی تفسیر ہے ۔ یہ ۸ × ۶ سائز کے ۱۳۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ۔ قرآنی

آیات سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں خط نسخ میں اور ترجمہ تفسیر سیاہ روشنائی سے

تقریباً خط نسخ میں مخطوطہ کا کاغذ کہنگی کے لحاظ سے بارھویں صدی ہجری کا معلوم

ہوتا ہے ۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شئی قدیر ن الذی خلق الموت
و الحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا ۔ وھو العزیز الغفور الذی خلق سبع
سموات طبقا ۔ ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر کرتین
ھل تری من فطور ۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں بزرگ ہوں اور میری
ذات میں تمام ملک ہے اور تمام چیز پر قدرت رکھتا ہوں اور میں
ایسا صاحب ہوں کہ تمہاری نیک عمل کون آزماتی واسطی اور موت کون
پیدا کیا کہ تم نیک عمل کرتے ہیں ۔ اور میں غالب ہوں بخشنہارا ہوں ۔ میں
ایسا ہوں کہ سات طبق آسمان اور سات طبق زمین اور (   ) پیدا کیا
ہوں ۔ اسکی صفتان دیکھنگی توکچھ بھی تفاوت اور خلل نہیں دیکھنگی ۔

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے ۔

احماد بینھم یہ فقرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کسواسطیکہ
یہہ اپنے اقربا پر رحم کرتے تھے ۔ رکعاً سجدی اور یہہ فقرہ حضرت
کرم اللہ وجہہ کی شان میں کسواسطہ کہ یہہ اکثر وقت رکوع اور سجدہ
میں تھی (ص ۔ ۱۳۰)

املائی و املائی خصوصیات

(۱) کاف ہندی کی جگہ کاف فارسی استعمال کیا گیا ہے اور کہیں
کاف ہندی بھی استعمال کیا ہے۔

(۲) " ہات " بجائے " ہاتھ "

(۳) یائے مجہول کی جگہ یائے معروف اور کہیں کہیں یائے مجہول
بھی استعمال کی ہے مگر دو نون کے نیچے دو دو نقطے لگائے گئے ہیں۔

(۴) الف ممدودہ کی جگہ غیر ممدودہ استعمال کیا گیا ہے۔

(۵) بخشنے والا کی جگہ بخشنہارا

(۶) تائے ہندی کی جگہ تائے عربی۔ " ساۃ " بجائے سات "

(۷) فارسی قواعد کے تحت جمع بنائی گئی ہے۔ مثلاً منتون کی جگہ منتان

(۸) ہائے مخلوطی کی جگہ ہائے غیر مخلوطی استعمال کی گئی ہے۔

(۹) " نین " " نہیں " کی جگہ استعمال کیاگیا ہے۔

تفسیر سورۃ النصر۔ مولف نا معلوم۔ تالیف قبل سنہ ۱۱۵۰ھ / ۱۷۳۷ء

یہ مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے

$\frac{1}{2}$ ۵ × ۸ سائز کے ۱۳ سطری ۲۴ اوراق (۴۸ صفحات) پر مشتمل ہے۔ عنوانات
سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ پیش نظر نسخہ سنہ ۱۲۰۶ھ میں امین الدین نے لکھا تھا۔
ترقیمہ کی اس عبارت سے اس کا پتا چلتا ہے۔

" تمام شد تفسیر سورہ اذا جاء بخط پیر و بط بندہ سراپا گندہ عاصی

خاکسار کمترین امین الدین بتاریخ بست و نہم ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۶ھ

بہ پاس خاطر حافظ منصب علی صاحب تحریر یافتہ "

گو یہ تفسیر ہے مگر مفسر کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سورۃ کی روشنی

میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات قلم بند کیے جائیں۔ رسالہ کے مطالعہ سے معلوم

ہوتا ہے کہ اس کا مولف کوئی دکھنی عالم ہے۔ جو قرآن پاک اور احادیث نبویہ پر عبور کامل

رکھتا ہے۔ اور لکھنے کا بھی اچھا سلیقہ آتا ہے۔

اس تفسیر کے ابتدائی تین صفحات پر تفسیر ختم ہوجاتی ہے اور پھر آیت کے

نزول کا محل اور آن حضرت کے وصال کے واقعات شروع ہو جاتے ہیں جو ۳۲ صفحات پر پھیلے

ہوئے ہیں۔ اس سے قبل مولف نے نزول کے وقت کی کیفیت کو اس انداز سے بیان کیا ہے۔

"جس وقت کہ یہ سورہ نازل ہوا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سن کر رونے

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پوچھے کہ اے عباس تم

کس واسطے روتے ہو۔ حضرت عباس عرض کیے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اس کے نازل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے

تئیں دنیا سے سفر کرنے کا حکم ہوا ہے"

مولف نے تفسیر کے آخر میں سورہ مبارکہ کے فوائد اور اس کے پڑھنے کا ثواب

بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں موصوف نے تفسیر درج الدرر اور تفسیر بیضاوی شریف سے

استفادہ کیا ہے۔

اس تفسیر کا آغاز اس عبارت سے ہوتا ہے۔

" پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کے بھیجنے میں خدائے تعالی کی یہ حکمت تھی کہ مکارم اخلاق کو تمام کرنا اور بناء کلمہ توحید کی مضبوط کرنا اور دین اسلام کو ظاہر کرنا اور اخلاق کو حد اپنے کرنا۔ جس وقت کو یہ امور بوجہ احسن تمام ہوئے تو خدائے تعالی اپنے رسول صلعم پر آیت نازل کیا "

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

اور جو شخص کہ سورت کے تئیں خواب میں پڑھا تو خدائے تعالی اوس کو دشمنوں پر فتح دے گا اور تمام مشکلات اوس کے حل ہوئیں گے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ خواب دلالت کرتا ہے موت کے نزدیک ہونے پر فقط۔

اس کے بعد ترجمہ ہے جس کی عبارت اوپر نقل کی جاچکی ہے۔

اس تفسیر کے متعلق ڈاکٹر محی الدین زور قادری کا خیال یہ ہے کہ یہ سنہ ۱۲۵۰ھ سے قبل کی تالیف ہے مگر زبان سے سنہ ۱۲۵۰ھ سے بعد کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ زور صاحب نے لکھا ہے۔

ادارے کا زیر نسخہ کتابت کے لحاظ سے قدیم ہے اور زبان و اسلوب بیان کے لحاظ سے اوائل بارھویں صدی ہجری کی تالیف معلوم ہوتا ہے۔ [1]

۱۔ محی الدین قادری۔ تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۶۲ھ جلد اول۔ ص۔ ۵۔ ۲۴۳

مذکورہ بالا تفسیر کا نسخہ ایک مجلد میں ہے۔ یہ جلد کتب خانہ ادارہ ادبیات (حیدر آباد دکن) میں مولوی مرزا ضامن علی صاحب نے ہدیتاً پیش کی تھی اس جلد میں تفسیر کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابیں ہیں۔

(۱) میر حسن۔ مثنوی سحر البیان مکتوبہ سنہ ۱۲۳۹ھ

(۲) شیخ مصلح الدین سعدی۔ گلستان فارسی مکتوبہ سنہ ۱۲۶۱ھ

(۳) انشائے تسکین۔ (اس کو غفور علی تسکین نے تعلقہ اڈلور سرکار گلشن آباد ہند کے میں سنہ ۱۲۲۸ھ میں ترتیب دیا تھا)

(۴) دعائے سریانی (عربی و فارسی) [1]

تفسیر ہفتہ پارہ اولی مولف نامعلوم۔ تالیف قبل سنہ ۱۱۸۴ھ / ۱۷۷۰ء

یہ مخطوطہ قرآن پاک کے ابتدائی سات پاروں پر مشتمل ہے۔ اس پر نہ معلوم کس نے مولف کا نام سید بابا قادری لکھدیا ہے جن کی تفسیر تنزیل (۱۲۲۷ھ) ہے لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ دونوں تفاسیر کے تقابلی مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ تفسیر ہفتہ پارہ اولی کے مولف سید بابا قادری نہیں ہوسکتے۔ اس کے مولف کوئی اور دکنی عالم ہوں گے۔

پیش نظر مخطوطہ کتب خانہ خاص۔ انجمن ترقی اردو (کراچی) میں موجود ہے ۱۰ × ۶ کے ۱۵ سطری ۴۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ نہایت عمدہ اور دیدہ زیب خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے۔ آیات خط نسخ میں ہیں اس نسخے کی کتابت سنہ ۱۱۸۴ھ میں سید عبد الغنی نے کی۔ ابتداء میں کوئی فہرست یا مقدمہ نہیں بلکہ تفسیر اچانک اس طرح شروع ہوجاتی ہے۔

۱۔ محی الدین قادری۔ تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو۔ حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۶۲ھ جلد اول۔ ص۔ ۵۔ ۲۷۴

"اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم - پناہ مانگتا ہوں میں خدا پاس
شیطان بدی میں کہ سنگسار کیا گیا ہی یعنی پناہ پکڑتا ہوں
میں اوپر اٹھا کر تاہوں معبود برحق اور خداوند مطلق میں کہ امن
میں رکھی شر میں اور وسوسی دیو فریبندہ سرکش کی میں پاتا گیا
گیا ہی طبقات آسمان میں"

اس عبارت پر یہ تفسیر ختم ہوتی ہے-

"کیا لم یومنون اول مرہ جیسی کہ ایمان لائی یہ معجزات میں- پہلی بار ویسا
آج بی نہ لانیکی و نذرهم فی طغیانهم یعمهون- اور چھوڑ دینگی ہم انکو
انکی ہی راہ میں کہ سرگشتہ ہوویں -

ترقیمہ عبارت یہ ہے-

تمام شد در بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد بتاریخ
ہفدہم شہر ذی الحجہ سنہ ۱۱۸۴ ہجری نبوی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کاتب الحروف سید
عبد الغنی ابن میر محمود ابن میر محمد رضا
صفوی عفی اللہ عنہم وبعد از تلاوت از دعائے خیر
فراموش نفرمایند (شعر)

بد نویسی ہمچو من در دفتر انشا کہ نیست
اے خدائے یادگارے گر نویسم با کہ نیست[1]

۱- ہفتہ پارہ اول (قلمی) مکتوبہ عبد الغنی سنہ ۱۱۸۴ھ

نمونہ تفسیر ھفتہ پارہ اولی

الحمد للہ رب العالمین ۔ سب خوبیاں اور بڑائیاں بزاوار ہیں اللہ کی تئیں
کہ پالنے والا عالم کا یعنی تمام تھا اور آفرینش کہ ازل میں تھا موجود لکہ
معلوم تھی اور ہی اور چاہتی ہی کہ ہوئی تمام تعریف تمامیت میں اور
کمالیت میں خاص خدا کی تئیں ہی کہ نام رکھا گیا ہی اور موصوف
ہی تمام اسماء اور صفات کمالات میں پیدا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا
اور کھیتی والا اور تربیت کرنیوالا اور سنوارنے والا کام تمام عالم کا ہی ۔
ملایک میں اور جن اور انس میں اور وحوش اور طیور اور سباع اور حیوانات
آبی میں سوائی اوسکی میں بغیر اوسکی پیدائش نہیں رکھتا ۔ اور
پیدایش کمال اپنی کی میں بغیر اوسکی نہیں پہونچتا ۔ سچ سب چیز کی
سوائے تیری ۔ نہ یکھیں ہم اور تیرے میں بغیر تیری آزاد نہ ہووین ہم
(پارہ ۱ ۔ رکوع ۱ سورہ فاتحہ)

اللہ لا الہ ہوالحی القیوم ۔ قابل عبادت اللہ ہی ۔ نہیں کوئی معبود
بر حق مگر وہی یعنی جیوتا ہی اور قائم ہی یعنی جیتا ہی آگی میں ۔
سب کی اور بعد از فنائی انہون کے ۔ لا تاخذہ سنۃ و لا نوم نہیں
پکڑتا ہی اور سکی نہیں اونگتا مگر اوسکی نہیں لنداس کہتے ہیں اور نہ سوتا
لہ ما فی السموات و ما فی الارض اوسکی ہی جو چیز کہ آسمانون میں ہی
اورجو چیز کہ زمین میں ہی ۔ عبادات علویہ اور کائنات ۔ من ذالذی یشفع
عندہ الا باذنہ کون سا ایسا شخص ہی کہ شفاعت کریگا اوسکی نزدیک تہ
کی روز میں گنہگارون کی مگر اوسکی اذن میں ۔ نبی اور ملائکون میں ۔ یعلم

مابین ایدیهم و ما خلفهم دو بوجتا هی اوس چیز کون جو اون کی آگی تھا اور وہ چیز
کہ اوسکی پیچھے ہوئی گا اور مین اس جہان کی اور کاون سی اوس جہان کی
بشی من علمه ۔ اور احاطه نہین کرتا هی تھوڑا هی کوئی مخلوق اوسکی علم کون
بغیر معلومات اوسکی کہ کاہ الا بما شاء مگر اسقدر جو اون نی چاہا هی ۔
وسع کرسیه السموات والارض وسیع بغیر یعنی کھیرا هی اوسکی کرسی نین
آسمانون کون اور زمین کون ولا یؤده حفظهما اور نہ مین نین والتا هی اوس
کنین نگہبانی آسمان کی اور زمین کی و هوالعلی العظیم اور خدای تعالی
بو تو هی وهم کی پوچنی سین اور بزرگ هی اندیشی سین ۔ سمجھنا اس آیت کا
شریف توهی اور آیتون مین قرآن کی اور بیچ حدیث کی آیا هی کہ اس آیت
کی تین زمان ایک هی تقدیس کرتی هی خدا کی تین ۔ نزدیک ساق
عرش کی اور خواص اور فضایل بڑھی اس آیت کا ان بیچ اخبار
کی بہوت هی (ص ۔ ۵ ۔ ۱۸۴)

چند املائی خصوصیات

(۱) یائے معروف اور مجہول مین کوئی فرق نہین رکھا گیا ہے ۔
(۲) نون غیر ملفوظہ کی جگہ نون ملفوظہ استعمال کیا گیا ہے ۔
(۳) الف ممدودہ کو بغیر مد کے لکھا ہے
(۴) کاف فارسی کاف ہندی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے ۔
(۵) " ڑ " کی جگہ " ر " استعمال کی ہے
(۶) " ٹ " کی جگہ " ت " استعمال کی ہے ۔
(۷) یہ متروک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ۔

(الف) بے (بر) = انکون (ان کو)
(ب) سین (سے) = سٹے (سے)
(ج) دکتا ہے (دکھتا ہے) = کون (کو ن)
(د) نون (نو) = دو (وہ)
(و) بوجتا ہے (پوچھتا ہے) اون نے (اس نے)
(ز) نین (نے) کتو ؟ سے
(ح) سمجتا (سمجھتا) بہوت (بہت
(ط) کہان (کے)

مراد اللہ انصاری سنبھلی - تفسیر مرادیہ - تالیف سنہ ۵ - ۱۱۸۴ھ / ۱ - ۱۷۷۰ء

یہ تفسیر صرف پارہ عم کی ہے - پنجاب یونیورسٹی لائبریری (لاہور) کے ہوپ شیرانی سیکشن میں اسکا ایک قلمی نسخہ ہے - یہ ۴ × ۷ سائز کے ۱۳ سطری ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے - متن قرآن خط نسخ میں ہے اور تفسیر خط نستعلیق میں سنہ ۱۱۸۵ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچی - اس تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" بیحد بے نہایت حمد و شکر اللہ تعالی کی درگاہ کی نیاز میں نثار ہیں ایسا پاک پروردگار ہی وہ خاوند - ایسا قادر کریم ہی جس نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیا " ———

خاتمے کی عبارت یہ ہے -

حمد اور شکر کا سجدہ لائق ہی سزاوار ہی پاک پروردگار کی تئیں جس نے اپنی فضل اور کرم سی عم کی سیپارے کی تفسیر ہندی زبان میں تمام کروادی مراد اللہ انصاری نقشبندی حنفی کیہہ خدمت فرما کر توفیق بخشی کر ——— ——— یہ تفسیر چوبیسویں تاریخ محرم کا مہینہ جمعہ کی دن تمام ہوچکی - حضرت پیغمبر صاحب کی ہجرت کی صلعم گیارہ سو برس کی اوپر چوراسی برس گزر چکی تھی پچاسی شروع ہوئی تھی ——— پھر رحمت خدا کی اور عنایت اور فضل خدا کا درود اور سلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ ہمیشہ پہنچتا رہی والحمد للہ تعالی اولاً وآخراً[1]

---

۱ - مراد اللہ انصاری - تفسیر مرادیہ ص - ۱۰۰

اس اقتباس سے یہ باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔

(۱) تفسیر صرف پارہ عم پر مشتمل ہے

(۲) ہندی متعارف میں ہے۔ ریختہ میں نہیں۔

(۳) مولف کا نام مراد اللہ ہے۔وہ نسباً انصاری۔ مشرباً نقشبندی مسلکاً حنفی اور موطناً سنبھلی ہیں۔

(۴) تفسیر مسلسلسلہ مرادیہ ۲۱ ماہ محرم الحرام بروز جمعہ سنہ ۱۱۸۵ھ کو تمام ہوئی۔ اس کا آغاز سنہ ۱۱۸۴ھ میں ہوچکا تھا۔

(۵) اس کا تاریخی نام "خدائی نعمت" (۱۱۸۵ھ) ہے

۱

مولوی عبد الحق مرحوم نے ایک مقالہ میں اس تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے خاتمہ کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں اور پنجاب یونیورسٹی والے نسخہ کی عبارت میں کہیں کہیں فرق ہے۔ مثلاً

مقالہ مولوی عبد الحق	نسخہ پنجاب یونیورسٹی
(۱) اپنے فضل و کرم سے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے عم سپارے کی۔	(۱) اپنی فضل اور کرم سے عم کی سپارے کی
(۲) اور اس عاصی گنہگار مراد اللہ انصاری	(۲) مراد اللہ انصاری
(۳) یہ تفسیر محرم کے مہینے کی چوبیس تاریخ جمعہ کے دن گیارہ سو چوراسی برس ہجری تمام ہوکر پچاسی شروع ہوا تھا۔ تمام ہوئی	(۳) یہ تفسیر جو بیسویں تاریخ محرم کا مہینہ جمعہ کی دن تمام ہو چکی حضرت پیغمبر صاحب کی ہجرت کی صلعم گیارہ سو برس کی اوپر چوراسی برس گزر چکی تھی پچاسی شروع ہوئی تھی۔

تعجب ہے کہ اتنی سی عبارت میں اس قدر تحریف و ترمیم۔ مولوی عبد الحق مرحوم کے پیش کوئی قلمی نسخہ نہ ہوگا۔ انہوں نے اپنے مقالے میں ایک مطبوعہ نسخے کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

"یہ بڑی تقطیع کے ٣٠٢ صفحوں پر ہے اور شہور ربیع الاول
سنہ ١٢٦٠ھ میں نستعلیق ٹائپ میں طبع ہوئی"[1]

اور اس مطبوعہ نسخہ کے متعلق سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی نے یہ تصریح کی ہے کہ اس کو تصحیح کر کے چھپوایا گیا ہے۔ لیکن ان کے سامنے بھی کوئی قلمی نسخہ نہ تھا بلکہ پہلا مطبوعہ نسخہ تھا غالباً سنہ ١٢٥١ھ والا نسخہ ہوگا جو منصور احمد ساکن بردوان نے بارہ نسخوں کے تقابل کے بعد مطبع عالم افروز کلکتہ میں چھپوایا تھا۔ یہ نسخہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے۔[2] قلمی نسخے چھپتے چھپتے کہاں تک بدل جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا اقتباس اس کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔

مولوی عبد الحق نے اسی مطبوعہ نسخہ پر تفسیر مرادیہ کے متعلق یہ رائے قائم کی ہے۔

"تفسیر کی زبان بہت سادہ ہے۔ عربی کے الفاظ خال خال ہیں
اور وہ بھی بہت معمولی —— جملوں کی ساخت البتہ کسی قدر پرانی
ہے —— اس کتاب میں تفسیر شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہے۔
اس کتاب کی زبان بارھویں صدی کے اواخر کی زبان کا اچھا نمونہ ہے"[3]

١۔ مولوی عبد الحق مرحوم۔ قدیم اردو ۔ ص ـ ١٢٠

٢۔ محی الدین قادری ۔ تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات حیدر آباد دکن سنہ ١٣٧٩ھ
جلد پنجم ۔ ص ۔ ٣١٢

٣۔ مولوی عبد الحق ۔ قدیم اردو ص ـ ١ ـ ١٣٠

نسخہ حیدر آباد دکن

کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد دکن میں بھی تفسیر مرادیہ کا

ایک قلمی نسخہ ہے۔ یہ ۶ ½ × ۱۰ ½ سائز کے ۱۵ سطری ۲۳۰ اوراق پر مشتمل ہے۔
یہ میر ابراہیم علی متوطن راجھندری نے ۱۲ جمادی الثانی یوم جمعہ سنہ ۱۲۶۳ھ ہجری کو لکھا

یہ مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی (لاہور) والے نسخے سے بعد کا ہے۔

نمونہ تفسیر مرادیہ

(ولسوف یعطیک ربک فترضی) اور عنقریب شتاب عطا کرے گا۔ دیوے گا
بخشے گا تجھکو یا محمد پاک پروردگار تیرا پھر راضی ہوویگا تو دے
دے نعمتیں خوبیاں بخشے گا۔ تجھکو یا محمد پیدا کرنیوالا تیرا آخرت
میں جو تو خوش ہوجاوے گا۔ سب طرح کی فکریں جاتی رہیں گی
تمام عالم کی شفاعت کا درجہ مقام محمود۔ تمام امت کی شفاعت کا حکم
بہشت کی بڑی بڑی نعمتیں۔ بے حد بے نہایت۔ ہمیشہ کا دیدار
ایسی بڑی خوبیاں تیرے واسطے رکھی ہیں۔ خاطر کو خوش رکھ۔ ان
کافروں۔ مشرکوں کے طعنے مارنے میں غمگین ناخوش مت ہو۔ کوئی دن
میں بے سبب باتیں جاتی رہیں گی۔ تم کو خوشی ہمیشہ رہے گی۔
روایت ہے جب یہ آیت نزول ہوئی حضرت رسول (ع م) خوش ہوئے

۱۔ عبد الحق مرحوم۔ قدیم اردو ص۔ ۱۳۱

نوٹ۔ اس تفسیر کا ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانہ خاص کراچی میں ہے جو سنہ ۱۲۶۶ھ میں
مطبع مہانندی بردوان میں چھپا تھا اور ۹ × ۱۲ سائز کے ۳۲۶ صفحات پر [illegible]۔

اور فرمایا میں ایک آدمی کی بھی میری امہ کے دوزخ میں رھنے کا — اور
راضی نہیں ہونے کا۔ یہ بات امہ کے واسطے بڑی خوش خبری
ہے۔ تھوڑے سے بہتیرہ ہے۔ پہلے حال سے آخر کا حال بہتر
ہے۔ دنیا سے آخرت بہتر ہے۔[1]

نوٹ۔ مندرجہ بالا اقتباس مولوی عبد الحق کے مقالے سے لیاگیا ہے۔ یہین غالب ہے کہ
اور انشائی غلطیاں ہون گی۔ وقت کی کمی کی وجہ سے لاہور والے قلمی نسخے سے اقتباس
نہیں لیا جاسکا۔ البتہ چند املائی خصوصیات نوٹ کی ہیں جو یہاں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) یائے مجہول کی جگہ یائے معروف استعمال کی گئی ہے۔

(۲) "نہیں" کی جگہ "نہین" لایا گیا ہے

(۳) نون غیر منقوطہ کی جگہ منقوطہ استعمال کیا گیا ہے

(۴) یائے معروف کے نیچے دو نقطے لگائے گئے ہیں۔

عبد الصمد۔ تفسیر وہابی (چار مجلدات) تالیف سنہ ۱۱۸۷ھ / ۷۷۳اء

تفسیر وہابی چار جلدوں پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول۔ سائز ۱۶ × ۹ صفحات ۵۹۲ خط نسخ و نستعلیق نمبر ۲۰ تفسیر ۵۲۸

(۲) جلد دوم۔ سائز ۱۶ × ۹ صفحات ۶۰۸ خط نسخ و نستعلیق نمبر ۲۱ تفسیر ۵۲۹

(۳) جلد سوم۔ سائز ۱۶ × ۹ صفحات ۷۳۰ خط نسخ و نستعلیق نمبر ۲۲ تفسیر ۵۳۰

(۴) جلد چہارم۔ سائز ۱۶ × ۹ صفحات ۷۲۲ خط نسخ و نستعلیق نمبر ۲۳ تفسیر ۵۳۱

۱۔ عبد الحق مرحوم۔ قدیم اردو۔ ص ۔ ۱۳۱

نوٹ۔ اس تفسیر کا ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانہ خاص۔ کراچی میں ہے جو سنہ ۱۲۶۶ھ میں
مطبع مہا نندی پردوان میں چھپا تھا اور ۹ × ۱۲ سائز کے ۳۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

مقدر جہ بالا تفصیل کے پیش نظر تفسیر وہابی کے مجموعی صفحات ۲۶۷۲ (دو ہزار چھ سو بہتر ہوئے) — پیش نظر نسخہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری - حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے۔

مولف عبدالصمد کے والد عبدالوہاب - نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ نصرت جنگ محمد علی خان والا جاہ کے حقیقی بھائی تھے۔ خطبہ میں مولف نے اس کی صراحت نے اسباب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عربی و فارسی زبان میں تو بہت سی تفسیریں ہیں مگر دکنی میں کوئی تفسیر نہیں اس لیے یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔ یہاں خطبے کے اس حصہ کو نقل کیا جاتا ہے ——

بعد حمد اور نعت کے لکھو کہتا ہوں کہ اس تفسیر کا نام تفسیر وہابی رکھا ہوں اور اس تفسیر کے بنانے ہارے کا نام عبدالصمد بیٹا نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ عبدالوہاب خان نصرت جنگ کا۔ ضعیف کے خاطر میں آیا کہ بہوت تفسیراں عربی اور فارسی ہیں لیکن دکنی تفسیر شاید کہ کم ہیں بلکہ نہیں ہیں اس واسطے سب مرداں اور عورتوں کو قرآن مجید کے معنی معلوم ہو کر عالم کو فائدہ ہونے کے واسطے دکنی زبان میں بنایا ہوں[1]

جلد اول کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" اللہ تعالی بڑا صاحب ہے کہ تمام آسمان کا اور زمین کا اور فرشتوں کا اور بہشت کا اور دوزخ کا اور اون میں کی چیزوں کا اور تمام عالم کا پیدا کرنے ہارا۔ اوہی اللہ تعالی ہے اور یہ اللہ تعالی کہ فضل کرنے ہارا اور گناہوں کا بخشنے ہارا آخرت میں اور پالنے ہارا اور دینے ہارا رزق کا مال کا اور ملک کا اور آبروں کا اور فتح کا بندوں کو اور دعا کا قبول کرنے ہارا دنیا میں "[2]

---

۱ - مولوی عبدالحق - قدیم اردو - ص - ۱۵۵

۲ - نصیر الدین ہاشمی - تذکرہ مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری - حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۸۱ھ جلد دوم - ص - ۲۹

اور اختتام اس طرح ہوتا ہے۔

" اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کتاب

یعنی قرآن نازل کئے ہم تم پر اور تم اپنے دل کو "

دوسری جلد میں یہ جملہ پورا ہوتا ہے۔ اس جلد کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

تاکہ یہ کرو احکام پہنچانے سے اور کافرون کے جھوٹ کہنے سے

اور ڈرلو" تم کافرون کو اس کتاب سے اور نصیحت کرو مومنو ن کو "

" ... م ہوتا ہے۔

" اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تم محتاجان

سے چاہیئے کہ ان کو دعا کرو اور ان سے نرم بات کرو اور وعدہ کرو

اور تفسیر والے "

۔ جملہ تیسری جلد میں پورا ہوتا ہے جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" لکھتے ہیں کہ تب سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل سے نرم بات کرتے

اور وعدہ کرتے اور دعا کرتے۔

اس جلد کا اختتام اس طرح ہوتا ہے۔

" ایک روز شمعون پیغمبر بادشاہ سے پوچھے کہ یہ دو شخص بند

سے قید ہیں۔ کون ہیں۔ تب او بادشاہ کہا دو شخص ہماوے

دیوان کا پوجا یہ کرو اپنے خدا کا پوجا کرو۔ کہتے ہیں جب

شمعون پیغمبر ون کہے کہ ہمارے خدا ہاں کے سوائے دوسرا بھی خدا ہے

کہا تم ان کو بلاو" میں ان سے پوچھتا ہوں بعد بادشاہ "

یہ جملہ آخری جلد یعنی چوتھی جلد میں پورا ہوتا ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

تاروشن اور ماروشن کو بلایا بعد وہ پیغمبر ان کہ شمعون پیغمبر

کو بادشاہ کے تز دیک بیٹھے ہوئے دیکھ کو بہوت خوش ہوئے۔ بعد

شمعون ان پیغمبرون کو نہیں جانے وی کا پوچھے کہ کہ تمہارا

خدا کون ہے اور کیا کمال رکھتا ہے۔ اور تم اس قوم کو کس کے طرف

بلاتے ہو۔

اس جلد کا اختتام اس طرح ہوتا ہے۔

اور میں شیطان کے بدی سے پناہ چاہتا ہوں اور وہ ایسا شیطان
ہے کہ آدمیوں کی خاطر میں وسوسہ ڈالتا ہے وہ شیطان
جنات اور اور آدمیوں میں سے ہیں۔

تیسری جلد کے آخر میں ترقیمہ کی عبارت اس طرح ہے۔

فی شہر جمادی الثانی یوم السبع من عشرین ھذا الشھر سنہ
ثمانین و سبع بعد الالف من ھجرۃ النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تفسیر کی تالیف سنہ ۱۰۸۷ھ میں
ہوئی۔ مگر جب ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولف کے چچا نواب محمد علی خان (م۔ سنہ ۱۲۱۰ھ)
سنہ ۱۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے تھے تو قیاساً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس تفسیر کا تعلق کم سے کم
بارہویں صدی ہجری سے ہے۔[1]

اس تفسیر کے سنہ تالیف کے متعلق مولوی عبد الحق مرحوم کا یہ خیال ہے۔

تزک والا جاہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ
بہادر نصرت جنگ۔ امیر الہند والا جاہ کے برادر حقیقی تھے۔ امیر الہند
والا جاہ کی ولادت سنہ ۱۲۲۵ میں واقع ہوئی۔ اس لحاظ سے
یہ سنہ (۱۰۸۷ھ) صریحاً غلط ہے۔ غالباً سنہ ۱۲۸۷ ہوگا۔
زبان بھی اس کی پرانی نہیں معلوم ہوتی بلکہ صاف ہے اور تقریباً ویسی ہی
زبان ہے جیسی آج کل جنوبی ہند میں مروج ہے[2]

---

۱ ـ نصیر الدین ہاشمی ـ رسالہ اردو (کراچی) جنوری سنہ ۱۹۵۲ء ص ـ ۲۰
۲ ـ مولوی عبد الحق ـ قدیم اردو ـ ص ـ ۱۵۶

مولوی نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے[1] سنہ تالیف سنہ ۱۲۵۰ھ قرار دیا ہے اور ایک جگہ مابعد سنہ ۱۲۲۰ھ لکھا ہے[2]۔ اگر مولوی عبد الحق مرحوم اور مولوی نصیر الدین ہاشمی مرحوم کے بیانات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

مولف عبد الصمد نے تفسیر کے خطبہ میں لکھا ہے۔

"ضعیف کے خاطر میں آیا کہ بہوت تفسیران عربی اور فارسی ہیں لیکن دکنی تفسیریں شاید کہ کم ہیں بلکہ نہیں ہیں۔"[3]

یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولف کی نظر میں عربی اور فارسی تفاسیر تھیں اور اس وقت تک کوئی قابل تفسیر دکنی زبان (جس کو ہندی کہا جائے تو مناسب ہے) میں نہیں ہوئی تھی۔ اگر مولوی عبد الحق کا قیاس سنہ ۱۲۸۷ھ اور مولوی نصیر الدین ہاشمی کا تخمینہ سنہ ۱۲۵۰ھ صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) دکنی زبان میں ایک صاحب نے ابتدائی سات پاروں کی تفسیر سنہ ۱۱۸۴ھ سے قبل لکھی تھی جس کا مخطوطہ کتب خانہ خاص میں محفوظ ہے۔ مولف نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا۔

(۲) سید بابا قادری کی بڑی ضخیم تفسیر سنہ ۱۲۴۷ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچی۔ اس کا ذکر کرنا چاہیئے تھا۔

(۳) شاہ عبد القادر کا ترجمہ اور تفسیر "موضح قرآن" سنہ ۱۲۰۵ھ میں مکمل ہو چکا تھا اور جلد ہی دور دور تک پھیل گیا تھا۔ مولف نے اس کو کیوں فراموش کر دیا۔

۱۔ رسالہ اردو۔ جنوری سنہ ۱۹۵۲ء ص ۲۰

۲۔ نصیر الدین ہاشمی۔ تذکرہ مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری۔ حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۸۱ھ ج ۲۔ ص ۲۹

۔ عبد الصمد۔ تفسیر وہابی۔ جلد اول (خطبہ) قلمی

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے راقم کا قیاس یہ ہے کہ یہ تفسیر کم از کم سنہ ۱۱۸۷ھ کی تالیف ہے[1] ۔ اصل میں عبارت میں "سنہ ثمانین و سبع مائتہ بعد الالف" لفظ "مائتہ" کاتب سے سہواً رہ گیا۔

نمونہ تفسیر وہابی

(القارعۃ ما القارعۃ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قارعہ قیامت کے روز کو کہتے ہیں اور اس روز لوگان ہول سے کہیں گے کہ قارعہ کیا ہے (وما ادراک ما القارعۃ) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندگان تم قارعہ کو کیا جانتے ہیں۔ (یوم یکون الناس کالفراش المبثوث وتکون الجبال کالعہن المنفوش) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک روز حشر کا ہے کہ اس روز تمام آدمیان پتنگے کے مانند بکھرے جائیں گے یعنی پریشان ہوئیں گے اور پہاڑان روئی کی مانند پنجے جائیں گے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے (فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ الراضیۃ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کی نیکی کا وزن زیادہ ہوں گا او شخص نیک زندگی سے بہشت میں جائیگی (واما من خفت موازینہ فامہ ہاویہ) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کے نیک عمل کا بوجھا ہلکا ہوگا اسے اللہ تعالیٰ ہاویہ میں ڈالے گا اور ہاویہ بھی ایک دوزخ کا نام ہے (وما ادراک ما ہی) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔ کیا تم جانتے ہیں (نار حامیہ)[2] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گرم آگ ہے یا جلانے ہاری آگ ہے۔

۱۔ مولوی سخاوت مرزا۔ "کیا تفسیر وہابی اردو کی سب سے پہلی تفسیر ہے" مطبوعہ قومی زبان (کراچی) یکم ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء ص ۔ ۲۱

غلام مرتضی جنون عشق آبادی - تفسیر مرتضوی - تالیف سنہ ۱۱۹۴ھ/ ۱۷۸۰ء

یہ تفسیر پارہ عم کی منظوم تفسیر ہے۔ ہمارے سامنے اس کے چار قلمی نسخے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(الف) مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری - لندن - مکتوبہ سنہ ۱۲۴۰ھ

(ب) مخطوطہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری - حیدر آباد دکن
مکتوبہ اغلباً سنہ ۱۲۵۶ھ

(ج) مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو - حیدر آباد دکن۔
مکتوبہ قریب سنہ ۱۲۰۰ھ۔

(د) مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری - شیرانی سیکشن - لاہور
مکتوبہ قریب سنہ ۱۲۰۰ھ

(ھ) مخطوطہ کتب خانہ نواب سالار جنگ - حیدر آباد دکن

پانچواں مخطوطہ ہمارے مطالعہ میں نہ آسکا۔ فی الحال اولاً الذکر چار مخطوطات کو پیش نظر رکھ کر تبصرہ کیا جا رہا ہے۔

انڈیا آفس لائبریری - لندن - کے مخطوطے کی تفصیلات یہ ہیں

NO. 12
V. 9. Foll. 165, 9½ x 6¼ in , 11.14,
Naskhi, dated Nincha(?) 4th 211- hijgah,
A. H. 1240 (A. D. 1825).

اس مخطوطہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

ہے سزائے حمد وہ عالی جناب — جس نے بھیجا ہے محمد پر کتاب

یعنی قرآن کو بایں نظم کلام — کہ پر از آیات قدرت ہے تمام

ہے کلام حق پر از اعجاز سب — کوئی اس صورت سے کہہ سکتا ہے کب

مفسر کا نام اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے۔

اور غلام بوتنی میرا ہے نام — میں غلامی میں ہوں حاضر مدام

اس مخطوطہ کے ترقیمہ کی عبارت یہ ہے۔

"تمت تمام شد سیپارہ عم بتاریخ چہارم ماہ ذالحجہ ۱۲۴۰
ہجری بمقام ٹھٹھہ نوشتہ شد بروز پنجشنبہ چہار گھڑی
روز آمدہ بود تحریر یافت"[1]

یعنی یہ مخطوطہ ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۰ھ بروز جمعرات پایہ تکمیل تک پہنچا۔

---

1. J.F. Blumhardt. The Catalogue of the Hindustani Manuscripts in the Library of the India office London. (P. 3-6).

(الف) مخطوطہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری - حیدرآباد دکن   مکتوبہ مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ نمبر ۲۳۲۲

یہ مخطوطہ ۹ × ۶ ۱/۲ سائز کے ۲۲۶ صفحات پر مبنی ہے - صفحات پر سطور بالترتیب ۱۲ - ۱۳ - اور ۱۷ کے درمیان ہیں - اس میں سورہ فاتحہ اور پارہ عم کی تفسیر ہے - اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے -

از جناب حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مرویہ کہ روزے حضرت رسول
در مسجد مدینہ منورہ فضیلت بسم اللہ بطریق وعظ ارشاد می فرمودند -

اپنی مسجد میں مدینے کی رسول — وعظ کہتے تھے باصحاب عقول
ہر طرف تھے ان کے اصحاب کرام — جس طرح تاروں میں ہو ماہ تمام
خواجہ عالم شہ ہر دوجہان — فضل بسم اللہ کرتے تھے عیان

اس تفسیر کا انداز یہ ہے کہ پہلے ایک آیت عنوان کے طور پر لکھی ہے پھر اس کا منظوم ترجمہ اور ضروری تفسیر ہے - اس کا اختتام اس طرح ہوتا ہے -

کر کوئے توبہ در وصف شہ رقم — ہو یہ دفتر بار چہل بہ اشتر تک کم
پس درود مصطفے پر کر تمام — بعدہ اہل بیت پر اس کے سلام

ترقیمہ کی عبارت یہ ہے -

" تمت تمام شد تفسیر مثنوی فقیر شاہ غلام مرتضے متخلص جلوتی بن عارف کامل جامع علوم عقلی و نقلی حضرت سید شاہ محمد تقی اللہ آبادی قدس اللہ سرہ العزیز باتمام رسید "[1]

---

۱ - نصیرالدین ہاشمی - تذکرہ مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری - حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۸۱ھ ص - ۴۰ نمبر ۴۰ ، جلد دوم

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف کے والد ایک ظرف کامل اور عالم باعمل تھے۔ نیز ان کا وطن الہ باد تھا۔

مولوی نصیر الدین ہاشمی نے تذکرہ مخطوطات آصفیہ سنٹرل لائبریری۔ حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۸۱ھ کی جلد دوم میں اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ کتب خانہ نواب جنگ۔ حیدر آباد دکن میں تفسیر مرتضوی کا ایک مخطوطہ ہے۔

۰ مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدر آباد دکن۔ قریب سنہ ۱۲۰۰ھ نمبر ۴۲۲

یہ تفسیری مخطوطہ ۵ ۱/۲ × ۹ سائز کے ۱۵ سطری ۱۲۸ اوراق پر مشتمل ہے یعنی ۲۵۶ صفحات پر۔ حمد و نعت اور مدح صحابہ سے ابتداء ہوتی ہے۔ درمیان میں عربی آیات اور احادیث سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں اور ان کے نیچے اردو نظم میں تفسیر و تشریح ہے۔ یہ مخطوطہ ناقص الطرفین ہے۔ سنہ کتابت کا بھی پتا نہیں چلتا۔ آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۰۰ھ کے قریب لکھا گیا ہوگا۔ یہ مخطوطہ خاص اہتمام سے لکھا گیا ہے۔ اس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے۔

یعنی وہ یاد کرم کے بے بہ بے
یاں کوئی ہرز میں کوئی ہے طے [1]

اس مخطوطے سے پتا چلتا ہے کہ یہ تفسیر شاہ عالم بادشاہ دہلی کے وزیر آصف الدولہ کے عہد میں لکھی گئی ہے۔ مختلف شعروں سے مولف کا نام۔ ان کے والد بزرگوار استاد گرامی اور پیر و مرشد کے اسمائے گرامی کا علم ہوتا ہے۔ مثلاً اس شعر سے ان کے مرشد کا علم ہوتا ہے۔

حضرت سید محمد نوحی پیر ——— دونوں عالم میں ہوا ہے دستگیر [2]

۱۔ محی الدین زور قادری۔ تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو۔ جلد چہارم۔ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔ سنہ ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء ص ۶۰ نمبر ۴۲۲

۲۔ غلام مرتضی۔ تفسیر مرتضوی۔ ص ۶۰

اس شعر سے مولف کے والد کا پتا چلتا ہے۔

ہے گمان ارشاد میر ولی —— علم ہے عالم میں میرا منجلی

چاہئے ہو باپ کا بیٹا شبیہہ —— کیونکہ ہے "الولد سر لابیہ" [1]

اور اپنے استاد کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

ہے مرا استاد فخر عالمان —— مولوی برکت محمد بیکران [2]

وزیر نواب آصف الدولہ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

آصف الدولہ وزیر مملکت —— حامی دین و مشیر سلطنت

بے تکلف کر کروں مدح وزیر —— کہ دعائے خیر ہے فقیر

سنہ تالیف، اپنا نام اور تفسیر کا نام ان اشعار میں ظاہر کیا ہے۔

دل لگا کہنے بوقت اختتام —— اس کا رکھ تفسیر مرتضوی نام

کیونکہ تو ہے گا غلام مرتضے —— حکم سے مولے کے ہے اس کو لکھا

سنہ ہجری ان دنوں تو جان لے —— یک ہزار اور ایک سو چورانوے [3]
۱۱۹۴ھ

۱۔ غلام مرتضیٰ۔ تفسیر مرتضوی۔ ص۔ ۶۱

۲۔ غلام مرتضیٰ۔ تفسیر مرتضوی۔ ص۔ ۶۱

۳۔ غلام مرتضیٰ۔ تفسیر مرتضوی۔ ص۔ ۶۲

(ج) مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری - شیرانی سیکشن - لاہور - ترجمہ سنہ ۱۲۰۰ھ نمبر ۱۳۰۱

یہ مخطوطہ ۱۵ سطری ۸۶ اوراق یعنی ۱۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ آیات قرآنی خط نسخ میں سیاہ روشنائی سے ابیات خط نستعلیق میں سیاہ روشنائی سے۔ عنوانات خط نستعلیق میں سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہے۔

اس مخطوطہ میں سورہ فاتحہ - سورہ بقرہ - اور سورہ نازعات کی تفسیر ہے۔ کہیں کہیں احادیث بھی نقل کی ہیں اوران کی منظوم تشریح کی گئی ہے۔ یہ تفسیر جیسا کہ عرض کیا شاہ عالم کے عہد میں لکھی گئی ہے۔ مولف نے اس عنوان کے تحت اس حقیقت کی صراحت کر دی ہے۔

"در مدعا بہ جناب الہی از برائے بادشاہ وقت"

شعر یہ ہے۔

زینت شاہی و زینت تاج و تخت
شاہ عالم بادشاہ نیک بخت[1]

(د) مولوی عبد الحق مرحوم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے[2]۔ ان کے سامنے ایک قلمی نسخہ تھا اور ایک مطبوعہ تھا جو سنہ ۱۲۵۹ھ میں مطبع ثانی (کلکتہ) میں چھپا تھا۔ بقول ڈاکٹر صاحب قلمی نسخہ میں جو دیباچہ ہے وہ مطبوعہ نسخہ میں حذف کر دیا گیا ہے۔ موصوف نے قلمی نسخے کو سامنے رکھ کر تفسیر سے کچھ مفید اقتباسات نقل کیے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ مولف غلام مرتضی جنون کا۔ ذکر مصحفی نے تذکرہ ریاض الفصحا میں کیا ہے مگر سوائے نام اور تخلص کے کچھ اور نہیں۔ بہر حال مختلف تذکروں کو دیکھ کر ان کے حالات کا پتا لگایا جا سکتا ہے۔

---

۱ - غلام مرتضی - تفسیر مرتضوی ورق - ۶ مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی - لاہور

۲ - ڈاکٹر عبد الحق - قدیم اردو - مطبوعہ انجمن ترقی اردو - کراچی سنہ ۱۹۶۱ء ص - ۱۲۶

نمونہ تفسیر مرتضوی

عما یتساءلون

اصل میں عن عما اے پسر — نون کہتیں کہ میم میں لو ادغام کو

کر الف کو حذف سن معنی بجان — پوچھتے ہیں کس چیز سے یہ کافران

عن النبا العظیم الذی ہم فیہ مختلفون ۔

اس خبر سے کہ بڑی ہے بے خلاف — کرتے ہیں سب جس میں باہم اختلاف

یا کتاب اللہ ہے بنا عظیم — قول شاعر جس کو کہتے ہیں لئیم

یا کہیں ہیں سحر یا ہے قہر ا — تر دد کرتے ہیں کلام کو یا

یا محمد ہے کہ جمع مومنین — اس کہتیں کہتے ہیں ختم المرسلین

یا کہ ہے اس بنا سے محشر مراد — اس سے نہ آگاہ جز رب العباد[1]

اوپر مختلف مخطوطات سے جو کچھ اقتباسات پیش کیے گئے ہیں ان سے تفسیر مرتضوی کے متعلق یہ معلومات فراہم ہوئیں۔

(۱) تفسیر کا نام "تفسیر مرتضوی" ہے ۔ اور اس کے مصنف غلام مرتضیٰ جنوں ہیں

(۲) ان کے والد کا اسم گرامی سید شاہ محمد ظہور اللہ بادی تھا۔

(۳) ان کے پیر مرشد کا نام مولوی سید محمد تھا۔

(۴) ان کے استاد کا اسم گرامی مولوی محمد برکۃ اللہ تھا۔

(۵) شاہ عالم بادشاہ دہلی کے زمانے میں لکھی گئی ہے ۔

(۶) شاہ عالم کے وزیر آصف الدولہ کی مدح کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے لیے لکھی گئی ۔ غالباً یہ مذہباً شیعہ تھے ۔ اس لیے مخطوطہ لندن کا آغاز ہی حضرت علی کے اسم گرامی سے ہوا ہے ۔

---

۱ ۔ مولوی عبد الحق ۔ قدیم اردو ۔ ص ۔ ۱۲۸

(ھ) مخطوطات کتب خانہ نواب سالار جنگ - حیدرآباد دکن [1]

تفسیر و تنزوی کے دو قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ میں بھی محفوظ ہیں - مولوی نصیر الدین ہاشمی نے کتب خانے کی فہرست میں ان کا ذکر کیا ہے - تفصیل یہ ہے -

(۱) شاہ غلام مرتضیٰ - تفسیر و تنزوی (تالیف سنہ ۱۲۵٦ھ)

کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ - نمبر ۲۴۰ سائز $5\frac{1}{2} \times 7$

صفحہ ۲۹۰ سطر ۱۱ - کاغذ ولایتی - خط نستعلیق

(۲) تفسیر و تنزوی - نمبر ۳۲۲ - سائز $8\frac{1}{2} \times 5\frac{1}{2}$

صفحہ ۲۹۲ سطر ۱۵ کاغذ دیسی - خط نستعلیق -

نوٹ - کتب خانہ خاص میں ایک مطبوعہ نسخہ ہے جو

سنہ ۱۲۵۹ھ میں مطبع علوی میں چھپا - یہ

۶ × ۹ سائز کے ۲۷۹ پر مشتمل ہے -

---

۱ - نصیر الدین ہاشمی - " کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں

کی وضاحتی فہرست "

مطبوعہ مطبع ابراہیمیہ - حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۷٦ھ / ۱۹۵۷ء ص - ۴۲

تفسیر پارہ عم وسیقول - مولف نامعلوم - تالیف اواخر
بارھویں صدی ھجری / اٹھارویں صدی عیسوی

یہ مخطوطہ کتب خانہ مظہریہ - دھلی میں موجود ھے (فی الحال راقم کے پاس ھے) اس میں صرف سورہ بقرہ کا ترجمہ ھے - تشریح و توضیح کے لیے فوائد بھی شامل کیے ھیں - یہ نسخہ $12\frac{1}{2} \times 8$ سائز کے ۱۱ سطری ۴۲ صفحات پر مشتمل ھے زبان اور انداز بیان سے بارھویں صدی کے اواخر کا معلوم ھوتا ھے - متن قرآن خط نسخ میں لکھا گیا ھے -

اس کا آغاز اس طرح ھوتا ھے -

یا مالک الملک یا ذو الجلال و الاکرام بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الفاتحہ الکتاب ـــ مسحلی و ھی سبعتہ آیتہ

الحمد للہ رب العالمین - سب تعریف اللہ کو ھے جو صاحب ساری جہان کا الرحمن الرحیم - بہت مہربان نہایت رحیم و الا - ملک یوم الدین - مالک انصاف کے دنکا ایاک نعبد و ایاک نستعین - تجھی کو ھم بندگی کریں اور تجھی سی مدد چاھیں اھد نا الصراط المستقیم - چلا ھم کو راہ سیدھی ھے صراط الذین انعمت علیھم - اونکی جن پر تو نے فضل کیا غیر المغضوب علیھم والا الضالین - نہ جن پر غضب ھوا اور نہ بھٹکی والی ف یہ سورۃ اللہ صاحب نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کریں -

اور اختتام ان آیات پر ہوتا ہے۔

یا ایها الذین آمنو کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر و العبد بالعبد

والانثی بالانثی فمن عفی لہ من اخیہ شئی فاتباع بالمعروف

واداء الیہ باحسان ذالک تخفیف من ربکم ورحمۃ فمن اعتدی

بعد ذالک فلہ عذاب الیم ۔ ای ایمان والو ۔ حکم ہوا ہی تم پر

بدلا برابری کون مین صاحب کے بدلی صاحب اور غلام کی بدلی

غلام اور ـــــ کی بدلی ـــــ پر جسکو معاف ہوا اوسکی بھائی

کی طرف سی کچھہ ایکو چاہی عوض پر چلنا موافق دستور

کی اور پہنچانا اوسکو نیکی سی یہ آسانی ہوئی تمہاری رب کی

طرف سی اور مہربانی پھر جو کوئی زیادتی کری بعد اسکی تو اسکو

دکھہ کی مار ہی ف صاحب کی بدلی صاحب اور غلام کی بدلی

غلام اور اسی طرح عورت کی بدلی عورت یعنی ہر صاحب دوسری

کے برابر ہی ہر غلام دوسری غلام کی برابر ہی ۔ اشراف اور کم ذات

کا فرق نہین دولتمند اور فقیر کا فرق نہین ۔ جیسی کفر مین معمول

ہو رہا تھا جسکو معاف ہوا یعنی مقتول کے وارث اگر قصاص

موقوف کرکی مال پر راضی ہون تو قاتل ـــــ[1]

---

۱ ۔ تفسیر سورہ بقرہ (قلمی) ص ۔ ۲ ـــ ۴۱

املائی خصوصیات

(۱) یائے مجہول اور معروف میں کوئی امتیاز نہیں اور دونوں کے نیچے دو دو نقطے لگائے گئے ہیں۔

(۲) نون غیر ملفوظہ کی جگہ نون ملفوظہ لایا گیا ہے۔

(۳) بھائی ۔ کوئی ۔ ہوئی وغیرہ کو اس طرح لکھا ہے
بھائی ۔ کوئی ۔ ہوئی ۔

(۴) ہائے مخلوطی استعمال نہیں کی گئی ۔ اس کی جگہ ہائے غیر مخلوطی لائی گئی ہے۔

(۵) الف مضمومہ کے آگے واوؑ لایا گیا ہے۔

(٦) تائے ہندی کی جگہ تائے فارسی لائی گئی ہے۔

(۷) اشراف بجائے شرفاء

(۸) ماری کھون بجائے قتل و قتال

تفسیر قرآن ۔ مؤلف نامعلوم ۔ تالیف قریب سنہ ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۵ء نمبر ۱۰۷۷

یہ تفسیر پارہ عم کی تفسیر سے شروع ہوتی ہے اس میں سورہ نوح اور دیگر پاروں کی بھی تفسیر ہے ۔ یہ مربوط ہے ۔ اس کا مخطوطہ کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے اور $8\frac{1}{2} \times 6\frac{1}{2}$ سائز کے ۱۳ سطری ۱۵۷ اوراق ۳۱۴ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس کی زبان پرانی ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ گیارھویں صدی کے اواخر کی تالیف ہے ۔ کتابت بھی قدیم ہے ۔ ثلث آمیز خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے ۔ قرآنی آیات سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں ۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

ـــ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔ اے پروردگار ہم بندے تیرے ہیں
اور بندگی تیری کرنی کی توفیق رکھتے ہیں ۔ ہور مدد بھی تیرے سوں مانگتے
ہیں ہمارے تیں پیدا کرنے ہارا ہے ۔ کام پر سب مدد کرنے ہارا ہے
کلمہ پرست اھدنا الصراط المستقیم ۔ دکھا توں ہمارے تیں استوار ہور
سوائی راہ ۔ تری ذات کی طرف پہنچ پونچنے کی جس بات پر ہٹلے
پیغمبر صلعم تیں پر لائے ہیں ۔

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے ۔

" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق یہ قرآن عالم کو نصیحت ہے ۔ اور پیغمبر صلعم کی ذات سے عالم کوں شرف ہے اور تفسیر والے لکھتے ہیں کہ نظر لاگے ہوئے شخص کوں اس آیت سے زیادہ بہتر علاج نہیں ہے ۔ "[1]

---

۱ ۔ محی الدین زور قادری ۔ تذکرہ اردو مخطوطات ادارۂ ادبیات اردو ۔ حیدرآباد دکن مطبوعہ سنہ ۱۳۶۹ھ جلد پنجم ص ۔ ۲۲۵

الفاظی خصوصیات

(۱) "ہور" بجائے "اور"

(۲) "سوں" بجائے "سے"

(۳) "تیں" بجائے "لیے"

(۴) "کرنے ہارا" بجائے "کرنے والا"

(۵) "توں" بجائے "تو"

(۶) "سوئی" بجائے "وہی"

(۷) "بیٹ" بجائے "جلد"

(۸) "باٹ" بجائے "بات" "با" "واسطہ"

(۹) "بولائے" بجائے "بلائے"

(۱۰) "لاگے" بجائے "لگے"

تفسیر پارہ عم - مترجم نا معلوم - تالیف تقریب سنہ ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۵ء

یہ مخطوطہ تفسیر حسینی (مولفہ ملا واعظ کاشفی) کا ترجمہ ہے۔ یہ اردو دکنی زبان میں ہے۔ ترجمہ کی عبارت میں سنہ تالیف نہیں لیکن زبان کی قدامت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ بارہویں صدی ہجری میں کیا گیا ہے۔ نمونہ کے لیے ابتدائی حصہ نقل کیا جاتا ہے۔

(عم یتساءلون) کس چیز تے پوچھتے ہیں لوگ کافروں یعنی مکی کافران
یعنی بعث تے پوچھتے ہیں آپس میں آپ ہے بار سول کوں ہوا تومنان کوں
(عن النباء العظیم) بزرگ خبر تے (الذی ہم فیہ مختلفون) ایسی خبر کو
انوں میں اختلاف کو پکڑیا ہے ہیں (کلا سیعلمون) یوں نہیں پوچھتا
ہے کہ انکار کریں تو ہے کہ سمجھیں گے او لوکاں۔ یو ڈرانے کا وعدہ
ہے (ثم کلا سیعلمون) پچھیں یوں نہیں پوچھتا ہے تو ہے کہ سمجھیں
او لوگ دوبار لیایا ایسے تاکید کے واسطے ہور "ثم" سوں [illegible] لیایا
سمجھا کر دیتا ہے یو کہ دوسرا وعدہ بہت سخت ہے ہور یعنے
بولے پہلا سو جیو کا پڑنے وقت ہور دوسرا سو جزا کے وقت
(الم نجعل الارض مہادا) کیا نہیں کیے ہیں زمیں کوں ہوار اخلق کے
موں نہالی دان کا ہے۔ یو دکھ کو تاہے تھوڑا یان بیا تا ان کوں جو دیکھے
~~ہیں اوپر سے لیل پکڑیں اس سے بعث کے دوست ہوئے یو (والجبال [illegible]~~
پہلتا لو خدا کے عجائب صفت تے یو لو لوکاں سمجھانے کے واسطے اس
کی کمال قدرت پور لیل پکڑیں اس سے بعث کے دوست ہوئے یو
(والجبال اوتادا) بولتا اللہ تعالی کیا نہیں کیے ہیں ڈونگراں کو
میخاں زمیں کاں یوں نہ ہوتے تو ہلتی (وخلقناکم ازواجا) ہور کیا

تمہیں پیدا کیے ہمیں تمنا جوڑی جوڑی یو د جورے (وجعلنا نومکم سباتا) ہور کیا تمہیں
پیدا کیے ہمیں تمارے سونے کوں توڑتا دیکھنے تے ہور ہلنے تے تمنا راحت ہور آسودہ
ہونے کے واسطے (وجعلنا اللیل لباسا) ہور کیا تمہیں کیے ہمیں رات کوں پہنتا اوڑھان
پہلی ہے اپنے الد ھارے سون جو نکہ کپڑا و ھانکتا ہے اپنے ونگ کوں (وجعلنا
النہار معاشا) ہور کیا تمہیں کیے ہمیں دیس کوں زندگانی بدل تا طلب کو ہن تمہیں
زندگانی سمانکوں جو نکہ کھانا پہنا کپڑا (وبنینا فوقکم سبع شدادا) ہور کیا تمہیں بنا
کیاکیے ہمیں تمہارے اوپر ساتھ آسماناں گھٹ کہ نہیں پورا تھان ہو تھان لی زمانے
جاتے سون[1]

مندرجہ بالا اقتباس میں مندرجہ ذیل پرانے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔
جدید معنوں کے ساتھ ان کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔

(۱) تے = سے

(۲) کافراں = کافر

(۳) ہور = اور

(۴) کوں = کو

(۵) انو = وہ

(۶) یو = یہ

(۷) توٹ ہے = مطلوب

---

[1] مولوی عبد الحق - قدیم اردو - ص - ۸ - ۱۲۷

(۸) واسٹے = واسطے

(۹) وعدا = وعدہ

(۱۰) پہلا = پہلا

(۱۱) گہوارا = گہوارہ

(۱۲) پہلوادان = پہاڑوں

(۱۳) تھوڑیاں باتاں = تھوڑی باتیں (اسم کے ساتھ صفت اور فعل کو بھی جمع لایا گیا ہے)

(۱۴) سمجائے = سمجھائے

(۱۵) تہاڑے = تمہارے

(۱۶) ڈونگران = بچے

(۱۷) پھٹنا = پھٹنا

(۱۸) اردھان = وہاں

(۱۹) انگ =

(۲۰) دیس = دن

(۲۱) زندگانی = معاش

(۲۲) بدل = واسطے

(۲۳) گھٹ = محکم = مضبوط

(۲۴) لئی = بہت

ہندوستان و پاکستان اور انگلستان کے کتب خانوں میں جزوی تفاسیر کے بہت سے مکمل اور نامکمل قلمی نسخے ہیں۔ یہاں چند قلمی نسخوں کا اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) حیدر آباد دکن میں مندرجہ ذیل جزوی تفاسیر کے قلمی نسخے ہیں ان کے مولفین اور سنین تالیف کا پتا نہیں۔ زمانہ کا تعین قیاسی ہے۔

(۱) تفسیر سورہ یوسف مولف نامعلوم تالیف ما بعد سنہ ۱۱۰۰ھ
نمبر ۱۴ (تفسیر ۴۴٦)

(۲) تفسیر سورہ یٰسین وغیرہ ۔ مولف نامعلوم ۔ تالیف ما بعد سنہ ۱۱۰۰ھ
نمبر ۱۵ (تفسیر ۸٦۰)

(۳) تفسیر پارہ عم ۔ مولف نامعلوم ۔ تالیف قریب سنہ ۱۱۵۰ھ
نمبر ۱٦ (تفسیر ۱۹۵)

(۴) تفسیر پارہ عم ۔ مولف نامعلوم ۔ تالیف قریب ۱۲۰۰ھ
نمبر ۱۷ (تفسیر ۸۴۴) یہ مخطوطہ میر لطف علی نے حضرت قطبی صاحب کے لیے سنہ ۱۲٦۸ ھ شانزدہم ربیع الثانی بروز شنبہ نقل کیا تھا۔

(۵) تفسیر پارہ عم ۔ مولف نامعلوم تالیف قریب سنہ ۱۲۰۰ھ
نمبر ۱۸ (تفسیر ۳۱۰) [1]

۱۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ تذکرہ اردو مخطوطات ۔ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری ۔ حیدر آباد دکن مطبوعہ ۱۳۸۱/ ۱۹٦۱ جلد دوم ص ۔ ۲٦ تا ۲۸

کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو۔ کراچی میں بھی بعض نامعلوم

جزوی قلمی تفاسیر ہیں۔ چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تفسیر سورہ یوسف بخط گوجری۔ مولف نامعلوم نمبر $\frac{1}{\frac{5}{43}}$

(۲) تفسیر قرآن (سورہ یوسف تا سورہ حج) مولف نامعلوم نمبر $\frac{1}{\frac{5}{44}}$

(۳) تفسیر قرآن (سورہ ملک وغیرہ) مولف نامعلوم نمبر $\frac{1}{\frac{5}{45}}$

انڈیا آفس لائبریری لندن میں بھی قرآن کی بعض جزوی قلمی تفاسیر

ہیں۔ بعض تفاسیر یہ ہیں۔

No. 13

V. 30 a. Fall. 79, 8x8½ in, 11.9, neat

Naskhi and Nastaliq, dated A. H. 1264

(A. D. 1848).

تفسیر سورہ یوسف

اس مخطوط میں سورہ یوسف کی تفسیر ہے جو سوخ روشنائی سے لکھی گئی

ہے۔ اس کے شروع میں۔

" ہندوستانی زبان " میں ایک دیباچہ ہے جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" سبب اوترنے سورہ یوسف کا یوں بیان ہی کہ توریت کے

رکھنے والے عربوں شام کے ملک میں واسطے سوداگری

کے جایا کرتے تھے اور شام یہودیوں کا وطن تھا " ——

متن اور تفسیر اس طرح شروع ہوتی ہے۔

" الر تلک آیت الکتب المبین ۔ یہ آیتیں ہیں
قرآن کی روشن بیان ہی کھلا ہوا ہی واسطے سمجھنے والوں
کے اور جواب صاف پوچھنے والوں کو اسمیں کچھ تضادت
نہیں اور نہ شک ہی "

مقدمہ نگار نے تفسیر بیضاوی سے حضرت یوسف کے تفسیری واقعات کے لیئے استفادہ کیا ہے۔ اس مخطوطہ کے آخر میں ترقیمہ ہے جسکی عبارت یہ ہے۔

" از دست کاتب الحروف منصور علی تجاوز اللہ عن سیاتیہ
بتاریخ ہفتم ماہ سنہ ۱۲۶۴ صورت اتمام یافتہ "

No. 4

V. 10 b -- Fall 80- 103, 8x 5¼ in , 11.9,
Nastaliq and Naskhi, 19th Century.

تفسیر سورہ قاف

اس مخطوطہ میں سورہ " ق " اور " ذریات " کی تفسیر ہے۔ یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے۔ قرآنی آیات سرخ روشنائی سے خط نسخ میں لکھی گئی ہیں۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" ق والقرآن المجید ۔ حرف قاف کے معنی کچھ کئی ہیں اور قاف ایک پہاڑ ہی زبرجد کا جو ساری زمین کے گرد ہی ہو خدا تعالی فرماتا ہی کہ قسم ہی قاف کی اور قرآن بہت بزرگ کی "[1]

1. J.F. Blumhardt. the Catalogue of the Hindustani Manuscripts in the Library of the India office London. PP.4-6

No. 15

V. 10 C. Fall. 104-116, 8x5½ in , 11.12,

Nastaliq , 19th Century.

تفسیر سورہ رحمن

اس کے مولف کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ ابتداء میں سورۃ کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔ جس کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے۔

"سبب اوترنے اس سورہ کا یوں کہتے ہیں کہ جب پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے کافروں کے نام رحمن کا لیتے تو کافر کہتے کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے کہ رحمن کون ہے۔ اس واسطے یہ سورہ اترا"

اس کے بعد تفسیر کا اس طرح آغاز ہوتا ہے۔

" الرحمن صاحب بہت بخشش کرنے والا جو رحمت اوسکی سب چیز کو پہنچی ہے اوس رحمان نے علم القرآن سکھایا ہے قرآن دوست اپنے کو"[1]

---

1. I bid. P.6

تیسرا باب

تیرھویں صدی ھجری کی تفاسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید شاہ حقانی ۔ تفسیر حقانی ۔ تالیف سنہ ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۱ع

مولف مولانا احسن مارہروی کے اسلاف میں سے تھے اور سید برکۃ اللہ مرحوم درگاہ مارہرہ (ضلع ایٹہ) کے نواسے تھے۔ اس تفسیر کا غیر مطبوعہ نسخہ مولانا احسن مرحوم کے کتب خانے میں محفوظ تھا اور اب آزاد لائبریری (علی گڑھ) میں منتقل ہوگیا ہے۔

اس تفسیر کے دیباچے سے کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ یہاں اس کا مفید حصہ نقل کیا جاتا ہے۔

پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اللہ تعالی کا ثنا اور اس کے حبیب اور اس کی آل و اصحاب صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ثنا کو پڑھ کر یہ عاصی کہتا ہے کہ احوال اس کے لکھنے کا یہ ہے۔ جو غور کر کے دیکھا تفسیر زبان عربی میں اور فارسی میں عالموں۔ فاضلوں۔ بزرگوں نے اس بارہ سو چھ برس کے عرصے میں تصنیف کری ہیں اور اپنے فہم و عقل کے زور سے معنیوں کو آیت آیت۔ حرف حرف کے ساتھ فصاحت اور بلاغت کے لکھے ہیں اور زیر زبر کو قاعدہ صرف نحو کے سے ثابت کیا ہے اور شان نزول اور احوال پیغمبروں کے موافق حدیث اور روایت صحابہ رضی اللہ عنہم کے داخل کرے ہیں۔ جو ان تفسیروں کو نظر کیا دریا علم کا اور ہدایت کا ہے کہ موج مارتا ہے۔ جاری ہے۔ اور ہر ایک کو اس کے مدعا کو پہنچنا بے استاد جیسا کچھ چاہئے مشکل ہے۔ پھر آخر کار کتب خانہ استادی مرشدی حضرت بھائی صاحب و قبلہ حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے سے تفاسیر جدا کر کے حرف حرف کے معنیوں کو اور شان نزول جو ایک کلمے اور آیت اور سورت کا دریافت کر کے اور سب احوال پیغمبروں کا سمجھ کر موافق موقوف اور عقل اپنی کے ہر ایک کلمے اور آیت اور سورت کے ساتھ مختصر کر کے لکھا۔ داخل کیا تاکہ ان پڑھوں کو جلد سمجھنے میں آوے۔ عبارت طویل کو موقوف کیا کس واسطے کہ دل عالم کے تنگ ہوگئے ہیں۔ زیادہ عبارت کے پڑھنے سے الجھتے ہیں۔ تنگ آتے ہیں بلکہ پڑھے ان پڑھوں سے زیادہ ہی چھپاتے ہیں۔

مندرجہ بالا تحریر کو پڑھ کر مصنف اور تصنیف کے متعلق مندرجہ ذیل امور معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) مصنف کے سامنے عربی اور فارسی کی بہت سی تفاسیر تھیں جنہیں مفسرین نے آیات قرآنی کی فصاحت و بلاغت۔ صرفی و نحوی تراکیب اور متعلقہ قصص کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا تھا جو ایک عام آدمی کے لیے مشکل تھیں۔

(۲) مصنف نے عامۃ الناس تک قرآن کا پیغام پہنچانے کے لیے سادہ آسان طریقہ اردو میں ایک تفسیر کی طرف توجہ کی اور اس سلسلے میں سید شاہ حمزہ اور استاد و مرشد کے کتب خانوں سے استفادہ کر کے تفسیر مرتب کی۔

(۳) مصنف نے دقت نظر سے کام لیتے ہوئے بڑی عرق ریزی کے ساتھ قرآن کے حرف حرف کے معنی مختلف تفاسیر سے اخذ کیے۔ شان نزول اور مختصر حالات رسولان سلف کے ساتھ مدون کی۔

(۴) طول طویل تحریروں سے اجتناب کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کے دل نہ اکتائیں اور وہ آسانی اور دلچسپی کے ساتھ قرآن فہمی کے ساتھ مائل ہوں۔

معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے علم میں حضرت شاہ عبدالقادر (م۔ ۱۲۴۳) کا ترجمہ (مع ضروری تشریح) موضح قرآن (سنہ ۱۲۰۵ھ) نہ تھا ورنہ دیباچہ میں اس کا ذکر ضرور فرماتے۔ مصنف نے اس طرف اشارہ تک نہیں کیا۔

اس تفسیر سے نمونہ کے طور پر سورۂ بقر کی آخری آیت کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:۔

"رنج میں نہ ڈالے گا خدا نے تعالیٰ کسی کو مگر موافق طاقت اس کی کے۔ اس کو ہی جو عمل کیا اور پر اس کے ہے جو گناہ کیا۔ اے پروردگار میرے عذاب مت پکڑ تو مجھ پر جو بھول جاؤں میں یا خطا کروں میں۔ اے پروردگار میرے۔ اور بوجھ مت دے تو اوپر میرے بوجھ بھاری جیسے بوجھ رکھا تو نے اوپر اس گروہ کے کہ پہلے تھے مجھ سے۔ اے پروردگار میرے اور مت رکھ اوپر سر میرے کے بوجھ جو کہ نہ اٹھا سکوں میں اور درگزر کر خطاؤں میری سے اور بخش تو گناہوں میرے کو اور رحم کر تو اوپر میرے تو ہے خاوند میرا پس غالب کر تو مجھ کو اوپر قوم کافروں کے۔"

ا۔ احسن مارہروی۔ تاریخ نثر اردو (نمونہ منثورات ۱۳۲۸ھ) مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق سنہ ۱۹۳۰ء ص ۲ – ۸۱

بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم نے بھی رسالہ "اردو" بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۷ء صفحہ ۲۱ پر اس تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔

"اسی زمانے (سنہ ۱۲۰۶ھ) میں ایک تفسیر مع ترجمہ لکھی گئی جس کا نام تفسیر قرآنی موسومہ حقانی ہے" (ص ۲۱)

محمد باقر آگاہ - فرائد در فوائد - تالیف سنہ ۱۲۱۰ھ/۱۷۹۵ء منظوم

یہ مخطوطہ کتب خانہ کلیہ جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن) میں محفوظ ہے[1] یہ نسخہ ۸ $\frac{1}{2}$ × ۶ $\frac{1}{12}$ سائز کے ۱۵ سطری ۵۶ اوراق یعنی ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہیں۔ خط نستعلیق شکستہ آمیز میں لکھا گیا ہے۔ مدراس میں سنہ ۱۲۷۷ھ کو محمد یوسف حسین نے اس نسخہ کی کتابت کی ہے۔ ترقیمہ کی اس عبارت سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

بدست محمد یوسف حسین۔ پنجم ماہ رمضان روز دوشنبہ بوقت دو ساعت روز در بلدہ
مدراس فرخندہ اساس سنہ ۱۲۷۷ھ جلوہ اتمام یافتہ "

سنہ تالیف کا علم ان اختتامی اشعار سے ہوتا ہے۔

اشعار "تھے بارہ سو پہ دس جب اے گرامی = بشہر صوم پایا ہے تمامی - تمام ابیات اس کے جو
ہیں سب رہے = ہوئے ہیں ایک ہزار و پانصد و دس" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ
رمضان المبارک سنہ ۱۲۱۰ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اور یہ کہ اس نسخہ میں
ایک ہزار پانچ سو دس (۱۵۱۰) اشعار ہیں۔

نسخہ مذکورہ بالا کے مولف مولانا محمد باقر آگاہ دکن کے کثیر التصانیف اور مشہور شافعی قادری ایلوری (نائطی) بزرگ ہیں۔ آپ میر تقی میر اور میرزا محمد رفیع سودا کے معاصرین میں سے تھے۔ آپ کے اجداد بیجاپور کے رہنے والے تھے۔ لیکن آپ خود سنہ ۱۱۵۸ھ میں ایلور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے عم محترم اور حضرت سید ابوالحسن قربی سے حاصل کی پھر تکمیل کے لیے مولوی ولی اللہ کے پاس چلے گئے۔ جو اس زمانے میں مدراس کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔

آگاہ نے پندرہ سال کی عمر سے نظم و نثر میں فکر سخن کرنا شروع کیا۔ ستہرہ سال کی عمر میں حضرت قربی کی مدح میں قصیدہ لکھ کر پیش کیا تو استاد نے شاگرد کے لیے دعا کی۔ چند ہی روز میں ان کے علم و فضل کا شہرہ تمام اطراف میں پھیل گیا۔ قدردان علماء نواب والا جاہ والی کرناٹک نے ان کو

۱۔ عبد القادر سروری - فہرست اردو مخطوطات کتب خانہ کلیہ جامعہ عثمانیہ - حیدرآباد دکن
مطبوعہ دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی - حیدرآباد دکن
سنہ ۱۹۲۹ء - ص - ۱۷ - ۲۱

طلب کر کے نواب امیر الامراء بہادر کی اتالیقی سپرد کی اور تنخواہ دو سو روپے ماہوار مقرر کی۔ چند روز بعد التور کی جاگیر بھی عطا کی اس کے بعد آگاہ امیر موصوف کے ہمراہ مدراس گئے اور وہیں رہے۔ نواب والا جاہ ان کی بڑی عزت اور قدر کرتے تھے ۱۲ ذالحجہ سنہ ۱۲۲۰ھ شب جمعرات مدراس ہی میں انتقال ہوا۔ اور سلاپور کے راستے میں اپنی زرخرید اراضی میں دفن ہوئے۔

مولوی محمد غوث نے جو بڑے فقیہہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ کرناٹک کے مدارالمہام بھی تھے باقر آگاہ کی تاریخ وفات "قد مات فرد العصر" (۱۲۲۰ھ) سے نکالی ہے۔

آگاہ کی تصانیف عربی۔ فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ہیں۔ جن کی تعداد تین سو تین (۳۰۲) بتائی جاتی ہیں۔ یہاں صرف اردو کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) ہشت بہشت	(۸) گلزار عشق
(۲) تحفۃ الاحباب	(۹) قصہ رضوان شاہ
(۳) تحفۃ النساء	(۱۰) روح افزا
(۴) فرائد و فوائد (زیر تعارف)	(۱۱) خمسہ متحیرہ
(۵) ریاض الجنان	(۱۲) مثنوی روپ سنگار
(۶) محبوب القلوب	(۱۳) دیوان اردو
(۷) روضۃ الاسلام	(۱۴) عقائد باقر آگاہ

پیش نظر تفسیر فرائد و فوائد میں قرآن مجید کی سورتوں کے شان نزول اس کے فضائل ان کی تعداد۔ ان کے خصائص۔ ان کے جمع ہونے کی کیفیت اور آیات قرآنی کے معانی کی وسعت وغیرہ سے بحث کی ہے۔ شروع ایک نثر میں دیباچہ ہے جس میں کتاب کا نام سبب تالیف موضوع کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کتاب کے ماخذ اور مشمولات کی فہرست دی ہے۔ ماخذ میں ان کتابوں کا ذکر کیا ہے

(۱) الاتقان فی علوم القرآن — تالیف شیخ جلال الدین سیوطی رحہ

(۲) مطلع البدرین فی من یوتی اجرہ مرتین "

(۳) بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ الظلال "

(۴) الاخبار المأثورہ فی الاطلاء بالنورہ "

(۵) مسامرۃ السموع فی ضوء الشموع "

(۶) ملتقط الدرر فی الفوائد الغرر "

(۷) العجاجۃ الزرنبیہ فی السلالۃ الزینبیہ "

دیباچہ کے بعد ستائیس فوائد (فصول) ہیں اور پھر آخر میں خاتمہ فرائد در فوائد کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے۔

پس از حمد خدا و نعت مختار — میں لکھتا ہوں فوائد کے سن اے یار
نہیں ہر فائدے کو اس کے جوڑا — کروں جو وصف میں اس کا ہے تھوڑا
یہ نسخہ گرچہ ہے ہندی میں منظوم — بھی ہے اجمال سے ذکر اس کا موقوم
ولے بحر هدایت کا گہر ہے — طلسم کنج قرآن و خبر ہے
فرائد در فوائد اس کا ہے نام — خدا اس کو کرے خوبی سے انجام

اور ان اشعار پر یہ نسخہ ختم ہوتا ہے۔

بحمد اللہ یہ دلکش رسالہ — کہ قرآن و خبر کا ہے رسالہ
بہت جلدی سے اتمام پایا — چھپے اسرار کو جلوے میں لایا
تھے بارہ سو یہ دس جب اے گرامی — ہجری سوم پایا ہے تمامی
تمام ابیات اس کے جو ہیں سب رس — ہوئے ہیں ایک ہزار و پانصد دو س
اخلاق سے محمدی کے الہا — کراس نسخہ کے تئیں مقبول و لہا
حیات و موت کر ملت میں اس کی — تو پھر احشر کر امت میں اس کی[1]

تفسیر پارہ عم۔ مولف نامعلوم۔ تالیف اوائل سنہ ۱۲۰۰ھ / ۱۸۰۰ء

یہ مخطوطہ کتب خانہ خاص۔ انجمن ترقی اردو (کراچی) میں محفوظ ہے۔
یہ ۸ × ۵ سائز کے ۱۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ متن قرآن سرخ روشنائی سے خط نسخ میں لکھا گیا ہے اور ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق میں سیاہ روشنائی سے لکھی گئی ہے۔

اس مخطوطہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

---

1 محمد باقر آگاہ۔ فرائد در فوائد۔ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۲۷۷ھ ص۔ ۲۱

باختتام

ربٌ یسر   بسم اللہ الرحمن الرحیم   وتمم بالخیر

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آشکارا ہوکر لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے لگے سب کافر تعجب سے آپس میں پوچھنے لگے کہ نیا دین اور نیا قرآن کیا ہے۔ کسی نے کہا کہ سحر ہے۔ کسی نے کہا کہ شعر ہے کسی نے کہا کہ اگلے قصہ ہیں حق سبحانہ و تعالی نے اونکی حال سے پیغمبر صلی اللہ وآلہ وسلم کو خبر دار کیا ۔ (ص = ۱)

اور اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے۔

اور تفسیر حسینی میں لکھے ہیں حق تعالی نے قرآن شریف کو شروع کیا ب سے اور ختم کیا س پر یعنی "بس" تحریر تمام شد ۔   (ص = ۱۲۹)

نمونہ ترجمہ و تفسیر

قل اعوذ کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پناہ پکڑتا ہوں میں یعنی آسرا لیتا ہوں میں برب الناس تربیت پیدا کرنے والے روحوں کے ملک الناس بادشاہ آدمیوں کا الہ الناس معبود روحوں کا من شر الوسواس الخناس بدی سے ڈالنے والے چھپنے والے کے۔ حدیث شریف میں ہے کہ روح کے دل کے دو گھر ہیں ایک گھر میں فرشتہ ہے اور ایک گھر میں شیطان ہے۔ جب حق تعالی کو روح یاد کرتا ہے توچھپ جاتا ہے۔ اور جب شیطان جو پنجہ اس کے دل پر رکھتا ہے وسوسہ ڈالتا ہے ۔ الذی ایسا شیطان یوسوس وسوسہ ڈالتا ہے ۔ حق رنیتہ جنوں سے والناس اور روحوں سے یعنی وہ بعضے جن بھی وسوسہ ڈالتے ہیں اور انسان وسوسہ ڈالتے ہیں اور خدا کی عبادت سے باز رکھتے ہیں وہ سب شیطان ہیں۔

حق تعالی سب مومنوں کو شیطانوں کی تہہ سے اور اونکے وسوسہ سے اپنی پناہ میں رکھے
(ص = ۹ = ۱۲۸)

بعض املائی خصوصیات

(۱) کاف ہندی کی جگہ کاف فارسی استعمال کیا گیا ہے۔
(۲) یائے معروف اور یائے مجہول میں کوئی امتیاز نہیں۔
(۳) نون منقوطہ نون مہملہ کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔
(۴) الف مضمومہ کے آگے واو لایا گیا ہے۔
(۵) بولانا بجائے بلانا اور آتی بجائے آتی لکھا گیا ہے۔ (٦) جلدی بجائے جلدی ؟ بجائے ...
(۷) کرنے کون ۔ کرنے کر لی

تفسیر سورہ نباء - مؤلف نا معلوم - تالیف اوائل سنہ ۱۲۰۰ھ/۸۰۰ء

یہ مخطوطہ بھی کتب خانہ خاص (کراچی) میں محفوظ ہے۔ پچھلا مخطوطہ (یعنی تفسیر پارہ عم) اور یہ مخطوطہ دونوں ایک ہی مجلد میں ہیں۔ یہ نسخہ $4\frac{1}{2} \times 8$ سائز کے ۱۳ سطری صرف دس صفحات پر مشتمل ہے۔ تفسیر پارہ عم صفحہ ۱۴۹ پر ختم ہوتی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۱۵۸ تک یہ نا مکمل تفسیر ہے۔ کاغذ سفید دبیز ہاتھ کا بنا ہوا۔ تھا یہ کرم خوردہ بلکہ چھلنی ہوگیا ہے۔ اس تفسیر میں بھی متن قرآن سرخ روشنائی سے خط نسخ میں لکھا گیا ہے اور ترجمہ سیاہ روشنائی سے خط نستعلیق میں۔

اس مخطوطہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شان نزول میں آیا ہے جس وقت کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کیئے خلق کو طرف ایمان کے اور اظہار کیئے سب کو شروط دین اسلام کیئے اور بیان فرمائیے نزول ہونے کا کلام اللہ کے سب لوگ کہیں اور ترغیب دیئے انہوں کو سب اقبال کرنے طریق ایمان کے الخ ــ (ص ـ ۱۴۹)

اور اس عبارت پر اختتام ہوتا ہے۔

ولا تشرکو بہ شیئا ------ احسانا ۔ یعنی عبادت کرو تم حق سبحانہ جل شانہ کے اور ہرگز شرک مت کرو تم ساتھ اس پروردگار کوئی چیز کا اور والدین سے نیکی کرو اور راضی رکھو تم ان کو ہرگز مت ستاؤ تم ــ (ص ـ ۱۵۸)

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مفسر نے یہیں تک تفسیر لکھی تھی۔ ناقل نے صرف یہیں تک نقل کیا ہے۔ اس کے بعد نماز پنج گانہ کے متعلق رسالہ نقل کرنا شروع کر دیا ہے۔

نمونہ تفسیر سورہ نباء

وخلقنا اور پیدا کیے ہم نے تم کو ازواجاً ہر قسم جوڑے یعنی سب مخلوقات اولاد آدم کی ان میں ہم نے ہر طرح کے آدمیوں کے جوڑے پیدا کیے جیسا کہ کوئی خوبصورت اور کوئی گورے رنگ والے اور کوئی کالے اور کوئی سانولے اور کوئی گندم گون اور کوئی نازک اور کوئی

فربہ اور کوئی چھوٹے قد کے اور میانہ قد والے اور کوئی بلند قامت کے اور کوئی اچھی صورت شکل کے اور کوئی بڑے ڈول والے تصویر کررو شن بنائی ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے تاکہ نسل تمہاری یعنی اس جہان میں باقی رہے۔

بعض املائی خصوصیات

(۱) کاف ہندی کی جگہ کاف فارسی استعمال کیا گیا ہے
(۲) یائے معروف اور یائے مجہول میں کوئی امتیاز نہیں
(۳) نون مہملہ کی جگہ نون منقوطہ استعمال کیا گیا ہے۔
(۴) ۃ = ت کی جگہ استعمال کی گی ہے۔
(۵) بعض جگہ "کہ" کی جگہ "کے" لکھا گیا ہے۔
(٦) یہ الفاظ لکھے گیے ہیں۔

انہوکو = ان کو

دعوۃ کیے = دعوت کی

سب لوگ کیتیں = سب لوگوں کو

تمام اختیاروں کتیں = تمام اختیاروں کو

جوۃ = بمعنی روشنی

دیوا بمعنی چراغ

ایک جگہ صفحہ ۱۵٦ پر یہ بیت لکھا ہے۔

کہ ہر روز روز عید ہی و ہر شب کو شب برات

یہ شعر اتنا تمام ہے پھر بھی مولف یا کاتب نے غلطی کی ہے۔ اگر اس شعر کا شاعر معلوم ہوجائے تو زمانہ تالیف کا صحیح تعین ہوسکتا ہے۔ اندازے سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ بجائے اوائل تیرہویں صدی کے اواخر بارہویں صدی کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عزیز اللہ ہونگ اورنگ آبادی - تفسیر چراغ ابدی - تالیف سنہ ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء

---

(۱) یہ تفسیر صرف پارہ عم کی ہے - مخطوطہ کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو (کراچی) میں محفوظ ہے - یہ نسخہ ناقص الاخر ہے - بہت ہی کرم خوردہ ہے مطالعہ میں دقت ہوتی ہے - انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ تالیف کے زمانہ کے قریب قریب اس کتابت کی گئی ہے - یہ نسخہ ۶ × ۹½ سائز کے ۲۰ سطری ۲۲۶ صفحات پر مشتمل ہے - متن قرآن خط نسخ میں اور ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق سیاہ روشنائی سے لکھی گئی ہے - یہ تفسیر سنہ ۱۲۲۱ھ کی تالیف ہے -

اس نسخہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے -

بہترین تفسیر حمد الہی ہے اور خوشترین تقدیر نعت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ صلوۃ موصلہ عن استقصاہی اما بعد یہ

عرض کرتا ہے دوستداروں سے
آشنا ہوں سے غمگساروں سے

زاویہ نشین ~~بحث~~ کوچہ گمنامی وبے استعدادی - طالب منصب وارستگی
--------- عزیز اللہ ابن میر عالم المتخلص الحسینی بہونگ عفا اللہ عنہ وعن والدیہ واحسن الیہما والیہ ---------

اگرچہ بعض عزیزوں نے زبان دکھنی ہندی امیز زبان تفسیر جز آخیر کی لکھی ہیں لیکن بسبب الفاظ دکھنی لطف زبان ہندی کا پورا نہیں پاتا - اور دلبا روں کا واسطے مطالعہ اسکے رغبت کم لاتا - اسواسطے خاطر قاصر میں اس فقیر کے آیا کہ تفسیر جزو آخیر کی زبان ہندی میں کہ بالفعل اورنگ آباد کے لوگوں کا محاورا ہے لکھی اور بعض فوائد کہ دوسری تفسیروں میں نہیں ہیں کتب معتبرہ سے جمع کرا کو اسمیں داخل کرے ——— (ص ۱)

مندرجہ بالا اقتباس سے مندرجہ ذیل معلومات ہوتی ہیں -

(۱) مؤلف کا نام عزیز اللہ ابن میر ظالم ہے۔ مؤلف شاہ عزیز اللہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔
ان کی ایک مثنوی جو تصوف کے موضوع پر ہے "دود دلہا" کے عنوان سے لکھی تھی
اس کا ایک مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے۔
تخلص ہونگ کرتے تھے۔

(۲) مؤلف کے زمانے میں "دکھنی آمیز ہندی زبان" میں تفسیریں لکھی جاچکی تھیں۔

(۳) مؤلف نے اورنگ آباد کے محاورے کے مطابق زبان ہندی میں یہ تفسیر لکھی ہے۔
اس مخطوطہ کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

اور قوۃ القلوب میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو کوئی کہ پڑھے سورۃ الاخلاص کتیں دس بار وہ بنا کرے گا واسطے
اوسکے خدا نے تعالی یک محل بہشت میں اور شرعۃ الاسلام میں آیا ہے کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ جاوے قبرستان میں
اور پڑھے ———

یہ تفسیر سورہ اخلاص کی تفسیر پر آجا کہ ختم ہوجاتی ہے۔ سورہ فلق اور سورہ ناس
کی تفسیر باقی رہتی ہے۔

نمونہ تفسیر چراغ ابدی

والعصر قسم ہے پروردگار کی زمانے کے یا صدیق کے زمانے کی یا زمانے
کی تیرے اے محمد علیہ السلام کہ سب کے زمانوں سے افضل ہے جواب قسم
کا دوہی ہے کہ ان الانسان لفی خسر تحقیق کہ ابو الاشد میں بن کلاہ یا ابو جہل
یہ تمام آدمی لفی خسر بیچ نقصان اور زیان کے ہیں کہ دنیا کے مطالب
میں عمر کو صرف کرتے ہیں اور رائیگان کھوتے ہیں الا الذین آمنوا مگر وے
لوگ جنہوں نے ایمان لائے ہیں محمد علیہ السلام اور خدا کے کلام پر وعملو
الصالحات اور کام نیک کیے ہیں وتواصو اور وصیت کیے ہیں آپس
میں ایک دوسرے کو بالحق ساتھ عمل راست اور درست کے الخ۔

املائی خصوصیات

(۱) یائے معروف و مجہول میں کوئی امتیاز نہیں

(۲) الف ممدودہ بغیر مد کے لکھی گئی ہے۔

(۳) ہندی الفاظ بھی ملتے ہیں۔

کہیں (ے)	ٹ (ت) کا نواں (کانو)
سات (ساتھ)	وو (وہ) خشتوہیں (خوش ہوئیں)
جنہوں نے (جو)	بہوت (بہت)

(۴) کاف فارسی کا استعمال کیا گیا ہے۔

(۵) یائے مجہول و معروف کے نیچے دو نقطے لگائے گئے ہیں۔

(٦) " ان " لگا کر جمع بنائی گئی ہے۔

(ب) سنٹرل اسٹیٹ لائبریری (حیدرآباد دکن) میں بھی تفسیر چراغ ابدی کا ایک مخطوطہ ہے۔ یہ ۱۰ × ٦ سائز کے ۱۷ سطروں ۵۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ دیسی ہے خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ اس کی کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ میں غلام احمد نے کی تھی۔ اس کا آغاز بھی اسی طرح ہوتا ہے جس طرح کتب خانہ خاص کے مخطوطہ کا ہوا ہے۔ البتہ چوں کہ کتب خانہ خاص والا نسخہ ناقص الآخر تھا اس لیے اس کے خاتمہ کی عبارت یہاں نقل کی جاتی ہے۔ جس سے تفسیر کے سنہ تالیف بھی کا بھی علم ہوتا ہے۔

یہ تفسیر خوش تقریر تمام کی اور فکر تفسیر کا اس فقیر کی پورا کام
اب خدا کرے کہ مقبول انام کے ہوئے اور مرغوب خاص و عام

قطعہ

محنت اور کوشش بہیا رستی اے ہو تگ
جب یہ تفسیر تمام ہوئی بہ ہزار صدی
نام میں چاہا رکہوں ایسا کہ نکلے تاریخ
فکر کو دل نے او کہا بول چراغ ابدی [1]

۱۲۲۱ھ

---

[1] - نصیر الدین ہاشمی - فہرست اردو مخطوطات سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۸۱ھ جلد دوم ص ۳۱ - نمبر ۲۴ تفسیر (۸۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر چراغ ابدی کا نام تاریخی ہے۔

ترقیمہ کی عبارت یہ ہے۔

"بتاریخ چہار دہم شہر رمضان المبارک سنہ ۱۲۳۲ھ روز سہ شنبہ
بعد از ظہر بخط غلام احمد باتمام رسید" [۲]

(ج) اسی کتب خانہ میں تفسیر چراغ ابدی کا ایک اور نسخہ ہے جو ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۳ھ کو لکھا گیا ہے۔ ۱۲ × ۹ سائز کے ۱۵ سطری ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت خط نستعلیق میں کی گئی ہے۔ [۳]

(د) کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم (حیدرآباد دکن) میں بھی تفسیر چراغ ابدی کا ایک قلمی نسخہ ہے۔ یہ $\frac{1}{2}$ ۷ × ۶ سائز کے ۹ سطری ۴۲۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے کاغذ ولایتی ہے اور خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ [۱]

(ھ) کتب خانہ جامع مسجد بمبئی میں بھی ایک نسخہ ہے۔

(و) تفسیر چراغ ابدی کی زبان چونکہ آجکل کے محاورے کے مطابق نہیں تھی اس لیے حکیم محمد امام امامی نے اس کو سہل اردو میں لکھ کر شائع کرا دیا ہے۔ اس کی اشاعت انجمن ترقی اردو ریاست میسور بنگلور کی طرف سے ہوئی اور طباعت گورنمنٹ پریس بنگلور میں سنہ ۱۳۷۶ھ میں ہوئی۔ یہ نسخہ ۵ × ۸ سائز کے ۳۸۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

ابتداء میں فہرست مضامین اور ہر سورت کا لب لباب پیش کر کے عنوان قائم کر دیا گیا ہے۔ جتنی سورتیں ہیں اتنی ہی مضامین ہیں مگر اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

امامی صاحب نے دیباچہ میں اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ الفاظ نامانوس ہونے کی وجہ سے کہیں کہیں زبان کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ اور اگر ضرورت محسوس کی گئی تو اضافے بھی کیے گئے ہیں۔

۲۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ فہرست اردو مخطوطات سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد دکن
سنہ ۱۳۸۱ھ جلد دوم ۔ ص ۔ ۳۱ نمبر ۲۴ تفسیر (۸۰)
۳۔ ایضاً ص ۔ ۳۲ ۔ نمبر ۲۵ تفسیر (۱۸۱)
۱۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست" مطبوعہ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء ص ۔ ۳۹ نمبر ۲۴۲

اس ترمیم شدہ صورت میں اس تفسیر کا نمونہ یہ ہے

"عصر کی قسم کہ انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان
لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی
تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے" [2]

اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی کوششیں عامۃ الناس کے لیے تو اچھی ہیں مگر محققین کے لیے آئندہ چل کر بڑی رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں کیونکہ اصلاح کے پردے میں اصل حقیقت گم ہو جاتی ہے اور انہیں پتا چلتا کہ کون سا لفظ مولف کا ہے اور کون سا مصحح کا۔ اس لیے ضروری ہے کہ اصل متن بھی ساتھ ساتھ شائع کر دیا جائے تاکہ مستقبل کے تحقیق کرنے والے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

مولوی سید احمد شہید ۔ تفسیر سورہ فاتحہ تالیف قریب ۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۵ء

(الف) اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں محفوظ ہے۔ یہ ۶ × ۹ سائز کے ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۲۲۔ جمادی الآخر سنہ ۱۲۳۷ھ میں غالباً مدراس میں چھپی تھی۔ یہ مطبوعہ نسخہ ناقص الاول ہے۔ ابتدائی ۱۵ صفحات غائب ہیں۔ جو غالباً تفسیر سے متعلق نہ تھے کیونکہ موجودہ نسخہ میں سورہ فاتحہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اس نسخہ کے آخر میں خاتمۃ الکتاب اور خاتمۃ الطبع ہے۔

خاتمۃ الکتاب سے کتاب کی تدوین پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ یہاں اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

"الحمد للہ کہ تفسیر الحمد للہ کی ہندی زبان میں جو حضرت رئیس المومنین امام العارفین سید المسلمین۔ قدوۃ السالکین۔ پیر و مرشد حضرت سید احمد صاحب نے نفع پہنچانے ہم کو اور سب مسلمانوں کو ان کی بقا سے اور زیادہ کرے فیض اور ارشاد ان کا۔ آپ اپنی زبان فیض و ہدایت ترجمان سے فرما کے جامع علوم ظاہری و باطنی جناب مولانا عبدالحئی صاحب دام فیضہ سے تحریر کروائی۔" [3]

۲۔ تفسیر چراغ ابدی مرتبہ محمد امام الدین۔ مطبوعہ بنگلور سنہ ۱۲۷۶ھ/ ص۔ ۳۲۱

۳۔ سید احمد۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ مطبوعہ سنہ ۱۲۳۷ھ (مدراس) ص۔ ۲۔ ۴۲

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف کوئی جلیل القدر صوفی تھے۔ وہ فوطا تے لکھے جاتے اور مولانا عبد الحئی جو اپنی زمانہ کے بڑے عالم تھے لکھتے جاتے۔ گویا یہ تفسیر فرمودہ حضرت سید احمد صاحب اور نوشتہ مولانا عبد الحئی ہیں ہے۔

خاتمۃ الطبع سے سنہ طباعت کا پتا چلتا ہے۔

" جو قلمی مولوی صاحب ممدوح کا تھا اگرچہ بعض جا پر خلاف محاورہ کو دے بھینہ جمادی الاخر کی بائیسویں تاریخ سنہ ۱۲۳۷ ہجری میں علی صاحبہا الصلوۃ والسلام طبع ہوا " [۱]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ فاتحہ اس سورے میں اللہ نے دعا کی طرح بتلائی اور اللہ کے بتلانے بغیر سب کا بتلایا نہیں ہوتا اس واسطے یہ صورت بڑی بزرگی رکھتی ہے ۔۔۔ (ص ۲۶)

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

ضلالا ولاالضالین ۔ اور نہ گمراہ یعنی کافر ہر چند اوپر بھی کبھی کوئی کام اللہ کی رضامندی کا ہو جاوے پر اونکی راہ بھی ہرگز نہیں مانگنا۔ انکے سبب وہ رضامندی نہیں جو کہ آخرت میں فائدہ دے۔ (ص ۲)

نمونہ تفسیر سورہ فاتحہ

الحمد للہ سب حمد اللہ ہی کو ہے۔ حمد کہتے ہیں نیکی اور تعریف خوب کرنے کو سلطان آدمی جب اوس کو کہیں تب چاہئے کہ اوسکو تحقیق اسی طور پر سمجھ لیں اور اللہ کے ساتھ اپنی اس مضمون کو کہ جسے شہ سے مجمل کہا ہے۔ مفصل سمجھے اور دل میں یقین لاکر اللہ کے حضور اس مفصل کو اپنے اعتقاد سے جب اثبات پہنچایا دیں اور اثبات کرنے کی طرح دل میں یہ ہے کہ جس کی تعریف کو خیال کرے سمجھے کہ اللہ ہی کی فی الحقیقہ یہ تعریف ہے مثال اسکی جیسا کسی خوبصورت کو جو بڑے درجے کا خوبصورت ہو دیکھے اور اوس کے حسن کی تعریف کرے تو غور کرے کہ اوس کی تعریف جو میں کرتا ہوں اسکا حس اسکے تابو کا نہیں اور اس نے اپنا حسن

۱۔ سید احمد۔ تفسیر سورہ فاتحہ مطبوعہ سنہ ۱۲۳۷ھ (مدراس) ص ۴۵

آپ نہیں کو لیا اللہ نے اپنے کو جسے بنایا وہ اس کا خالق ہے فی الواقع حسن کا مالک وہی ہے۔ اور تعریف اوسکی چاہئے۔ اس آدمی کی تعریف کوئی ایک طرح کی غلطہ ہے جو چند درست ہے اور اسی طور پر حسن کی ۔ ----- (ص ۔ ۳۱ ۔ ۳۰)

املائی خصوصیات

(۱) اس مطبوعہ میں "ت" ۔ "ث" کی جگہ استعمال کی گی ہے۔

(۲) یائے معروف و مجہول میں کوئی فرق نہیں۔

(۳) الف مضمومہ کے مابعد حرف واو لایا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(ب) محولہ مطبوعہ تفسیر کی ایک نقل کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو (حیدرآباد دکن) میں محفوظ ہے۔ یہ بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ جو ۱۷ سطروں ½۷ × ٦ سائز کے ہیں اس مخطوط میں خاتمۃ الکتاب کی آخری عبارت (جو مذکورہ بالا نسخہ سے نقل نہ کر سکا) اس طرح ہے۔

"اور حقیقۃ الصلوۃ کی خوبیاں نماز پہنچگانہ سے۔۔۔
جسے ایک فاضل کامل حضرت پیرو مرشد کے مریدوں میں سے
حضرت کی زبان القدس سے سن کر ہندی زبان میں لکھا ہے" [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا مطبوعہ نسخہ میں جو ابتدائی ۱۵ صفحات غائب ہیں وہ حقیقۃ الصلوۃ سے متعلق ہوں گے۔

یہ قلمی نسخہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔

"الہی شکر ہے احسان کا کہ تو نے ہمارے دل کو اور زبان کو
گویا کیا۔ ویسے ہی مقبول کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے
بھیجا"۔

اور اختتام اسی عبارت پر ہوتا ہے جو اوپر کے مطبوعہ نسخہ سے نقل کی جا چکی ہے۔ محی الدین زور مرحوم نے اس مخطوطہ کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔

۱۔ سید محی الدین قادری زور۔ تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن۔ جلد سوم۔ ص۔ ۹ ۔ ۲۲۸

"یہ کتاب میر خان اور وارث علی کے اہتمام اور مولوی سید محمد صاحب کی تصحیح سے مولوی محمد علی کے چھاپے خانے (غالباً مدراس) میں سنہ ۱۲۴۷ھ میں چھپی تھی اور یہ مخطوطہ اسی سے نقل کیا گیا ہے۔ خفی خط نستعلیق میں تو بہ تو بہ لکھا گیا ہے۔"[۲]

(ج) اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (حیدرآباد دکن) میں بھی اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ ہے مگر اسی مطبوعہ نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔ جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے[۲] یہ نسخہ ۱۱ سطری ۹ × ٦ سائز کے ۵۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

اکرام الدین۔ تحفتہ الاسلام تفسیر سورہ فاتحہ تالیف سنہ ۱۲۴۲ھ/۱۸۲٦ء

مکتوبہ عوض خان سنہ ۱۲٦۲ھ

اس تفسیر کا مخطوطہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہے۔ یہ ۱۲ × ٦ سائز کے تقریباً چوراسی (۸۴) صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ابتداء میں دیباچہ ہے۔ پھر تفسیر اور آخر میں خاتمۃ الکتاب۔ دیباچہ کے اہم اقتباسات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

"کہتا ہے بندہ ضعیف حقیر کمترین اکرام الدین ————
کہ اکثر مسلمان بھائی خصوصاً میر حسین علی نے رغبت دلائی اس بات پر
کہ اگر تفسیل سورہ فاتحہ کا زبان ہندی میں بیان ہوجاوے کیونکہ اس
سورہ کا ام الکتاب نام ہے۔۔
---------- اور ارشاد کرتے لوگوں کے اس فقیر نے جسقدر اپنی سمجھ
میں دیکھی سمائی اسقدر اس ام الکتاب کی تفسیر زبان ہندی میں بنائی
———— اور اس مختصر کا نام تحفتہ الاسلام ہے۔ باورے الحمد للہ
کہ یہ رسالہ سن بارہ سو بیالیس ہجری غرہ محرم الحرام میں تمام ہوا"[۱]

۲۔ نصیر الدین ہاشمی۔ تذکرہ مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری۔ حیدرآباد دکن
ص۔ ۳۳ جلد دوم نمبر ۵۲۸ تفسیر (۸۷۲)

۱۔ اکرام الدین تحفتہ الاسلام قلمی سنہ ۱۲٦۲ھ ص۔ ۱۱۱

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے مسلمانوں کے اصرار پر خصوصاً میر حسین علی کے اصرار پر یہ تفسیر لکھی ہے۔ جو زبان ہندی متعارف اردو میں ہے۔ اس کی تکمیل سنہ ۱۲۴۲ھ ماہ محرم میں ہوئی۔

ترقیمہ کی عبارت سے اس مخطوطہ کے سنہ کتابت کا پتا چلتا ہے۔ عبارت یہ ہے۔

"تمت بعون الملک العلام بروز یکشنبہ بوقت عصر بتاریخ ہجدہم ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۲ھ ہجری نبوی۔ کاتب میر خان علی اللہ سبحان" [2]

پیش نظر مجموعہ میں ایک اور نامعلوم مولف کی سورہ کہف سے سورہ ناس تک تفسیر ہے (۱۹۶ ــــ ۲۰۳) اس کے بعد بیمہ و شفاعہ پر ایک رسالہ ہے (۲۰۴ ــــ ۲۰۹) تفسیر صفحہ ۱۱۱ سے صفحہ ۱۹۵ پر ختم ہوتی ہے۔ یعنی تقریباً ۸۴ صفحات پر ہے۔ اس مجموعے کا کاتب ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور سب سنہ ۱۲۶۲ھ ہی میں لکھا گیا ہے۔

تفسیر سورہ فاتحہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"سب تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں کہ اپنے محض کرم سے ہم کو شرک اور کفر سے بچایا اور قرآن شریف اپنے فضل و کرم سے آسان کر کے ہم کو سکھایا اور ہزاروں ہی درود و سلام اس کے رسول پاک پر کہ ان کی زبان فیض ترجمان سے اپنے احکام ہدایت انتظام کو سنایا" ــــ

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

"اور قرآن شریف کے معنی ہم سب کو سمجھا وے اور شرک سے اور بدعت سے باز رکھے اور اپنے بندوں کے گروہ میں ہم کو داخل کرے اول سلف کے طریقے کی ہم کو راہ دکھاوے" [1]

۲۔ اکرام الدین۔ تحفۃ الاسلام قلمی سنہ ۱۲۶۲ھ ص۔ ۱۹۵ (یہ تفسیر مطبع مجتبائی۔ دہلی میں سنہ ۱۳۱۰ھ میں چھپی تھی)

۱۔ نصیر الدین ہاشمی۔ تذکرہ مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری۔ حیدر آباد دکن۔ جلد دوم ص۔ ۲۷ نمبر ۸۳ مخطوطہ (۱۶ × ۹) ۲۲ سطور ۴۲ صفحات مکتوبہ سنہ ۱۳۱۱ھ

۲۔ تفسیر سورہ فلق سورہ فاتحہ کا ایک مطبوعہ نسخہ سنہ ۱۸۶۹ء صفحات ۱۰ سائز ۹ × ۶ لاہور میں موجود ہے۔

تفسیر سورہ فاتحہ جس مجموعے میں ہے اور جس کے اندر ایک نا معلوم مفسر کی تفسیر سورہ کہف سے سورہ ناس تک ہے اس کا بھی نمونہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

نمونہ تفسیر کوثر

انا اعطینٰک ——— تحقیق میں نے تجھے عطا کی ہے کوثر پس اپنے پروردگار کے واسطے نماز پڑھ۔ اور شتر قربانی کر تحقیق دشمن تیرا وائل کے حق میں نازل ہوا کہ جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بیٹے قاسم کے مرنے سے ابتر کہا تھا۔ یعنی لا ولد ——— روایت ہے کہ نبی صلی رحمۃ علیہ وآلہ وسلم جو کوئی سورہ کوثر کو پڑھے خدا تعالیٰ اسے بہشت کے ایک نہر سے سیراب کریگا۔ اور اسکے لیے دس دس نیکی بہ عدد ہر ایک قربانی کے جو بندے اسی قربانی کے دن کرتے ہیں لکھے جائینگے۔ (ص ۔ ۹ ۔ ۱۹۸)

بعض املائی خصوصیات

(۱) ژ کی جگہ ہا استعمال کیا گیا ہے

(۲) کاف ہندی کی جگہ کاف فارسی استعمال کیا گیا ہے۔

(۳) نون مہملہ کی جگہ نون منقوطہ لکھا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

تیرھویں صدی کے اوائل کی بعض نا معلوم تفسیریں بھی ہیں مثلاً اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (حیدرآباد دکن) میں ایک تفسیر ۲۲۔ شوال سنہ ۱۲۲۶ھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اور دوسری بھی سنہ ۱۲۰۰ھ کے بعد ہی کتابت کی گئی ہے۔ پہلی تفسیر ۱۲ × ۶ سائز کے ۲۰ سطری ۲۵۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کو محمد وجیہ الدین ابن محمد امین عرف خان صاحب کے متوطن بیدری۔ صوبہ محمد آباد نے لکھا ہے۔ اور دوسری تفسیر ۱۰ × ۵ سائز کے ۱۷ سطری ۲۶۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں سورہ بنی اسرائیل اور سورہ کہف کی تفسیر ہے۔ دونوں کے مولفین اور سنین تالیف کا پتا نہیں [1]

۱۔ نصیر الدین ہاشمی۔ تذکرہ مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری۔ حیدرآباد دکن۔ جلد دوم ص۔ ۳۲۔ نمبر ۲۵ تفسیر (۶۷۹) ص۔ ۳۲۔ نمبر ۲۷ تفسیر ۲۵۸۔

سید بابا قادری ۔ تفسیر تنزیل ۔ تالیف سنہ ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء ۔ سنہ ۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۱ء

تیرھویں صدی کی اینک جتنی تفاسیر دریافت ہوئی ہیں ان میں تفسیر تنزیل سب سے زیادہ ضخیم ہے ۔ اس کی ضخامت کا اس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ تفسیر مکمل صورت میں ۹ × ۵ سا کے ۲۸۶۵ (دو ہزار آٹھ سو پینسٹھ) صفحات پر مشتمل ہے ۔ ہمارے سامنے اس تفسیر کے اس وقت مندرجہ ذیل قلمی نسخے ہیں ۔

(۱) مخطوطہ نیشنل میوزیم ۔ کراچی مکتوبہ قریب ۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۱ء

(۲) مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو ۔ حیدر آباد دکن ۔
مکتوبہ ۱۳ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء

"(۳) مخطوطہ کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو ۔ کراچی
مکتوبہ مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء

(۴) مخطوطہ کتب خانہ نواب سالار جنگ ۔ حیدر آباد دکن
مکتوبہ ۲ ۔ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء

(۵) مخطوطہ سنٹرل اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدر آباد دکن ۔ مکتوبہ سنہ ۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۴ء

(۶) مخطوطہ کتب خانہ جامعہ نظامیہ ۔ حیدر آباد دکن ۔

تفسیر تنزیل سید بابا قادری کی تالیف ہے جو سید عبداللہ قادر المعروف بہ قطبی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے ۔ قطبی صاحب کے نام سے اینک محلہ قطبی گوڑہ حیدر آباد دکن میں مشہور ہے ۔ سید بابا قادری کے والد بزرگوار شاہ محمد یوسف قادری بن شاہ محمد عبداللہ قادری نظام علی خان آصف جاہ ثانی کے عہد میں ایک با اثر بزرگ تھے ۔ سید بابا قادری بھی صوفی منش اور واعظ و مفسر تھے ۔ موصوف کے احباب نے تفسیر لکھنے پر مجبور کیا ۔ چنانچہ آپ نے نواب سکندر جاہ آصف جاہ ثالث کے عہد میں ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۰ھ میں اس تفسیر کا آغاز کیا اور اس کا نام تفسیر تنزیل رکھا جو تاریخی نام ہے ۔ اس سے سنہ تکمیل سنہ ۱۲۴۷ھ نکلتا ہے ۔

اس تفسیر کا آغاز عربی عبارت سے ہوتا ہے اس کے بعد فارسی عبارت ہے ۔ ان دونوں عبارات کا تعلق مقدمہ سے ہے ۔ پھر تفسیر شروع ہوتی ہے ۔ آخر میں خاتمۃ الکتاب اور ترقیمہ بھی ہے ۔

(الف) سب سے پہلے ہم کراچی کے نیشنل میوزیم کے مخطوطہ کا ذکر کرتے ہیں ۔ یہ مخطوطہ آثار و قرائن سے سنہ تالیف سے قریب تر معلوم ہوتا ہے ۔ موجودہ صورت میں یہ نسخہ ناقص الاخر ہے اور قرآن عظیم کے تقریباً نصف اول پر مشتمل ہے ۔ یہ بڑے سائز یعنی ۱۶ ۸ کے ۲۷۶ اوراق (۵۵۲ صفحات) پر پھیلا ہوا ہے ۔

قرآنی آیات سرخ روشنائی سے خط نسخ میں لکھی گئی ہیں۔ ترجمہ و تفسیر سیاہ روشنائی
سے خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے۔ سورتوں کے عنوانات سرخ روشنائی سے خط نسخ میں لکھے گئے ہیں۔
مقدمہ کا ضروری اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔

لهذا نظر بر دخور اشتیاق ایشان نموده خواست
که ونیره در فهم ناقص آمد بزبان هندی ترجمه کلام ربانی و بعضے
شان نزول بقید قلم آرد ———— پس شروع
کردم درین کتاب فی شهر ذیقعده در سنه ۱۲ اربعین
و ثلثین بعد الف من الهجرة النبویه که در عهد نواب
مستطاب سکندر شکوه فریدون حشم زیب سکندر
جاه بهادر ادام الله ملکه ———— و تمام
نمودم این تفسیر را بتفسیر " تفسیر تنزیل " (۱۲۳۴)
تمام شد ۔ والله الموفق بالاتمام (ورق ۔ ۲)

اس نسخہ کا آخری ورق۔ نیچے سے پھٹا ہوا ہے۔ اس ورق پر تفسیر جہاں ختم ہوتی ہے وہاں
اس آیت کی تفسیر ہے۔

واکثرهم الکافرون ———— من کل امة شهید ————
ثم لا یوذن ———— ~~لہم عن~~ للذین کفروا ———— واذا رای ——— ختم

نمونہ سورہ فاتحہ

الحمد للہ تمام تعریفاں ثابت ہیں واسطے اللہ کے رب العالمین
کہ پرورش کرنہارا تمام عالم کا الرحمن الرحیم بخششہارا آخرت
میں اور مہربان اوپر مسلمانوں کی ۔ مالک یوم الدین مالک ہی روز
قیامت کا ۔ ایاک نعبد تیرہی ہیں عبادت کرتی ہیں ہم وایاک
نستعین اور تیرہی سی مدد چاہتے ہیں ہم عبادتیں۔ اھدنا
الصراط المستقیم راہ دکہا ہمارے تئیں راہ سیدھی یعنی ثابت ہمارے
تئیں اوپر راہ حقوق کے صراط الذین انعمت علیہم راہ ان لوکوں کی کہ
نعمت دیا توں اوپر ان لوکوں کی یعنی راہ دکھا راہ ان لوکوں کی کہ غضب
کیا گیا اوپر ان لوگوں یعنی مت راہ دکھا ان لوگوں کی کہ غضب کیا گیا ان پر
مراد ان لوکوں سے شرک اور یہود ہیں ولا الضالین اور مت راہ دکھا
گمراہوں کی آ ہیں۔

اس مخطوطہ کے آخری ورق کے پیچھے ایک مہر ہے جس پر (لطف الدین سنہ ۱۲۸۸ھ) کندہ ہے یہ نسخہ ان کی ملکیت میں رہا ہوگا۔ تقریباً ایک صدی قبل۔

(ب) دوسرا مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے۔ یہ بھی قرآن عظیم کے نصف اول کے پندرہ پاروں پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ $8\frac{1}{2}$ × ۱۲ سائز کے ۲۱ سطری ۳۲۸ اوراق یعنی ۶۵۶ صفحات پر مشتمل ہے[1] ترقیمہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۳ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۵۴ھ میں لکھا گیا ہے۔ عبارت یہ ہے۔

"تفسیر پانزدہ جز بتاریخ سیزدہم شہر صفر المظفر
سنہ ۱۲۵۴ھ باتمام رسید"

اس کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف سید بابا قادری کے دوستوں نے تفسیر لکھنے کی فرمائش کی تھی۔ خاص طور پر ان حضرات نے سید لعل شاہ۔ سید قلندر بخش۔ فخراللہ کو سوھلہ شریف کے رہنے والے تھے اور بندگی شیخ اسمعیل کے اخلاف میں تھے۔ ان کے مرزا مغل بیگ ابن محمد صالح بیگ خان نے زبان ہندی میں تفسیر و ترجمہ کی فرمائش کی۔

اس مقدمہ کی مشمولات بھی وہی ہیں جو نیشنل میوزیم (کراچی) کی ہیں۔ اس نسخہ کا آغاز (مقدمہ کے بعد) اس طرح ہوتا ہے۔

"اعوذ باللہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ نام خدائے تعالیٰ کے من الشیطان
بدی اور وسوسے شیطان کے الرجیم ایسا شیطان کہ لعنت کیا گیا۔
سورہ الفاتحہ بسم اللہ شروع کرتا ہوں میں اس کتاب کتھن ساتھ نام
خدائے تعالیٰ کے کہ سزاوار پرستش ہے۔ الرحمن بخشنے ہارا
الرحیم مہربان"

۱۔ محی الدین زور۔ تذکرہ اردو مخطوطات کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن
جلد سوم سنہ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء ص۔ ۵۵ نمبر ۵۲۹

اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

"فقتلہ پس قتل کیے اس لڑکے کو یعنی خضر یعنی ذبح کیے چھری سے یا حلق میں پھانسی دئیے۔ یا دیوار سے اس کے سر کو یعنی مارے۔ قال کہے موسیٰ اقتلت آیا قتل کیے تم اے خضر نفسا زکیۃ ایک نفس پاک کو یعنی بغیر نفس کے یعنی دو لڑکا کبھی کسی کو یعنی قتل نہیں کیا تھا کہ اس کے بدلے مارا جاوے بلکہ وہ لڑکا غیر کے قتل سے پاک تھا۔ بغیر قصاص کے اس کو یعنی تم مارے لقد جئت البتہ تحقیق لائے تم شیئاً نکرا شے ناپسند کو یعنی"۔ (ورق ۳۲۸)

اس مخطوطہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر زور مرحوم نے لکھا ہے۔

"اس مخطوطہ میں صرف پندرہ پاروں کی تفسیر ہے۔ معلوم نہیں کہ سید بابا قادری نے اس کو مکمل بھی کیا یا نہیں۔ ممکن ہے کہ باقی پندرہ پاروں کی تفسیر ایک دوسری جلد میں ہو" [۱]

غالباً زور مرحوم کے علم میں نہ تھا کہ یہ مکمل ہو چکی ہے اور اس کا ایک کامل نسخہ کتب خانہ آصفیہ (سنٹرل اسٹیٹ لائبریری) حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

مذکورہ بالا مخطوطہ میں پندرھویں پارے میں سورہ اسری (بنی اسرائیل) کے ذیل واقعہ معراج پر جامع تفسیر لکھی ہے گویا یہ حصہ اردو نثر میں ایک علیحدہ معراج نامہ ہے جو ۱۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی ایک روز آیا تھا اور حضرت سے سوال کیا کہ یا علی میرے تئیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی خبر دیو کہ پروردگار سے ملاقات کیوں کہ ہوئی"۔

(ورق ۲۹۳ - الف)

۱- محی الدین زور۔ تذکرہ اردو مخطوطات کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن جلد سوم سنہ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء ص۔ ۶۰

(ج) کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن میں تفسیر تنزیل کے دو پاروں کا ایک اور مخطوطہ ہے۔ اس کا کاغذ بالکل مذکورہ بالا نسخہ کی مانند ہے اور آیات قرآنی بھی سرخ روشنائی سے خط نسخ میں لکھی گئی ہیں۔ ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق میں ہے۔

یہ نسخہ ۹ × ٦ سائز کے ۱۲ سطری ۹۹ اوراق یعنی ۱۹۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ آغاز متولہ کے مطابق ہے مگر اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

"ہمارے حکم سے جونازل اوپر تمہارے پڑھتے ہیں بالحق
سات درستی کے یعنی جیسا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے
وانک اور تحقیق تم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لمن المرسلین
البتہ رسولوں میں سے ہو۔ تلک الرسل" [1]

(د) تیسرا مخطوطہ کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو (کراچی) میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ قرآن پاک کے آخری پندرہ پاروں پر مشتمل ہے۔ (از پارہ ١٦ سورہ کہف رکوع ۱۲ تا سورہ ناس)

یہ نسخہ $8\frac{1}{2} \times 16\frac{1}{2}$ سائز کے ۱۴۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترقیمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر سنہ ۱۱۲۰ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۲۲۷ھ میں مکمل ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتب سے غلطی ہوگئی ہے۔ قرائن سے یہ نسخہ تیرھویں صدی کے نصف آخر کا معلوم ہوتا ہے۔ خاتمہ الکتاب کے اہم اقتباسات یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔

"خدائے تعالی جیسا کہ اس سورے کیں پانچ ناس پر تمام کیا اسی طرح اس تفسیر تنزیل کوبھی پانچ شخصوں پر تمام کیا اول یہ تفسیر یعنی مصنف سید بابا قادری دویم حاجی جان محمد علی سویم محمد عبدالغفور خان یہ دو تو شخص اس او میں نہایت کوشش و کھتے تھے۔ چہارم محمد سافر جوان صالح اور لایق خوش مزاج اور خوش نویس اور پنجم محمد واحد علی۔ یہ دو شخص تصنیف کے لکھنے والے تھے کہ خدائے تعالی نے قرآن شریف کیں حرف "بے" سے شروع کیا اور ختم قران کا حرف "سین" پر ہوا۔ ان دو توحرفوں کیں جو کیکرو تو لفظ بس کا حاصل ہوتا ہے۔ یعنی ان دو تو حرفوں کے بیچ میں جو تمام قرآن ہے "بس" کرتا ہے۔
تیرے تیں ـــــ

---

[1] محی الدین زور۔ تذکرہ اردو مخطوطات کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن جلد سوم سنہ ۱۳۷٦ھ / ۱۹۵۷ء ص ۲۰٦ نمبر ۸۵۲

فرد اول و آخر قرآن زچہ با آمد سہن
یعنی اندروے دہن و ہیر تو قرآن بس "

اور تصنیف بھی تفسیر کی پانچ سال میں تمام ہوئی کس واسطے کہ سن چالیس میں شروع ہوئی آخر سینتالیس میں تمام ہوئی۔ دو سال کامل ناغہ ہوئے تمام شد تفسیر تنزیل بتاریخ بست پنجم شہر ذیقعدہ در سن یکہزار و صد و چہل و ہفتہ ہجرالنبوی۔

تم تم تم (ص۔ ۲ ۔ ۱۲۲۱)

کاتب کو یکہزار دو صد ۔۔ الخ لکھنا تھا مگر وہ لفظ " دو " بھول گیا اس سانح سے کافی غلط فہمی ہوگئی تھی۔ راقم الحروف نے اپنے مقالہ مطبوعہ نوائے ادب[1] میں اس کو سنہ ۱۱۲۷ھ کی تالیف قرار دیا تھا اور مولوی عبد الحق مرحوم نے بھی اپنے مقالہ میں سنہ ۱۱۲۷ھ کی تالیف قرار دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے

" تفسیر تنزیل کے نام سے قرآن پاک کی ایک تفسیر سید بابا قادری نے سنہ ۱۱۲۷ھ میں لکھی۔ کتاب کے اختتام پر مولف نے خود اس کی تصریح کر دی ہے وہ عبارت یہ ہے "[2]

اس کے بعد مولوی صاحب نے وہی عبارت نقل کی ہے جو اوپر پیش کی جاچکی ہے اور اسی کے بنیاد پر اس کو سنہ ۱۱۲۷ھ کی تالیف قرار دیا ہے۔

تفسیر تنزیل کا دوسرا نام فوائد بدیعیہ ہے۔ مولوی صاحب کی نظر سے اس نام سے بھی اس کا نسخہ گزرا تو انہوں نے تحریر فرمایا۔

ایک صاحب سید بابا قادری متوطن حیدر آباد دکن نے بھی ایک تفسیر لکھی ہے جس کا نام " فوائد البدیعیہ " ہے اصل میں یہ قرآن شریف کا ترجمہ ہے تفسیر برائے نام ہے۔ کہیں ایک آدھ جملہ یا لفظ بطور تفسیر کے آجاتا ہے۔ خود مولف نے بھی اسے ترجمہ ہی سے موسوم کیا ہے جیسا کہ آئندہ سطور سے معلوم ہوگا ہوگا۔
یہ بھی شاہ عبد القادر کی طرح اپنی زبان کو ہندی سے تعبیر کرتے ہیں۔ سنہ تصنیف ۱۲۴۰ ہجری ہے[3]

۱۔ محمد مسعود احمد۔ بارھویں صدی ہجری میں قرآن پاک کے اردو تراجم اور تفاسیر " نوائے ادب جولائی سنہ ۱۹۶۳ء۔
۲۔ مولوی عبد الحق مرحوم۔ قدیم اردو۔ ص۔ ۱۲۸
۳۔ ایضاً ص۔ ۱۲۹

سنہ ۱۲۴۰ھ اس تفسیر کے آغاز کا سنہ ہے نہ کہ تکمیل کا۔ مولوی صاحب نے مقدمہ کی عربی و فارسی عبارت بشامہ نقل کی ہے اس میں صراحتاً موجود ہے۔

" پس شروع کردم این کتاب فی شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۰ او بعین
و مائتین بعد الالف الہجریہ المبارکہ " (ص ۔ ۱۵۰)

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے سامنے تفسیر کا نصف اول ہوگا۔ کیوں کہ نمونہ کے طور پر مقدمہ کے ساتھ سورہ فاتحہ اور الم میں سے دیا ہے۔ مقدمہ پورا نقل کیا ہے۔ جس نسخہ کے متعلق یہ تحریر کیا ہے کہ سنہ ۱۱۲۷ھ کی تالیف ہے وہ اس تفسیر کے نصف آخر پر مشتمل تھا۔ بہر حال یہ تفسیر سنہ ۱۲۴۷ھ کی تالیف ہے۔

ایک بات قابل توجہ مولوی صاحب نے جس نسخہ سے مقدمہ کی عبارت نقل کی ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔

د تمام نہادم تفسیر را " فوائد البدیعہ " (ص ۔ ۱۵۰)

مگر تو بی عجائب گھر۔ کراچی کے مخطوطے میں جو مقدمہ ہے اس میں یہ عبارت ہے۔

" و تمام نہادم این تفسیر را " بتفسیر (تفسیر) التنزیل "
(۱۲۴۷) تمام شد۔ واللہ الموفق بالاتمام

(ورق ۔ ۲)

مولوی نصیر الدین ہاشمی نے اپنے ایک مقالہ میں اس تفسیر پر بحث کی ہے اور آخر میں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

" اس تفسیر کا آغاز سنہ ۱۲۴۰ میں ہوا جب کہ آصف جاہ ثالث
سکندر جاہ کی حکمرانی تھی اور جب سنہ ۱۲۴۷ھ میں اس کا
اختتام ہوا تو اس وقت ناصر الدولہ آصف جاہ رابع حکمران
ہو چکے تھے " [1]

کتب خانہ خاص والے نسخہ کا آغاز موجودہ صورت میں اس طرح ہوتا ہے
قال الم اقل لک کہے خضر علیہ السلام آیا نہیں کہا تھا میں تمہارے تئیں
اے موسی انک لن تستطیع تحقیق تم ہرگز نہ طاقت رکھو گے تم معی صبرا ساتھ
میرے صبر کتیں یعنی میرے افعال پر تم صبر نہیں کرو گے ——

۱۔ نصیر الدین ہاشمی۔ کتب خانہ آصفیہ (حیدر آباد دکن) میں اردو قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیریں " مطبوعہ رسالہ اردو۔ شمارہ جنوری سنہ ۱۹۵۲ء ص ۔ ۲۷

نمونہ تفسیر سورہ العصر

سورہ العصر مکیۃ - هی ثلث آیات - بسم اللہ الرحمن الرحیم - روایت ہے کہ ابو الاشدین صدیق اکبر رضی اللہ کہین کہ اے ابا بکر تو نے نقصان کیا کہ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑا - اور بتون کی پرستش سے باز رہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جواب دے کہ نقصان کرنے والا نہین ہے - وہ شخص کہ خدا اور رسول کے حکم کو سنا اور عمل نیکی کا بجا لایا بلکہ نقصان کرنے والا شخص ہے کہ بت کی پرستش کرے اور متابعت شیطان کی کرے - خدا نے تعالی موافق قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہ سورہ نازل کیا - والعصر قسم ہے زمانے کی یا قسم ہے نماز عصر کی یا قسم ہے تمہارے زمانے کی اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ بہترین زمانہ ہے تمام زمانون سے جواب قسم یہ ہے کہ ان الانسان تحقیق انسان یعنی ابو الاشدین یا ابو جہل یا تمام افراد انسان کے لفی خسر البتہ بیچ نقصان کے یہ کہ اپنی تمام عمر دنیائے ناپائدار مین صرف کرے - فرد

مدہ بیہودہ تلف عزیز عمر دوست کہ بس زیان دتر اندارد سود
یا نقصان کرنے والے ہین تمام لوگ اپنی عمر کا دنیا مین الا الذین آمنوا
مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہین - وعملوا الصالحات اور عمل کیے ہین نیک
وتواصوا بالحق اور باہم دیگر وصیت کیے ساتھ راہ حق کے جو قرآن ہے یا ساتھ
عمل حق کے وتواصوا بالصبر اور باہم دیگر وصیت کیے ساتھ صبر کے طاعت پر یا
گناہ سے ——

بعض املائی خصوصیات

(١) الف ممدودہ کی جگہ غیر ممدودہ استعمال کیا گیا ہے
(٢) یائے مجہول و معروف مین کوئی امتیاز نہین
(٣) دونون یا کے نیچے دو دو نقطے لگائے گئے ہین۔
(٤) الف مضمومہ کے آگے واو لایا گیا ہے۔
(٥) ہائے مخلوطی استعمال نہین کی گئی
(٦) نون منقوطہ - غیر منقوطہ کی جگہ لایا گیا ہے۔
(٧) ان - لگا کر فارسی کے قاعدہ کے مطابق جمع بنائی گئی ہے۔
(٨) یہ الفاظ ملتے ہین - نین (نہین) تین (تئین) کہین (سے) سات (ساتھ) بہوت (بہت) دونو (دونون) وغیرہ وغیرہ

(ھ) کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم (حیدر آباد دکن) میں بھی تفسیر تنزیل کے آخری حصہ پر مشتمل ایک مخطوطہ ہے۔ یہ ۹ ۵ سائز کے ۱۳ سطری ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ دیسی خط شکستہ میں لکھا گیا ہے۔ اس کے آخر میں خاتمۃ الکتاب اور ترقیمہ بھی ہے۔ یہاں ان کو نقل کیا جاتا ہے۔

خاتمۃ الکتاب کی عبارت یہ ہے

" تمام شد تفسیر تنزیل تاریخ بست و پنجم شہر ذیقعدہ سنہ
یکہزار و دو صد چہل وھفت در عہد ناصر الملۃ والدین نواب
ناصر الدولہ بہادر ادام اللہ ملکہ و اقبالہ و کاتب الحروف
محمد مسافر غفر اللہ ذنوبہ "[1]

ترقیمہ کی عبارت یہ ہے۔

" تاریخ ۲ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۲ھ ھجری بوائے
شیخ احمد چوبدار درست۔ خانہ نوشتہ شد "

مندرجہ بالا اقتباسات سے بھی اس کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ اصل نسخہ محمد مسافر نے جس کا ذکر خود مولف نے بھی کیا ہے۔ ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۷ھ میں ناصر الدولہ کے عہد میں لکھا تھا۔ پیش نظر نسخہ اسی کی نقل ہے جو ۲۔ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۲ھ کو مکمل کی گی۔

(و) تفسیر تنزیل (فوائد البدیہیہ) کا ایک قلمی نسخہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری ۔ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ یہ تین مجلدات پر مشتمل ہے اور مکمل ہے۔ اس کے علاوہ آخری دو جلدوں کے مخطوطات علیحدہ ہیں۔

پہلی جلد ۹ × ۵ سائز کے ۱۵ سطری ۱۱۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔[2] آیات قرآنی خط نسخ میں اور ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق میں لکھی گی ہے۔ اس کے شروع میں ایک طویل عربی دیباچہ ہے اس کے بعد یہ عبارت شروع ہوتی ہے۔

۱۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ کتب خانہ سالار جنگ ۔ ص ۔ ۲۱ ۔ نمبر ۲۰۱

۲۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ کتب خانہ سنٹرل اسٹیٹ لائبریری ص ۔ ۳۲ ۔ نمبر ۲۹ تفسیر ۱۳۹

"اما بعد فیقول الفقیر الحقیر ہلا بضاعۃ سید بابا انصاری الحیدر آبادی بن سید مرشدی و علامۃ العصر الجامع بین علوم الظاہر والباطن وصاحب التصانیف فی المعقول والمنقول والتصوف سید شاہ محمد یوسف انصاری بن سید شاہ محمد "[1]

۴

سنٹرل لائبریری۔ حیدر آباد دکن کے مخطوطہ تفسیر تنزیل کی پہلی جلد جس کا اوپر ذکر کیا گیا اس کا خاتمہ باقاعدہ نہیں ہوا بلکہ اختتامی جملے مابعد سے وابستہ ہیں۔ آخری عبارت یہ ہے۔

" معجزہ بات بتاکہ نزدیک اپنے یعنی تمہارا کمال یہ ہے کہ محمد صلعم قرآن اپنے دل سے بناتے ہیں القوم تم منحائیے"

اس عبارت کی تکمیل دوسری جلد کے آغاز سے ہوتا ہے۔ ابتدائی عبارت ہے۔

عرب ہو تو بھی ایسا قرآنی پر قادر ہو مانند اس کلام کے بناؤ اور قصہ اور اخبار سے تم واقف ہو اور شاعری پر بھی قادر ہو۔

یہ جلد ۹ × ۵ سائز کے ۱۵ سطری ۱۰۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

" حاصل کلام اس عورت کمین حمل ہوا تھا بعد نو مہینہ کے فرزند اوس کمین تولد ہوا۔ پس وہ عورت بدنامی خلق سے خوف کی اور بچہ کمین لےکر مسجد میں آئی اس وقت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اصحاب رسول سے احکام شروع کیے"

اس عبارت کی تکمیل تیسری جلد میں ہوتی ہے۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" یہود کی اپنی طرف کرتے ہیں۔ پس خدا تعالی فرماتا ہے اما تخذ بما یخلق آیا پکڑا ہے خدا تعالی واسطے اپنے"۔

۴

مولوی عبدالحق مرحوم اپنے مضمون مطبوعہ سنہ ۱۹۳۷ء میں تفسیر تنزیل کے اس نسخہ کا مقدمہ اور نمونہ نقل کیا ہے جو سنٹرل اسٹیٹ لائبریری۔ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ مولوی صاحب کے پیش نظر صرف تفسیر کا پہلا حصہ تھا اس لیے انہوں نے اس کے خطبے کا وہ حصہ نقل کیا ہے جو مولف بسبب تالیف اور سنہ تالیف کی صراحت پر مشتمل ہے۔ ہم یہاں وہ عبارت نقل کرتے ہیں۔

۱۔ نصیر الدین ہاشمی۔ کتب خانہ سنٹرل اسٹیٹ لائبریری ص ۲۴ نمبر ۲۰ تفسیر ۱۲۰

بلا بضاعت
اما بعد فیقول الفقیر الحقیر سید بابا القادری الحیدر آبادی بن
سیدی و مرشدی و علامة العصر ای مع بین العلوم الظاهر والباطن و صاحب
التصانیف فی المعقول والمنقول والتصوف سید شاه محمد یوسف القادری
بن سید شاه محمد اسکنهم الله الحبوبه جنانه انی تلی اخذ ه الخرقة
من اخی العینی حضرت شاه عبد الله القادری المشارف به قطبی صاحب
نفعنا الله به و عمره الہی کہ الا کثر روزے چند بعد پس و وعظ اشتغال
داشت که بعضے از دوستان صحبتی سید لعل شاه و سید قلندر بخش متوطن
سرهند از اولاد حضرت بندگی اسمعیل قدس سره خصوصاً مرزا محمد بیگ
بن مرزا حاجی بیگ خان و میان محمد علی باعث که شدن ( ) علمائے
پیشین علی قدامہم تفاسیر عربی و فارسی تالیف فرموده اند الا که
هم طلبان مطلوب القصور از ادراک آن قاصر باید که تفسیر بعنوان ترجمه
کلام مجید بزبان هندی در تحریر آید که فائده و غیره از قصص مرتب الاحوال
گردد لهذا نظر و خود اشتیاق ایشان نموده خواست که آنچه در فهم
ناقص آید بزبان هندی ترجمه کلام ربانی و بعضے کلام تفاسیر نزول مفید
به قلم آورد لهذا مستدعی از ناظران عالی فطرت آنست هر جاکه خطا و سهو
واقع شود قلم اصلاح بران جاری دارند واز طعن معاف فرمایند پس
شروع کردم این کتاب فی شهر ذیقعده سنه ۱۲۲۰ از بعثین و مائتین بعد
الالف الهجریه النبویه که در عهد نواب مستطاب سکندر نژاد فریدون
عصر نواب سکندر جاه بهادر ادام الله ملکه ومتع المسلمین بطول بقائه
ونام نهادم تفسیر را " فوائد البدیعیه " [1]

توضیح تیسری جلد کے ابتدائی اوراق پھٹے ہوئے ہیں اس لیے دوسری جلد سے تیسری جلد کا ربط
معلوم نہیں ہوتا۔

یہ جلد ۹ × ۵ سائز ۱۵ سطری ۴۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔[1]

اس جلد کا اختتام اس طرح ہوتا ہے۔

۱۔ مولوی عبد الحق مرحوم۔ قدیم اردو ص ۔ ۵۰ — ۱۲۹

۱۔ ایضاً ص ۔ ۲۵ نمبر ۳۱ تفسیر ۱۲۱

"ظاہر کے پانچ حواس - باصرہ ، سامعہ ، شامہ ، ذائقہ ، لامسہ اور
باطن کے بھی پانچ حواس ہیں اور دین بھی پانچ چیزوں پر تمام ہوا -
اول کلمہ توحید - اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوۃ اور خدا تعالی نمازان
بھی پانچ فرض کیا ہے - صبح ، ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء اور تصنیف بھی
پانچ سال میں تمام ہوئی اس واسطے سنہ ۲۰ ھ میں شروع ہوئی اور آخر
سنہ ۲۷ ھ میں تمام ہوئی - دو سال کامل ناغہ ہوئی ہے"

ترقیمہ کی عبارت سے پتا چلتا ہے کہ یہ نسخہ منگل کے روز ماہ رجب المرجب
میں سنہ ۱۲۸۱ ھ میں محمد رجب ابن محمد اللہ ابن محی الدین نے لکھا تھا
عبارت یہ ہے -

" مصنف تفسیر تنزیل سید بابا شاہ قادری کاتب الحروف فقیر حقیر اضعف
العباد اللہ محمد رجب ولد محمد اللہ ولد محی الدین روز سہ شنبہ در
ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۸۱ ھ -

(و) سنٹرل اسٹیٹ لائبریری (حیدرآباد دکن) میں تفسیر تنزیل کی آخری دو جلدوں کا ایک اور
نسخہ ہے[2] جلد دوم اور جلد سوم — جلد دوم ۱۵ × ۱۰ سائز کے ۱۹ سطری ۶۲۲
صفحات پر مشتمل ہے - آیات قرآنی خط نسخ میں اور ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق میں لکھی
گئی ہے - پہلے صفحے پر حسب ذیل عبارت درج ہیں -

تفسیر تنزیل مصنف سید بابا صاحب قادری معاونین حاجی میاں محمد علی صاحب
محمد عبدالغفور صاحب محمد صابر صاحب خوشنویس - محمد واحد علی صاحب خوشنویس -
تاریخ ابتداء تصنیف سنہ ۱۲۲۰ ھ -

تاریخ تکمیل ۲۵ - ذیقعدہ سنہ ۱۲۲۷ ھ درمیان میں دو سال کا بند رہا
یعنی پانچ سال میں تکمیل ہوئی - بہ عہد حکومت نواب ناصر الدولہ بہادر
حیدرآباد "

توضیح مذکورہ بالا عبارت مؤلف کی معلوم نہیں ہوتی - گو مندرجات میں جو حقائق ہیں وہ وہی ہیں
جن کو خود مؤلف نے بیان کیا ہے -

موجودہ صورت میں اس تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے -

---

۲ - ایضاً ص - ۲۵ نمبر ۳۲ - نمبر جدید ۶۶

وہ روتے ہوئے چلے گئے ان میں ابو اور حضرت عباس اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ان لوگوں کیں توشہ اور سواریاں دے کر اپنے ساتھ لے گئے پس خدا تعالی فرمایا کہ اگر اس طور سے سزا نہیں نہ آتیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں ہے"

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

"روایت ہے کہ انصار میں سے ایک جوان تھا کہ ہمیشہ رسول خدا کے ساتھ جماعت کے نماز پڑھتا اور کوئی قسم کا فاحش نہیں چھوڑتا تھا۔ جس وقت لوگوں نے یہ کیفیت رسول خدا صلعم کے روبرو عرض کیے"

اس جملے کی تکمیل آخری جلد میں ہوتی ہے جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"تو حضرت نے فرمائے کہ قریب ہے کہ وہ نماز اس شخص کیں فاحش سے باز رکھے گی تھوڑے زمانے کے بعد وہ شخص فاحش سے توبہ کیا اور زاہد صحابہ میں ہوا[1]

یہ جلد ۱۵ × ۱۰ سائز کے ۱۹ سطری ۶۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ آیات قرآنی خط نسخ میں لکھی گئی ہیں اور ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق میں اس کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

اس طرح اس تفسیر تنزیل کو بھی پانچ شخصوں نے تمام کی۔ اول فقیر مصنف سید بابا قادری۔ دوہم حاجی میاں محمد علی۔ سوہم محمد عبدالغفور خان یہ دونوں شخص اس امر میں نہایت کوشش رکھے تھے۔ چہارم محمد صادق جوان صالح اور لائق اور خوش مزاج اور خوشنویس اور پنجم محمد واحد علی کہ یہ دونوں شخص تصنیف کے لکھنے والے تھے۔ کہ خدا تعالی ان دو شخصوں کے لکھنے سے تفسیر تمام کروایا۔ خدا تعالی قرآن شریف کے تیں حرف "ب" سے شروع کیا اور ختم قرآن شریف کا حرف "سین" پر ہوا۔ ان دو حرفوں کیں جو کب کرو تو "بس" اس کا حاصل ہوتا ہے یعنی ان دونوں حرفوں کے جمع میں جو تمام قرآن شریف ہے بس کرتا ہے تیسرے تیں۔ (ص ۔ ۲۶)

ترجمہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۲۵ ذی قعدہ سنہ ۱۲۲۴ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔ عبارت یہ ہے۔

۲۔ ایضاً ص ۔ ۲۶ ۔ نمبر ۳۲ ۔ نمبر جدید ۶۷

تمام شد تفسیر تنزیل بتاریخ بست پنجم شہر ذیقعدہ سنہ یک ہزار و دو صد چہل و ہفتہ در عہد ناصر الملتہ والدین نواب ناصر الدولہ بہادر ادام اللہ ملکہ و اقبالہ و حفظ اللہ الحافظ الحقیقی عن آلافات والدعواہ ۔

(ج) کتب خانہ جامعہ نظامیہ ۔ حیدر آباد دکن میں بھی تفسیر تنزیل کا ایک قلمی نسخہ ہے جو دو مجلد ات پر مشتمل ہے[1]

نمونہ ترجمہ و تفسیر

ذالک الکتاب ۔ یہ کتاب یعنی قرآن شریف لاریب فیہ نہیں شک ہے بیچ اس کتاب کے اس کتاب کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ مالک ابن ضیف یہودی تھا ۔ مسلمانوں کے دل میں شک ڈالتا تھا کہ یہ کلام اللہ وہ کتاب نہیں ہے ۔ کہ جس کے نازل کرنے کا وعدہ خدا نے تعالی نے توریت میں کیا تھا ۔ ھدی للمتقین الذین ۔ ھدایت کرنے ہارا ہے ۔ یہ کلام اللہ واسطے پرہیزگاروں کے ایسے پرہیزگار یومنون بالغیب ایمان لاتے ہیں وہ لوگ ساتھ غیب کے یعنی جو چیز کہ نہیں دیکھی جیسا کہ جنت اور دوزخ اور سوائے اس کے یقیمون الصلوۃ اور قائم کرتے ہیں نماز کے تئیں و مما رزقنھم ینفقون اور اس چیز سے کہ رزق دے ہم نے ان لوگوں کے تئیں خرچ کرتے ہیں وہ لوگ خدا کی راہ میں والذین یومنون بما انزل الیک اور ایمان لاتے ہیں اس چیز سے کہ نازل کیا گیا اوپر تمہارے یعنی توریت اور انجیل اور زبور ۔[2]

شجاع الدین ۔ تفسیر تصریح ۔ تالیف سنہ ۱۲۴۷ ھ / ۱۸۳۱ ء

یہ تفسیر صرف پارہ عم کی ہے ۔ اس کا ایک قلمی نسخہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری[3] حیدر آباد دکن میں ہے اور دوسرا قلمی نسخہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو ۔ حیدر آباد دکن میں ہے[4] ۔ ایک اور قلمی نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں ہے اس طرح یہ تین نسخے ہوئے ۔

---

۱ ۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ " جامعہ نظامیہ (حیدرآباد دکن) کے اردو کے مخطوطات کا ایک جائزہ " مطبوعہ نوائے ادب ۔ اپریل سنہ ۱۹۶۴ ء ص ۔ ۳۵

۲ ۔ مولوی عبد الحق مرحوم ۔ قدیم اردو ص ۔ ۱ ۔ ۱۵

۳ ۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ تذکرہ مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری ص ۔ ۲۶ ۔ جلد دوم

۴ ۔ محی الدین زور ۔ تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو ۔ ۲۲۳ ۔ جلد پنجم

(۱) مخطوطہ کتب خانہ خاص - انجمن ترقی اردو کراچی - مکتوبہ سنہ ۱۲۲۹ھ

(۲) مخطوطہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدر آباد دکن نمبر ۳۲ تفسیر ۹۲۷ مکتوبہ ۸ - محرم سنہ ۱۲۵۷ھ

(۳) مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات - حیدر آباد دکن - نمبر ۱۰۷٦ مکتوبہ صفر سنہ

تفسیر تصریح کے مولف مولوی شجاع الدین سنہ ۱۱۹۱ھ میں تولد ہوئے - حیدر آباد دکن کے اجلہ علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا - ابتداء میں برہان پور میں اقامت گزین ہوئے اور وہیں تحصیل علم سے فارغ ہوئے - فراغت کے بعد حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے اور سنہ ۱۲۱۱ھ میں واپسی کے بعد حیدر آباد دکن میں قیام کیا - حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری سے بیعت تھے اور انہیں سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا - مولانا نے موصوف جامع مسجد میں ایک عرصہ مقیم رہے اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا - بالاخر سنہ ۱۲۵٦ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا -

مولانا شجاع الدین کے حالات میں قاضی امیر اللہ قندھاری کی تالیف مناقب شجاعیہ اور عبد الجبار ملکاپوری کی تالیف تذکرہ اولیاء دکن مطالعہ کی جائے -

مولانا شجاع الدین کثیر التصانیف بزرگ تھے ان کی ایک تصنیف کشف الخلاصہ کے کئی مخطوطات ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد دکن میں محفوظ ہیں - اس کے علاوہ موصوف کی یہ تصانیف ہیں -

(۱) جواہر النظام (عربی در فقہ) (۲) رسالہ علم قرأت (اردو)
(۳) رسالہ رویت الہی (فارسی) (۴) رسالہ فوائد جامعہ
(۵) رسالہ تادیبیہ (فارسی) (٦) رسالہ جبر و قدر (فارسی)
(۷) رسالہ سماع (فارسی) (۸) رسالہ اختلام (فارسی)
(۹) رسالہ سلوک نقشبندیہ (فارسی) (۱۰) مناجات ختم قرآن (عربی)
(۱۱) خطب عربی (۱۲) غزلیات (فارسی) (۱۳) معمات (فارسی)
(۱۴) مکتوبات و قصائد (فارسی)

اور تفسیر تصریح (پارہ عم)

(۱) اسٹیٹ سنٹرل لائبریری - حیدر آباد دکن میں تفسیر تصریح کا جو مخطوطہ ہے وہ ۸ × ۵ سائز کے ۱۳ سطری ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے - آیات قرآنی خط نسخ میں اور ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے - ترقیمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخہ کو شیخ محمد عوف کالے خان نے ۸ - محرم الحرام سنہ ۱۲۵۷ھ کو تحریر کیا ہے - عبارت یہ ہے -

"تمت تمام شد تفسیر حضرت مولانا میر شجاع الدین بتاریخ هشتم محرم الحرام سنه ۱۲۵۷ھ روز چهار شنبه یکپاس روز برآمده به تحریر یافته بخط فقیر حقیر شیخ محمد عرف کالے خان ساکن بلده فرخنده بنیاد برائے خود قلمی نمود"

اس مخطوطہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آشکارا لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے لگے سب کافر تعجب سے آپس میں پوچھنے لگے کہ کیا دین اور قرآن کیا ہے۔ کسی نے کہا شعر ہے۔ کسی نے کہا سحر ہے۔ کسی نے کہا کہ گلے قصے ہیں۔ حق تعالی نے ان کے حال سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبردار کیا کہ عم یتساءلون کس چیز سے آپس میں ایک کوا یک پوچھتے ہیں کافر۔

اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

حق تعالی سب مومنوں کو شیطان کے وسوسوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ بحق محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً۔ تفسیر حسینی میں لکھے ہیں کہ حق تعالی نے قرآن شریف کو شروع کیا "ب" سے اور ختم کیا "سین" یعنی بس ہے مومنوں کو جو کچھ کہ اس میں ہے۔ تاریخ سلخ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۲۷ھ تمام شد۔

(ب) کتبخانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن میں جو تفسیر شریح کا قلمی نسخہ ہے وہ ۶ × ۸½ سائز کے ۷ سطری ۱۰۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ انگریزی کاغذ پر معمولی خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ اس کا آغاز اور اختتام اسی عبارت پر ہوتا ہے جو اوپر نقل کی گئی۔ لیکن آخر میں سنہ مذکور نہیں۔ ترقیمہ کی عبارت میں بھی سنہ کتابت مذکور نہیں۔ اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۱ صفر بروز سہ شنبہ نواب ناصر الدولہ کے عہد میں سید عبداللہ ولد سید حبیب نے امام الدین صاحب کے لیے نقل کیا تھا۔

(ج) کتبخانہ خاص انجمن ترقی اردو (کراچی) میں جو نسخہ ہے وہ دبیز کاغذ پر ۸ × ۵ سائز کے ۱۲۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

هوالغنی

ورب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آشکارا لوگوں کو اسلام کی طرف

پلٹ دی لگی سب کافر تعجب سے اپنے منہ پر چھپانے لگی کہ یہ کیا دین

اور قرآن کیا ہے "

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

" تفسیر حسینی میں لکھی ہیں کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف کو شروع کیا ب سے اور ختم کیا سین پر یعنی بس ہی سوہو مونکو جو کچھ کہ اسمیں ہی ۔ بتاریخ شانز دہم جمادی الثانی روز چہار شنبہ سنہ ۱۲۲۹ھ ہجری بوقت دوپہر صورت اتمام یافتہ "۔

الٰہی خاتمہ بخیر باد

(ص ۸ — ۱۲۷)

کتب خانہ خاص والے نسخہ میں مولف کا نام نہیں۔ آغاز و اختتام سے اندازہ ہوتا ہے کہ تفسیر تصویح ہے۔ مگر یہ تفسیر سنہ ۱۲۲۷ھ میں مکمل ہوئی اور مندرجہ بالا عبارت میں سنہ ۱۲۲۹ھ معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ یہ سنہ تالیف نہ ہو بلکہ سنہ کتابت ہو۔ اغلب یہی ہے۔

کتب خانہ خاص والے نسخہ کی بعض املائی خصوصیات

(۱) یائے مجہول اور یائے معروف میں کوئی فرق نہیں۔

(۲) کاف ہندی کی جگہ کاف فارسی استعمال کیا گیا ہے

(۳) نون منقوطہ ۔ نون مہملہ کی جگہ لایا گیا ہے

(۴) الف ممدودہ کی جگہ غیر ممدودہ استعمال کیا گیا ہے

(۵) ہائے مخلوطی بالکل استعمال نہیں کی گئی

(۶) الف ممدودہ کے بعد واو" لایا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

نمونہ تفسیر تصویح

"والعصر سوگند ہی زمانے کی کہ اوسمیں بہوت عجائب چیزاں اور نشانیاں حق تعالیٰ کی قدرت کے ہیں۔ یا سوگند ہی پیغمبر کی زمانے کی۔ یا تماری زمانے کی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان الانسان تحقیق آدمی یعنی ابوالاشد بن یا ابو جہل یا ہر آدمی لفی خسر البتہ بیچ نقصان کی ہی الا الذین امنوا۔ مگر وہ لوگ کہ ایمان لائی وعملوا الصالحات اور عمل کیں نیک وتواصوا بالحق اور وصیت کئے ساتھ سچکی وتواصوا بالصبر اور وصیت کئے ساتھ صبر کی یعنی بندگی پر ثابت رہنا یا گناہ ہوں سی باز رہنا "

(ص ۷ — ۱۰۶)

اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری - کراچی میں موجود ہے۔ یہ دو مجلدات پر مشتمل ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول (سورہ فاتحہ تا سورہ کہف) مطبوعہ مطبع فتح الکریم بمبئی سنہ ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء سائز ۱۲ × ۸ صفحات ۶۱۰

(۲) جلد دوم - (سورہ مریم تا سورہ ناس) مطبوعہ مطبع فتح الکریم- بمبئی سنہ ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء سائز ۱۲ × ۸ صفحات ۴۵۱

جلد دوم کے آخر میں مولف نے قطعات تاریخ تالیف لکھے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر سنہ ۱۲۲۸ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچی - ایک قطعہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

ہے تفسیر کتاب آسان — ایسی کہ ہر ایک کے دل نشین ہے
اردو میں بیان ہے سرتاسر — قبل اس کے کوئی ہوئی نہیں ہے
جو اہل زبان اسے سنے گا — آوے گی پسند اسے یقین ہے
تاریخ میں اس کی دل یہ بولا — شاباش رؤف آفرین ہے

۱۲۲۸ھ

قطعات کے بعد مولف نے تفسیر کے متعلق فارسی زبان میں یہ چند باتیں لکھی ہیں۔

بدان کہ تالیف این کتاب مسمی بہ تفسیر مجددی است اتفاق
شروعش در سن ہزار و دو صد سی و نہ (۱۲۲۹) افتادہ
بعد ازان چند سال بعوارضات شتی معطل ماندہ - آخر الامر
حلیہ اتمام و اختتام بافضل ملک العلام بروز چہار شنبہ
وقت صبح یازدہم شہر ذیقعدہ در سن یک ہزار و دو صد
چہل و ہشت ہجری در بلدہ دارالاقبال بھوپال پوشید -
—— تاریخ شروعش از کلمات "د طیبہ" و "ب
بسو ولا تحسر" روشن و ظاہر است و تاریخ اتمام از عبارت
"تم الکتاب بعون الملیم الوہاب" مرھن و باھر ——

(ص - ۴۵۲)

آخر میں کاتب رکن الدین بن شیخ احمد متخلص بہ تمنا نے یہ فارسی قطعہ تاریخ طباعت کہا ہے۔

بفضل خلاق کون و مکان	در ایام نیک و سعید زمان
شدہ طبع تفسیر قرآن تمام	بہ سعی رؤف بہندی زبان
فواید دہ بہر ہر خاص و عام	عجب مخزن گلشن جاودان
بتصحیح کامل و از خط خوب	منقش صفحہ ارشک خیابان
ز عالی ہمم قاضی عبد الکریم	دگر رحمۃ اللہ خلیق جہان
چو در فکر تاریخ جویا شدم	بگوشم سراینده ہاتف چنان
تمنا بگو از سر ہوش سال	زہے باغ رب جلیل از سال

۱۲۰۵ھ

(ص۔ ۲۵۲)

مولف کے حالات میں فقیر محمد جہلمی رقم طراز ہیں۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی مصطفےٰ آبادی۔ شاہ ابو سعید کے خالہ زاد بھائی تھے۔ فقیہ محدث مفسر۔ جامع علوم عقلیہ اور واقف فنون ظاہرہ۔ یہ وارستہ تھے علوم ظاہری شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے تھے۔ اور علوم باطنی میں حضرت شاہ غلام علی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے شہر بھوپال میں قیام پذیر ہوئے اور تفسیر رؤفی آپ نے اردو میں تالیف کی۔ یہ تفسیر سنہ ۱۲۳۹ھ ہجری میں شروع کی تھی جو بسبب عوارض شتی کے سنہ ۱۲۴۸ھ میں اختتام کو پہنچی۔ جس کی تاریخ اختتام خود آپ نے یہ تصنیف فرمائی "تفسیر قرآن بہندی زبان ہے" علاوہ اس کے دار المعارف اپنے مرشد کے ملفوظات میں اور دیوان ریختہ ہندی و فارسی اشعار میں تصنیف کیا ہے۔ اور اسی میں اپنا تخلص رافت بیان کیا ہے۔ پھر حج کو تشریف لے گئے اور جہاز میں سنہ ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی[1]

۱۔ فقیر محمد جہلمی۔ حدائق الحنفیہ۔ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء ص۔ ۳ ـ ۴۷۲

مولف نے جلد اول کے دیباچہ میں اپنا نام اس طرح لکھا ہے۔

مولف احمد بن منصور احمد بن محمد شریف بن رضی الدین بن زین العابدین بن
بن محمد یحیی بن مجدد الف ثانی۔ (ص ۲)

اسی مقدمہ میں تفسیر کے متعلق مولف نے ان امور پر روشنی ڈالی ہے۔

سمجھ لیجئے کہ اس تفسیر میں جو معانی مسطور ہوں گے انشاء اللہ تعالی کتب تفاسیر سے بعضے جا مناسب مقام کے احادیث صحیحہ سے یا کہیں کہیں مسائل موافق آئمہ شریعہ کے کتب [illegible] فقہ معتبرہ سے مذکور ہوں گی۔ کہیں دخل اپنے ذہن فہم کا نہ ہوگا مگر اتنا کہ عبارت عربی اور فارسی کو زبان ریختہ میں بیان کرتا اور جس مقام پر کلام نظم لاتا وہ البتہ اپنے ہی طبع ناقص سے موزون بناتا ہوگا۔ کوئی شعر ہندی کسی شاعر کا کہیں نہ لایا جائیگا۔ اور مقام تصوف میں کتب معتبرہ صوفیہ سے نقل کیا جاوے گا اور بعضے جا موافق اپنی فہم کے بھی بیان ہوگا اور جس جس کتاب سے کہ معانی منقول ہونگے وہاں نام بھی اس کتاب کا اگر مقام مشکل ہوگا تو لکھا جاوے گا۔ و اگر سہل ہوگا تو ترک کیا جاوے گا۔ (ص ۲)

مولف نے طریقہ تفسیر یہ رکھا ہے کہ آیات کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور ضروری تشریح پھر اس کی تفسیر کرتے چلے گئے اس کے بعد اس کے نکات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

نمونہ ترجمہ سورہ الفاتحہ

ہمہ حمد ازل سے ابد تک جو صادر ہوں کسی حامد سے بیچ حق کسی محمود کے خاص ہیں واسطے اللہ کے پالنے والا ہے تمام عالموں کا مالک ہے قیامت کے دن کا خاص تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم ہدایت کر ہمیں راہ سیدھی راہ ایسی کہ انعام کی ہے تو نے اوپر انبیاء اور صدیقین کے اور شہداء اور صالحین کے۔ نہ راہ اون لوگوں کی کہ غضب کیا گیا ہے اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کی۔ آمین (جلد اول)

نمونہ تفسیر سورہ العصر

لکھا ہے کہ ابو الاسد بن نے امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ابوبکر زیان کیا تو نے جو دین آبا کا اپنے چھوڑا۔ اور عبادت بتوں کی ترک کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ زیان کار وہ نہیں جو خدا اور رسول کی باتیں سنے اور عمل نیک بجا لاوے۔ زیان کار وہ ہے کہ بت پوجے اور متابعت شیطان کی کرے۔ حق تعالی نے موافق حال صدیق کے یہ سورۃ نازل کی والعصر قسم ہے خدا نے زمانہ کی یا قسم ہے زمانہ کی کہ شامل ہے عجائب و غرائب چیزوں کو یا قسم ہے نماز عصر کی یا زمانے ہر پیغمبر کی یا زمانے تیری کی اے محمد کہ بہتر سب زمانوں

کا ہے۔ جواب قسم کا یہ ہے ان الانسان لفی خسر تحقیق ابو الاللہ ین یا ا ہو ۔
یا سب آدمی البتہ بیچ زیان کے ہیں یا ضائع کرنے والے عمر کے بیچ زیان کاری کے ہیں کہ نقد عمر عزیز کو مطالب ناپائیدار میں صرف کرتے ہیں۔ فرد

نہ نقد عمر دیا مطلب دنی کے لیے
کہ جان کھویا ہے ہوئے کی یہ کٹی کے لیے

الا الذین امنوا و عملوا الصلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر۔
مگر جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کام کیے اچھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ حق کے کہ قرآن ہے یا عمل نیک ہے کہ دراثنا یہ رکھتے ہیں اوپر طریق حق کے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ صبر کرنے کے اوپر طاعت کے یا معصیت سے ——— (ص ۔ ۲۲۲)

تفسیر پارہ عم ۔ مولف نا معلوم ۔ سنہ تالیف قبل سنہ ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء نمبر ۸۶۸

اس تفسیر کا ایک مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے[1] اس میں نہ کوئی دیباچہ ہے اور نہ ترقیمہ اس لیے مولف اور کاتب و سنہ کتابت کے بارے میں کچھ معلوم ہوسکا ۔ یہ مخطوطہ $8\frac{1}{2} \times 6$ سائز کے ۱۵ سطری ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ نیلے کاغذ پر سرخ جدولوں کے درمیان اہتمام کے ساتھ خط نسخ و خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ آیات نسخ میں اور ترجمہ و تفسیر نستعلیق میں۔ مولف نے جا بجا اپنے اشعار بھی لکھے ہیں جس سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ مولف کوئی سخن سنج شاعر تھا۔ علم و فضل کے ساتھ ساتھ شعری ذوق بھی رکھتا تھا۔

اس تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" ہر گاہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دعوت ظاہر کیے اور قرآن خلق اللہ کے تئیں سنائے اور روز قیامت کا خوف بتائے کفار نبوت میں حجت کی اور نزول میں قرآن کی اور بحث میں بعث کی آپس میں اختلاف کو پیغمبر سے پوچھتے تھے اس پر اللہ تعالی فرمایا ہے عم یتساءلون " ۔

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

ولا الضالین اور نہ راہ ان گمراہوں کا جو تیری جنب کی رسالت کے قابل نہیں۔ آمین۔ یعنی ایسا ہی ہوئیو۔ قول فرشتوں کا ہے۔ تمت تمام شد۔

۱۔ محی الدین زور۔ تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو۔ جلد چہارم ص۔ ۲۲۲ سنہ ۱۲۷۸ھ

مثال کے طور پر مولف کی یہ رباعی پیش کی جاتی ہے۔

پردہ دری

باقی نہ رہے کسی کی خبر بے خبری ہو ۔ ستار وہ خود آوے گا جب پردہ دری ہو
صانع سے کہاں راز اتو کا رہے مخفی ۔ باطن میں جو ہیں اپنے ظہور بے ہنری ہو

عبد العلی بلگرامی ۔ تفسیر احمدی ۔ نمبر ۲۳۲ طباعت اول سنہ ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء

یہ نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے۔ یہ ۱۲ × $\frac{1}{2}$ ۷ سائز کے ۱۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر ۲۱ سطریں ہیں۔ خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

یہ تفسیر احمدی (جو غالباً عربی میں ہے) کے ایک جز کا ترجمہ ہے۔ قرآن مجید کی منتخبہ آیات کا ترجمہ اور پھر اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ یہ کتاب دو فصلوں پر منقسم کی گئی ہے۔ مولف نے جیسا کہ خود لکھا ہے کہ یہ ترجمہ حبیب علی صاحب کی فرمائش پر مکمل کیا۔

اس ترجمہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

الحمد للہ الخ بعد حمد و ثنا کے کہتا ہے مسکین ہیچ مدان حبیب علی کہ مدت سے واسطے نفع برادران دینی کم علموں کے میرے دل میں آتا تھا کہ کہ ترجمہ تفسیر احمدی کا اس میں صرف آیات اور احکام کی تفسیر موافق مذہب حنفیہ کے ہے اور نزدیک تمام عالموں کے بہت معتبر اور مقبول اور معمول ہے اور اردو زبان میں کیا جائے ——

اور اختتام ان سطور پر ہوتا ہے۔

کیونکہ ایسے مسائل عجیب اور غریب کہ سب مستخرج قرآن سے ہوں سلف سے آج تک اردو زبان میں ساتھ اس آسانی ترتیب اور سہولت بیان کے تصنیف اور تالیف نہیں ہوئے ——

ترقیمہ کی عبارت یہ ہے۔

تمت الکتاب ۔ از ید فقیر حقیر سید وحید الدین بن میر غیاث الدین بتاریخ بست و دوم شہر شعبان المعظم سنہ ۱۲۷۰ ہجری ۔[1]

۱۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ کتب خانہ سالار جنگ کے اردو مخطوطات کی فہرست ۔
ص ۔ ۴۳ — ۴۴

مولانا غوثی ۔ تفسیر غوثی ۔ تالیف سنہ ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء (تقریبا) نمبر ۲ تفسیر نمبر ۵۲۱

اس تفسیر کا مخطوطہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری ۔ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے یہ ۸ × ۵ سائز کے ۱۲ سطری ۱۳۴ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس میں صرف پارہ عم کی تفسیر ہے ۔ اس کے مولف مولانا غوثی ہیں ۔ جن کا تذکرہ ریاض غوثیہ میں مفصل طور پر کیا گیا ہے ۔

پیش نظر مخطوطہ خط ثلث و نسخ میں لکھا گیا ہے ۔ قرآنی آیات سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہے پھر ترجمہ و تفسیر ہے ۔

" عم یتساءلون اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قرآن کے حکم ظاہر کرنے لگے اور حشر کے روز سے ڈرانے لگے تب کافران مسلمانوں سے پوچھے کہ یہ بات تحقیق ہے ۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کافران کیا سوال کرتے ہیں "

اس مخطوطہ کا اختتام اس رباعی پر ہوتا ہے ۔

بمعجزۂ حضرت مسیح السانی — کہ قرآن عظیم ہے حسن بیانی

تو کر مقبول غوثی کو الہی — عتیق اللہ کہ ہر دو جہانی

مولف نامعلوم ۔ تفسیر سورہ یسین وغیرہ (قلمی) تالیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

یہ نسخہ کتب خانہ سالار جنگ ۔ حیدر آباد دکن میں موجود ہے ۔ ۸ × ۸ سائز کے ۵۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔ ہر صفحہ پر ۱۲ سطریں ہیں ۔ خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے[2] کتب خانہ خاص میں بھی ایک مجموعہ میں چند سورتوں کی تفسیر ہے ۔ مثلاً سورہ یسین ۔ فتح ۔ واقعہ ۔ ملک ۔ نوح ۔ جن اور مزمل یہ تفسیر ۱۱۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ۔ ۱۱۱ سے ۱۹۵ تک مولوی اکرام الدین کی تفسیر ہوئی سورہ فاتحہ ہے جس کا ذکر پیچھے آچکا ہے ۔ اس کے بعد اور سورتوں کی تفسیر ہے مثلاً فیل ۔ ماعون ۔ کوثر ۔ قریش ۔ کافرون ۔ نصر ۔ تبت ۔ اخلاص ۔ فلق ۔ ناس وغیرہ ۔ یہ پورا نسخہ ایک ہی خط میں لکھا گیا ہے ۔ اس لیے تمام بھی کہتا ہے

---

۱ ۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ اردو مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری ۔ جلد دوم ص ۔ ۳۸

۲ ۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ کتب خانہ سالار جنگ کے اردو مخطوطات کی فہرست ۔ حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء تفسیر سورہ یسین ۔ نمبر ۳۶۰ ۔ (ص ۔ ۴۴)

کہ محمد عمر خان جس نے سنہ ۱۲۶۲ھ میں تفسیر سورہ فاتحہ کی کتابت کی تھی اسی نے اس پورے نسخہ کی کتابت کی ہوگی ۔

آغاز

دیباچہ نستعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

سورہ یسین مکی ہے اسمیں تراسی آیتیں ہیں اور کوفیوں کے نزدیک بیاسی ۔ سات سو ستائیس کلمے ہیں اور تین ہزار حرف پانچ رکوع اور یسین میں دو حرف ہیں جن پر مد ہے یہ حروف مقطعات سے ہیں (ص ۔ ۱)

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے ۔

اور جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو سحر کی جگہ سے خبر دی پس حضرت نے مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیے اور انہوں نے اس اسی کو لاکر معوذتان کو پڑھ کر حضرت کے اوپر دم کیا جوں جوں حضرت رضی اللہ عنہ ایک ایک آیت پڑھتے تھے کہ ایک ایک گرہ اسکی کھلتی جاتی تھی ۔

تمام ہوئی تفسیر

(ص ۔ ۲۰۳)

نمونہ سورہ النصر

جب خدا کی مدد اور مکے کی فتح ہوئی اور تو لوگوں کو دیکھے کہ آویں خدا کی راہ میں گروہ کے گروہ وہ داخل ہووین پس تو اپنی پروردگار کی تسبیح حمد کے ساتھ پڑھ اور اس سے آمرزش طلب کر کہ بے شبہہ وہ توبہ قبول کرنے ہارا ہے ۔ شان نزول تفسیر بیضاوی میں ہے اکثر لوگوں اس پر اتفاق کیا ہے کہ سورہ نصر مکے کی فتح کے آگے نازل ہوا اور اس سورے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ~~نے پڑھا حضرت~~ کی وفات سے خبر دیتے ہیں ۔ کیوں کہ جب اس کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے پڑھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہا کون تجھ کو رولاتا ہے بولا کہ مجھے اپنی وفات کی خبر آئی ہے ۔ فرمایا جو تو کہتا ہے وہی ہے ۔ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے جو کوئی سورہ نصر کو پڑھے اس کو اس شخص کے برابر اجر دیا جاوے گا جو مکے کی فتح کے دن محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ تھا

سید عبد اللہ ۔ تفسیر مقبول ۔ تالیف قبل سنہ ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء

یہ تفسیر مطبوعہ ہے۔ سنہ ۱۲۵۹ ھ میں بمبئی میں چھپی تھی ۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہے۔ یہ ½۸ × ۶ سائز کے ۱۲۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس تفسیر کے شروع میں سرورق اور فہرست وغیرہ نہیں البتہ شروع میں دیباچہ اور آخر میں خاتمۃ الطبع ہے جس سے چند اہم امور پر روشنی پڑتی ہے۔ دیباچہ کی عبارت یہ ہے۔

"تفسیر مقبول یعنی سورہ یسین اور سورہ اخلاص اور سورہ واقعہ اور سورہ تبارک اور سورہ نوح اور سورہ عم اور سورہ مزمل اور سورہ جن کی تفسیر جنہیں اکثر مسلمان اوقات شبانروز میں بطور وظیفہ کے بعد ہر نماز کے پڑھا کرتے ہیں۔ تصنیف کی ہوئی مولوی حاجی سید عبد اللہ ولد سید بہادر علی مرحوم کی بمنظور استفادہ عام و خاص کے حسب الامر جلیل القدر جناب مولوی محمد عبد الحکیم سلمہ الکریم کے عاجز محمد حسین بن المرحوم محمد سلیم سقی اللہ ثراہ و قاضی عبد الملک ولد مولوی محمد صادق غفر اللہ لہ نے سنہ ۱۲۵۹ ہجریہ مقدسہ کو شہر بمبئی میں چھاپی" (ص ۔ ۱)

اور خاتمۃ الطبع کی عبارت یہ ہے۔

"الحمد للہ کہ یہ کتاب تیرہویں تاریخ کو ماہ محرم الحرام کے جمعہ کے دن اتمام کو پہنچی اللہ تعالی مومنین مخلصین کو اس کی فہمید سے بہرہ اندوز کرے اور ان طالبوں کو دین و دنیا میں اپنے حفظ و امان میں ایمان کے ساتھ رکھے اور یہاں خاتمہ بالخیر کرے اور وہاں گناہوں سے نجات دے۔ بفضلہ و کرمہ بحرمۃ سیدنا و مولانا و نبینا و شفیعنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔ آمین یا رب العالمین" (ص ۔ ۱۲۶)

اس نسخہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

اللہ اکبر
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ یسین مکی ہے اس میں تراسی آیتیں ہیں اور کوفیوں کے نزدیک بیاسی سات سو ستائیس کلمے ہیں اور تین ہزار حرف ۔ پانچ رکوع اور یسین میں دو حرف ہیں سین پر مد ہے۔ یہ حرف مقطعات سے ہیں "

(ص ۔ ۱)

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ پانی کے قطرے اور درختوں کے پتے اور عدا نوں کے ہاو اور دریا کی لہروں سبکو جانتے ہیں وہ جاننا ہے۔ مراد یہ کہ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہر چیز کی کیفیت و حقیقت اس کو معلوم ہے۔ تمام ہوئی

(ص ۔ ۱۲۶)

نمونہ تفسیر

وما علمنا ہ الشعر وما ینبغی لہ ۔ اور نہیں سکھایا ہم نے اس کو شعر کہنا یعنی محمد علیہ السلام کو اور نہیں لائق ہے اس کو شعر کا کہنا کیونکہ اگر شعر کہتا تو قوم کے دل میں شبہہ پڑتا کہ یہ فصاحت و بلاغت جو قرآن میں ہے پائی جاتی ہے شعر گوئی کی لیاقت سے ہے۔ اس لیے اللہ تعالی نے ان کو شعر کہنا نہیں سکھایا کہ یہہ شبہہ نہ پڑے۔ چنانچہ جب حضرت پیغمبر علیہ السلام کوئی مثال بیان فرماتے الفاظ اس کے زبان مبارک سے اس طرح نکلتے کہ وزن شعر باقی نہ رہتا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کفی الاسلام والشیب للمرء ناہیاً حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ کہنے والے نے یوں کہا ہے۔

کفی الشیب والاسلام للمرء ناہیا

حضرت نے جس طرح پہلے فرمایا تھا اسی طرح دوسری مرتبہ بھی فرمایا حضرت ابوبکر نے کہا کہ اشہد انک لرسول اللہ وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ ۔ (ص ۔ ۱ ۔ ۳۰)

املائی خصوصیات

(۱) حرف ٹ کے لیے ت استعمال کیا گیا ہے

(۲) نون ملفوظہ کو مہملہ کی جگہ استعمال کیا ہے۔

(۳) کہیں کہیں یائے مجہول کی جگہ یائے معروف استعمال کیا گیا ہے۔

تفسیر فتح العزیز فارسی میں ہے جو شاہ ولی اللہ (م - ۱۱۷۶ھ) کے بڑے صاحب زادے شاہ[1] عبدالعزیز نے شیخ صدیق الدین عبداللہ کی خواہش پر سنہ ۱۲۰۸ھ تالیف فرمائی تھی - یہ تفسیر سوا تین پاروں پر مشتمل ہے - پارہ تبارک اور پارہ عم و الم کے اختتام سورہ بقرہ -

اس وقت ہم پارہ عم کے اردو ترجمہ کے متعلق عرض کرنا چاہتے ہیں گو اس تفسیر کی تالیف سنہ ۱۲۰۸ھ میں ہوئی ہے مگر اردو ترجمہ کا ختام سنہ ۱۲۶۱ھ ہی ہوگا -

محمد حسن خان مصطفےٰ آبادی نے دیباچہ میں اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ ترجمہ سنہ ۱۲۶۱ھ میں مکمل بھی ہوا اور ساتھ ہی ساتھ چھپ بھی گیا - یہاں مترجم کا دیباچہ نقل کیا جاتا ہے -

تفسیر فتح العزیز تصنیف کی ہوئی حضرت ـــــ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ کہ عوام فہم خواص پسند ہے ـــ اختصار مخل و اطناب لاطائل سے بری ہے اور کوئی چیز جو موقوف علیہ مطلب کی ہے اس میں وہ نہیں گئی گویا جامع التفاسیر ہے ـــــــ

لیکن فارسی عبارت کے سبب سے اکثر لوگ اس کے فائدے سے محروم ہیں اور ہر چند کہ سوا تین پاروں کی تفسیر ہے لیکن اگر کسی کو بخوبی یاد ہو تو تمام قرآن شریف کے واسطے کافی ہے - سو ان سب وجہوں پر نظر کر کے ـــــ جناب محمد علی بن محمد حسین صاحب ووکھی نواب اقبالہ نے اس اصل شریف کو باقیات صالحات سے سمجھ کہ ایک روز فرمایا کہ اس کا ترجمہ ہندوستانی زبان میں ہو کر چھپے تو بہت لوگوں کو فائدہ ہو - سو جناب ممدوح کے فرمانے کے بموجب ـــــ احقر العباد محمد حسن خان مصطفےٰ آبادی عرف

۱- شاہ عبدالعزیز کا مادہ تاریخ وفات ع- نہفتہ زیر زمین مہر دین و ماہ ہدیٰ از قاضی علی مہری -

راموری نے ـــــ تھوڑی دنوں میں اختتام کو پہنچایا سنہ ۱۲۶۱ھ

ھجری میں شہر ربیع الاول کے عشرہ متوسط میں بنداء ترجمے کی تحریر

کی اور اسی مہینہ میں جناب شاہ خدا صاحب (محمد علی صاحب) ممدوح

کے حکم کے بموجب چھپنا شروع ہوا اورالحمد للہ ستائیسویں تاریخ ماہ

رمضان المبارک سنہ مذکور کو تحریر وطبع نے حلہ اختتام کو پہنچا۔[1]

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ حقائق سامنے آگئے ہیں۔

(۱) محمد علی بن محمد حسین مترجم محمد حسن خان مصطفےٰ آبادی سے
تفسیر فتح العزیز (پارہ عم) کے ترجمہ کی تحریک کی۔

(۲) انہیں کی تحریک پر مترجم نے ربیع الاول سنہ ۱۲۶۱ھ کے عشرہ
متوسط میں ترجمہ شروع کیا۔

(۳) اور ۲۷۔ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۶۱ھ میں ترجمہ اور طباعت کی
تکمیل ہوئی۔

مترجم نے ترجمے میں جن باتوں کا لحاظ رکھا ہے وہ انہوں نے خود بیان
کی ہیں۔ ہم یہاں تحریر کرتے ہیں۔

(۱) اس کا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں کیاگیا بلکہ محاورے کے موافق ہے تاکہ
مطلب بخوبی فہم میں آجاوے۔

(۲) التزام اس امر کا کیا ہے کہ کچھ زیادتی یا کمی اصل مطلب سے نہ
ہونے پاوے تاکہ اعتبار کے پایہ سے خارج نہ ہوجاوے لیکن تصریح و
توضیح کے طور پر کہیں مجمل مطلب کی تصریح میں ایک دو کلمے بڑھ گئے
ہیں۔

(۳) جہاں کوئی مطلب دقیق اور مشکل آگیا ہے جس کا سمجھنا کسی اور علم
کی مہارت پر موقوف ہے۔ جیسے کوئی قاعدہ علم ریاضی یا ہندسہ
وغیرہ کا تو اس کا فقط ترجمہ ہی کردیا ہے اس واسطے کہ اس کا سمجھنا
بغیر اس علم کے مصطلحات کے دریافت کرنے کے ہو نہیں سکتا۔[2]

۱۔ محمد حسن خان۔ ترجمہ تفسیر فتح العزیز مطبوعہ سنہ ۱۳۲۳ھ (دیباچہ)

۲۔ ایضاً ص ۷۔ ۸

ہمارے سامنے ترجمہ کا جو نسخہ ہے وہ سنہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۵ء میں مطبع مجتبائی دہلی میں چھپا تھا۔ یہ ۹ × ۶ ½ سائز کے ۲۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ خاتمۃ الطبع کی عبارت یہ ہے۔

اما بعد یہ تفسیر فتح العزیز تالیف لطیف ــــ مولانا عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہٗ کا ترجمہ اردو متعلق سیپارہ عم مطبع مجتبائی دہلی میں بتصحیح تمام باہتمام بندہ عبدالاحد غفرلہ الصمد ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۳۲ھ میں حلیہ طبع سے مزین ہوا۔ [1]

اس تفسیر میں پہلے سورتوں کی فہرست دی ہے۔ پھر فوائد تفسیر مذکور میں اس کے بعد مقدمہ پھر اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ یہ نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہے۔

نمونہ ترجمہ و تفسیر

ووجدک ضالا فھدی۔ اور پایا تجھکو راہ بھولا ہوا پھر راہ بتائی تجھے۔

اس ہدایت اور ضلال کا بیان یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بالغ ہونے کے بعد کمال عقل اور دانائی کے سبب سے اس قدر معلوم ہوا کہ بتوں کی پوجا اور کفر و جاہلیت کی رسمیں سب بے اصل اور پوچ ہیں تو دین حق کی کھوج اور تلاش کے درپے ہوئے اور بوڑھے بزرگوں کی زبان سے سنا کہ ہمارا اصل دین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال بندھا اور تدبیر سوجھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خدا کی طرف پورا رجوع ہوجاؤں اور اس کی عبادت اور بندگی کروں لیکن جب دین حضرت ابراہیمی نہ کسی کو یاد رہا تھا اور نہ کسی کتاب میں لکھا ہوا تھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتاب پڑھ سکتے تھے بالضرور اس دین کے احکام کے کھوج اور تلاش کرنے میں بے قرار ہوکر تسبیح و تہلیل اعتکاف جنابت کا غسل۔ حج کے مناسک ادا کرنے اور خلوت اور گوشہ نشینی سے اور اسی نوع کے اور دوسرے امور سے جس قدر معلوم ہوا اسی قدر مشغول رہتے تھے اس وقت تک کہ اللہ تعالی نے اپنی وحی سے ان کو پاک دین کے اصول پر مطلع فرمایا اور آگاہ کیا۔

۱۔ ایضاً ص ۔ ۲ ۔ ۳۵۶

" المعروف بہ بستان الفقہ سہر "

یہ مطبوعہ نسخہ پنجاب پبلک لائبریری ۔ لاہور میں موجود ہے۔ ۱۲ × ۸ سائز

کے ۲۹۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ سنہ ۱۲۶۲ھ میں مطبع محمدی بمبئی میں چھپا۔ یہ ترجمہ سنہ ۱۲۶۲ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔ تاریخ تکمیل پر محمد ابراہیم صاحب نے یہ قطعہ لکھا تھا۔

جب تبارک کے جز کی یہ تفسیر ــــ ہوئی هندی میں خوش بیان اچھی
کہا ھاتف نے سال اس کا یوں ــــ ہے عنایت تبارک اللہ کی
۱۲۶۲ھ

اس ترجمے میں بھی مترجم نے وہی روایتیں ملحوظ خاطر رکھی ہیں جو پارہ عم کے ترجمہ میں رکھی ہیں۔

کتب خانہ مظہریہ دہلی میں بھی ایک نسخہ ہے جو سنہ ۱۲۶۲ھ میں افضل المطابع شاهدرہ میں طبع ہوا تھا۔ اس کے خاتمۃ الطبع سے چند امور پر روشنی پڑتی ہے۔

الحمد للہ کہ یہ نسخہ متبرکہ یعنی تفسیر فتح العزیز جو تصنیف کی ہوئی ــــ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ فارسی زبان میں تھی اوس میں سے سیپارہ تبارک کا ترجمہ حسب الارشاد ــــ محمد علی صاحب بن محمد حسین رو گیہی اوام اللہ حسنا تہم کے هندوستانی زبان میں معمورہ بقدر بمبئی میں ہوا اور جناب ممدوح کے حکم کے بموجب خاص پر معاصی عبدالملک بن مولوی محمد سادق مرحوم نے مطبع محمدی میں جو واقع بھنڈی بازار کو میں ہے چھاپ کر ستائیسویں تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۲۶۲ھ ہجریہ قدسیہ کے اختتام کو پہنچایا۔

نوٹ۔ اس نسخہ کے سرورق پر افضل المطابع شاهدرہ چھپا ہوا ہے۔ اور خاتمۃ الطبع میں مطبع محمدی۔ بمبئی کا ذکر ہے۔

کتب خانہ خاص (کراچی) میں اس ترجمہ کا ایک مطبوعہ نسخہ ہے۔ یہ مطبع نبوی۔ کانپور میں سنہ ۱۳۱۹ھ میں چھپا تھا۔ ۱۰ × ۶ سائز کے ۵۵۶ صفحات پر مشتمل ہے اس کے شروع میں مترجم کا دیباچہ ہے جس کا نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ وھو ھذا ــــ

احقر العباد محمد حسن خان مصطفے آبادی عرف رامپوری ——
خدمت میں برادران دینداری —— کی عرض کرتا ہے کہ قبل اس کے
سنہ ۱۲۶۱ھ میں جب تفسیر فتح العزیز فارسی کا سیپارہ عم کا ترجمہ
بموجب حکم —— محمد علی بن محمد حسین صاحب روگہی کے بزبان
ہندی عام فہم چھاپ کر شائع ہوا اور —— مرغوب طبائع ہوا تو
ہر شخص بکمال شوق و رغبت کہنے لگا کہ اگر سیپارہ تبارک الذی کی
تفسیر بھی مثل اس کے ہندی زبان میں ترجمہ ہوکر چھپ جائے تو دین
کا بڑا فائدہ ہو —— الحمد للہ کہ حسب اشارہ و حسن نیت جناب
موصوف کے سنہ ۱۲۶۲ھ میں اس کا ترجمہ بھی مطبع محمدی میں
چھپنا شروع ہوگیا ہے۔

نمونہ ترجمہ از آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الملک اس میں تیس آیتیں اور تین سو پینتیس ۳۳۵ کلمے اور ایک ہزار
تین سو حرف ہیں اور اس سورت کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے
چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے کہ
یہ سورت مکی ہے اور الم تنزیل السجدہ کے بعد مکہ میں نازل ہوئی ہے
اور اس کے بعد سورہ حاقہ اور سورہ معارج نازل ہوئی ہیں اور حسن
بصری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابیوں کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
سورت مدنی ہے۔[1]

۱۔ محمد حسن خان۔ ترجمہ تفسیر فتح العزیز مطبوعہ کانپور
سنہ ۱۳۱۹ھ ص۔ ۶

محمد علی - ترجمہ تفسیر فتح العزیز (پارہ الم) ترجمہ سورہ البقرہ - سنہ

"المعروف بہ بستان التفاسیر" و مجہول

اس ترجمہ کا مطبوعہ نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں محفوظ ہے - یہ ۹ × $\frac{1}{2}$ ۱۲ سائز کے ۲۸۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے - سید ظہور الحسن موسوی اور حافظ سید ابو الحسن موسوی مالک قومی پریس چھتہ لال میاں - دہلی کے اہتمام میں سنہ ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں مطبع علیمی پریس - دہلی میں طبع ہوا -

پیش نظر نسخہ کے شروع میں فہرست مضامین ہے اور ساتھ ہی نسب نامہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیا گیا ہے - اس کے بعد مہتمم مطبع مصطفائی دہلی محمد حسین خان صاحب کا دیباچہ ہے - غالباً یہ پہلی بار انکے ہاں چھپی ہوگی - دیباچہ کی متعلقہ عبارت یہ ہے -

> یہ ہیچ کارہ جہاں محمد حسین خان غفرلہ الرحمن مہتمم مطبع مصطفائی دہلی - شائقین علم تفسیر کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب سے تفسیر عزیز یہ دو پارہ آخر قرآن مجید ہند و بمبئی میں بزبان اردو مطبوعہ ہوئی تھی اکثر احباب با اختصاص اور میر شیر علی خان اور یہ عاجز بھی بدل و جان چاہتے تھے کہ تفسیر عزیزی پارہ الم بھی اردو ہو جائے چنانچہ ایک مدت دراز میں خداوند کارساز طرفتہ العین میں سب سامان مہیا کر دے اور ---- مولوی محمد علی صاحب چاند پوری سلمہ اللہ الولی ترجمہ پارہ اول حسب مراد موافق محاورہ اور بول چال دہلی لکھا گیا اور باہتمام فقیر چھپ کر شائع ہوا ---- نام اس کا بستان التفاسیر اس لیے رکھا کہ یہ ضمیمہ ہے انہیں دو پارہ آخر کا - گو پارہ اول ہے اوسی نام سے مشہور کرنا مناسب تھا اور مولانا کے ممدوح نے اس ترجمہ میں اصل مطلب کو بڑی خوبی سے تحریر کیا ہے - کہیں کمی بیشی نہیں کی - مقام مشکل کی تفسیر اور تفسیروں سے حل کر دی ہے - اپنی طرف سے سر مو دخل نہیں دیا اور نہ کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا اجمال کو تفصیل سے بیان فرمایا - [1]

---

۱ - محمد علی - بستان التفاسیر مطبوعہ سنہ ۱۳۵۱ھ ص - ۱

نمونۂ تفسیر

بیان اس چیز کا کہ تعلق ساتھ الحمد کے رکھتی ہے

اگر "المدح اللہ" کہتا تو یہ معلوم نہ ہوتا کہ اللہ تعالی فاعل مختار ہے اس واسطے مدح میں شرط نہیں کہ ممدوح فاعل ہو جیسی کہ مثالیں اسکی بیان کی گئیں۔ اور الحمد اللہ سے یہی بات سمجھی جاتی ہے کہ اللہ تعالی مختار ہے۔ اپنی مخلوق میں اختیار رکھتا ہے۔ چاہے کرے چاہے نہ کرے پس الحمد اللہ کہنا بہتر ہوا کہ اس میں مذہب فلاسفہ کا رد ہوگیا وہ کہتے ہیں کہ اپنے مخلوق میں اللہ کو اختیار نہیں بلا اختیار صادر ہوتے ہیں اور الحمد اللہ کا "لفظ الشکر اللہ" کے سے اس واسطے اولی ہوا کہ اس لفظ سے استحقاق حمد کا واسطے ذات کے ہر طرح ثابت ہوا۔ خواہ انعام اس کا بہ نسبت حمد کرنیوالے کے اعتبار کرو یا نہ کرو۔ گویا بندہ کہتا ہے حمد تیرے واسطے ثابت ہے چاہے تو دے یا نہ دے تو مجھکو۔

تفسیر سورہ یوسف۔ مولف نامعلوم۔ تالیف سنہ ۱۲۶۴ھ / ۱۸۴۷ء

یہ مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری۔ لندن میں محفوظ ہے۔ ۸ × ۵ ۳/۴ سائز کے ۱۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ آیات خط نسخ میں اور ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے۔

دیباچہ کا اس طرح آغاز ہوتا ہے۔

"سبب اوترنے سورہ یوسف کا یوں بیان ہی کہ تو یہود کے دھنے والے ہر برس شام کے ملک میں واسطے سوداگری کے جایا کرتے تھے۔ اور شام یہودیوں کا وطن تھا"۔

اس کے بعد ترجمہ و تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

الر تلک آیت الکتب المبین ۔ یہ آیتیں ہیں قرآن کی روشن بیان کی
کھلا ہوا ہی واسطے سمجھنے والوں کے اور جواب صاف پوچھنے والوں
کو اسمیں کچھ تضادت نہیں اور نہ شک ہی ۔

مفسر نے تفسیر بیضاوی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سورہ کا شان نزول بھی بتایا ہے
ترقیمہ کی عبارت سے پتا چلتا ہے کہ کاتب منصور علی نے سنہ ۱۲۶۲ھ میں اس کو
تحریر کیا تھا ۔ یہی اس تفسیر کا سنہ اتمام معلوم ہوتا ہے ۔ ترقیمہ کی
عبارت یہ ہے ۔

" از دست کاتب الحروف منصور علی تجاوز اللہ عن سیاتہ بتاریخ
هفتم ماہ سنہ ۱۲۶۲ صورت اتمام یافتہ " [1]

انڈیا آفس ۔ لائبریری ۔ لندن میں سورہ ق [2] اور سورہ رحمن [3] کی بھی قلمی
تفسیریں ہیں ۔ اول الذکر $5\frac{1}{2} \times 8$ کے ۴۶ صفحات پر مشتمل ہے اور ثانی الذکر $5\frac{1}{2} \times 8$
سائز کے تقریبا ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے ۔ سورہ ق کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

ق والقرآن المجید حرف قاف کے معنی کی ہیں او قاف ایک پہاڑ ہی زمرد
کا جو ہے ساری زمین کے گرد ہی سو خدا تعالی فرماتا ہی کہ قسم ہی قاف کی اور
قرآن بہت بزرگ کی ۔

سورہ رحمن — کی تفسیر شروع کرنے سے پہلے شان نزول بتلائی گئی ہے جس
کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

---

1. J.F. Blumhardt The Calalogue of the Hindustani Manus cript in the Library of the India office London, P. 4. No. 13
2. Ibid No. 14
3. Ibid No. 15

سبب اوترنے اس سورہ کا یوں کہتے ہیں کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آگے کافروں کے نام رحمن کا لیتے تو کافر کہتے کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے
کہ رحمن کون ہی اس واسطے یہ سورت اوترا۔

ترجمہ و تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

الرحمن صاحب بہت بخشش کرنے والا جو رحمت اوسکی سب چیز کو پہنچتی ہے
اوس رحمان نے علم القرآن سکھایا ہی قرآن دوست اپنے کو۔

محمد اشرف کاندھلوی۔ تفسیر سورہ یوسف۔ منظوم۔ طبع اول سنہ ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء

(الف) یہ تفسیر کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو (کراچی) میں موجود ہے۔
یہ ۷ × ۱۱ سائز کے ۱۳۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ سنہ ۱۲۸۰ھ میں مطبع نظامی۔ کانپور
میں چھپی تھی۔

ابتداء میں نقلیہ اشعار سے مولف کے تخلص کا پتا چلتا ہے۔

نہ اشرف کی میں ہے تاب ثنا ہے ذات نبی آفتاب ثنا
درود اس پر اور آل پر بیشمار پڑھوں ہوں شفاعت کا امیدوار

آخر میں خاتمۃ الطبع ہے جس سے سنہ طباعت کا علم ہوتا ہے۔ عبارت ہے۔
احقر العباد ضعیف البنیان محمد عبد الرحمن نے اس سورہ شریفہ کی تفسیر
کو کہ زبان اردو میں ہے اپنے مطبع میں چھاپے و مذان الجمادی کہ سنہ ۱۲۸۰ھ
میں چھاپا اور تصحیح عبارت میں حتی المقدور بہت سا اهتمام کیا (ص ۱۳۲)

اس تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

لکھوں پہلے توحید جان آفریں قلم کی طرح خاک پر رکھ جبیں
دکھا جس نے نقش و نگار قدم بنایا ہے گل گشت لوح و قلم
اسی سے ہے سرسبز باغ سخن ہے سیراب و شاداب گلزار کن

اور اختتام ان اشعار پر ہوتا ہے۔

یہ تفسیر یوسف ہوئی سب تمام　　کیا میں نے بھی اس کو اب اختتام

نہ کچھ شاعری کا کیا میں خیال　　کیا اس میں جو کچھ لکھا تھا وہ حال

الٰہی تو واریج سب دور کر　　مجھے تو سے اپنے معمور کر

سو دست میں نے لکھی سب کتاب　　نہ کچھ فکر اور غور کا تھا حساب

خدا را محمد کا لیتا ہوں نام　　علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

ـــــــــــــ

(ص ۔ ۱۳۲)

اس تفسیر میں آیات اوپر لکھ کر نیچے منظوم تفسیر کی گئی ہے۔ کہیں کہیں ضعیف روایتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے لاطائل اشعار کہے ہیں۔ اس میں ابتدا حمد سے ہوتی ہے پھر نعت ہے۔ پھر اصحاب کبار کی منقبت اور اس کے بعد تالیف کتاب کا اجمال اور پھر کتاب کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے۔

روایت ہے کعب ابن احبار کی
سنو تم ذرا اس کو ہے یوں کہی

نمونہ تفسیر

ولقد همت به وهم بها

" اور البتہ عورت نے فکر کیا اوسکا اور اس نے فکر کیا عورت کا "

زلیخا نے یوسف پہ قصدا کیا　　اور اوس نے بھی اوسپر ارادہ کیا

ارادے کا یوسف کے تھا یہ سبب　　بھلا انتقام پر اوتارے ہے درب

کہ تا یاد کر اوس کی طاعت کرے　　عبادت میں اللہ کی وہ رہے

یہ یوسف پہ گزری تھی جو واردات　　سمجھے میں اوسکی بتلاؤں ساری بات

کہا اپنے دل میں تھا یوسف نے یوں　　بھلا بھائیوں سے میں سب اچھے ہوں

کہ وہ ہیں گنہگار اللہ کے　　وے قتل پر سارے تیار تھے

گناہوں سے میں ہوں بہت پاک صاف　　نہ مجھ سے ہوا کچھ خدا کا خلاف

ـــــــــ

(ص ۔ ۵۸)

املائی خصوصیات

(۱) نون منقوطہ ۔ نون غیر منقوطہ کی جگہ استعمال کیا ہے

(۲) یائے معروف اور مجہول میں کوئی فرق نہیں

(۳) الف مضمومہ کے آگے واو لایا گیا ہے۔

(ب) اسٹیٹ سنٹرل لائبریری ۔ حیدرآباد دکن میں بھی اس تفسیر کا قلمی نسخہ ہے[1] یہ $6\frac{3}{4} \times 10\frac{1}{2}$ سائز ۱۵ سطری ۲۲۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ترقیمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آل جعفر نامی کاتب نے ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۱ھ میں اس کی کتابت کی ہے۔ عبارت یہ ہے۔

سن یک ہزار دو صد د نود و یکم = چو شہری بنی بود اے نیک منظو
کتاب مہذب کہ تفسیر بلوح = بحسن التمام یافتہ بہ آل جعفر
الحمد اللہ رب العالمین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ز ما بعد معلوم باد ۔ از دست
کمترین عبدہ گر من ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شہر ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۱ھ
اتمام گشت از دست آل جعفر فی سنہ ۱۲۹۱ھ

اس نسخہ کے آغاز اور اختتام سے پتا چلتا ہے کہ یہ نسخہ مطبوعہ سے کچھ مختلف ہے۔ آغاز ہی میں ایک مصرع ہے۔

دکھا جس نے نقش و نگار قلم

نسخہ مطبوعہ میں یہ مصرع یوں ہے۔

دکھا جس نے نقش و نگار قدم

آخر میں یہ اشعار ملتے ہیں۔

---

۱ ۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ تذکرہ اردو مخطوطات سنہ ۱۳۸۱ھ ص ۔ ۴۱
نمبر ۴۳ تفسیر سورہ یوسف نمبر ۴۳۸

خدا اور محمد کا لیتا ہوں نام ہوآوے وے دل کے مقصد تمام
بآل و باصحاب عالی کرام علیہ الصلوۃ و علیہ السلام

مطبوعہ نسخہ میں دونوں شعروں کا ایک ایک مصرع لے کر شعر پورا کر دیا گیا ہے۔

خدا را محمد کا لیتا ہوں نام علیہ الصلوۃ علیہ السلام

مصرع اولی میں بھی فرق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مطبوعہ نسخہ کسی غیر مستند اور غلط نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔ کیوں کہ قرائن سے یہ مخطوطہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

یہ تفسیر جیسا کہ خود مؤلف نے صراحت کی ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ کی تفسیر کا محض اردو میں منظوم ترجمہ ہے۔ اسی لیے مؤلف نے یہ مصرع لکھا ہے۔

(نہ کچھ فکر اور غور کا تھا حساب "

اس کے علاوہ آیات کا جو اردو نثر میں پہلے ترجمہ لکھا گیا ہے۔ وہ مولوی رفیع الدین کے ترجمے سے ماخوذ ہے۔ اس کی صراحت کتاب میں موجود ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ تفسیر ہندی لائق اعتبار اولوالابصار ہے
کہ جو تفسیر عربی حضرت امام غزالی کا روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے اردو میں ترجمہ قابل اعتبار ہے۔ تازہ یہ لطف ہے جو آیات
قرآنی ہیں ان کا ترجمہ نثر مولانا رفیع الدین کا زیر آیت مذکور
ہے بعد تفسیر آیات نظم میں مسطور ہے۔[1]
(ص۔ ۱۹۴)

(ج) اس تفسیر کے کئی اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں سنہ ۱۸۷۷ء اور سنہ ۱۸۸۳ء میں شائع ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں سنہ ۱۸۷۷ء کا مطبوعہ نسخہ (۹ x ۶ صفحات ۱۹۴) ہے۔ اسی طرح لیاقت نیشنل لائبریری (کراچی) میں بھی ایک نسخہ ہے۔ پنجاب پبلک لائبریری۔ لاہور میں بھی سنہ ۱۸۸۳ء کا مطبوعہ نسخہ ہے۔ (۹ x ۶ صفحات ۱۳۲) کتب خانہ مولوی نذیر الدین (صلی) میں بھی سنہ ۱۸۸۹ء کا مطبوعہ نسخہ ہے۔ (۷ x ۱۱ صفحات ۱۹۴)

۱۔ اشرف تفسیر سورہ یوسف۔ مطبوعہ کانپور۔ سنہ ۱۲۹۴ھ ص۔ ۱۹۴

کتب خانہ خاص۔ انجمن ترقی اردو (کراچی) میں ایک تفسیر سورہ یوسف کا قلمی نسخہ ہے۔ اس کا مولف اشرف نامی کوئی شخص ہے۔ اشعار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ اشرف نہیں جن کی تفسیر کا اوپر ذکر کیا گیا۔

یہ قلمی نسخہ ۶ × ۸ $\frac{۱}{۲}$ سائز کے ۳۴۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ طریقۂ تفسیر یہ رکھا ہے کہ پہلے سرخ روشنائی سے بخط نسخ آیات قرآنی لکھی ہیں۔ اس کے بعد سیاہ روشنائی سے خط نستعلیق میں منظوم تفسیر ہے۔ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف اشرف نے اپنے دوست مدد علی کی فرمائش پر یہ تفسیر لکھی ہے۔ اشعار یہ ہیں۔

ستواب یہ کرتا ہے اشرف کلام — گنہ اوسکی بخشے خدا اب تمام
کہ ہیں ایک میرے بڑے مہربان — کروں انکی خوبی کا کیا میں بیان
نہایت بدل ہیں میرے شفیق — بڑے دوست ہیں اور بڑے ہیں رفیق
علی کی مدد ان پہ ہے گی مدام — مدد اور علی سے رکھے ہے نام
انہوں نے کری ہم سے آکر طلب — کہ تفسیر ہو سورہ یوسف کی اب
اوسے ہندوی میں بیان کیجئے — سب احوال اوسکا عیاں کیجئے
مجھے اونکی خاطر بڑی آضرور — کیا میں نے اس بات میں کچھ قصور
لکھا اس کو ہندی میں میں سب کا سب — مگر چند جا میں کیا منتخب

(ص ۔ ۲۱)

یہ نسخہ ناقص الاخر ہے۔ موجودہ صورت میں اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی کروں حمد پہلے بیان — کو پیدا کیا جس نے یہ آسمان
زمین آسمان اسنے پیدا کیا — خدائی کو اپنی ہویدا کیا
محمد کو بھیجا ہمارے لیے — ہزاروں نبی اس نے پیدا کیئے
محمد کے جا نور کہ ہیں چار یار — کہ جن سے ہے دین نبی برقرار

(ص ۔ ۱)

اور اختتام ان اشعار سے ہوتا ہے۔

ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ

نہیں ہے یہ قرآن و حدیث دروغ — کتابوں کو پہلے یہ دی ہے فروغ

صدق ہے پہلی کتابوں کی یہ — نہیں ہے پہلے خطاؤں کی یہ
مطابق ہے ان کے مخالف نہیں — نہیں او سہیں ہر گز تناقض کہیں
یہی صدق پر اس کی ہے گواہ — کہ ہے یہ بلاشک کلام اللہ

وتفصیل کل شئ

وھدی

(ص ۔ ۲۷۲)

نمونہ تفسیر

وغلقت ~~ ~~ الابواب

کیے گھر کے در بند سارے تمام — کہ تا ہووے یوسف زلیخا سے رام

وقالت ھیت لک

کہا میں ہوں یوسف تمہارے لیے — یہ بیٹھی ہوں زیب اور زینت کیے

اندری

وہ سید ہے میرا دیں اس کا غلام — خریدا ہے جس نے مجھے دے کے دام

احسن مثوی

جگہ نیک وہ جس کو اب اس نے دی — مری خوب تعظیم و تکریم کی
میں ظالم ہوں گر کام ایسا کروں — گناہ اپنے سر پر میں کس طرح لوں

(ص ۔ ۸ ۔ ۱٦۷)

املائی خصوصیات

(۱) یائے مجہول اور معروف میں کوئی فرق نہیں

(۲) نون منقوطہ بجائے نون مہملہ استعمال کیا گیا ہے۔

(۳) سات (ساتھ) اٹی (اٹھی)

(۴) الف مضمومہ کے بعد واو لایا گیا ہے

(۵) الف ممدودہ کی جگہ غیر ممدودہ استعمال کیا گیا ہے

(۶) کاف فارسی بجائے کاف ہندی استعمال کیا گیا ہے

(۷) ہائے مخلوط مخلوطی کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا

مندرجہ بالا دونوں تفاسیر مندرجہ ذیل فرقوں کی وجہ سے علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) پہلی تفسیر عربی تفسیر کا ترجمہ ہے۔ دوسری اصلی ہے

(۲) پہلی تفسیر میں ٦ پارے کے نیچے۔ مولانا رفیع الدین کا اردو ترجمہ ہے دوسری تفسیر میں نہیں ہے۔

شاہ رفیع الدین۔ تفسیر رفیعی۔ طبع اول سنہ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء

اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہے۔ یہ ۱۱ × ½ ٧ سائز کے ۲۲۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ پہلی بار سنہ ۱۲۷۲ھ میں سید عبدالرزاق کے اہتمام میں مطبع نقشبندی میں چھپی تھی۔ اس تفسیر کے حاشیہ پر حضرت یعقوب چرخی کی فارسی تفسیر بھی ہے۔ دیباچہ سے اس تفسیر کی ترتیب و تدوین اور طباعت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ضروری اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

کہتا ہے خاکسار میر عبدالرزاق بن سید نجف علی خان المعروف بہ توجدارخان غفرلہ ولوالدیہ کہ والا بزرگوار میرے نے بخدمت جناب عالم باعمل و فاضل بے بدل واقف علوم معقول و منقول۔ خلاصۃ علماء متاخرین مولوی رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی عرض کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ ترجمہ کلام اللہ تحت لفظی

آپ سے پڑھ کر زبان اردو میں لکھوں پھر اس کو آپ ملاحظہ فرما کر اصلاح
دے کر درست فرمایا کریں۔ چنانچہ آپ نے قبول فرمایا۔ اور تمام کلام اللہ
اسی طرح سے مرتب ہوا اور رواج پایا۔ اور اسی صورت سے تفسیر سورہ بقر کی بطور
فائدوں کے تمام و کمال مفصل و مشرح لکھی تھی اور مسمی بہ تفسیر رفیعی کیا۔
اس واسطے کہ نام مبارک اون کا بھی رفیع الدین ہے اور حاشیہ پر تفسیر مولانا
یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کہ بہت معتبر اور جامع اور نادر و کمیاب ہے کہ آج
تک دونوں کا چھاپا نہیں ہوا تھا اس عاجز نے واسطے فائدے خاص و عام
کے چھپوایا۔[1]

اس اقتباس سے یہ اہم معلومات ہوتی ہیں۔

(۱) ترجمہ قرآن پاک فوجدار خان نے شاہ رفیع الدین سے پڑھ کر خود مرتب کیا
اور ان سے اصلاح لیتے گئے۔

(۲) تفسیر سورہ بقر بھی سبقاً سبقاً پڑھتے گئے اور مرتب کرتے گئے۔

(۳) گویا دونوں تصانیف شاہ رفیع الدین سے بالواسطہ تعلق رکھتی ہیں۔
براہ راست تصانیف نہیں ہیں۔

خاتمۃ الکتاب پر محمد حسین صاحب نے ایک قطعہ تاریخ فارسی میں لکھا ہے اور
دوسرا ہندی میں۔ ہم یہاں بالترتیب دونوں کو نقل کرتے ہیں۔

چو شد مطبوع این تفسیر پر تنویر یعقوبی ۔ بشارت باد بر اصحاب ایمان یقین ہذا
پے تاریخ طبعش چون جد و جہد کار افتاد ۔ شد از جد رمز ہے تفسیر قرآن مبین ہذا
۱۲۷۲ھ

غنیمت ہے چھپی تفسیر مولانا رفیع الدین۔ رموز نظم قرآن کھل گئے ہم طالبوں
۱۰۰۰ ۔ ۲۰۰
عجب تاریخ اس کی صنعت توشیح میں یہ ہے۔ پڑھے تا محنت استخراج میں کم طالبوں
۲

۱۲۷۲ھ = ۲ + ۷۰ + ۲۰۰ + ۱۰۰۰

۱۔ شاہ رفیع الدین۔ تفسیر رفیعی۔ مرتبہ فوجدار خان مطبوعہ سنہ ۱۲۷۲ھ (ص۔ دیباچہ)
کتب خانہ خاص (کراچی) اور کتب خانہ سید نذیر الدین (دہلی)

اس تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ الفاتحہ مکیہ و مدنیہ وھی سبع آیات۔ ترجمہ شروع کرتا ہوں میں
ساتھ نام اللہ کے کہ وہ رزق دینے والا ہے اور بخشنے والا ہے۔ ف کہتے
ہیں کہ دراز لکھنا چاہئے بے کو تو کہ ہو شروع کتاب اللہ کے ساتھ حرف بڑے
کے اور ظاہر کرنا چاہئے سین کو اور فرق کرنا چاہئے درمیان بے کے اور سین
کے اور گرد لکھنا چاہئے میم کو واسطے تعظیم کتاب اللہ کی ———

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

والنصرنا علی القوم الکافرین۔ نصرت دے کافروں پر اور ایک نصیحہ بڑی ہے
یہی ملے جب تلک اہل دین اپنے دین پر قائم رہیں اور عوام ان کی متابعت میں
رہیں اور نفاق اور مذاہب باطلہ اور بدعتوں سے خالی رہیں۔ اور امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر اور پرہیز چغلیوں و شہوتوں سے اور سب حرام خوری
سے کئے جاویں تو اور دین والا غالب نہیں آتا ہے۔ فقط

(ص۔ ۲۰۹)

نوٹ۔ صفحہ ۲۱۰ سے ۲۲۴ تک بسم اللہ اور سورہ فاتحہ وغیرہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

نمونہ تفسیر رفیعی

حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر
باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور الرحیم۔ سوائے اس کے نہیں
کہ حرام کیا ہے اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ
اوپر اس کے پکارا جاوے واسطے غیر خدا کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد
سے نکلنے اور نہ بڑھ پھیرنے والا۔ پس نہیں گناہ اوپر اوس کے تحقیق اللہ
بخشنے والا مہربان ہے۔ ف اس آیت میں کہتے ہیں کہ چار چیزیں گنی
اور حرام بہت ہیں سوا ان کے جیسے جانور درندے پرندے اور چرندے
اور کیڑے زمین کے جیسے سانپ اور بچھو کھٹمل مچھر پھر یہ حصر کیوں
کر درست ہووے گا۔ جواب دیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جن چیزوں کو لوگ
کھایا کرتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ میں رہتی ہیں یعنی تصرف اور قبضے
میں اور نہیں سے بھی حلال ہیں اور جنگل کی اور زمین کے اور پانی میں

کی چیزوں کا ذکر نہیں اور تحقیق یوں ہے کہ حق تعالی نے اپنے کلام میں چار چیزیں حرام کی ہیں لیکن اپنے پیغمبر پر حوالہ رکھا ہے۔ بعض چیزوں کی حلال اور حرام کرنے کا۔ (ص۔ ا۔ ۹۲)

املائی خصوصیات

(۱) یائے مجہول اور یائے معروف میں کوئی امتیاز نہیں

(۲) الف مضمومہ کے بعد واو کا استعمال

(۳) ہائے مخلوطی کا استعمال کیا گیا۔

(۴) کہیں کہیں کاف ہندی کی جگہ کاف فارسی استعمال کیا گیا ہے۔

واجد علی شاہ۔ صحیفہ سلطانیہ۔ تالیف سنہ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء تا سنہ ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۸ء

اختصار بانو نے اپنے ایک مضمون بعنوان "واجد علی شاہ کی معزولی" مطبوعہ اخبار جنگ شمارہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۶۱ء صفحہ ۲ پر "ضیائے اختر" از محمد حسین (برٹش میوزیم۔ لندن) مطبوعہ سنہ ۱۸۷۸ء کے حوالے سے یہ انکشاف کیا ہے۔

"جب لکھنؤ میں فسادات ہوئے تو نواب صاحب (واجد علی شاہ) کو کلکتہ میں قید کر لیا گیا اور خط و کتابت لکھنؤ سے بند کر دی گئی۔ انگریزوں نے یہ بھی حکم دیا کہ مکان بدل دیں اور قلعہ فورٹ ولیم میں قید کیے گئے"۔ صرف ایک شخص مرزا یوسف کو ساتھ جانے کی اجازت ملی مگر اسے قلعہ سے باہر آنے کا حکم نہ تھا۔ اس نے بھی چار ماہ بعد انتقال کیا۔ ترو سال دو ماہ کلکتہ کے قلعہ میں محبوس رہے "رہائی سے مایوس تھے۔ تلاوت قرآن مجید کو معمول بنایا انہیں دنوں قرآن شریف کی شرح لکھی جو صحیفہ سلطانیہ کے نام سے مشہور ہوئی"۔[۱]

(ص۔ ۲۔ کالم۔ ۵)

۱۔ جنگ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۶۱ء ص۔ ۲ مضمون اختصار بانو "واجد علی شاہ کی معزولی"

واجد علی شاہ سنہ ۱۲۷۵ھ میں رہا ہوئے۔ جیسا کہ ایک شاعر کے اس قطعہ سے واضح ہے۔

کہا یہ مورخ نے شکر الہ
چھٹے رنج زندان مجلس سے شاہ
۱۲۷۵ھ

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ واجد علی شاہ دو سال دوماہ قید میں رہے اس حساب سے تو وہ سنہ ۱۲۷۲ھ میں قید کیے گئے ہوں گے اور اس طرح صحیفہ سلطانیہ جو پورے قرآن کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ سنہ ۱۲۷۲ھ اور سنہ ۱۲۷۵ھ کے درمیان مکمل کی گئی۔

تفسیر ریاض دلکشا۔ مولف نامعلوم۔ تالیف سنہ ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۴ء

اس تفسیر کا مخطوطہ آصفیہ سنٹرل لائبریری۔ حیدرآباد دکن میں موجود ہے[1] یہ نسخہ ۱۳ × ۸ سائز کے (۳۰ شعر فی صفحہ) صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ خاتمہ کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر سنہ ۱۲۸۱ھ کی تالیف ہے۔

کرے لکھنے کا جو اس کے سرانجام | بخیر اوس کا تو اے خالق کر انجام
کہا تاریخ کا موزون ادارہ | کہ یہ صفحہ رہے اس سے نہ سادہ
ہوا ہے جب سال ختم تحریر | جو لکھی سورہ یوسف کی تفسیر

۱۲۸۱ھ

اس تفسیر کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے۔

لکھوں حمد و ثنائے اپ اکبر | قلم کا کلک قدرت ہو جو یاور

تفسیر کے نام کے متعلق اس شعر سے صراحت ہوتا ہے۔

الہی ہو بخیر انجام اس کا۔ | ریاض دل کشا رہے نام اس کا

یہ تفسیر اثنا عشری فرقے کے کسی مصنف کی معلوم ہوتی ہے۔ نام معلوم نہ ہو سکا۔ اس تفسیر میں طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ پہلے بطور عنوان آیت لکھی اس کے بعد اس کی منظوم تفسیر لکھدی بیچ ضرورت پڑی تو ذیلی عنوانات قائم کر دیے گئے۔ جو تمام پا ن طور پر سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

۱۔ نصیر الدین ہاشمی۔ تذکرہ اردو مخطوطات۔ جلد دوم ص ۳۸ نمبر ۲۷ نمبر تفسیر ۲۸۷ مخطوطہ مکتوبہ سنہ ۱۲۸۱ھ۔

عبدالسلام سلام - تفسیر زاد الآخرہ - طبع اول سنہ ۱۲۸۴ھ / ۱۸٦٧ء (منظوم)

تفسیر زاد الآخرہ کا ایک نسخہ پنجاب پبلک لائبریری - لاہور میں ہے اور ایک نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری کراچی میں بھی ہے - اس تفسیر کی چار جلدیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے -

جلد اول

حصہ اول - از سورہ فاتحہ - تا سورہ انعام - سائز ۹ × ٦
صفحات ۴۲۵ مطبوعہ مطبع منشی نول کشور - کانپور - سنہ ۱۲۸۴ھ

حصہ دوم از سورہ اعراف تا سورہ کہف (نصف کلام اللہ)
سائز ۹ × ٦ صفحات ۴۳۸ مطبوعہ کانپور -

جلد دوم

حصہ اول از سورہ مریم تا سورہ صافات سائز ۹ × ٦
صفحات ۴۲۵ مطبوعہ کانپور سنہ ۱۲۸۵ھ

حصہ دوم از سورہ صاد تا سورہ ناس - سائز ۹×٦
صفحات ۴۵۴ مطبوعہ کانپور سنہ ۱۲۸۵ھ/۱۸٦۸ء

آخری جلد میں خاتمۃ الطبع ہے جس کی عبارت یہ ہے -

حسب تحریک و امداد و اطانہ مولوی محمد محمود بخش صاحب
مئتف درجہ اول دارالسرور کانپور مطبع آفاق و صیح جناب
منشی نول کشور صاحب میں کارپردازان سلیقہ شعار و مہتمان کارگزار
کی حسن سعی فرمان سے نہایت خوش خط بصحیح تمام و تنقیح
مالا کلام کاغذ تحفہ وعمدہ بہ حسن وصورت مطبوع شہر فیض بہر لکھنو
میں بار اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۵ھ ہجری نبوی مطابق ماہ جون
سنہ ۱۸٦۸ء میں مطبوع ہوکر مشہور دیار و امصار و مقبول و لبھائے
مسلمانان و حمائل گلوئے اصحاب ہوئی -

(ص - ۴۵۴)

طریقہ تفسیر یہ رکھا ہے کہ پہلے قرآن کی آیت لکھی پھر اس کا منظوم ترجمہ اس کے نیچے لکھا اور اس کے بعد منظوم تفسیر شروع کر دی۔ یہ تفسیر پورے قرآن پاک کی ہے اور بڑی ضخیم ہے۔ نرالے طرز کی تفسیر ہے۔ کتب سلف سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

نمونہ تفسیر

والعصر

ابر و روزگار کی سوگند — جو ہے بے مثل اور بے مانند
یا او تر تے دن اور زمان کی قسم — یا کہ عصر پیمبر ان کی قسم
یا محمد کے عصر کی سوگند — سب زمانوں سے قدر جس کی بلند
یا قسم عصر کی نماز کی ہے — وہ جو وسطی اور امتیاز کی ہے
آگے اوس کے ہے اب جواب قسم۔ پڑھ کے معلوم کر لے اسے ہمدم

ان الانسان لفی خسر

ہر ایک انسان تو ایک زیان میں ہے۔ — بیچ ٹوٹے کے ہر زمان میں ہے
اسے خسارہ میں پکا ہی حال — عمر کا ہر دم اوسکے راس المال
یا کہ ٹوٹے میں ہے ابوالاسد بن۔ — یا ابوجہل ہے سو دشمن

الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

ہاں مگر دے جو لئے حسن ایمان — اور کیے نیک کام بے پایان
اور باندی کو تقدیر — دین پر حق کی بہ ہمہ گر
اور باہم کیا تقید صبر — بدی کو کئے نیف سرکشی و جبر
بخش یا رب مرے گناہوں کو — سورہ عصر کے طفیل سے تو
اور مجھے دین حق ہدایت کر — اور صبر و رضا عطا یت کر

(ص ۔ ۴۲۷)

نوٹ: اس تفسیر کا ایک نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری میں کراچی میں بھی ہے۔

صبغۃ اللہ - تفسیر فیض الکریم- طبع اول سنہ ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء

پیش نظر نسخہ سورہ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ یہ $7\frac{1}{2} \times 11\frac{1}{2}$
سائز کے ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۲۸۷ھ میں منشی سید زین العابدین کے اہتمام میں
مطبع محور الاخبار مدراس میں طبع ہوئی۔

شروع میں دیباچہ ہے۔ پھر مقدمہ اور اس کے بعد اصل تفسیر شروع ہوتی ہے۔
دیباچہ کے اہم اقتباسات یہ ہیں۔

حمد و نعت کے بعد کہتا ہے بندہ ضعیف صبغۃ اللہ بن محمد غوث
بن محمد ناصر الدین حشرہم اللہ فی زمرۃ الابرار ـــــــــ
ہند کے اکثر سلاطین زبان فارسی بولتے تھے اس لیے وہاں کے
اکثر اہل اسلام کو فارسی تحصیل کا شوق ہوا اور وے سب
اپنے کاروبار اسی زبان میں لکھنے لگے اور فارسی زبان میں
بہت سی کتابیں اور تفسیر اور دوسرے علوم میں لکھیں بنا بر اس کے
ہندی زبان میں کوئی کتاب تصنیف کرنا سبک ٹھہرا ہاں مگر
قصیدے اور اشعار اور چھوٹے قصے اور کہانیاں اکثر لکھا کرتے
ہیں اس وقت کے لوگوں کو یہ توفیق کہاں جو عربی علوم کی تحصیل
کی طرف متوجہ ہوں۔ اور یہ بھی دشوار ہوگیا کہ فارسی میں
اچھی لیاقت بہم پہنچاویں کیوں کہ روزی کی فکر میں پریشان
سرگرداں ہیں قطع نظر اس کے حاصل بھی کریں تو زبان کی
مہارت میں ایک موصوف ہویا وصف اس کے بھی اکثر لوگ علم سے
بے بہرہ اور دین کی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں الحق اپنے
ملک یا کے میں کسی فن کو لکھنا عوام کی معرفت کا سبب ہوتا ہے
علی الخصوص عورتیں کہ انکو ہندی زبان کے سوائے دوسری زبانوں
سے آشنائی نہیں۔ فضیلت دستگاہ مولوی محمد باقر آگاہ جعل اللہ
الجنۃ مثواہ نے چند کتابیں دینی علوم کی ہندی زبان میں بنائے
کہ جس سے ایک عالم کو فائدۃ عظیم ہوا۔ ان ایام میں حکام کی

رغبت لیو اردو زبان کی طرف دیکھ کے بہت سی کتابیں ہندی
میں لوگ تصنیف کیے۔ پھر یہ عاصی بھی ہندی زبان میں چند کتابیں
بنایا مگر کوئی ایسی تفسیر کہ جس کے دیکھنے سے خاطر کو تشفی
ہو سو نظر نہ آئی اس لیے یہ عاصی ایک تفسیر ہندی کہ جس میں
شان نزول اور ضروری باتیں مذکور ہوں لکھنا شروع کیا ——
جناب الٰہی میں التجا یہ ہے کہ اس کے اتمام کی توفیق دیوے۔
(ص ۲ - ۳)

کراچی یونیورسٹی لائبریری (کراچی) میں بھی اس تفسیر کا ایک نسخہ ہے۔ جو ابتدائی چھ پاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ ۱۲ × ۶ سائز کے ۹۷۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ابتدائی اجزاء مطبع عزیزی میں چھپے پھر مطبع فیض الکریم حیدر آباد دکن میں چھپے۔ اس نسخہ کی طباعت کی تکمیل ۱۲ء ربیع الاول سنہ ۱۳۱۳ھ ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سورہ بقرہ کی تفسیر اواخر تیرھویں ہجری میں چھپی پھر باقی اوائل چودھویں سال ہجری میں طبع ہوئی۔ قیاس یہی کہتا ہے کہ یہ تفسیر مکمل نہ ہو سکی۔ دیباچہ میں بھی شروع کرنے کا ذکر کیا ہے۔ تکمیل کا اس میں ذکر نہیں۔ اس تفسیر کا یہی نسخہ ~~[illegible]~~ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی لائبریری (کراچی) میں موجود ہے۔

تفسیر فیض الکریم کے مؤلف سنہ ۱۲۰۸ھ / ۱۷۹۳ء میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء میں انتقال فرمایا۔ اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی موت واقع ہوجانے کی وجہ سے تفسیر مکمل نہ ہو سکی۔ مؤلف دربار ارکاٹ میں قاضی تھے۔ بدر الدولہ آپ کا خطاب تھا شرف الملک کے صاحب زادے تھے۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ صرف اردو میں ۱۲ کتابیں تصنیف کیں۔[1]

نمونہ تفسیر

واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہے۔ زمین میں ایک نائب۔ معلوم رہے جس آیت کے شروع میں "اذ قال" اور اس کے مانند آتا ہے۔ تو وہاں "اذکر یا محمد"

۱- حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۴۱ء ص ۴۹ - ۵۰

کا لفظ مقدر لیتے ہیں تو ترجمہ یوں ہوتا ہے۔ یاد کر اے محمد کہ جب کہا اور
بعضے "اذ" کا معنی چھوڑ دیتے ہیں اس وقت ترجمہ یوں ہوگا اور کہا
تیرے رب نے اور ملائکہ کو جسم ہے لطیف نورانی۔ وے قادر ہیں جس شکل
چاہیں ویسی لیتے ہیں اور یہ جو اللہ تعالی کہا سو آسمان و زمین کے تمام
فرشتوں کو کہا اور سجدے کا حکم جو ہوا سو بھی تمام کو ہوا۔ بعضے مفسروں
نے کہا ہے کہ یہ خطاب اور حکم فقط زمین کے فرشتوں کو تھا۔ کیونکہ اللہ
تعالی آسمان و زمین پیدا کیا اور فرشتے اور جنوں کو بھی پیدا کیا۔ ملائکہ
کو رہنے کی جگہ آسمان پر دیا اور جنوں کو زمین پر رکھا۔ وے ایک مدت
تک خوشی سے زمین پر رہے اس کے بعد ان میں حسد اور عداوت پیدا ہوئی
آپس میں لڑائی شروع کیے پھر اللہ تعالی ان کی تنبیہہ کے لیے فرشتوں کی
ایک جماعت کو روانہ کیا ______ (ص ۔ ۱۱)

املائی خصوصیات

(۱) ٹ کے لیے ت استعمال کیا گیا ہے۔

(۲) یائے مجہول اور معروف میں کوئی امتیاز نہیں

(۳) نون غیر ملفوظہ متروک ۔

(۴) "ان" لگا کر فارسی کے قاعدے کے مطابق جمع بنائی گئی ہے۔

(۵) ضمیر ۔ جمع کے ساتھ فعل بھی جمع لایا گیا ہے۔

(۶) حرف ربط "نے" کو متروک کر دیا۔

عبد الحکیم، تفسیر فاتحۃ الحکیم، تالیف قریب سنہ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء

بن محمد عبد الرحیم

اس تفسیر کا نسخہ کتب خانہ سید نذیر الدین مرحوم (مسلی) میں موجود تھا۔ یہ ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی بار سنہ ۱۲۸۸ھ میں طبع ہوئی تھی۔ پیش نظر نسخہ سنہ ۱۳۲۹ھ میں طبع ہوا۔ اس کے آخر میں خاتمۃ الطبع ہے جس سے اہم امور پر روشنی پڑتی ہے۔ عبارت یہ ہے۔

"کتاب تفسیر فاتحۃ الحکیم ـــــ جو کہ بہ اہتمام قاضی ابراہیم صاحب مرحوم سنہ ۱۲۸۸ھ ہجری میں طبع ہوئی تھی۔ اس زمانے سے اب تک نوبت طبع مکرر نہ پہنچی ـــــ لہذا حسب خواہش ـــــ میاں قاضی نور محمد بن قاضی عبد الکریم صاحب تاجر کتب بہ اہتمام مالک مطبع کریمی و فتح الکریم۔ مطبع کریمی واقع بمبئی ـــــ میں چھپ کر سنہ ۱۳۲۹ھ میں اسی مطبع سے شائع ہوئی اور حکمت یار خان ابن حافظ احمد یار خان بریلوی نے تحریر کیا۔"

مولف نے مقدمہ میں اس امر کی صراحت کی ہے کہ جب وہ اپنی تالیف ہدیۃ النحو میں سے سنہ ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۲ء میں فارغ ہوئے تو اچانک اردو تفسیر لکھنے کی طرف میلان طبع ہوا چنانچہ سب سے پہلے سورہ فاتحہ کی تفسیر قلم بند کی۔

اس تفسیر کا انداز بہت پرانا اور قدیمانہ ہے۔ تفسیر کا مدار روایت پر ہے۔ زبان بھی پرانی وضع کی ہے۔ "بیچ اس کے کے" طلب کی

نوٹ۔ قیام دہلی کے زمانے میں وقت بہت کم تھا اس لیے اس کا نمونہ نہیں لیا جا سکا۔

عطا رعلی ۔ تفسیر عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن ۔ تالیف سنہ ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء

(الف) یہ تفسیر لیاقت نیشنل لائبریری (کراچی) میں موجود ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد ۱۲ × ۸ سائز کے ۸۱۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ مطبع یوسفی میں چھپی تھی۔ اس میں سورہ فاتحہ سے سورہ بنی اسرائیل تک کی تفسیر ہے۔ (تا آیت وکبرہ تکبیرا)

پہلی جلد کے شروع میں ۲ صفحات پر مقدمہ پھیلا ہوا ہے۔ مگر اس میں مولف نے سنہ تالیف کا ذکر نہیں کیا ہے اور دیگر اہم امور اگلے ہیں۔ سرورق کے پیچھے مولانا سید محمد تقی مرحوم کا تصدیقی نوٹ ہے جس پر ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۸ھ تحریر ہے۔ عبارت یہ ہے۔

کتبہ العبد المذنب محمد تقی بن سید العلماء السید حسین بن آیۃ اللہ
فی العالمین السید دلدار علی حشرہم اللہ مع اجدادہم والطاہرین ۔
ظہر یوم الاحد الثالث والعشر من شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۸ھ "

مندرجہ بالا تصدیقی نوٹ کے تتمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر عمدۃ البیان کی پہلی جلد سنہ ۱۲۸۸ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچ چکی تھی۔

گزارش کرتا ہے خدمت میں مومنین کے خاکسار عطا رعلی رہنے والا
موبی پور ضلع شاہجہان آباد کا کہ بعضے مومنین دیندار نے
اس عاصی کے پاس خطوط روانہ کر کے درخواست کی کہ تفسیر قرآن
شریف کی زبان اردو میں کہ جس سے تمام لوگوں کو فائدہ ہو ابتک کسی نے
تحریر نہیں فرمائی ہے اور کسی نے کچھ لکھا ہے۔ تو بطور حاشیہ
کے لکھا ہے۔ اور آیت کے معنی کو حل نہیں کیا ہے اور نہ جو آیت کی تفسیر
لکھی ہے۔ اب کوئی ایسی تفسیر مرقوم ہو کہ جس میں سب آیات کا
حل اور شان اور سبب نزول ہر آیت کا اور قصہ جو کہ اس سے متعلق
ہے تفصیل سے ہو اور اختلاف قرآت اور ترکیب نحوی بھی موافق
ضرورت کے اس میں مذکور ہو اس واسطے اس خاکسار نے لکھنا تفسیر کا
شروع کیا اور موافق ان کے مقصود کے مثل اور تفسیروں عربی اور فارسی کے
اس تفسیر کو تحریر کیا کہ ہر آیت کی تفسیر لکھی اور شان نزول آیت
اور قصہ ۔ قرآت اور ترکیب نحوی حسب ضرورت سب کو اس تفسیر میں درج

کیا اور اثبات مذہب حق اور جواب مخالفین میں تفصیل کی کہ مثل
اس تفسیر کے اور تفسیروں میں کم ہوگا اور واسطے ثابت کرنے خدمت
حق کے اگر ادنی اشارہ بھی کسی آیت میں پایا ہے تو وہیں اس کو
ذکر کر دیا ہے۔ اور وعظ و پند میں احادیث رسول خدا اور
ائمہ ھدی سے اس تفسیر کو مزین کیا ہے اور نہایت آسان محاورہ
میں اس تفسیر کو لکھا ہے کہ جس کو تھوڑا سا خواندہ آدمی بھی
پڑھ کر سمجھ لیوے اور نام اس کا "عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن"
رکھا ہے۔ (ص ۔ ۲)

مندرجہ بالا اقتباس سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) مولف کا نام عمار علی ہے اور وہ سونی پت کے رہنے والے ہیں۔

(۲) بقول مولف اس وقت تک جتنی تفاسیر لکھی گئیں وہ خواص سے
زیادہ نہ تھیں۔

(۳) مولف نے احباب کی درخواست پر یہ تفسیر لکھی اور اس میں ان
خوبیوں کو پیش نظر رکھا ہے۔

(الف) ہر آیت کی تفسیر مع شان نزول لکھی گئی ہے۔

(ب) متعلقہ قصوں کو بیان کیا گیا ہے۔

(ج) قرآن اور ترکیب نحوی کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

(د) مولف چونکہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس
لیے انہوں نے اپنے مسلک کے متعلق اثبات حق اور
مخالفین کے جواب میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

(ھ) کسی آیت میں ادنی اشارہ بھی اپنے مذہب کے
حق میں پایا ہے اس کو وہیں بیان کر دیا ہے۔

(و) مسئلہ استدلال احادیث نبویہ اور اقوال ائمہ سے کیا گیا ہے

(و) زبان اور اسلوب بیان نہایت سادہ رکھا گیا ہے۔

(۴) اس تفسیر کا نام تفسیر "عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن" رکھا گیا ہے۔

(ب) تفسیر عمدۃ البیان کی دوسری جلد ۱۲ × ۸ سائز کے ۶۹۹ صفحات پر مشتمل ہے۔
یہ سنہ ۱۳۰۲ھ میں مطبع یوسفی دہلی میں چھپی تھی۔ اس میں سورہ کہف سے سورہ ناس
تک کی تفسیر ہے۔ اس جلد کے آخر میں سید عابد حسین صاحب خستہ نے قطعہ تاریخ طباعت
بھی لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔

امر خوبی سے یہ جلد جو مطبوع ہو گئی۔ سید علی حسین کا ہے حسن اہتمام
میں علی کر یمن سے اے خستہ لکھ یہ سال۔ یہ عمدۃ البیان کی ہے جلد دوم تمام

(ص ۔ ۷۰۰)

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

سب تعریفیں ثابت ہیں واسطے خدا کے پروردگار عالموں کا ہے۔ بخشنے والا
نعمت کا خلقوں پر اور بخشنے والا گنہگاروں کا اوس جہان میں مالک روز جزا کا
تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم دکھلا تو ہم
کو راہ سیدھی راہ اون لوگوں کی کہ انعام کیا ہے تو نے اوپر اون کے نہ راہ
ان لوگوں کی کہ غضب کیا گیا ہے اوپر اون کے اور نہ راہ اون لوگوں کی کہ گمراہ
ہونے والے ہیں راہ راست سے۔

(ص ۔ ۱۴ ۔ ۵)

نوٹ یہ ترجمہ تفسیر کو علیحدہ کر کے نوٹ کیا گیا ہے۔

نمونہ تفسیر سورہ عصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم والعصر۔ قسم ہے زمانہ رسول خدا صلعم کی یا قسم ہے
نماز عصر کی یا قسم ہے خدا نے عصر کی اور جواب قسم کا یہ ہے کہ ان الانسان لفی
خسر تحقیق کہ آدمی البتہ بیچ خسارے کے ہے۔ اور صرف کرنے عمر کے دنیائے
ناپائیدار میں۔ اور کوشش کرنے مطلبوں بیراعتبار میں اور آخرت کا ذخیرہ کہ

طاعت اور عبادت خدا کی ہے اس کے جمع کرنے میں کوتاہی اور قصور کرتے ہیں الا الذین آمنوا۔ مگر جو لوگ ایمان لائے ہیں وعملوا الصالحات اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک کہ وہ آخرت کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اپنی عمروں کو خدا کی رضامندی میں صرف کرتے ہیں جو کہ وسیلہ ہمیشہ کی زندگی کا ہے اور بہشت میں داخل ہونے کا ہے اور یہی ہے فائدہ عظیم ان کی تجارت کا اور دوری ہے ان کو اور خسارہ اور نقصان سے اتواصوا اور وصیت کی ہے انہوں نے آپس میں بالحق ساتھ حق کے کہ وہ اعتقاد صحیح اور عمل درست ہے۔ اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت اور مشغول رہنا ذکر خدا میں وتواصوا اور وصیت کی ہے انہوں نے آپس میں بالصبر ساتھ صبر کے طاعتوں کی مشقتیں اٹھانے پر اور گناہوں سے پرہیز کرنے پر اور ہر بلا اور ہر مصیبت میں گرفتار ہونے پر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسان سے ابوجہل یا ولید بن مغیرہ یا ابو الاسد ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ محمد اور اس کے اصحاب خسارہ میں ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ اور دادا کے دین کو ترک کیا ہے۔ اور بتوں کی عبادت سے دست بردار ہوئے ہیں۔ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ خسارے میں وہی لوگ ہیں جو بتوں کو پوجتے ہیں نہ وہ کہ جو ایمان لائے ہیں اور عمل انہوں نے اچھے کئے ہیں۔

اس سے آگے چل کر مولف نے اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق ہے شیعہ مذہب سے ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔

"اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے اس سورہ کی تفسیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی فرمایا قسم ہے آخر روز کی کہ ابوجہل خسارہ میں ہے مگر مومنین کہ مشتغل اعمال نیک انہوں نے کئے ہیں۔ یعنی اہل بیت میرے کہ وہ علی ابن ابی طالب اور ابی کے آل اطہار اور ان کی پیروی کرنے والے ہیں اور وصیت کی ہے انہوں نے اذیت پر صبر کرنے کی کہ جو آل محمد کے دشمنوں سے ان کو پہنچی۔ اور حضرت صادق علیہ السلام نے اس کی

تفسیر میں فرمایا ہے کہ عصر سے مراد زمانہ ظاہر ہونے قائم علیہ السلام کا ہے اور تحقیق انسان خسارہ میں ہے یعنی مستحق دشمن ہمارے مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں یعنی ہماری طرف رجوع کرتے ہیں اور عمل کیے انہوں نے نیک یعنی برادران ایمانی کی یاوری کی انہوں نے اور وصیت کی انہوں نے اور وصیت کی انہوں نے ساتھ حق کے یعنی ساتھ امامت کے" (ص ـ ۵ ـ ۶۸۲)

محمد سردار خان ۔ تفسیر مظہر علوم ۔ تالیف سنہ ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء

اس کا مطبوعہ نسخہ کتب خانہ سید نذیر الدین (دہلی) میں موجود تھا۔ یہ نسخہ ۹ × ۵ سائز کے ۱۳۲ پر مشتمل ہے۔ یہ صرف سورہ ہود کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ پیش نظر نسخہ مطبع مجتبائی دہلی میں ماہ شوال سنہ ۱۳۱۰ھ میں طبع ہوا۔

اس تفسیر کے شروع میں مؤلف نے تمہیداً سبب تالیف بیان کیا ہے اس کے فوراً بعد تفسیر شروع ہوگئی ہے۔ تفسیر کا انداز پرانا ہے۔ تفسیر کو زیادہ دل چسپ بنانے کے لیے غیر متعلق قصوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

سبب تالیف بیان کرتے ہوئے مؤلف نے لکھا ہے۔

اما بعد کہتا ہے مسکین محمد سردار خان ابو احمد بن محمد اکبر خان بن محمد ابو بکر خان سہرندی ثم الدہلوی غفر اللہ لہ و لوالدیہ ہر گاہ کہ بعض احباب مصر ہوئے وعظ کے کہ اکثر مرد تو اس مجلس سے مشرف ہوتے ہیں مگر عورتیں ہر جا وعظ میں جانے سے قاصر ہیں۔ اور اس فرقے میں شرک اور جہالت اور ترک صوم و صلوٰۃ اکثر ہے۔ ان کے واسطے اپنے مکان پر وعظ مقرر ہو۔ تاکہ یہ بھی سن کر فیض یاب ہوں۔ اگرچہ یہ بندہ لیاقت اس امر عظیم کی نہیں رکھتا تھا۔ مگر ــــــ انکار نہ کر سکا جو کچھ تفاسیر اور کتب سیر سے واسطے بیان کے مطالعہ کیا اس کو لکھ لیا اس غرض سے کہ جو لوگ استعداد عربیت کی نہیں رکھتے وہ اس کتاب کو دیکھ کر پڑھ و وعظ

کہہ سکیں۔ اتفاقاً سورہ ہود میں اکثر قصہ انبیا علیہم السلام کے جہاں سے شروع کرنے کا ہوا۔ اورنام تاریخی اس کا مظہر علوم (۱۲۹۱ھ) رکھا۔ ابتداء اس کی عشرہ محرم الحرام سن بارہ سو اکیانوے ہجری میں ہوئی۔

(ص۔ ۲)

اس نسخہ کے آخر میں یہ قطعہ تاریخ طباعت بھی ہے۔

ہے یہ کتاب بس کہ عجب جامع العلوم ۔ ہوں مستفید اس سے ہر ایک خاص و عوام

اغلاط کا جدا کیا سو اس سے پکے قلم ۔ ہاتف نے یوں کہا کہ یہ چھپی "مظہر علوم"

۱۳۱۰ھ

<u>فخر الدین۔ تفسیر قادری۔ مترجمہ ماقبل سنہ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء</u>

یہ فخر [illegible] تفسیر حسین واعظ کاشفی کی تفسیر حسینی کا اردو ترجمہ ہے جو مولوی فخر الدین لکھنوی نے کیا تھا۔ یہ تفسیر دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد ۹ $\frac{1}{2}$ × ۱۲ $\frac{1}{2}$ سائز کے ۶۳۹ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں نصف قرآن یعنی پندرہویں پارے تک کی تفسیر ہے۔ یہ ماہ محرم الحرام سنہ ۱۲۹۷ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء مطبع نول کشور میں چھپ کر شائع ہوئی۔ دوسری جلد ۹ × ۱۲ سائز کے ۶۵۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں سولہویں پارے سے تیسویں پارے تک کی تفسیر ہے۔ یہ بھی ماہ محرم الحرام سنہ ۱۲۹۷ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء غالباً پہلی بار مطبع نول کشور میں چھپی۔

ہیلوے موضوع کے ثبوت اس تفسیر کے مضامین زیادہ دلچسپی کا باعث نہیں کیونکہ وہ اصل فارسی سے متعلق ہیں۔ ہاں البتہ اردو ترجمہ زبان اور اسلوب بیان کی وجہ سے قابل توجہ ہے۔

<u>نمونہ ترجمہ تفسیر از سورہ ضحی</u>

"لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل کئی روز حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آئے اور وحی نازل نہ ہوئی تو کافروں نے طعن کرنا شروع کی کہ محمد کے خدا نے اوسے چھوڑ دیا اور دشمن کر لیا تو حق تعالیٰ نے ان کا قول

ورد کرنے کو یہ سورت بھیجی کہ والضحیٰ - قسم ہے چاشت کے وقت کی کہ
آفتاب اس وقت بلند ہوتا ہے اور روشنی زیادہ ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہیں
" ضحی " وہ وقت تھا جس وقت حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
کلام کیا اور فرعون کے ساحروں نے اسی وقت خدا کو سجدہ کیا اور بعض کے
قول پر "ضحی " سے دو ضحی یعنی وقت چاشت کا رب یا نماز چاشت
مراد ہے" - (ص - ۶۳۶)
ج - ۲

نوٹ - یہ کامل تفسیر راقم کے پاس ہے جو کتب خانہ مظہریہ (دہلی) سے حاصل کی گئی ہے -

شاہ عبد الحق قادری - جواہر التفسیر فی التیسیر والتذکیر - تالیف -
تالیف اواخر سنہ ۱۳۰۰ھ / ۱۹۰۰ء منظوم -

اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہے - یہ نسخہ ۱۰ × ۶ سائز کے ۲۵۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے - مولف نے قرآن پاک سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے متعلق تمام آیات کا انتخاب کر کے یہ تفسیر لکھی ہے جو منظوم ہے - یہ بنگلور میں چھپی تھی - اس میں کسی بھی مقام پر سنہ وغیرہ کی صراحت نہیں ہے - قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اواخر تیرہویں صدی کی تفسیر ہے -

اس تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔۔۔ قلزم قرآن کا ہے در یتیم
جتنے جواہر کہ ہیں قرآن کے ۔۔۔ جتنے ہیں روشن گہر اس کان کے
سب میں ہے یکتا یہ در بے نظیر ۔۔۔ جیسے ستاروں میں ہے بدر منیر
حضرت قرآن کا جان سر ہی یہہ ۔۔۔ اور سر قرآن کا افسر ہے یہہ

اور اختتام ان اشعار پر ہوتا ہے۔

آہ زہرا شاہ کے بعد وفات —— ناخوشی گاہے نہ کی زنہار بات

جیسے بیٹھے یوں ہی دنیا میں چلیں —— سوم و مضان کو و حلہ کیں

درد سب ازواج اور اصحاب کا —— کیا لکھوں غم آپ کے احباب کا

بعضے رو رو آہ تا بینا ہوئے —— اور بعضے اسی غم میں ہو گئے

حق تعالیٰ ان سے راضی رہے —— اور ان سب کو جزائے خیر دے

مصطفیٰ اور آل دیاران پر تمام
ہووے مولا سے تحیات و سلام
(ص ۲۵۸)

•••

چوتھا باب

چودھویں صدی ہجری کی تفاسیر

علوم قرآنیہ اور سر سید احمد خان

تفسیر القرآن پر کچھ لکھنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کے بارے مین چند حقیقتون کو بیان کر دیا جائے تاکہ ان شکوک و شبہات کا کچھ ازالہ ہو جائے جو لاعلمی کی وجہ سے تفسیر کے بارے مین قائم کر لیے گئے ہین۔

سر سید کا آنحضرت سے عشق۔

مولانا امداد العلی نے جب سر سید احمد خان کے کفر کا فتوی مولوی سراج الدین سنبھلی کے سامنے دستخط کے لیے پیش کیا تو انہون نے فرمایا۔

"مین ایسے شخص کی نسبت کفر کے فتوے پر کیون دستخط کر سکتا ہون جس کو مین نے اپنی آنکھ سے آنحضرت صلعم کے ذکر پر چشم پر آب اور زار زار روتے دیکھا ہے" ۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سر سید احمد خان کے عشق و محبت کا اس خط سے اندازہ ہوتا ہے۔ جو انہون نے ولایت سے مولوی سید مہدی علی خان کو لکھا تھا۔ یہ وہ زمانہ جب سر سید سر ولیم میور کی تالیف لائف آف محمد کا جواب لکھنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اس خط مین سر سید لکھتے ہین۔

۱۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید۔ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۵۷ء ص ۸۶۶

مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی سیر میں جیسا کہ پہلے سے ارادہ تھا۔ کتاب لکھی جائے۔ اگر تمام روپیہ خرچ ہو جاوے اور میں فقیر بھیک مانگنے کے لائق ہو جاؤں تو بلا سے۔ قیامت میں یہ کہہ کر تو پکارا جاؤں گا کہ اس فقیر مسکین احمد کو جو اپنے دادا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر فقیر ہو کر مر گیا تھا۔ حاضر کرو ع

ما را ہمین نشد تماشا ہمی بس است[2]

آخری جملوں سے کتنا خلوص اور محبت ٹپکتا ہے۔ تفسیر پر تنقید کرتے وقت اس خلوص کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سرسید نے خود تفسیر القرآن میں ایک جگہ یہ ولولہ انگیز اشعار لکھے ہیں

فلاطون طفلکے باشد بہ یونانے کہ من دارم ۔ مسیحا تشنہ می آرد زلالے کہ من دارم
نہ کز من چہ می خواہی ز ایمانم چہ می پرسی ۔ ہمان یک جرعہ عشق است ایمانے کہ من دارم
خدا دارم دل بریان ز عشق مصطفے دارم ۔ نہ دارد ہیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم
ز جبریل امین قرآن بہ پیغامے نمی خواہم ۔ ہمہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من دارم
فلک یک مطلع خورشید دارد با ہمہ شوکت ۔ ہزاران مطلع ہا دارد گریبانے کہ من دارم

زبر جان تابہ ایمان سنگ ہا دارد رہ واعظ
نہ دارد ہیچ واعظ ہم چو برہانے کہ من دارم

" دل بریان ز عشق مصطفے دارم " جس کے اخلاص و محبت کا یہ انداز ہو اس کی لغزشیں قابل گرفت ہوں تو ہوں قابل تعزیر و ملامت نہیں۔

علمائے سلف کے بارے میں
سرسید کی رائے۔

علمائے سلف کے متعلق سرسید کے خیالات بہت نیک ہیں۔ انہوں نے بڑے صاف دل سے کھل کر اقرار کیا ہے۔

۲۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید۔ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۵۷ء ص۔ ۷۔ ۸٦٦

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں ان کے ایمان کو ———— اپنے ایمان سے تو بہت مستحکم جانتا ہوں۔ خدا کے ماننے اور رسول پر یقین کرنے کے لیے ان کو کسی منطقی دلیل اور فلسفی برہان کی حاجت نہیں۔ کیسی ہی کوئی بات خارج از عقل و ناقابل یقین صحیح یا غلط ان کے سامنے یہ کہہ کر کہ خدا اور رسول نے فرمایا ہے بیان کی جائے۔ وہ فوراً اس پر یقین کریں گے پس ایسے لوگ ہماری بحث سے بالکل خارج ہیں۔ میں ان کو یقین کا ستارہ اور اسلام پر یقین کرنے کا نمونہ سمجھتا ہوں۔ اور ٹھیک مسلمان جانتا ہوں"[1]

دوسری جگہ سرسید نے انہیں خیالات کی ذرا وضاحت کی ہے۔ جنہیں ذرا تلخی پیدا ہوگئی ہے۔ اور اس پر ہمیں ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہوگا۔ سرسید لکھتے ہیں۔

حدیث کی کتابوں میں بھی جو بعض حیثیت در جہ اعتبار کا رکھتی ہیں جو صحاح ستہ یا صحاح سبعہ کے نام سے مشہور ہیں قرآن مجید کی تفسیر کے لیے خاص ابواب مخصوص ہیں جو کتاب التفسیر کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں۔ اگر ان کل کتابوں کے مضامین کہ جو قرآن مجید کی تفسیر سے متعلق ہیں ایک جگہ جمع کیا جاوے تو معدودے چند صفحوں سے زیادہ نہ ہوں گے۔ مگر مفسرین نے نہایت موٹی موٹی جلدیں ایسی بیہودہ اور نامعتبر روایتوں سے بھر لی ہیں جن کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ غرضکہ ایسی تفسیریں اور علی الخصوص وہ جو واعظین کے فائدے کے لیے لکھی گئی ہیں اور جنہیں خیالی اور بیہودے قصے انبیاء علیہم السلام کے بھرے ہوئے ہیں اور ملائکہ اور بہشت اور دوزخ اور ان کے اوصاف و خواص بیان کرنے کا دعوی کرتے ہیں اور کتب سیر سے خلاف قیاس بیانات کیمپ کرتے ہیں سراسر غیر معتبر روایات سے مملو ہیں اور وہ روایتیں صرف یہودیوں کے یہاں جاری تھیں مگر خود نہ ہب یہود میں ان کے معتبر ہونے کا ثبوت نہیں۔[2]

۱- مولانا حالی: حیات جاوید- مطبوعہ لاہور- سنہ ۱۹۵۷ء ص- ۲- ۲۷۲

۲- سرسید احمد خان- الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ- مطبوعہ نول کشور پریس- لاہور- سنہ ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء ص- ۳۲۳

سرسید سلف مفسرین پر جو یہ الزام لگاتا ہے کہ انہوں نے تفسیر کی موٹی موٹی جلدیں لکھی ہیں حالانکہ احادیث میں بہت تھوڑا اجمال سے تفسیر ملتی ہے۔ سو یہ کہنا اس وقت درست ہوتا جب سرسید احمد خان خود ایسا کرتے۔ انہوں نے نصف قرآن زائد حصے کی تفسیر چھ ضخیم جلدوں میں لکھی ہیں۔ اگر ان کی زندگی وفا کرتی تو یقیناً یہ تفسیر دس بارہ جلدوں سے کم نہ ہوتی۔ بات یہ ہے کہ ہر دور میں تفسیر اور مفسر پر زمانہ کا اثر رہا ہے۔ اور یہ اتنی اہم حقیقت ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

قدیم اور جدید فلسفہ کا ٹکراؤ
اور نئے تقاضے۔

سرسید کے خیال کے مطابق نئے حالات کے تحت ایک نئے فلسفہ کی تشکیل و تطبیق تاسیس ضروری ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔

لیکن جو طریقہ استدلال زمانہ گزشتہ میں یونانی فلسفہ کے مقابلے کے لیے ہمارے متکلمین نے اختیار کیا تھا اور جس سے رفتہ رفتہ ایک نیا فلسفہ بنام علم کلام کے پیدا ہوگیا وہ کسی طرح فلسفہ حال کے مقابلے میں کچھ کام نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ برخلاف یونانی فلسفہ کے جس کا دارومدار محض قیاس اور ظن و تخمین پر تھا۔ فلسفہ حال کا ہر ایک مسئلہ تجربہ اور مشاہدے سے ثابت کیا جاتا ہے پس ضرور تھا کہ جس طرح مسائل حکمیہ کے ثبوت کا طریقہ بدل گیا ہے اسی طرح اس کے مقابلے کے لیے ایک نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی جائے[1]

آگے چل کر پھر لکھتے ہیں:
اس لیے اس زمانہ میں ایک جدید علم کلام کی حاجت ہے جس سے ہم علوم جدیدہ کے مسائل کو باطل کر دیں یا مشتبہ ٹھہرا دیں یا اسلامی مسائل کو ان سے مطابق کر دکھائیں[2]

۱۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید ص۔ ۲۷۱
۲۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید ص۔ ۲۷۲

تفسیر القرآن میں سرسید نے اس آخری طریقہ کو زیادہ استعمال کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی کافی مخالفتیں ہوئیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ سرسید احمد نے جو درد خود پیدا کیا تھا اس کے لیے زندگی بھر کوشاں رہے۔ اس کے علاج کی بھی برابر ان کو فکر رہی — کیونکہ یہ درد وہ نہ تھا جو آپ اپنا مداوا ہوتا۔ چنانچہ ایک جگہ وہ خود لکھتے ہیں۔

"مگر جب کہ میں مسلمانوں میں ان علوم کے پھیلانے کا باعث ہوں جن کی نسبت ابھی ابھی میں نے بیان کیا کہ وہ اسلام کے کس قدر مخالف ہیں تو میرا فرض تھا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے صحیح یا غلط جو کچھ میرے امکان میں ہو اس طرح اسلام کی حمایت کروں۔"[1]

تفسیر القرآن کے مخاطب کون لوگ ہیں۔

سلف صالحین کے تذکرے کے بعد سرسید اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ تفسیر القرآن کا خطاب کس قسم کے لوگوں سے ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

مگر ان کے سوا ایک فرقہ بھی ہے جو ہر چیز کی صداقت کے لیے دلیل چاہتا ہے اور اس بات کا خواہشمند ہے کہ اسلام کے عقائد فلسفی دلائل سے اس کو بتائے جائیں اور اس کے دل کے شبہے مٹائے جائیں تاکہ اس کے دل کی تشفی ہو وہ یہ نہیں چاہتا کہ دل میں تو دھکڑ پکڑ ہو اور وہ زبان سے لوگوں کے ڈر یا سوسائٹی کے دباؤ سے ہاں ہاں کیا کرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہمارے مخاطب اور جن سے ہم کو بحث ہے۔[2]

۱۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید۔ ص۔ ۲۷۳

۲۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید۔ ص۔ ۲۷۰

سر سید دل سے چاہتے تھے کہ سر پھرے طلبہ جو حقیقت میں بھٹکے ہوئے آھو
ھیں پھر ان کو سوئے حرم لے چلیں اور ان کے دلوں کو آتش توحید سے گرمادیں۔ چنانچہ ایک بڑی دل سوزی
کے ساتھ کہتے ھیں۔

یاد رکھو سب سے سچا کلمہ " لا اله الا الله محمد رسول الله " ھے اسی پر یقین
کرنے سے ھماری قوم ھماری قوم ھے۔ اگر تم نے سب کچھ کیا اور اس پر یقین نہ کیا تو تم ھماری قوم نہ
رھے۔ پھر اگر تم آسمان کے تارے ہوگئے تو کیا۔[1]

سر سید نے یہ باتیں سنہ ۱۸۷٦ء میں مدرسۃ العلوم کے طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے
کہی تھیں۔ اور کیسی سچی بات ھے۔ اس سے سر سید کے خلوص اور نیک نیتی کا اندازہ ھوتا ھے۔

تفسیر القرآن کی تشہیر۔

سر سید احمد خان تفسیر القرآن کی اشاعت بہت محدود رکھنا چاہتے تھے۔ ان کو
یقین تھا کہ اس سے فتنے پیدا ہونے کا احتمال ھے۔ وہ چاہتے کہ اس کو صرف وہ لوگ مطالعہ کریں جن کے
دلوں میں بے پناہ شکوک و شبہات نے گھر کر لیا ھے۔ ایک جگہ خود لکھتے ھیں۔

> اگر زمانے کی ضرورت مجھ کو مجبور نہ کرتی تو کبھی اپنے ان خیالات کو ظاہر
> نہ کرتا بلکہ لکھ کر اور ایک لوھے کے صندوق میں بند کر کے چھوڑ جاتا۔ اور
> یہ لکھ جاتا جب ایسا اور ایسا زمانہ نہ آوے اس کو کوئی کھول کر نہ دیکھے
> اور اب بھی اس کو بہت کم چھپواتا ھے اور گراں بیچتا ہوں تاکہ صرف خاص خاص
> لوگ اس کو دیکھ سکیں سر دست عام لوگوں میں اس کا شائع ہونا اچھا نہیں۔[2]

سر سید احمد خان نے مدرسۃ العلوم (علی گڑھ) کے ریڈنگ روم میں تفسیر القرآن
کے داخلے کی ممانعت کر دی تھی۔[3] اس سے بھی اندازہ ہوتا ھے کہ وہ اس تفسیر کو عامۃ الناس
تک نہیں پہنچانا چاہتے تھے کہ مبادا کوئی فتنہ کھڑا نہ ہوجائے۔ لیکن اس کے باوجود مخالفین ہوئیں
چنانچہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور نے ایک کتاب تنقیح البیان کے نام سے لکھی جو نصرت المطابع

۱۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید ص۔ ٦۔ ۸٦۵

۲۔ اخبار " مظہر العجائب " شمارہ یکم نومبر سنہ ۱۸۸۰ء مطابق ۷ آ ذیقعدہ سنہ [illegible] ۱۲۹۷ھ
نمبر ۲۱۔ جلد ۔ ۲ ص۔ ۹ کالم ۔ ۲ بحوالہ " آفتاب پنجاب "

۳۔ سید ناصر الدین محمد۔ تنقیح البیان۔ مطبوعہ نصرت المطابع۔ دھلی ص۔ ۲

دہلی میں چھپی یہ کتاب ۱۰ ٦ سائز کے ۲۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس
میں مولف نے تفسیر القرآن کی تفسیر سورہ بقرہ (مطبوعہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس
سنہ ۱۲۹۷ھ) کو مطالعہ کر کے اس کا رد لکھا ہے۔ مولف نے اس تفسیر کی غرض و
غایت کے متعلق یہ اندازہ قائم کیا ہے۔

اصل مطلب اس تفسیر کا تمام تفاسیر و مفسرین اسلام کی بے اعتباری
اور معجزات انبیاء علیہم السلام کی بے اصلی اور علمائے اسلام میں
مطابق نیچر اور دنیا حاصل کرنے کے لیے ہر عیب کو ہنر سمجھتا ہے[1]

اسی سلسلے کی ایک اور کتاب مولانا محمد عظیم۔ عظیم آبادی نے "مظہرۃ
البہتان الذی فی تفسیر القرآن" یہ کتاب ٦ × ۹ سائز کے صرف ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور
مطبع قادری عظیم آباد میں سنہ ۱۳۰۱ھ میں پہلی بار طبع ہوئی۔ اس رسالے میں بھی تفسیر القرآن
کی بعض غلطیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقدمے میں مولف رقمطراز ہیں۔

فقیر محمد عظیم غفر اللہ لہ و لوالدیہ خدمات با برکات میں مسلمانان اہل
سنت کے التماس کرتا ہے کہ اس شہر عظیم آباد کے اکثر مجلسوں میں تذکرہ
مذہب نیچری کا سننے میں آیا اور تہذیب الاخلاق اور تفسیر القرآن مصنفہ
جناب سید احمد خان رئیس اور پیشوا اس مذہب کی بکثرت چھپ کر اس شہر
اور دوسرے شہروں میں پہونچی اور موجب کمال خلل و فتنہ و رخنہ امورات
مذہبی خصوصاً عقائد اہل اسلام میں ہوئی تو اسی خیال سے عاجز نے جلد
اول و دوم تفسیر القرآن مولفہ سید احمد خان صاحب کو معاینہ کیا۔ جب خوب
غور کیا تو دیکھا کہ خان صاحب بہادر نے بے فائدہ اس کا نام تفسیر القرآن رکھا
بلکہ یہ تو مکر و فریب کا ایک بڑا جال اہل اسلام کے پھنسانے اور نیچری بنانے
کے لیے صراط مستقیم پر پھیلا ہوا ہے۔[2]

۱۔ سید ناصر الدین محمد۔ تنقیح البیان۔ مطبوعہ نصرۃ المطابع۔ دہلی ص۔ ۳

۲۔ محمد عظیم۔ مظہرۃ البہتان الذی فی تفسیر القرآن۔ مطبوعہ مطبع قادری۔ عظیم آبادی
سنہ ۱۳۰۱ھ ص۔ ۲۔ ۳

مندرجہ بالا اقتباس سے اس حقیقت کا علم ہوتا ہے۔

(۱) تفسیر القرآن ایک دو برس کے عرصہ میں دور دور تک پھیل چکی تھی۔ حتی کہ عظیم آباد میں اس کے چرچے ہو رہے تھے۔

(۲) تفسیر القرآن نے مسلمانوں میں انتشار و بےچینی پیدا کر دی تھی۔

(۳) علمائے اسلام اس کو اہل اسلام کے خلاف ایک سازش تصور کرتے تھے۔

سرسید کے اپنے مواد پر اقوال پیش کیے گئے ان میں اس بات کو تسلیم نہ کرنے کا کافی مواد ملتا ہے کہ تفسیر القرآن ایک سازش کے نتیجہ تھی یا اس سے مقصود لوگوں کو صراط مستقیم سے موڑنا تھا۔

مؤلف مذکور نے اس رسالہ میں پانچ بہتانوں کا جواب دیا ہے۔ انہوں نے خود لکھا ہے۔

اس رسالے میں منجملہ بہتانات کے پانچ بہتان خان صاحب کے ذکر کیے جاتے ہیں جو کہ آیات و معجزات قرآن مجید پر باندھ کر پھر اون بہتانوں کے ثبوت کے لیے محض غلط حوالے اقوال مفسرین و مورخین پر کیے ہیں جو خلاف مدعا ان کے ہیں اس لیے اس رسالہ کا نام مظہرۃ البہتان الذی فی تفسیر القران رکھا گیا ہے۔[1]

سرسید کا اقرار عجز

دیگر مفسرین کی طرح سرسید کو یہ اصرار نہیں کہ قرآن کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہی صحیح ہے۔ اور نہ وہ ایسا کہنے کا حق رکھتے تھے۔ بلکہ انہوں نے صاف صاف الفاظ میں اپنے عجز کا اس طرح کر دیا ہے۔

اے میرے دوستو میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ میری تحقیقات ہے وہی صحیح ہے مگر جب مجھ کو بجز اس کے کہ جو کچھ مجھ سے ہو سکے وہ کروں اور کچھ چارہ کار نہ تھا تو مجھ کو ضرور وہی کرنا تھا جو میں نے کیا یا کرتا ہوں میری نیت خالص خدا کے ساتھ ہے اگر میں نے برا کیا ہے وہ چاہے گا معاف کرے گا چاہے گا نہ کرے گا۔[2]

۱۔ محمد عظیم۔ مظہرۃ البہتان الذی فی تفسیر القران مطبوعہ مطبع قادری عظیم آباد سنہ ۱۳۰۱ھ ص۔ ۲
۲۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید ص۔ ۲۷۵

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تمام مخالفتوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور کسی کی مخالفت پر ذرہ برابر چراغ پا نہیں ہوئے۔ ان پر یہ مصرع صادق آتا ہے۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا طوفان حوادث میں

ایک مرتبہ کسی شخص نے جو غریب خواندہ تھا سرسید سے ملازمت کے لیے سفارش کی درخواست کی۔ انہوں نے جواباً تحریر فرمایا۔

میری عادت کسی کی سفارش کرنے کی نہیں ہے اور وجہ معاش کی تدبیر میرے نزدیک اس سے بہتر نہیں ہے کہ آپ میری تفسیر کو لکھ کر چھپوائیں۔ خدا چاہے تو خوب بکے گی اور آپ کو تنگی کی شکایت نہیں رہے گی۔[1]

تفسیر القرآن پر حالی کا تبصرہ اور تنقید۔

سرسید کے جو دو اصول تفسیر اوپر لکھے گئے ان کو بیان کر کے مولانا حالی تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ دونوں اصول ملحوظ رکھ کر سرسید نے قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اول اول جب تک کہ تہذیب الاخلاق جاری رہا۔ کبھی کبھی بلا لحاظ ترتیب کے وہ متفرق آیتوں کی تفسیر میں بطور آرٹیکل کے تہذیب الاخلاق میں چھاپتے رہے۔ مگر جب تہذیب الاخلاق کا پرچہ پہلی دفعہ بند ہو گیا اور سرسید سرکاری خدمات سے سبکدوش ہو کر بنارس سے علی گڑھ چلے آئے تو انہوں نے ابتداء سے قرآن مجید کی تفسیر ترتیب وار لکھنی شروع کی اور اس وقت سے اخیر دم تک جب کبھی ان کو اور کاموں سے فرصت ملی برابر اس کو لکھنے میں مصروف رہے۔ اور قریب دو خمس کے تفسیر لکھنی باقی تھی کہ پیغام اجل آن پہنچا۔"[2]

۱۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید ص ۔ ۲۷۹

۲۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید ص ۔ ۲۷۷

مولانا حالی نے تفسیر القرآن تنقید اس انداز سے کی ہے۔

> صرف اس قدر لکھا جاتا ہے کہ اگرچہ سرسید نے اس تفسیر میں جا بجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض بعض مقامات پر ان سے نہایت رکیک لغزشیں ہوئی ہیں۔ بایں ہمہ اس تفسیر کو ہم ان کی مذہبی خدمات میں ایک نہایت جلیل القدر خدمت سمجھتے ہیں جس سے اسلام کی محبت اور ہمدردی کے علاوہ ان کی لٹریری لیاقت اور حیرت انگیز کرشمہ ظاہر ہوتا ہے۔[1]

مولانا حالی نے اپنے ایک مقالہ بعنوان "سرسید کی مذہبی خدمات" میں سرسید کی مذہبی کوششوں کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> سب سے زیادہ اہم اور قابل غور سرسید کی وہ مذہبی خدمت ہے جو ان کے آخیر دم تک برابر جاری رہی۔ یعنی تفسیر القرآن کا لکھنا جس کا اصل مقصد تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کے خیالات کی اصلاح کرنے اور اسلام کو سائنس کے حملوں سے بچانا تھا۔ جس نہج سے سرسید نے یہ تفسیر لکھنی شروع کی اور جن ضرورتوں نے ان کو اس کے لکھنے پر مجبور کیا تھا اس کا مفصل بیان انہوں نے ایک لیکچر میں کیا ہے۔ جو لاہور میں اسلام پر دیا گیا تھا۔ اور جو سفرنامہ پنجاب میں اور ان کی اسپیچوں اور لکچروں کے مجموعے میں چھپ گیا ہے۔ اس لیکچر میں میں انہوں نے اس تفسیر کے لکھنے کا اصل مقصد ایسی سچائی اور خلوص اور جوش اسلامی کے ساتھ بیان کیا تھا کہ ان کے ایک سخت مخالف مولوی نے جو ان کے خلاف رسالے شائع کرتے تھے۔ اور ان کو نفرین و ملامت کے گمنام خط لکھتے تھے لکچر ختم ہونے کے بعد علی روس الاشہاد اپنی غلط فہمی کا اقرار کیا اور سرسید سے اپنے قصوروں کی معافی چاہی اور

۱۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید ص۔ ۲۷۹

خود اپنے اوپر یہ جرمانہ کیا کہ اپنی ایک پوری تنخواہ کالج کے چندے میں دی [1]

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ان کو معلوم تھا کہ مغربی تعلیم سے جو ایک عام یقین ایجوکیٹڈ (تعلیم یافتہ) نوجوانوں کے دل پر نقش ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی امر الاآف نیچر کے یعنی قانون فطرت کے خلاف وقوع میں نہیں آتا اور اس لیے جو چیز وہ مذہب میں ایسی پاتے ہیں جو قانون فطرت کے خلاف معلوم ہوتی ہے اس پر یقین نہیں کرتے۔ سرسید کو اس اصول پر ایسا ہی یقین تھا۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی یقین تھا کہ قرآن میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو درحقیقت قانون فطرت کے خلاف ہو ——— جب آیتوں پر تعمق نظر کے ساتھ غور کیا جاتا ہے تو ان میں کوئی بات عادۃ الہی یا قانون فطرت کے خلاف نہیں معلوم ہوتی۔ [2]

پھر لکھتے ہیں۔

اسی اصول پر انہوں نے تفسیر القرآن لکھنی شروع کی جو قریب نصف قرآن کے چھ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ اور بقدر ایک جلد کے اس کا قلمی مسودہ موجود ہے۔ [3]

پروفیسر حامد حسن قادری نے تفسیر القرآن پر مناسب تنقید کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔

سرسید کا یہ خیال ایک حد تک درست تھا یعنی اسلام کی بہت سی باتیں عقل انسانی اور قدرت کے قوانین موضوعہ و مسلمہ کے بالکل موافق ہیں ——— لیکن نفس مذہب ایسی چیز ہے جس میں بعض ان دیکھی اور بن سمجھی باتوں کے مانے بغیر کام نہیں چل سکتا اور اسلام بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ [4]

۱۔ مولانا حالی۔ سرسید کی مذہبی خدمات " مطبوعہ " محمڈن اینگلو اورینٹل کالج میگزین " شمارہ ماہ مئی سنہ ۱۸۹۸ء ص۔ ۲۶۔۱۱۵ (مقالات حالی حصہ اول۔ مطبوعہ دہلی سنہ ۱۹۴۳ء ص۔ ۲۲۲)

۲۔۳۔ ایضاً ص۔ ۲۲۴

۴۔ حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو۔ مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۴۱ء ص۔ ۳۰۶

پروفیسر موصوف کے نزدیک سرسید کو "نوجوانوں اور نئے روشن خیالوں کو سب سے پہلے یہی سمجھانا تھا کہ اگرچہ اسلام کا کوئی عقیدہ وعمل، کوئی حکم وقانون اصول طبیعی، قوانین فطرت یا سنۃ اللہ کے خلاف نہیں ہے لیکن انسان کی عقل تمام طبیعت کے اصول اور فطرت کے قوانین کا احاطہ نہ کرسکی ہے اور نہ کرسکتی ہے"۔[1]

پروفیسر موصوف کے نزدیک سرسید کا تفسیر القرآن میں تمام معجزات اور خلاف عادت اور غیب کی باتوں سے انکار کرنا۔ ایمان بالغیب کی غلط تاویل کرنا۔ جنوں سے صحرائی اقوام مراد لینا وغیرہ وغیرہ اصلاحی نظر سے غیر ضروری تھا۔ اسلامی نگاہ میں غلط فہمی پیدا ہوئی۔ چنانچہ مولانا حالی کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"آخر عمر میں سرسید کی خود آرائی یا جو وثوق ان کو اپنی رایوں پر تھا وہ حد اعتدال سے متجاوز ہوگیا تھا۔ بعض آیات قرآنی کے وہ ایسے معنی بیان کرتے تھے جن کو سن کر تعجب ہوتا تھا کہ کیونکر ایسا عالی دماغ آدمی ان کمزور اور بودی تاویلوں کو صحیح سمجھتا ہے"۔[2]

حامد حسن قادری نے تفسیر القرآن کی بعض خوبیوں کا ذکر کیا ہے اور جو ہماری نظر میں بھی خوبیاں ہیں انہوں نے لکھا ہے۔

"سرسید نے اپنی تفسیر میں قرآن کے اور مسائل کی تشریح و توجیہہ میں البتہ کارنامہ بیان کیا ہے مثلاً قصص قرآنی پر عیسائیوں کو اعتراض تھا کہ غلط بیان ہوئے ہیں یا بعضے واقعات کی سرے سے کوئی اصل ہی نہیں سرسید نے ہر ایسے قصہ یا واقعہ کو بائبل میں سراغ لگایا اور قرآن و بائبل کی تطبیق کی ہے۔ یا عدم مطابقت کی وجہ بیان کی ہے اور جس قصے کا پتہ موجودہ بائبل میں نہیں ملا اس کا ثبوت اور ذریعوں سے دیا ہے

۱۔ حامد حسن قادری ~~تفسیر القرآن~~ داستان تاریخ اردو۔ مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۴۱ء ص۔ ۲۰۷

۲۔ حامد حسن قادری داستان تاریخ اردو۔ مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۴۱ء ص۔ ۲۰۹

اسی طرح ارکان و فرائض اسلام - نماز - روزہ - حج وغیرہ کے مسائل بیان کیے ہیں - جہاد اسلام کی تشریح اس قدر واضح اور مدلل طریقے سے کی ہے کہ اس پر انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی * اسی طرح تعدد ازدواج - طلاق - غلامی وغیرہ تولین و احکام کی تفسیر قول فیصل کا حکم رکھتی ہے *[1]

حامد حسن قادری نے یہ بات ٹھیک لکھی ہے -

اگر سرسید بجائے پوری تفسیر اور آیت آیت کی تشریح اور ترجمہ کے صرف ایسے ہی مسائل پر الگ الگ مضامین لکھ دیتے تو زیادہ اچھا ہوتا - بہرحال ان کی نیت بخیر تھی - ان کے خلوص و صداقت میں کوئی کلام نہیں اس لیے ان کو خطائے اجتہادی پر بھی ثواب ملے گا -[2]

آخر میں نفس تالیف کے بارے میں پروفیسر موصوف لکھتے ہیں -

تفسیر القرآن کی پہلی جلد سنہ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء میں چھپ کر شائع ہوئی اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً اور جلد یں شائع ہوتی رہیں - نصف قرآن سے کچھ ہی زیادہ تفسیر لکھنے پائے تھے کہ پیغام اجل آپہنچا - اور چھ جلدیں چھپی ہوئی آخر سورہ بنی اسرائیل تک اور ایک جلد میں چھپی سورہ انبیاء تک اور چند چھوٹے چھوٹے رسالے مثل تفسیر السماوات ازالۃ الغین فی قصہ ذی القرنین - ترقیم فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم وغیرہ جن کو تفسیر کے اجزاء سمجھنا چاہیئے سرسید سے یادگار ہیں[3]

۱- حامد حسن قادری - داستان تاریخ اردو - مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۴۱ء ص - ۳۰۹

۲- ایضاً ص - ۳۱۰

۳- ایضاً ص - ۳۱۰

تفسیر القرآن کی مابہ الامتیاز خصوصیات

مولانا حالی نے تفسیر القرآن کی مندرجہ ذیل خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔

(الف) مفسرین نے اخبار ماضیہ کی تنقیح پر جو قرآن نے بیان کیے ہیں کم توجہ دی ہے اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اس کی ضرورت نہ تھی دوسرے یہ کہ واقعات دریافت کرنے کے لیے ذرائع مہیا نہ تھے۔ بہر حال زبردست کمی تھی سر سید احمد خان نے اس طرف خاص توجہ دی۔ سر سید نے جن واقعات کو بائبل میں ڈھونڈا ہے۔ ان میں مطابقت پیدا کی اور عدم مطابقت کی صورت میں وجہ جواز بیان کی اور دوسرے ذرائع سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔

(ب) دوسری خصوصیت اس تفسیر کی یہ ہے کہ زمانہ حال کے نکتہ چینوں نے مسلمانوں کے مسائل و معتقدات پر جو اعتراضات وارد کیے ہیں ان کا مقتضائے وقت کے مطابق جواب دیا ہے۔ مثلاً یہ مسائل جہاد۔ حج۔ روزہ۔ طلاق۔ حرمت ربا۔ معراج۔ بہشت۔ دوزخ۔ تعداد ازدواج وغیرہ۔

(ج) تیسری خصوصیت اس تفسیر کی یہ ہے کہ اس میں روایات کی طرف قدیم تفسیروں کے برخلاف کم توجہ دی ہے۔ جہاں سخت ضرورت ہوئی وہاں ایسا کیا گیا ہے۔

(د) چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس تفسیر میں برخلاف اکثر قدیم تفسیروں کے ہر ایک آیت کی تفسیر کے متعلق تمام اقوال مختلفہ لکھ کر ناظرین کے ذہن کو پریشان نہیں کیا گیا بلکہ جو قول راجح معلوم ہوا صرف اس کو ذکر کیا گیا ہے۔ اور باقی مرجوح اقوال کو یا تو بالکل ذکر نہیں کیا اور یا بشرط ضرورت ہر ایک قول میں جو کمزوری یا ضعف دیکھا اس کو بھی بیان کر دیا ہے۔

(ھ) پانچویں خصوصیت جو معرکۃ الآراء ہے وہ یہ ہے کہ علوم جدیدہ کو پڑھ کر تعلیم یافتہ طبقے میں جو شکوک و شبہات پیدا ہوگئے تھے ان کا ازالہ کیا گیا ہے۔[1]

۱۔ حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو۔ مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۴۱ء ص۔ ۵۶۶ — ۵۸۹

سر سید احمد خان نے تفسیر القرآن کے لکھنے میں جن اصولوں کو مد نظر رکھا ہے
اس میں سے دو اہم اصول یہ ہیں۔

(الف) اول اسلام کی سچائی ثابت کرنے کا ایک ایسا معیار قرار دیا ہے جو
ہر مذہب کی سچائی دریافت کرنے کا پیمانہ قرار پا سکے یعنی یہ کہ اس
میں کوئی بات قانون فطرت کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ قانون فطرت
درحقیقت خدا کا فعل ہے اور جو مذہب فی الواقع خدا کا بھیجا ہوا
ہوگا وہ خدا کا قول ہوگا۔ پس اس کے فعل اور اس کے قول میں مطابقت
ہونی ضروری ہے۔[1]

(ب) اس امر کے متعلق انہوں نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ اسلام کے متعارف
مجموعے میں سے وہ حصہ جس کو تمام مسلمان ملہم من عنداللہ سمجھتے
ہیں اور جس کی نسبت یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ جس طرح خدا کی طرف
سے نبی آخر الزمان کے دل میں القا ہوا ہے اسی طرح بے کم و کاست
نبی سے ہاتھوں ہاتھ ہم تک پہنچا ہے۔ صرف وہی حصہ اس بات
کا استحقاق رکھتا ہے کہ اس میں جو بات مسائل فلسفہ و حکمت کے
خلاف معلوم ہو اس میں اور مسائل حکمت میں تطبیق کی جائے یا مسائل
حکمیہ کی غلطی ثابت کی جائے۔ پس انہوں نے جیسا کہ حضرت عمر سے
منقول ہے کہ "حسبنا کتاب اللہ" اپنے جدید علم کلام کا موضوع اور
اسلام کا حقیقی مصداق محض قرآن مجید کو قرار دیا اور اس کے سوا
تمام مجموعہ احادیث کو اس دلیل کہ ان میں کوئی حدیث مثل
قرآن کے قطعی الثبوت نہیں ہے اور تمام علماء مفسرین کے اقوال و
آرا اور تمام فقہا و مجتہدین کے قیاسات و اجتہادات کو اس بنا پر
کہ ان کے جواب وہ خود علماء و مفسرین اور فقہا و مجتہدین ہیں نہ کہ
اسلام۔ اپنی بحث سے خارج کر دیا ہے[2]

۱۔ مولانا حالی۔ حیات جاوید ص۔ ۲۷۵
۲۔ ایضاً ص۔ ۲۷۶

سرسید احمد خان ۔ تفسیر القرآن ۔ طباعت مابین سنہ ۱۲۹۶ھ ۔ سنہ ۱۳۱۲ھ
۱۸۸۰ء ---------------------------------- ۱۸۹۵ء

یہ تفسیر چھ جلدوں پر مشتمل ہے ۔ جو نصف قرآن سے قدرے زائد ہے ۔ اسکے طبع اول کا نسخہ نذیر پبلک لائبریری ۔ دھلی میں موجود ہے ۔ دھلی کے زمانہ قیام کے دوران کہ اس کے متعلق زیادہ تفصیلات نوٹ نہیں کر سکا صرف سنین طباعت نوٹ کر لیے تھے وہ درج ذیل ہیں ۔

۱ ۔ جلد اول علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ سنہ ۱۲۹۶ھ / ۱۸۸۰ء

۲ ۔ جلد دوم علی گڑھ انسٹی ٹیوشن پریس علی گڑھ سنہ ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء

۳ ۔ جلد سوم " سنہ ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء

۴ ۔ جلد چہارم " سنہ ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء

۵ ۔ جلد پنجم " ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء

۶ ۔ جلد ششم " سنہ ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء

اس وقت ہمارے سامنے لاہور والا ایڈیشن ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۔

۱ ۔ جلد اول (سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ)

۲ ۔ جلد دوم (سورہ آل عمران ۔ نساء ۔ مائدہ) مطبوع رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور
سائز $۹\frac{۱}{۲} \times ۶\frac{۱}{۴}$ صفحات ۱۶۸

۳ ۔ جلد سوم (سورہ انعام اور اعراف) مطبوعہ رفاہ عام پریس ۔ لاہور
سائز $۹\frac{۱}{۲} \times ۶\frac{۱}{۴}$ صفحات ۲۲۸

۴ ۔ جلد چہارم (سورہ انفال ۔ توبہ یونس) مطبوعہ مطبع نول کشور ۔ لاہور
سائز $۹\frac{۱}{۲} \times ۶\frac{۱}{۴}$ صفحات ۱۵۲

۵ ۔ جلد پنجم (سورہ ھود ۔ یوسف ۔ رعد ۔ ابراھیم ۔ حجر اور نحل) مطبوعہ
گیس پرنٹنگ ورکس ۔ لاہور ۔ سائز $۹\frac{۱}{۲} \times ۶\frac{۱}{۴}$ صفحات ۱۳۴

۶ ۔ جلد ششم (سورہ بنی اسرائیل) مطبوعہ کوآپریٹو پرنٹنگ پریس ۔ لاہور
سائز $۹\frac{۱}{۲} \times ۶\frac{۱}{۴}$ صفحات ۱۲۷

اب ہم علیحدہ علیحدہ ہر جلد کا تعارف کراتے ہیں۔

جلد اول

اس جلد میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی تفسیر ہے۔ اس میں ذیل کے مضامین تحقیق کے ساتھ بیان کیے گیے ہیں۔ دعا اور اس کے قبول ہونے کی حقیقت حروف مقطعات کی تحقیق۔ مسئلہ جبر و اختیار۔ وحی والہام کی حقیقت نبوت کی حقیقت۔ اعجاز القرآن۔ جنت اور دوزخ کی حقیقت۔ ملائکہ کی حقیقت۔ شیطان۔ قصہ آدم۔ قصہ موسی۔ معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں۔ جبرئیل اور میکائیل کی حقیقت۔ ناسخ و منسوخ کی بحث۔ سمت قبلہ کی حقیقت۔ ذہن احکام کی قسمیں۔ قصاص پر بحث۔ مسئلہ وصیت۔ روزوں پر بحث۔ جہاد کی حقیقت۔ حج کی حقیقت۔ مسئلہ طلاق پر بحث۔ مسئلہ ربا کی تحقیق۔

جلد دوم

اس جلد میں سورہ آل عمران سورہ نساء اور سورہ مائدہ کی تفسیر ہے اور اس میں ذیل کے مسائل پر بحث کی گی ہے۔ آیات محکمات و متشابہات پر بحث۔ کفار کی دوستی کا مسئلہ۔ حضرت مریم کی نسبت بحث۔ بشارتیں۔ حضرت عیسی کے بن باپ پیدا ہونے اور صلیب دیے جانے اور زندہ ہوکر آسمان پر جانے کی تحقیق۔ بدر کی لڑائی میں فرشتوں کے اترنے کی حقیقت۔ بدر اور احد کی لڑائی میں فرشتوں کے نازل ہونے کی تحقیق۔ سوختنی قربانی پر بحث۔ ہابیل و قابیل اور ان کی قربانی۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کے مسئلے کی تحقیق۔ غیر مسلم کا کس شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جانے۔ حضرت عیسی کے معجزات پر تفصیل اور محققانہ بحث۔

جلد سوم

اس جلد میں سورہ انعام اور سورہ اعراف کی تفسیر ہے۔ اور اس میں ذیل کے مضامین نہایت تحقیق کے ساتھ لکھے گیے ہیں۔ آنحضرت کے پاس معجزہ ہونے یا نہ ہونے پر بحث معجزہ کی حقیقت انبیاء پر ایمان لانے یا نہ لانے کے اصلی سبب۔ ملائکہ حفظ و کراماً کاتبین کی تحقیق۔ لفظ "کن فیکون" کی تحقیق نفخ صور کی حقیقت۔ حضرت ابراہیم نے ستاروں کو کیوں رد کیا نبوت امر فطری ہے۔ جنات کے وجود اور ان میں انبیاء کے ہونے پر بحث میزان اور وزن اعمال کی تحقیق روح اور معاد جسمانی پر مفصل اور محققانہ بحث۔ چھ دن میں دنیا کے پیدا ہونے کی تحقیق۔ "استوی علی العرش" کے معنوں کی تحقیق۔ قوم عاد کے حالات کی تحقیق قصہ حضرت شعیب۔

قصہ حضرت موسیٰ ۔ سحر اور معجزہ پر بحث ۔ حضرت موسیٰ کے حالات اور
معجزات پر تفصیلی اور محققانہ بحث ۔ توریت اور انجیل میں آنحضرت
کی نسبت بشارت کے ہونے پر بحث ۔

جلد چہارم

اس جلد میں سورہ انفال ۔ سورہ توبہ اور سورہ یونس کی تفسیر ہے ۔ اس
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک غزوہ او سریہ پر مفصل بحث
کی گئی ہے اور یہ بات نہایت مدلل طریقہ پر ثابت کی گئی ہے یہ غزوات
خونریزی اور قتل وغارتگری کے لیے نہیں تھے جیسا کہ مذہب اسلام کے
مخالفین کا دعوی ہے ۔

جلد پنجم

اس جلد میں سورہ ہود ۔ سورہ یوسف ۔ سورہ رعد ۔ سورہ ابراہیم ۔
سورہ حجر اور سورہ نحل کی تفسیر ہے ۔ اس میں ذیل کے مباحث ہیں ۔
طوفان نوح پر بحث ۔ قصہ حضرت ابراہیم ۔ قصہ حضرت لوط ۔ خواب
کی حقیقت اور حضرت یوسف اور بادشاہ مصر اور دو قیدیوں کے خوابوں
کی تحقیق ۔ حضرت یوسف اور زلیخا کے درمیان جو واقعات گزرے ان
کی تحقیق ۔ حضرت یعقوب کے نابینا اور بینا ہونے پر بحث ۔ آسمانی
برجوں کی حقیقت ۔ آسمان کو شیاطین سے محفوظ رکھنے پر بحث ۔
شیاطین سے کیا مراد ہے ۔ رجم شیاطین اور شہاب ثاقب کی تفسیر ۔
جنوں کے آگ سے پیدا ہونے پر بحث ۔ پہاڑوں سے زمین کے تھامے پر
بحث ۔

جلد ششم

اس جلد میں سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے ۔ اس میں معراج کے قصے
پر نہایت تفصیل اور استیعاب کے ساتھ بحث کی گئی ہے ۔

ان ربکم .... رب العالمین (۵۲)

بیشک تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر۔ ڈھانک دیتا ہے۔ دن رات کو ملاتا ہے اس کو جلد جلد اور پیدا کیا سورج کو اور چاند کو اور ستاروں کو جو تابعدار کیے گیے اس کے حکم کے ساتھ جان لو کہ اس کے لیے پیدا کرنا ہے اور حکم کرنا۔ برکت والا ہے اللہ پروردگار عالموں کا۔

(ص - ١٦ - ١٠٩)

اس ترجمہ کے ذیل میں جملہ " جس نے پیدا کیا آسمانوں کو زمین کو چھ دن میں " پر سر سید نے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ یہی عقیدہ یہود و نصاری کا ہے۔ ان کے علماء نے بھی چھ دن واقعی دن ہی لیے ہیں۔ ہزار ہزار برس کے دن ـــ بعض نے دن سے مراد زمانہ لیا ہے۔ مسلم مفسرین میں تفسیر کبیر میں زمانہ مراد لیا گیا ہے۔ مگر سر سید اپنا خیال یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن نے یہاں جو اللہ کی صفت یہ بیان کی ہے تو وہ غیر مسلموں کے عقیدے کے مطابق یعنی وہ خدا جس کے متعلق تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

استدراک ـــ قرآن پاک نے جا بجا بیان کیا ہے کہ اس میں وہی کچھ بیان کیا جا رہا ہے جو توریت و انجیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر جب اس واقعہ پر قرآن اور توریت و انجیل کی آیات معنی کے اعتبار سے مطابق ہیں تو پھر اس کو یہود و نصاری کا مخصوص عقیدہ نہیں کہہ سکتے۔ یہ عقیدہ ازلی و ابدی ہے۔ اس قسم کی تاویلات دور از کار معلوم ہوتی ہیں۔

اس کا نسخہ سندھ یونیورسٹی۔ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے۔ یہ مصطفائی پریس لاہور میں چھپا تھا۔ اور $8\frac{1}{2} \times 5\frac{1}{2}$ سائز کے ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کی غایت یہ ہے کہ اصحاب کہف سے متعلق جو غلط قسم کی روایات مشہور ہوگئی ہیں تحقیق کرکے ان کی اصلاح کی جائے۔ مولف نے دیباچہ میں لکھا ہے۔

اس امر کا خیال کرکے میں نے چاہا کہ قصہ اصحاب الکہف والرقیم کو صاف طور پر جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ بیان کروں اور بے اصل کہانیاں جو اس میں شامل ہوگئی ہیں ان کو اصل قصہ سے علیحدہ کروں۔ الله الحمد کہ یہ کام پورا ہوا اور اس رسالہ کا نام "ترقیم فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم" رکھا۔

اس کے بعد طریقہ تفسیر پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

میں نے اس قصہ کو اول صاف اور سیدھے طور پر بغیر تعرض آیات قرآن مجید کے بیان کیا ہے۔ اور جن کتابوں سے اس کو اخذ کیا ہے بعینہ۔ ان کی اصل عبارت حاشیہ پر لکھدی ہے اس کے بعد قرآن مجید کی ان آیات کی تفسیر بیان کی ہے جو قصہ اصحاب کہف سے متعلق ہیں اور دکھایا ہے کہ بے اصل کہانیاں جو مشہور ہیں انہیں کی تردید قرآن مجید سے ہوتی ہے چونکہ مسلمانوں کو بہت کم معلوم ہے کہ عیسائی مورخ اس قصہ کی نسبت کیا خیال کرتے ہیں اور کیا رائے رکھتے ہیں اس لیے اس کے آخیر میں ایک انگریزی کتاب سے اس قصہ کا ترجمہ اس کے متن سے بلا کسی قسم کے تعرض کے شامل کردیا ہے۔ اس کے شامل کرنے سے صرف مقصد یہ ہے کہ عیسائی مورخوں کے خیالات جو اس قصہ کی نسبت ہیں معلوم ہوجاویں اور کھل جاوے کہ جو روایتیں ہمارے علماء نے اپنی کتابوں اور تفسیروں میں لکھی ہیں۔ وہ سب عیسائیوں کی روایتیں ہیں نہ اسلام کی۔
(ص ۔ ۲ ۔ ۳)

سر سید احمد خان نے اس تفسیر میں صفحہ ۱ تا ۲ دیباچہ لکھا ہے اور ۲ تا ۲۱ مقدمہ شامل کیا ہے جس میں دوسرے تفاسیر اور کتابوں سے اصحاب کہف کے متعلق خیالات قلم بند کیے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی اپنے خیالات کا اظہار بھی کرتے چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۲۲ سے ۴۹ تک آیات قرآنی کی روشنی میں اس قصہ پر روشنی ڈالی ہے اور پھر صفحہ ۵۰ سے ۶۲ تک انگریزی کتاب کا اس قصہ سے متعلق ترجمہ شامل کیا ہے۔

اس مقالے پیش نظر سنہ ۱۹۱۳ء کا اڈیشن ہے۔ جو نول کشور اسٹیم پریس۔ لاہور میں طبع ہوا یہ $9\frac{1}{2} \times 6\frac{1}{2}$ سائز کے ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس رسالے کی تالیف کی تحریک نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان کے خطوط سے ہوئی جو انہوں نے ۹۔ اگست سنہ ۱۸۹۲ء اور ۹ اسٹمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو حیدرآباد دکن سے سر سید کو ان کی تفسیر القرآن پر سخت تنقید کرتے ہوئے لکھے تھے۔ سر سید نے ان دونوں خطوط کے جوابات علی الترتیب ۱۷۔ اگست سنہ ۱۸۹۲ء اور ۸۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کو لکھے تھے۔

مولف نے اس رسالہ کے ساتھ ایک دیباچہ لکھا ہے جس کے ضروری اقتباسات یہ ہیں۔

"جب کہ میں نے علوم جدید و انگریزی زبان کو مسلمانوں میں رواج دینے کی کوشش کی تو مجھ کو خیال ہوا کہ کیا درحقیقت وہ علوم مذہب اسلام کے ایسے ہی برخلاف ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ میں نے بقدر اپنی طاقت کے تفسیروں کو پڑھا اور بجز ان مباحث کے جو علم ادب سے علاقہ رکھتے ہیں باقی کو محض فضول اور مطولیہ روایات ضعیف و موضوع اور قصص بے سروپا سے بھرا پایا۔"[1]

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

پھر میں نے بقدر اپنی طاقت کے خود قرآن مجید پر غور کی اور چاہا کہ قرآن ہی سے سمجھنا چاہئے کہ اس کا نظم کن اصولوں پر واقع ہوا ہے اور جہاں تک میری طاقت میں تھا میں نے سمجھا اور میں نے پایا کہ جو اصول خود قرآن مجید سے نکلتے ہیں ان کے مطابق کوئی مخالفت علوم جدیدہ میں نہ اسلام سے ہے اور نہ قرآن سے "الآن راست پرسی من شا کر قرآن عظیم ام" وھذا قولی کما قال شاہ ولی اللہ۔ پھر میں نے انہیں اصولوں پر ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھنی شروع کی جو اس وقت سورہ النحل تک ہوچکی ہے[2]

۱۔ سر سید احمد خان۔ تحریر فی اصول التفسیر (دیباچہ)

۲۔ ایضاً (دیباچہ)

مولف نے ایک اور جگہ لکھا ہے۔

میرا ارادہ تھا کہ جب میری تفسیر پوری ہو جاوےگی اور اول سے آخر تک قرآن بنظر غائر تمام ہوجاوے گا اس وقت میں دیباچہ تفسیر کا لکھوں گا۔ اور اس میں وہ تمام اصول بیان کروں گا۔ جو تفسیر لکھنے میں میں نے اختیار کیے ہیں مگر چونکہ اس کو زمانہ دراز درکار تھا اس لیے میں نے خیال کیا کہ مقدم اصولوں کو جو میں نے تفسیر کے لکھنے میں اختیار کیے ہیں لکھوں اور باقی اصول اس وقت پر منحصر رکھوں جب کہ تفسیر تمام ہوجاوے اور خدا کی مرضی ان کے لکھنے پر ہو۔ پس یہ چند مقدم اصول ہیں جن پر میری تفسیر مبنی ہے اور جو ایک رسالے کی صورت میں لکھے گئے ہیں۔ اور اس لیے میں نے اس کا نام بھی "تحریر فی اصول التفسیر" رکھا ہے۔ اب میں ان اصولوں کو شروع کرتا ہوں (ص۔ ۱۸)

سرسید نے جن اصولوں کا ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) خدا نے واحد۔ خالق کائنات ہے اور موجود ہے۔

(۲) اس نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء بھیجے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں۔

(۳) قرآن مجید کلام الہی ہے۔

(۴) قرآن مجید بلفظہ قلب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

(۵) قرآن مجید بالکل سچ ہے کوئی بات غلط یا خلاف واقع مندرج نہیں۔

(۶) باری تعالی کی صفات ثبوتی اور سلبی جس قدر بھی قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔ سب سچ ہیں

(۷) صفات باری تعالی عین ذات ہیں اور مثل ذات ازلی و ابدی ہیں۔

(۸) صفات باری لامحدود اور مطلق عن القیود ہیں۔

(۹) قرآن مجید میں کوئی ایسا امر نہیں جو قانون فطرت کے برخلاف ہو۔

(۱۰) قرآن مجید جس قدر نازل ہوا ہے بتمامہ موجود ہے۔

(۱۱) ہر ایک سورہ کی آیت ترتیب منصوص ہے۔

(۱۲) قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ نہیں ہے۔

(۱۳) قرآن مجید دفعتہً واحدۃً نازل نہیں ہوا ہے بلکہ نجماً نجماً نازل ہوا ہے۔

(۱۴) موجودات عالم اور مصنوعات کائنات کی نسبت جو کچھ خدا نے قرآن مجید میں کہا ہے وہ سب ہوبہو یا بحیثیت من الحیثیات مطابق واقع ہے۔

(۱۵) چون کہ قرآن فصیح و بلیغ ہیں اس لیے اس کے معنی بھی اسی اعتبار سے کیے جائیں گے اور وہ تمام لوازمات پیش نظر ہوں گے جو ایک کلام بلیغ و فصیح میں ہونے چاہئیں۔

(ص ۔ ۱۹ ۔ ۳۰)

اس رسالے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

الحمد للہ الذی انزل القران علی محمد رسولہ علیہ وسلم ھدایۃ الانام والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد قد ھوانا بہ الی الاسلام و علی آلہ و اصحابہ الی یوم القیامۃ اما بعد جب کہ غدر کا زمانہ گزر گیا اور مسلمانوں پر بھی جو کچھ گزرنا تھا تو مجھ کو اپنی قوم کی اصلاح کی فکر ہوئی میں نے اس میں بہت غور کی ایک زمانہ دراز کے غور کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ان کی دینی دنیوی اصلاح بغیر اس کے کہ ان کو علوم و فنون جدید میں جو اور قوموں کے سر مایہ افتخار ہیں اور اس زمان میں جو ہم پر بمشیۃ اللہ حکومت کرتی ہے تعلیم نہ دی جاوے۔ اور کسی طرح لکھنا نہیں۔

(ص ۔ ۱)

اور اختتام کی عبارت یہ ہے۔

یہ بحثیں جہاں تک ہیں صرف ان امور سے متعلق ہیں جو علوم سے اور طبیعات سے علاقہ رکھتی ہیں باقی رہے وہ امور جو روحانی تعلیم سے متعلق ہیں اور جن کو " لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ " حاوی ہے۔ ہر وقت میں ایک حالت مستقل پر قائم ہیں اس میں نہ کبھی تبدل ہوا نہ ہوگا۔ نہ ہونے کی حاجت ہے جس کے لیے منطوق آیہ کریمہ " الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا " شاہد عادل ہے۔ الان نختم الکلام و نقول ھذہ اصول معدودۃ من اصول التی اسسنا علیہا تفسیر القران و نحن کلمنا فی وقت آخر انشاء اللہ تعالی۔

(ص ۔ ۳۶)

اس وقت ہمارے سامنے لاہور والا اڈیشن ہے جو سنہ میں اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا تھا۔ یہ ۶ × $\frac{1}{2}$ ۹ سائز کے ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے کی تالیف کا سبب بتاتے ہوئے مولف رقم طراز ہیں۔

اس رسالے میں ہمارا مقصد جن اور انس کے الفاظ سے جو قرآن مجید میں آئے ہیں بحث کرتا ہے مگر جس جگہ قرآن مجید میں جن یا جان کے لفظ کا شیطان پر اطلاق ہوا ہے ان سے اس رسالے میں بحث مقصود نہیں ہے کیونکہ وہ بحث درحقیقت شیطان سے متعلق ہے۔

(مقدمہ ص ۱)

نمونہ تاویل و تفسیر

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا۔

یعنی کہدے اے پیغمبر اگر جمع ہو جاویں اس یعنی شہروں کے رہنے والے اور جن یعنی بدویین جو خالص عربی زبان جاننے والے تھے اس بات پر کہ کوئی چیز اس قرآن کی مانند لاویں تو اس کی مانند نہ لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ (ص ۱۵)

سر سید نے جن "کے معنی " دیہاتی "کے سلسلے میں اگر واقعی یہی معنی تھے تو سلف مفسرین اور خود آنحضرت کے زمانے میں یہ معنی کیوں نہیں لیے گئے۔ یہ چیز بھی محل غور و فکر ہے۔

سر سید احمد خان۔ تفسیر السماء۔ طبع اول سنہ ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء

ہمارے سامنے جو نسخہ ہے وہ سنہ ۱۹۰۹ء میں نول کشور اسٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا تھا۔ یہ $7\frac{1}{2} \times 5$ سائز کے ۱۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۱۰۲ تک سر سید کی تفسیر ہے اور صفحہ ۱۱۶ تک نواب سید مہدی علی صاحب کا "وجود آسمان" کے عنوان سے ایک مقالہ ہے۔

اس تفسیر میں سر سید احمد خان نے وجود آسمان سے متکلمانہ اور فلسفیانہ انداز میں بحث کی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں لفظ سماء ہے وہ کن کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور اہل عرب اس کو کن معنوں میں استعمال کرتے تھے۔

تفسیر کا انداز یہ ہے

جمہور فلاسفہ اور اصحاب علم ہیئت آسمان کی نسبت بیان کرتے ہیں۔
"انہا اجرام صلبۃ لا ثقیلۃ ولا خفیفۃ غیر قابلۃ الخرق والالتیام والنمو والذبول"

یعنی آسمان سخت اجرام ہیں۔ نہ بوجھل ہیں اور نہ ہلکے ہیں۔ پھٹنے اور جڑنے اور بڑھنے اور گھٹنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس حقیقت اور ایسے وجود سماء کے ہم بالکل منکر ہیں۔

علماء معقول و منقول "سماء" اور "فلک" دونوں کو ایک سمجھتے ہیں جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے بھی تفسیر کبیر میں تحت تفسیر آیہ کل فی فلک یسبحون۔ کے فلک اور سماء میں کچھ تفرقہ نہیں کیا ہے بلکہ دونوں کو ایک سمجھا ہے۔ پس جو بحث کہ انہوں نے فلک کی حقیقت میں کی ہے وہ بحث گیا سماء" کی اور سماء کی حقیقت میں ہے۔ (ص ۔ ۲۷)

سید محمد حسن (رئیس اودھ) غایۃ البرھان فی تاویل القران۔ طبع اول ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء

یہ مطبوعہ نسخہ کراچی یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ یہ ۱۲ × ۱۰ سائز کے ۸۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی بار مطبع سید المطابع۔ اودھ سنہ ۱۳۰۵ھ میں طبع ہوئی۔ صفحات کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) تمہید اور سات مقدمات صفحات = ۲۰۷
(۲) تفسیر سورہ فاتحہ تا سورہ نحل صفحات = ۳۰۸
(۳) تفسیر سورہ بنی اسرائیل تا ناس صفحات = ۳۰۸

کل صفحات ۸۲۲

مولف نے تمہید میں تالیف کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ضروری اقتباس درج ذیل ہے۔

اور اس فقیر نے کتب سابقہ کی پیشین گوئی کے مطابق قرآن مجید کے صدہا مقامات دریافت کئے اور مطابق پائے اور تطبیق کی تلاش سے بہت سی آیات قرآن کے وصل میں ترتیل اعلیٰ ترتیب مثل تسبیح مروارید دریافت ہوئے اس وجہ سے بعد اس کے کہ پہلے ایک مسودہ " مطالبات الاسرار فی مکاشفات الاخبار " کا تاویل قرآن میں لکھا تھا۔ پھر اوس کے بعد بہت سے مقامین پاکیزہ دریافت ہوئے تو اس تاویل حسنی کا مسودہ کیا گیا جسمیں غایۃ برھان سے تاویل قرآن کی آیات اپنے لائق دریافت کی از انجا کہ وہ مسودہ ایک عرصہ سے شکستہ پڑا ہوا تھا۔ تو سنہ ۱۳۰۵ھ ہی کے اندر اوسکو میں نے صاف کرنا شروع کیا تو اس سے اس کا نام

غایۃ البرھان فی تاویل القران

میں نے رکھا کہ غایۃ البرھان کے عدد جسمیں تاء دراصل ھا ہے سنہ ۱۳۰۵ھ ہوتے ہیں۔ جسمیں آیت کا موقع اس تاویل میں ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ جو کتب سابقہ کی پیشین گوئی کے موافق ہو اور قصص بحطہ کی تفصیل بوجہ کامل حسب مقدرت دریافت ہو۔

(ص ۔ ۲)

جیسا کہ عرض کیا گیا اس تفسیر کے آغاز میں ایک تمہید ہے اور سات صفحات ہے۔ پھر تفسیر شروع ہوتی ہے۔ تفسیر کا انداز یہ ہے کہ متن قرآن کے بعد ترجمہ پھر ساتھ ہی تفسیر کردی گئی ہے۔ یہاں سے نمونہ تفسیر نکال کر سورہ فاتحہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

نمونہ سورۃ الفاتحہ

الحمد اللہ۔ ہر ایک حمد و کمال۔ ذات وجود حق کو خاص ہے
وہی قابل آخرت اور وہی رحمن و رحیم ہے۔ مالک روز دین یعنی
جزا کا ہے۔ تجھکو ہی ہم عبادت کرتے ہیں۔۔۔ خاص تجھی سے
تیری عبادت خاصہ میں ہم استعانت چاہتے ہیں۔۔۔ راہ بتا
ہم کو سیدھی ہی۔۔۔ ان برگزیدوں کی راہ جن پر تونے احسان
کیا ہے۔۔۔ نہ راہ ان کی جن پر غضب کیا گیا ہے۔

(ص ۔ ۶ ۔ ۷)

تفسیر کے آخر میں تاریخ طبع کا قطعہ ہے جو منشی رحیم بخش نے لکھا ہے۔

طبع این نسخہ را تو اے برتر	لا جواب است و بے نظیر بگو
سال ختمش ز روئے بسم اللہ	چشمہ و رحمت قدیر بگو

۱۳۰۵ھ

مولوی حسن خان ۔ بستان التفاسیر ۔ طبع اول سنہ ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء

یہ تفسیر فتح العزیز (پارہ عم) کا اردو ترجمہ ہے جو ۱۰×۸ سائز کے ۴۳۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ سنہ ۱۳۰۷ھ میں مطبع فتح الکریم ۔ بمبئی میں چھپی تھی ۔

نمونہ ترجمہ

والعصر قسم ہے زمانے کی کہ انسان کی عمر بھی اس میں داخل ہے جو اس کی پونجی کے مانند ہے۔ اعتقادات حسنہ اور اعمال صالحہ اور نیک حالات کے حاصل کرنے میں۔ یا قسم ہے نماز عصر کے وقت کی کہ سود اور زیان کے ظہور کا وقت ہے۔ رات دن کے عملوں میں یا قسم ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی جو نور نبوت کے ظہور کا زمانہ ہے اور ولایتوں کی شاخیں پھوٹنے کا وقت ہے۔ اور اس وقت میں جو کوئی اس نور سے منور ہوا تو بہت نفع اور فائدہ حاصل کیا۔ جو کوئی اس نور سے محروم رہا تو بالکل نقصان اور سدا کا ٹوٹا اور سوکھ سبب ہوا۔

نواب صدیق حسن خان۔ ترجمان القرآن بلطائف البیان تالیف ~~۱۳۰۶ھ~~ — ~~۱۳۰۸ھ~~
۱۸۸۸ء — ۱۸۹۰ء

یہ تفسیر پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی چھ جلدیں خود نواب صاحب نے لکھی ہیں اور بعد کی سات جلدیں محمد ہاشم اور مولوی ذوالفقار احمد نے پوری کیں۔ ہم یہاں ہر جلد کی تفصیل علیحدہ علیحدہ قلم بند کریں گے۔ یہ تفسیر ادارہ تحقیقات اسلامیہ۔ کراچی کی لائبریری میں موجود ہے۔

جلد اول

یہ سورہ بقرہ (تلک الرسل) کی تفسیر ہے۔ ۱۲ × ۱۰ سائز کے ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں بارہ صفحات پر مقدمہ ہے جس میں قرآن پاک کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ مقدمہ میں تفسیر کی وجہ تسمیہ بتاتے ہوئے لکھا ہے۔

> بہر حال اس تفسیر کو اردو زبان میں بہت سہل و آسان کر کے لکھا گیا ہے۔ اس کا تاریخی نام
> " ترجمان القرآن بلطائف البیان "
> ۱۳۰۶ھ
> رکھا ہے۔
> (ص ۔ ۳)

طریقہ تفسیر کے متعلق مولف نے یہ صراحت کی ہے۔

> معلوم ہوا کہ جب قرآن شریف کی تفسیر کرے تو حتی الامکان اولاً قرآن پاک ہی سے کرے پھر سنت مطہرہ سے پھر قول صحابی سے پھر اجماع تابعین سے پھر لغت عرب سے یہ پانچ وجہیں ہوئیں۔
> (ص ۔ ۱۱)

مولف نے تفسیر بالرائے کو مذموم قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسی لیے انہوں نے تفسیر القرآن پر اس طرح حرف گیری کی ہے۔

> رائے سے تفسیر کرنے والے کو جہنمی فرمایا ہے۔ حدیث فلیتبوء مقعدہ من النار واسطے تنبیہ کے ایک بڑی بشارت ہے جنہوں نے سارے قرآن کی تفسیر اپنی واقعی بالتدبیر سے گھڑی ہے (ص ۔ ۱۱)

مولف نے طریقہ تفسیر یہ لکھا ہے پہلے سورتوں کو متعارف کیا گیا ہے۔ پھر آیت کا ترجمہ اور اس کے بعد تفسیر ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ یہاں طوالت سے بچنے کیلئے صرف سورہ فاتحہ کا ترجمہ تفسیر کو خارج کر کے پیش کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین۔ سب تعریف اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہان کا
——— الرحمن الرحیم بہت مہربان نہایت رحم والا ———
مالک یوم الدین مالک انصاف کے دن کا ——— ایاک نعبد وایاک نستعین
تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں ———
اھدنا الصراط المستقیم۔ دکھا ہم کو راہ سیدھی ——— صراط الذین
انعمت علیہم راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا ——— غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین نہ جن پر تو نے غصہ کیا اور نہ بھٹکنے والے (ص ۱۶ - ۱۸)

پہلی جلد مطبع الانصاری۔ دہلی میں سنہ ۱۳۰۶ھ میں طبع ہوئی

جلد دوم

یہ جلد سورہ آل عمران سے سورہ نساء تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اور ۸ × ۶ سائز کے ۵۱۱ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ سنہ ۱۳۰۷ھ میں مطبع صدیقی۔ لاہور میں چھپی تھی۔ مولف نے سورہ آل عمران کے آخر میں لکھا ہے۔

تمام ہوئی تفسیر زہراوین کی روز پنج شنبہ ہفتم ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۲ھ
ہجری کو ——— اللہ پاک سے امید ہے ——— اس خدمت کو
قبول فرمائے ——— (ص ۵۶۳)

پھر سورہ نساء کے آخر میں لکھا ہے۔

لکھنا اس تفسیر مبارک سورۃ نساء کا تاریخ دوم جمادی الاخر
سنہ ۱۳۰۳ ہجری روز سہ شنبہ کو شروع کیا تھا۔ آج یہ تفسیر
اس وقت روز شنبہ سنہ مذکور کو بتاریخ ستائیسویں ماہ مذکور
کے ستائیس دن میں وقت نماز عصر کے جب کہ تین ساعت پر پچیس
منٹ گزرے تھے تمام ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ماہ محرم شروع
سنہ مذکور سے ایک ہجوم آفات و بلیات سے جان حزین کو فرصت
سانس لینے کی حاصل نہ ہوئی (ص ۸۰۳)

جلد سوم

یہ جلد سورہ المائدہ سے سورۃ الانعام تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اور ٦×٨ سائز کے ۳۹۵ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ سنہ ۱۳۰٤ھ میں مطبع صدیقی۔ لاہور میں چھپی —— اس کے آخر میں خاتمہ الکتاب ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔

انیسویں شعبان سنہ ۱۳۰۲ھ ہجری روز دوشنبہ کولکھنا اس سورہ مبارکہ کا شروع کیا تھا۔ رمضان شریف میں بعد آٹھ روزوں کے بوجہ علالہ طبع چھ روزے قضا ہوئے۔ لکھنا بھی بندر ہا۔ آج سولھویں رمضان المبارک سنہ مذکور روز ایک شنبہ کوکہ یہ اس سورۃ کی مع تفسیر اردو وقت تواختہ پانچ منٹ کم گیارہ بجے دن کے تمام ہوئی (ص۔ ۱۲۰۰)

جلد چہارم

یہ جلد سورہ براءۃ کی تفسیر پر ختم ہوتی ہے۔ (سورہ اعراف سے شروع ہوکر سورہ توبہ تک) اور ٨ × ٦ سائز کے ۲۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۵۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰٤ھ کو مطبع صدیقی۔ لاہور میں چھپی۔ آخر میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔

"۹۔ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۲ھ کو سورہ براءۃ کی تفسیر ختم ہوئی"

(ص۔ ۲۹۰)

جلد پنجم

یہ جلد سورہ یونس سے سورہ یوسف تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اور ۸ × ٦ سائز کے ۳۳۷ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ آخر میں یہ خاتمۃ الکتاب ہے۔

روز یکشنبہ ۹م جمادی الاولی سنہ ۱۳۰٦ھ ہجری کو ———
ترجمہ سورہ یوسف کا بحمدہ تعالی و عونہ ختم ہوا۔
(ص = ۸۲۸)

یہ جلد بھی مطبع صدیقی — لاہور میں طبع ہوئی تھی۔

جلد ششم

یہ جلد سورہ رعد سے سورہ نحل کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اور ۳۵۱ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ بھی مطبع صدیقی۔ لاہور میں سنہ ۱۳۱۰ھ میں طبع ہوئی تھی۔ اس کے آخر میں خاتمۃ الکتاب کی یہ عبارت ہے۔

آج روز شنبہ وقت عصر ترجمہ اس سورت (نحل) کا ششم رجب سنہ ۱۳۰٦ ہجری
قدسی کو بعون اللہ و عونہ ختم ہوا۔ (ص = ۱۱۸۰)

جلد ہفتم

یہ جلد سورہ بنی اسرائیل سے سورہ مریم تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۳۱۰ھ میں مطبع صدیقی۔ لاہور میں چھپی تھی۔ ۴۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے آخر میں خاتمۃ الکتاب ہے جس کی یہ عبارت ہے۔

الحمد للہ کہ آج رات یوم الاحد ۱۲۔ جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۰ھ بوقت ۱۲ بجے
رات کے تفسیر سورہ مریم کی ——— پوری ہوئی۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ
جس طرح مولی نے مجھ سے ضعیف نحیف عاجز و ناتوان سے محض اپنے
فضل و کرم کے ساتھ اس سورہ مبارکہ کا ترجمہ لکھوایا اسی طرح باقی قرآن
مجید کا ترجمہ پورا کرا دے اور یہ تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان جس

> کو نواب صدیق حسن خان صاحب ابتداء سے سورہ کہف تک اور آخر میں سے سورہ تبارک و عم کی تفسیر لکھ گئے ـــــ کامل کرادے۔ (ص۔ ۴۱۲)

خاتمۃ الکتاب میں مؤلف ثانی رقمطراز ہیں۔

> خاکسار محمد بن ہاشم رہنے والا قصبہ کھڑیان۔ ضلع لاہور کا کہ اس عاجز پر اللہ پاک کا بڑا انعام ہوا کہ ترجمان القرآن بلطائف البیان کے پورا کرنے کا خیال دل میں سمایا ـــــ اس اثناء میں تفسیر سورہ عم کی اللہ پاک نے لکھوائی ـــــ عاجز نے تفسیر کو اسی ڈھنگ پر شروع کیا ہے۔ جیسے نواب صاحب مرحوم نے لکھی بلکہ اتنا کام اور بھی کیا ہے کہ جو آیات معرض استدلال میں بیان کی گئی ہیں ان کا ترجمہ بھی متن ہی میں درج کر دیا۔ بخلاف نواب صاحب مرحوم کے کہ انہوں نے ان کا ترجمہ حاشیہ پر لکھوایا اور وہ احادیث جو آیات کی تفسیر میں بیان کی گئی ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی متن ہی میں لکھدیا بخلاف نواب صاحب مرحوم کے کہ انہوں نے احادیث کا ترجمہ لکھا نہیں۔
> (ص۔ ۴۱۲)

ابو یحییٰ امام خان نوشہروی نے لکھا ہے کہ چھٹی جلد کے بعد بقیہ ترجمہ مولوی ذوالفقار احمد نے کیا تھا مگر اس ساتویں جلد کے تتمے سے اتنا تو پتا چلتا ہے کہ کم از کم ساتویں جلد محمد بن ہاشم نے لکھی ہے۔

جلد ہشتم

یہ جلد سورہ طٰہٰ سے سورہ حج تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ مطبع صدیقی لاہور میں سنہ ۱۳۱۲ھ میں چھپی تھی۔ ۲۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ غالباً یہ جلد بھی مولوی محمد بن ہاشم کی تالیف ہے۔

جلد نہم

یہ جلد سورہ مومنون سے سورہ فرقان تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ مطبع صدیقی۔ لاہور میں سنہ ۱۳۱۲ھ میں چھپی تھی۔ ۳۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ غالباً یہ بھی محمد بن ہاشم نے ترجمہ کی ہے۔

جلد دہم

یہ جلد سورہ شعراء سے سورہ عنکبوت تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ مطبع صدیقی۔ لاہور میں چھپی تھی ۴۰۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ غالباً یہ بھی محمد بن ہاشم نے ترجمہ کی ہے۔

جلد یازدہم

یہ جلد سورہ روم سے احزاب تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ مطبع صدیقی۔ لاہور میں چھپی تھی۔ ۴۳۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ بھی محمد بن ہاشم کا ترجمہ معلوم ہوتی ہے۔ اس جلد کے آخر میں خلستتہ الکتاب خاتمتہ الطبع ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

> ہندوستان کے عام لوگ عربی نہیں سمجھ سکتے اس لیے جناب نواب صدیق حسن صاحب مرحوم نے اس تفسیر کا خلاصہ سلیس اردو میں لکھ کر اس کے ساتھ اپنی عربی تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن سے عمدہ عمدہ فوائد انتخاب کر کے اس مجموعہ کا نام رکھا ترجمان القرآن بلطائف البیان لیکن اس کام کے اختتام سے پہلے ہی داعی اجل کو لبیک پکارتے ہوئے اس عالم فانی سے کوچ کر کے راہی ملک جاودانی ہوئے —— اور چونکہ نواب صاحب مرحوم کی اجازت سے اس تفسیر کو طبع کرنے کا اہتمام مطبع صدیقی۔ لاہور نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا تو بعد وفات نواب صاحب مرحوم بھی اہل مطبع صدیقی نے اس کا ناتمام رہنا پسند نہ کیا۔ (ص۔ ۴۳۱)

قیاس سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں سے گیارھویں جلد تک محمد بن ہاشم نے ترجمہ کیا اور اس کے بعد یہ کام مولوی ذوالفقار احمد کے سپرد کر دیا جنہوں نے بقیہ چار جلد یں لکھیں۔

جلد دوازدہم

یہ جلد مولوی ذوالفقار احمد نے مرتب کی ہے۔ سورہ صاد سے سورہ ص تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ مطبع احمدی ۔ لاہور نے طبع کی غالباً سنہ ۱۳۱۸ھ میں

جلد سیزدہم

یہ بھی مولوی ذوالفقار احمد کی تالیف ہے۔ مطبع احمدی ۔ لاہور میں طبع ہوئی اس میں سورہ رمز سے سورہ شوری تک کی تفسیر ہے۔ ۴۱۴ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ خاتمۃ الکتاب کی عبارت یہ ہے۔

الحمد واللہ کہ تفسیر اس سورہ مبارکہ کی (شوری) شب بست
نہم ماہ مبارکہ رمضان شریف سنہ ۱۳۱۳ھ ہجری مقدس ---
محلہ امیر گنج میں تمام ہوئی ۔ (ص ۔ ۴۱۴)

جلد چہاردہم

یہ جلد بھی مولوی ذوالفقار احمد نے ترجمہ کی ہے۔ مطبع بہادر پریس۔ لاہور میں سنہ ۱۳۱۹ھ میں طبع ہوئی ۔ یہ سورہ زخرف سے سورہ طور تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ ۵۲۳ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ خاتمۃ الکتاب کی عبارت یہ ہے۔

اس سورہ مبارکہ کی تفسیر روز چہارشنبہ ماہ ذی الحجہ ---
سنہ ۱۳۱۴ ہجری کو تمام ہوئی ۔ (ص ۔ ۵۲۳)

جلد پانزدہم

یہ جلد بھی مولوی ذوالفقار احمد نے تالیف کی ہے۔ مطبع بہادر پریس ۔ لاہور میں سنہ ۱۳۱۹ھ میں چھپی اس میں سورہ نجم سے سورہ تحریم تک کی تفسیر شامل ہے۔ اور ۵۱۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر ناتمام رہ گی ۔

یہ تفسیر کی چودھویں جلد ہے جس میں سورہ ق سے سورہ طلاق تک کی تفسیر ہے یہ جلد مطبع مفید عام آگرہ میں سنہ ۱۳۱۶ھ میں پہلی بار شائع ہوئی یہ ۸ × ۱۲ سائز کے ۸۲۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ دو حصوں پر منقسم ہے۔ حصہ اول میں سورہ ق سے سورہ حدید تک کی تفسیر ہے اور اس کے ۴۳۲ صفحات ہیں اور حصہ دوم میں سورہ حدید سے سورہ طلاق تک کی تفسیر ہے۔

ابتداء میں کوئی دیباچہ نہیں البتہ خاتمۃ الکتاب ہے جس کے ضروری اقتباسات یہ ہیں۔

الحمد للہ المنتہ کہ تفسیر سورہ تحریم روز پنج شنبہ وقت سہ ساعت پانزدہم ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۵ھ کو محلہ امیر گنج میں تمام ہوئی ۔ ———

اس کے تمام ہونے سے جلد چہاردہم ترجمان القرآن کی تمام ہوئی اب [illegible] ترجمان کی پندرہ جلدیں ہوگئیں۔ حضرت نواب محمد صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنہ ۱۳۰۲ ہجری سے ترجمان کو لکھنا شروع کیا تھا۔ تو فاتحہ سے لے کر سورہ کہف تک چھ جلدیں اور ایک جلد پارہ تبارک اور پارہ عم کی لکھیں تو سات جلدیں ہوئیں۔ سورہ مریم سے سورہ تبارک تک تیرہ پارے کی تفسیر باقی تھی پس خاکسار ذوالفقار احمد عفا اللہ عنہ ۲۲ ماہ صفر روز چہارشنبہ وقت پانزدہ ساعت شب پنجشنبہ سنہ ۱۳۰۸ ہجری سے تفسیر سورہ مریم کو لکھنا شروع کیا تھا۔ اللہ پاک کا بے حساب احسان ہے کہ اس نے محض اپنی حول و قوت سے ۶ جلدیں لکھوا دیں۔

(ص ۔ ۹ ۔ ۳۶۸)

حصہ اول کے خاتمے پر یہ عبارت ملتی ہے۔

آخر تفسیر سورہ الواقعہ واللہ الحمد والمنتہ یازدہم ماہ جمادی الاخر

سنہ ۱۳۱۵ ھجری ۔ شب دوشنبہ وقت نیم شب تمام ہوئی ——

(ص ۔ ۴۳۲)

حصہ دوم کے خاتمہ پر یہ عبارت ملتی ہے۔

" سبحان اللہ وبحمدہ ، سبحان اللہ العظیم احرو فی السابع عشر من

رجب یوم السبت بعد نصف اللیل سنہ ۱۳۱٦ ھ بمحلہ امیر گنج"

(ص ۔ ۳۸۴)

محمد عبد الحکیم لکھنوی ۔ جواہر التفسیر ۔ تالیف سنہ ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء

یہ تفسیر لاہور یا دھلی میں مطالعہ سے گزری تھی ۔ یہ مطبوعہ نسخہ ٦ × ۹ سائز

کے ٦٨٢ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اور مطبع دبدبہ احمدی لکھنو میں طبع ہوا یہ تفسیر مندرجہ ذیل

سورتوں اور پاروں پر مشتمل ہے۔

۱ ۔ پارہ تبارک۔ پارہ عم ۔ پارہ الم۔ سورہ یوسف ۔ سورہ مریم۔ سورہ یسین

سورہ صافات ۔ سورہ سجدہ ۔ سورہ دخان ۔ سورہ فتح۔ سورہ نجم۔

سورہ رحمان۔ سورہ واقعہ ۔ سورہ جمعہ ۔ سورہ تغابن۔ سورہ طلاق ۔

مولف نے تفسیر کی تاریخ کی تکمیل پر یہ قطعہ لکھا تھا۔

زہے تفسیر قرآن شد چہ مطبوع — کہ شد مطبوع طبع اہل ایمان

خوشے تاریخش از روئے جمل شد — کلام کاشف اسرار قرآن

۱۳۰۸ھ

ابتداء میں دیباچہ ہے جس میں مولف نے اس تفسیر کے بارے میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

" کمترین محمد عبد الحکیم لکھنوی —— ناظرین کتاب ھذا کی خدمت با برکت

میں عرض پرداز ہے کہ باعث تحریر اس مختصر التفاسیر کا یہ ہے کہ جناب ——

—— محمد عبد الستار خان صاحب —— نے ایک مجھ سے کہا کہ ہر

ہر چند علماء نے دین کی توجہ سے ہماری اردو زبان میں بھی کلام مجید کی
بڑی بڑی تفسیریں اور ترجمے وغیرہ ہم لوگوں کے دیکھنے میں آئے اور خلق اللہ
نے اون سے بڑے فیض اٹھائے ———— لیکن زمانہ حال پر نظر کرنے سے
ایک ایسی مختصر تفسیر کی زیادہ ضرورت معلوم ہوتی ہے جو مطالب ذیل
کو شامل ہو" ص ۔ ۲

ان مطالب کا اجمال یہ ہے ۔

۱ ۔ عام لوگ وقت کی کمی اور علمی کم مائیگی کی وجہ سے بڑی بڑی تفاسیر
سے استفادہ نہیں کر سکتے ۔ نیز انگریزی علوم میں دلچسپی
لینے کی وجہ سے علوم دینی سے دور ہوتے جا رہے ہیں ۔

۲ ۔ جو لوگ وظائف و اوراد کا ورد رکھتے ہیں وہ آیات کے معانی سے
عدم واقفیت کی بنا پر عملیات میں اثر تاخیر سے پاتے ہیں ۔

۳ ۔ بچے نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کے معانی سے واقف نہیں
ہوتے وغیرہ وغیرہ ۔

اس کے بعد مؤلف لکھتے ہیں ۔

عاجز نے حسب ارشاد جناب ممدوح الاوصاف چند تفاسیر اور کتب
احادیث سے اقتباس کر کے پارہ الم ۔ سورہ یوسف ۔ سورہ [illegible]
———— کی تفسیر مختصر مع اندراج مطالب ضروری و شان
نزول آیات لکھی اور جواہر التفاسیر نام رکھا ۔ (ص ۔ ۲)

کاشف المکنون عن مطالب عم یتساءلون مولف نامعلوم - طبع اول سنہ ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء

اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ کتبخانہ نذیر الدین (دہلی) میں موجود ہے یہ صرف پارہ عم کی تفسیر پر مشتمل ہے - محمدن ٹریکٹ اینڈ بک ڈپو پنجاب کی فرمائش پر سنہ ۱۸۹۱ء میں اسلامیہ پریس - لاہور میں مولوی کریم بخش صاحب نے طبع کرائی تھی -

اس تفسیر کا انداز پرانا ہے - کوئی نیا اسلوب بیان نہیں جس سے جدت فکر کا اندازہ ہو - یہ نسخہ عجلت میں دیکھا گیا - اس لیے نوٹس نہیں لیے جا سکے -

ابی القاسم محمد عبدالرحمن۔ تفسیر سورہ اخلاص۔ تالیف چوتھی صدی ہجری
ترجمہ و طبع اول سنہ ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء

یہ تفسیر شیخ الرئیس ابی علی الحسین بن عبداللہ الشہید بہ ابن سینا کی تالیف ہے۔ جس کو مولوی ابی القاسم محمد عبدالرحمن مدرس مدرسہ قاسم العلوم دہلی نے ترجمہ کیا ہے اور حواشی بھی قلم بند کیے ہیں۔ یہ ترجمہ مطبع شمس المطابع دہلی میں سنہ ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوئی۔ یہ نسخہ ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

ابن سینا کا انداز تفسیر مفکرانہ ہے۔ فلسفیانہ نہیں۔ یہ مطبوعہ نسخہ دہلی کے زمانہ قیام میں کتب خانہ سید نذیر الدین مرحوم میں دیکھا تھا۔ عجلت کی وجہ سے صرف اتنی معلومات لکھ سکا۔

شیخ ابو علی سینا سنہ ۳۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۴۲۸ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کے مفصل حالات نواب صدیق حسن خان نے اپنی عربی تصنیف ابجد العلوم میں لکھے ہیں۔

فتح محمد تائب ۔ خلاصۃ التفاسیر ۔ تالیف ١٣١١ھ / ١٨٩٣ء

اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ ۔ پروفیسر عبد الباری ۔ گورنمنٹ کالج ۔ میرپور خاص کے ذاتی کتب خانہ میں مطالعہ سے گزرا ۔ یہ تفسیر چار جلدوں میں مکمل ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۔

(١) جلد اول (از ابتداء تا سورہ انعام) سائز ٦ × ١٢ صفحات ٦٥٤ مطبوعہ مطبع انوار محمدی ۔ لکھنو ۔ (دوسرا ایڈیشن)

(٢) جلد دوم (از پارہ ولو اننا تا پارہ و ط سورہ نحل) سائز ٦ × ١٢ صفحات ٥٧٠ مطبوعہ قومی پریس ۔ لکھنو سنہ ١٣٢١ھ

(٣) جلد سوم (از پارہ سبحان الذی تا پارہ و من یقنت سورہ فاطر) سائز ٦ × ١٢ صفحات ٥٨٤ مطبوعہ قومی پریس لکھنو ۔ سنہ ١٣٢١ھ

(٤) جلد چہارم (از سورہ یسین تا سورہ ناس) سائز ٦ × ١٢ صفحات ٦٦٨ مطبوعہ قومی پریس لکھنو سنہ ١٣٢١ھ ۔

جلد اول کے ساتھ ایک رسالہ موسوم بہ الاحسان فی تعلیم القرآن" ہے جس کا کچھ حصہ منظوم ہے اور کچھ حصہ منثور ۔ یہ ١٠٠ صفحات پر مشتمل ہے گویا تفسیر کا ایک جامع مقدمہ ہے ۔ اس کو مندرجہ ذیل ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے ۔

١ ۔ نزول و جمع القرآن

٢ ۔ فضائل و آداب تلاوت

٣ ۔ احکام متعلقہ قرآن

٤ ۔ اصول تفسیر و ضوابط تفسیر

٥ ۔ تفسیر و تاویل کا بیان ۔

اس مقدمہ میں تفسیر خلاصۃ التفاسیر سے متعلق یہ اشعار قابل ذکر ہیں ۔

اردو بھی ہے اور مختصر بھی	آسان و صحیح و معتبر بھی
مضمون لکھے ہیں گو نرالے	گوہر انہیں کانوں سے نکالے
تفسیروں کے انتخاب لکھے	مضمون بھی لاجواب لکھے

احکام کی بحث صاف ہے — تاویل بھی اختلاف کی ہے
اسباب نزول بھی لکھے ہیں — آیات میں ربط دیکھئے ہیں
اور موقع پر قصہ خوانیاں ہیں — اللہ کی یہ کہانیاں ہیں
ہیں رازو نیاز کے مضامیں — اور سوز وگداز کے مضامیں
اسرار محققانہ اس میں — اور نعرہ صوفیانہ اس میں
دل سے نہیں میں نے کچھ گھڑا ہے — لکھا ہے وہی جو کچھ پڑھا ہے
ہر جا ہے کتاب کا حوالہ — پرکھے گا اسے پرکھنے والا

وجہ تالیف کے بارے میں مقدمہ کے نثری حصہ میں یہ عبارت ملتی ہے۔

خوگردہ معاصی و معائب یعنی فتح محمد تائب عرض کرتا ہے کہ جب سنہ ۱۲۹۵ھ ہجری میں مدرسہ رفاہ المسلمین کھولا گیا اور خدمت انتظام ناچیز کے سپرد کی گئی ایسی طرز فہم اردو تفسیر کے خیال میں تھا کہ ہر مسلمان سمجھ سکے ـــــ یہ آرزو دل ہی میں تھی کہ سنہ ۱۳۰۲ ہجری میں جماعت اسلام قائم ہوئی ـــــ باتفاق اراکین اس تفسیر کی بھی منظوری ہوئی ـــــ حضرات جماعت کی طرف سے مجھ کو حکم ہوا کہ قلم کی طرح سراپا سجود بن کر محراب اطاعت میں آئے جو ارشاد ہوا ہے بجا لائے ـــــ رجب سنہ ۱۳۰۸ ہجری میں آغاز اور آخر شب بست و ہفتم رمضان سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں انجام بخیر ہوا۔ اس زمانے میں بعض اسفار و مشاغل بھی رہے ورنہ حسب اشتہار ۲۲ ماہ سے زائد صرف نہ ہوتے۔
(ص ۳ و ۴)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کا کام سنہ ۱۳۰۸ھ ماہ رجب میں شروع ہوا اور سنہ ۱۳۱۱ھ ماہ رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ کو پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

نمونہ سورہ ضحیٰ

قسم ہے دن چڑھے کی۔ قسم ہے رات کی جب چھپا لے۔ نہ چھوڑا
تجھے رب نے تیرے اور نہ ناخوش ہوا اور بیشک آخرت بہتر ہے تیرے لیے دنیا
سے۔ اور اب دے گا تجھے رب تیرا پس خوش ہوگا تو۔ کیا
نہیں پایا تجھ کو یتیم پس ٹھکانا دیا۔ اور پایا تجھے گم ہوجانے والا
پس راہ دکھائی۔ اور پایا تجھے مفلس پس تونگر کیا۔ لیکن یتیم
پر نہ غصہ کر۔ اور سوال کرنے والے کو نہ جھڑک اور نعمتیں اپنے رب کی
بیان کر۔

(ص۔ ۲۲۔ ۶۲۸)

نمونہ سورہ تکاثر

کھیل میں ڈالا تم کو تکاثر نے۔ یہاں تک کہ زیارت کی تم نے قبروں کی
کچھ نہیں اب جان لوگے پھر کچھ نہیں اب جان لوگے۔ کچھ نہیں اگر
جانتے تم جاننا یقین کا۔ تو بیشک مشغول نہ ہوتے تم بیشک
دیکھوگے دوزخ کو پھر دیکھوگے اسے دیکھنا یقین کا۔ پھر پوچھے
جاؤگے اس دن نعمتوں سے۔

(ص۔ ۶۲۸)

مولوی عبد القادر ۔ ذخیرہ عقبیٰ تفسیر الم نشرح ۔ مطبع تالیف ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء

یہ تفسیر بھی دہلی کے زمانہ قیام میں کتب خانہ سید نذیر الدین مرحوم (دہلی) میں مطالعہ کی تھی ۔ یہ نسخہ ۶×۹ سائز کے ۱۱۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔ پہلی بار عبدالغفار بیگ کے اہتمام میں اکمل المطابع ۔ دہلی میں چھپی ـــــ اس کی تاریخ تالیف کا قطعہ مولوی عبدالرحمن راسخ نے کہا ہے جو یہ ہے ۔

عبدالقادر آپ نے کیا کیا	رونقلوی الم نشرح کی
ہو گئی تفسیر آپ کی شہرہ	ہے یہ خوبی الم نشرح کی

۱۳۱۲ھ

مولوی رحیم بخش مدرس اول ۔ مدرسۃ القرآن (دہلی) نے اس پر تقریظ بھی لکھی تھی جس میں اس تفسیر کے محاسن پر روشنی ڈالی تھی ۔ اس کے ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں ۔

یہ رسالہ اپنے فن میں آپ ہی اپنا نظیر ہے ۔ وجہ یہ کہ جہاں تک خیال کرتا ہوں کتب فقہ میں کوئی کتاب سلیس اردو زبان میں اس کی ہم پایہ نہیں پاتا جس قدر مسائل کی مختصر اور موجز کتابیں فارسی ۔ عربی اور اردو مدارس اور عام مکاتب میں پڑھائی جاتی ہیں ان سب میں یہ رسالہ زیادہ مفید نظر آتا ہے ۔ کیونکہ فاضل مصنف نے مسائل کی تحقیق میں نہایت جانکاہی اور عرق ریزی کی ہے ـــــــ اس کتاب میں لائق مصنف نے اولاً شرح صدر مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت تفصیل و تشریح سے ایک عمدہ پیرایہ اور نرالے طرز کے ساتھ بیان کیا ہے ـــــــ ثانیاً معجزات نبویہ اور خصائص محمدیہ نہایت بسط و شرح کے ساتھ بیان کیے ہیں ۔ ـــــــ ثالثاً اسلام کے پانچوں ارکان کے علحدہ علحدہ ایسے خداداد بیان کے ساتھ تفصیل کی ہے جس کی حسن و خوبی کا فوٹو میری ناچیز قلم سے کھنچ نہیں سکتا ۔ اس میں سب سے عمدہ اور نرالی بات یہ ہے کہ ہر ایک رکن کے متعلق مطول کتابوں سے صدہا وہ جزئی مسائل مع حوالہ کتب اخذ کیے گئے ہیں جن سے کمتر لوگ واقف ہیں ـــــــ
(ص ۱۱۸)

محمد رحیم بخش دہلوی - اعظم التفاسیر - طبع اول ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء

یہ تفسیر دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک نسخہ نذیریہ پبلک لائبریری - دہلی میں موجود ہے۔ پہلی جلد کا ایک نسخہ مفتی محمد مظفر احمد صاحب کے ذاتی کتب خانے کراچی میں موجود ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے یہی نسخہ ہے۔ یہ منشی بلاقی داس نے اپنے مطبع مورپریس دہلی میں سنہ ۱۳۱۲ھ میں چھاپا تھا۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مولوی محمد رحیم بخش دہلوی نے مختلف تفاسیر سے اخذ و استفادہ کے بعد اس کو مرتب کیا ہے اس لیے یہ تفسیر تصنیف نہیں بلکہ تالیف ہے۔ اس میں ایک جگہ یوں لکھا ہے۔

"مؤلفہ علماء احصار و فضلاء امصار بعد نظر ثانی
مولوی محمد رحیم بخش صاحب دہلوی"

جو جلد ہمارے سامنے ہے اس میں ابتدائی نو اجزاء ہیں اور دو جز آخر کے ہیں۔ تفصیل یہ ہے۔

۱ - جزو اول موسوم بہ تعلیم الایمان - صفحات ۲۶۰ پارہ اول

۲ - جزو دوم موسوم بہ توجیہہ الایمان - پارہ دوم - صفحات ۸۰

۳ - جزو سوم موسوم بہ تحقیق الایمان - پارہ سوم - صفحات ۴۰

۴ - جزو چہارم موسوم بہ تکریم الایمان - پارہ چہارم - صفحات ۲۹

۵ - جزو پنجم - پارہ پنجم - صفحات ۲۹

۶ - جزو ششم - پارہ ششم - صفحات ۳۲

۷ - جزو ہفتم - پارہ ہفتم - صفحات ۲۷

۸ - جزو ہشتم - پارہ ہشتم - صفحات ۲۹

۹ - جزو نہم - پارہ نہم - صفحات ۲۳

ان اجزاء کے صفحات مسلسل ہیں جن کی مجموعی تعداد ۲۶۰ + ۲۵۲ = ۵۱۲ ہے ان کے علاوہ یہ دو جز بھی ہیں۔

۱ - جزو بست و ہشتم پارہ ۲۸ - صفحات ۱۱۲

۲ - جزو بست و نہم - پارہ ۲۹ - صفحات ۱۸٦

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس جلد میں مختلف پاروں کی تفسیر جو مسودے کی جلد کی صورت میں پیش کردی - موجودہ صورت میں اس میں دسویں پارے سے ۲۷ ویں پارے تک اور تیسویں پارے کی تفسیر نہیں ہے -

اس تفسیر کے مؤخر الذکر دو جز میں طریقہ تفسیر یہ رکھا ہے - پہلے یکے بعد دیگرے دو فارسی کے ترجمے دیے ہیں - اس کے بعد دو اردو ترجمے - پھر ابوالفیض فیضی کی تفسیر سواطع الالہام کا متن اور اس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے - یہ خصوصیت صرف ان دو جز کی ہے باقی اجزاء میں ایک فارسی ترجمہ اور اس کے بعد اردو ترجمہ ہے -

مؤلف نے پہلے ترکیب نحوی - پھر تفسیر اور متعلقات آیات کو بیان کیا گیا ہے -

یہاں جو نمونہ پیش کیا جاتا ہے اس میں سے فارسی تراجم کو حذف کر دیا گیا ہے اور صرف اردو تراجم کو بیان کیا گیا ہے -

نمونہ از سورہ بنی اسرائیل

یبنی اسرائیل اذکروا ———————— ولا ھم ینصرون

(الف) اے بنی یعقوب کے یاد کرو نعمت میری جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور یہ کہ بزرگی میں نے تم کو اوپر عالموں کے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کفایت کرے گا کوئی جی سا جی سے کچھ اور نہ قبول کیا جاوے گا اس سے بدلا اور نہ فائدہ دے گی اس کی شفاعت اور نہ وہ مدد دیے جاوینگے "

(ب) اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے تم پر کیا اور وہ کہ بڑا کیا تم کو سارے جہان پر اور بچو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص کے ایک ذرہ اور نہ قبول ہو اس کی طرف سے بدلا اور یہ کام آوے اس کو سفارش اور نہ ان کو مدد پہونچے -

ترکیب — یا حرف ندا قائم مقام ادعوا۔ بنی اسرائیل مضاف و مضاف الیہ ہوکر منادی اذکروا فعل با فاعل۔ نعمتی مضاف مضاف الیہ ہوکر موصوف التی موصول انعمت فعل با فاعل علیکم اس کے متعلق یہ جملہ فعلیہ ہوکر صلہ موصول صلہ سے مل کر صفت موصوف صفت سے مل کر معطوف علیہ اور انی فضلتکم علی العلمین۔ جملہ اسمیہ معطوف۔ معطوف و معطوف علیہ مل کر اذکروا کا مفعول بہ و حرف حرف اتقوا فعل با فاعل۔ یوما موصوف۔ لا تجزی فعل۔ نفس فاعل۔ عن نفس اور شیئا میں جو احتمالات ہیں انہیں ہم اپنی میں مفصلاً ذکر کر آئے ہیں۔ فلا تنفعہا یہ جملہ ہوکر معطوف علیہ اسی لا یقبل منہا عدل اور لا تنفعہا شفاعۃ اور ولاہم ینصرون۔ جملے فعلیہ ہوکر باہم ایک دوسرے پر معطوف ہوکر یوماً کی صفت موصوف صفت سے مل کر اتقوا کا مفعول بہ۔

تفسیر — ابتداء سورہ میں خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنی غیر مترقب نعمتوں کے یاد دلانے کے واسطے اسی مضمون کو ذکر فرما چکا ہے۔ تاکہ وہ کفران نعمت سے احتراز کر کے اپنے حقیقی منعم کا طریقہ شکر اور جادہ حق شناسی اختیار کریں — ابتداء قصے میں اس آیت کے لانے سے یہ غرض تھی کہ بنی اسرائیل کو اجمالی طور پر تمام نعماء الٰہیہ یاد دلا کر شکر کی درخواست کی جائے اور اس دن سے کہ جس میں بزرگوں اور پیروں کی سعی محض قابل و قعت خیال نہ کی جائیگی۔ ڈرایا جائے۔ پھر اس کے بعد ان عطایا میں کو تفصیلی طور پر بیان فرمایا۔ اور تقسیم و تفصیل سے فراغت پائی تو آخر میں اسی مضمون کا اعادہ کرنا مناسب ہوا کہ اے بنی اسرائیل تم کو جو محبوبیت مطلقہ کا دعویٰ کرتے ہو کہ افضل المرسلین کو اپنی اطاعت فرمان برداری کی تکلیف دینا چاہتے ہو محض لغو اور سراسر بیہودہ خیال ہے۔ تم اتنا نہیں سمجھتے کہ ہم کو یہ شان و رتبہ کس وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اگر در حقیقت تم کو اس باطل دعویٰ کرنے پر میری ان

نعمتوں نے ابھارا ہے جو میں وقتاً فوقتاً تمہارے اسلاف پر کرتا
چلا آیا ہوں اور ایک وقت خاص میں انہیں تمام عالم پر بزرگی دے
چکا ہوں تو اس پر ہرگز مغرور نہ ہوتا۔

نمونہ تفسیر

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی احصوھا و کوروھا التی انعمت
علیکم لاکرا حکم واصلاح حالکم - اے یعقوب کے فرزندو میری
اس نعمت کو یاد کرو اور شکر اس کا شمار میں لاؤ جس کو
میں نے تمہاری بزرگی اور حال کی بہبودی اور بہتری کے
لیے تم پر انعام کیا ——————

(جزو اول - ص - ۲۲۴)

حکیم مظہر علی بن بدر الدین - تفسیر مظہر البیان - تالیف قبل ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء

مؤلف کا تعلق مسلک اہل حدیث سے تھا۔ دو سال تک میں برادر معظم مولانا محمد مشہور سے استفادہ کیا تھا۔ طب ورثہ میں ملی تھی۔ پھر بھی مختلف اساتذہ سے اس کی تکمیل کی علوم عربیہ پر بھی عبور تھا۔ گوالیار ہی میں مطب فرماتے تھے۔ سنہ ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء میں حرمین شریفین کی زیارت کر لیے گئے اور وہیں وفات پا گئے۔

افسوس ہے کہ آپ کی تالیف اب نایاب ہو چکی ہے۔ ہماری رسائی نہ ہو سکی۔

غلام محمد غوث ۔ منتہی الموعظہ معروف بہ تفسیر سورہ اذا زلزلہ ۔ تالیف سنہ ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء
طبع اول سنہ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء ۔

یہ تفسیر ۷ × ۱۰ سائز کے ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع نول کشور ۔ لکھنؤ میں سنہ ۱۳۱۴ھ میں طبع ہوئی ۔ اس کے ابتداء میں دیباچہ ہے جس کا قابل ذکر حصہ یہ ہے۔

> اما بعد کہتا ہے بندہ مسکین غلام محمد غوث کان اللہ لہ کہ وجب سنہ ہجری یک ہزار تین سو دس میں مطلع البدر تفسیر و العصر اور عمدۃ البیان فی اوصاف عباد الرحمن کی تالیف اور طبع (یعنی مطبع یونین دہلی میں مجتبی) سے فراغت ہوئی تو توفیق الہی نے تحریر پر اس تفسیر کے آمادہ کی ۔
> (ص ۔ ۲)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے سنہ ۱۳۱۰ھ میں دو تفسیریں لکھیں تھیں

(۱) مطلع البدر تفسیر و العصر

(۲) عمدۃ البیان فی اوصاف عباد الرحمن

اس کے بعد پیش نظر تفسیر لکھی ۔ اس تفسیر کے آخر میں مختلف لوگوں نے قطعات تاریخ لکھے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر سنہ ۱۳۱۲ھ کو مکمل ہوگئی تھی ۔ یہاں چند قطعات پیش کیے جاتے ہیں۔

محمد عبد الرزاق راسخ ۔ صدر مدرس فارسی مدرسہ فوقانیہ واقع گلبرگہ نے اپنے طویل قطعہ میں یہ مادہ تاریخ نکالا ہے۔

جو تھے راسخ تلاش سال ہجری فکر دل سے
کہا فوراً ہے عمدہ بے بدل تفسیر قرآن کی

۱۳۱۲ھ

اسی طرح محی الدین شیخ مقیم ترچناپلی نے یہ مادہ تاریخ نکالا ہے۔

جو مخدوم نے فرمائی جس دم — نہایت سعی سے توضیح قرآن

بہ بہجہ کہا اے شیخ میں نے — سن اس کا جلوۂ تفسیر قرآن

۱۳۱۳ھ

اسی طرح منشی قادر محی الدین موحد متوطن ترچناپلی نے یہ فارسی قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

مخدوم نوشت چو تفسیر لاجواب — گفتند بود نے اہل تفاسیر و حبا

بو دم چو جستجو وحد بے سنش — تفسیر ملک بار و بر آمد زول ندا

۱۳۱۳ھ

آخر میں خاتمۃ الکتاب ہے بلکہ خاتمۃ الطبع ہے جس میں کار پردازان مطبع اس تفسیر پر اس انداز سے تبصرہ کیا ہے۔

منتہی الموعظہ المعروف بہ تفسیر اذا زلزلہ تصنیف حضرت ـــــ

مولوی غلام محمد غوث صاحب ترچناپلی عم فیضہ جس میں حضرت

مصنف ممدوح نے بڑی جانکاہی کو کام فرمایا ہے۔ نہایت زور طبع دیکھایا

ہے۔ بیان نکات آیات کے علاوہ صدہا اور دیبہہ اس میں بھر دئے ہیں

لمؤلفین ایک سو پچاس کتب سے مضامین ضروری منتخب فیسکلمہ فرما کر درج

کر دئے ہیں۔ ازاں جملہ دلائل قدرت اور وحدانیت۔ احوال موت و قبر و

آخرت۔ بیان حشر و نشر و شفاعت و حوض کوثر اور مذہب دنیا و ندامت

تباہت و تنبیہہ غفلہ و جہالت و ابواب منہیات و فضائل و عبادات

و نکات عجیبہ و غریبہ و نصائح پسندیدہ و مکارم اخلاق وغیرہ

با حوال ماضی و حال ابواب خیر اور اس کی جزا کا بیان

و ابواب شر اور اس کی سزا کا بیان اور عبرت و زھد اور

بیان تقوی اور اتباع سنن ھدی و بیان نعمات جنت و عذاب

دوزخ و دیدار الہی اور ابواب حروف و آداب مو بد

و مرشد نہایت خوش اسلوبی سے بیان فرمائے ہیں۔

(ص - ۲۵۰)

اس کے آگے چل کر تفسیر کی طباعت کا اس طرح ذکر کیا ہے

الحمد اللہ کہ یہ تفسیر کتاب حسب تحریک مصنف مطبع نامی گرامی

منشی نول کشور واقع لکھنو میں بملوحمہ جناب معلی الالقاب

منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ نہایت اہتمام اور غایت

انتظام سے بماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء مطابق ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۳۱۴ھ ہجری بار اول چھپی ۔

(ص ۔ ۲۵۰)

نوٹ ۔ اس تفسیر کا نمونہ نہیں لیا جا سکا ۔

ابو محمد عبدالحق حقانی ۔ تفسیر فتح المنان بتفسیر القرآن
معروف بہ تفسیر حقانی ۔ تالیف سنہ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء

یہ تفسیر سنہ ۱۳۱۴ھ میں پہلی بار چھپی تھی ۔ ہمارے سامنے جو نسخہ ہے وہ سنہ ۱۳۶۴ھ میں طبع ہوا ۔ اور دارالاشاعت تفسیر حقانی (دہلی) سے شائع ہوا ۔ یہ پوری تفسیر آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے جن کی تفصیل یہ ہے ۔

(۱) جلد اول ۔ مقدمہ القرآن ۔ سائز ۱۱ × ۷ صفحات ۱۵۲

(۲) جلد دوم ۔ (پارہ الم) سائز ۱۱ × ۷ صفحات ۱۵۲

(۳) جلد سوم ۔ (پارہ سیقول تا لایحب اللہ رکوع ۴) سائز ۱۱×۷
صفحات ۲۵۶

(۴) جلد چہارم ۔ (از لایحب اللہ سورہ مائدہ رکوع ۵ تا و ما ابری سورہ ابراہیم رکوع ۱۹) سائز ۱۱ × ۷ ۔ صفحات ۳۱۴

(۵) جلد پنجم ۔ (ابما سورہ حجر تا امن خلق رکوع ۳) سائز ۱۱ × ۷
صفحات ۳۰۱

(۶) جلد ششم ۔ (امن خلق رکوع ۳ تا سورہ نجم رکوع ۷) سائز ۱۱ × ۷
صفحات ۳۲۸

(۷) جلد ہفتم ۔ (سورہ نجم رکوع ۷ تا پارہ تبارک) سائز ۱۱ × ۷ صفحات ۳۱۳

(۸) جلد ہشتم ۔ (پارہ عم) سائز ۱۱ × ۷ صفحات ۳۱۲

۶ ٹھویں جلد کی تقریظ میں مولانا عبدالتواب صاحب چشتی نے تحریر فرمایا ہے ۔

کیوں کہ قدماء کی تفاسیر کی عالمانہ عبارتیں اور دقیق مضامین ان کے
فہم سے بالاتر تھے اس لیے ـــــــ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب
مرحوم ـــــــ دہلوی ـــــــ مفسر تفسیر حقانی نے
فتح المنان کے نام سے ۶ ٹھ جلدوں میں ایک مبسوط تفسیر اردو میں لکھی

جسمین اسلام کی سچی تعلیم۔ اور اس کی صداقت اور لوگان اسلام اور
عقائد و عبادات و معاملات کو کلام الہی کے تحت من الحمد سے
لے کر والناس تک نہایت طور سے ظاہر کرتے ہوئے ہر مسئلے پر
ہر پہلو سے پوری بحث کی ہے مخالف اسلام کا کوئی شک و شبہہ یا سوال باقی
نہین چھوڑا۔ کہ جس کا عقلی و نقلی طور سے مسکت جواب نہ دیا ہو۔
پھر خوبی یہ کہ تفسیر سلف صالحین اور عقائد اہل سنت والجماعت کے
طریقہ پر لکھی گی ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من نشاء۔ اور مسلمانون کا
ہر طبقہ اس تفسیر سے مستفید ہوسکتا ہے۔ علماء کرام اور عربی دان حضرات
کے لیے آیات کی تفسیر سے پہلے ترکیب شان نزول و ربط آیات نیز
صرفی ونحوی و لغوی تشریح و تحقیق منطق و فلسفہ سے استدلال فن مناظرہ
کے مباحث۔ علم معانی و بلاغت وغیرہ کی اصلاحات اور موزون نکات بیان
فرمائے ہین۔

عوام اور اردو دانون کے لیے سلیس اردو مین زیر متن با محاورہ ترجمہ
پھر ہر ایک آیت کے مشکل الفاظ کے معنی اور اردو مین پوری تشریح
لکھنے کے بعد عام فہم تفسیر لکھی ہے۔ پھر صوفیائے کرام کے فیوضات و
ملفوظات اور تصوف کے اسرار و نکات کی بارہکیان آیات کی تفسیر کے
ضمن مین اپنا خاص رنگ اور روحانی اثر دکھارہے ہین۔

اس تفسیر کے ساتھ ہی مقدمۃ القران مین علامہ مفسر حقانی نے تفسیر
کی وہ تمام خوبیان اور فوائد لکھدیے ہین جن کا جاننا ہر مفسر قرآن
کے لیے لابدی ہے۔ اور آخر مین جغرافیۃ العرب ایک مستقل رسالہ
لکھا ہے جسمین تاریخی مقامات کے نقشے اور قرآن شریف مین ذکر
کرتے ہوئے شہرون کے حالات درج ہین۔ جن پڑھنے سے مطالب قرآن
کے سمجھنے مین کافی مدد ملتی ہے۔
(ج ۔ ۸ ۔ ص ۔ ۳۱۲)

مولف تفسیر حقانی نے اس تفسیر میں جن امور کو ملحوظ خاطر رکھا
ہے اس کو انہوں نے مقدمہ تفسیر مذکور موسوم البیان فی علوم القرآن
میں اس طرح بیان کیا ہے۔

مقدمہ میں تین ابواب ہیں اور ایک خاتمہ۔ ابواب کے ذیل میں فصلیں ہیں جس
کی تفصیل یہ ہے۔

باب اول

(۱) وجود خدا اور انبیاء کی نبوت میں۔

(۲) معجزات کے بیان میں

(۳) جنت و دوزخ کے بیان میں۔

---

(۱) توضیح مطالب

(۲) احکام کی تصریح اور ان کی اسرار اور مخالفوں کے اعتراضات کے جواب

(۳) الفاظ قرآنی میں قیود کے فوائد کا بیان

(۴) قصص انبیاء کی محققانہ تحقیق۔ مخالفوں کے اعتراضات کے جواب واقعات
کے نقشے۔

(۵) امثال و استعارات و کنایات و مجاز کی توضیح اور ان کے فوائد

(۶) مبداء معاد کی تصریح اور ان کا دلائل عقلیہ سے اثبات

(۷) جہاں کہیں قرآن نے مذاہب باطلہ کا رد کیا ہے اس مذہب کے پورے
حالات اور ان آیات سے ان کے رد کے دلائل۔

(۸) ناسخ و منسوخ۔ مطلق و مقید محکم و متشابہ اور مبہمات قرآنیہ کا بیان
تسلی بخش۔

(۹) آیات کا ارتباط ایسے مستحکم اصول پر کہ جس سے قرآن کا اعجاز
ثابت ہو۔

۱۰) اسباب نزول اور ان سے آیات قرآنیہ کا پورا پورا تعلق۔

(۱۱) جہان انسانی سعادت و شقاوت کا قرآن میں بیان ہے اس کی تصویر
کھینچ کر یہ بتایا گیا ہے کہ بجز انبیاء علیہم السلام الہام الہی کے ایسے

امور کو انسان جان نہیں سکتا اور جو کچھ علوم عقلیہ سے جانتا ہے
تو اس میں قوت خیالیہ کی صدہا آمیزشیں ہیں۔

(۱۲) موت کے بعد جو کچھ انسانی اعمال و عقائد کے نتائج قرآن نے
جہاں کہیں بیان فرمائے ہیں وہاں روحانی اسرار کا اظہار
کر کے کامل ثبوت کیا ہے۔

(۱۳) جہاں اس نے اپنی نعمتوں کا اظہار فرمایا ہے۔ وہاں انسانی اور
خدائی رابطہ کا اظہار ثابت کیا ہے۔

(۱۴) جہاں مذاہب باطلہ یا فلسفہ جدید وقدیم کے اعتراضات وارد
ہوتے ہیں ان کا تسلی بخش جواب دیا ہے اور معترضوں کی غلط
فہمی کو ظاہر کر دیا ہے۔

(۱۵) آیات توحید و صفات جس موقع پر آئیں ہیں اول تو ان کی اس موقع سے
مناسبت پھر دلائل و براہین سے ان کا اثبات اور توضیح کی ہے۔

(۱۶) سلف صالحین کی پابندی ملحوظ رکھی ہے۔ تاویلات باطلہ سے
اجتناب کلی کیا گیا ہے۔

(۱۷) مسائل نظریہ و عملیہ میں کوئی پہلوواری نہیں کی گئی۔ آیات کو انہیں
کے اسلوب پر ڈھلنے دیا ہے [1]

باب دوم

(۱) الہام و وحی
(۲) جمع قرآن ۔
(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ۔
(۴) قرآن کے مضامین کے بیان میں
(۵) لفظ تفسیر کی تشریح
(۶) اسماء سور

---

۱ ۔ عبد الحق ۔ مقدمہ تفسیر حقانی ۔ ص ۔ ۵ ۔ ۴۹۲

باب سوم

(١) کتب الٰہی پر ایمان لانا۔

(٢) حد کتب الٰہی

(٣) مدح کتب الٰہی در قرآن

(۴) ہنود کی کتب الہامی کی حقیقت

(۵) پارسیوں کی کتب الہامیہ کی حقیقت۔

فاضل مولف مقدمہ میں تفسیر کے متعلق رقم طراز ہیں۔

اس کتاب میں روایت کو کتب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علماء محققین سے نہایت احتیاط کے طور پر لے کر جمع کیا ہے اور چونکہ مقصود کلام ربانی کا لوگوں کو سمجھانا تھا اس لیے اس میں ان چند امور کی رعایت (رکھی گئی ہے)

(١) اردو میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا

(٢) شان نزول بروایت صحیحہ لکھا۔

(٣) آیات احکام میں اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کو بیان کیا۔

(۴) غیر ضروری سمجھ کر فقط ایک ہی قرأت کے موافق وجوہ اعراب کو بیان کیا

(۵) وجوہ مختلفہ میں سے ایک کو سب سے قوی سمجھ کر ذکر کیا۔

(٦) معانی و بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو ظاہر کیا۔

(۷) کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہا کے نہ لایا۔

(۸) قصص میں جو کچھ بروایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں کسی جگہ بیان وارد ہے وہاں سے ملخص کر کے بیان کر دیا۔

(۹) آیات میں ربط دیا

(۱۰) مخالفین کے شکوک و شبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبداء معاد کے بارے وارد تھے سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا۔

اور نفس ترجمہ میں تفسیر کو دو قوسوں کے بیچ میں لایا۔ اور مکرر تفاسیر کی عبارت کے ترجمہ کرنے اور عجیب و غریب قصہ بھرنے اور کسی خاص مذہب کے تائید کرنے سے کہ حق و ناحق اس کی تائید کی جائے۔ اجتناب کیا۔ یہ تفسیر علاوہ زمانہ حال کی متعلق باتوں کے سلف کی عمدہ تفاسیر کا لب لباب اور عجیب و غریب کتاب ہے

(مقدمہ ۔ ص ۱۵۲)

تفسیر حقانی کے سنہ تالیف پر مختلف لوگوں نے تاریخی قطعات لکھے ہیں ان میں سے چند ایک یہاں لکھے جاتے ہیں۔ مولوی سکندر یار خان دہلوی نے یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

زہے تفسیر حقانی کہ از تصنیفات مولانا ۔ ز دیدارش و در ریزد بدل انوار فیض حق
سکندر جست تاریخش ز ہاتف ایں ندا آمد ۔ شدہ تاریخ سال او گل فیض حق

۱۳۱۴ھ (ص ۔ ۳۰۰)

حضرت محمد عبد العلی آسی مدراسی نے یہ قطعہ لکھا ہے۔

من الحق فالحق حق مبین ۔ اما ان هذا النور من الحق
یا رخہ قد جاء اس اسی ۔ الا ان هذا کتاب مبین

۱۳۱۴ھ (ص ۔ ۳۰۲)

ان کے علاوہ جناب داد خان ساقی۔ شیخ غلام محی الدین۔ محمد یعقوب انجم جو پھلوی نے بھی قطعات لکھے ہیں۔ جو آٹھویں جلد کے آخر میں درج ہیں۔ مزید برآں مولانا محمد عبد المطلب سراج الحق اور مولانا عبد الرحمن فاضل و مدرس مدینہ منورہ وغیرہ نے تقاریظ لکھی ہیں۔ مولانائے ممدوح نے لکھا ہے۔

فوجدته وحيدا في جنسه جامعه لكل المحاسن في نفسه عميم النفع لكل عالم

طالب علما في فنه يهتدي به الى جميع المطالب كشف عن مخدرات المعاني

النقاع بحسن بيان وتوضيح واتقاع شفى به الداء العضال ويزداد المهتدي

به هدايته ويهتدي به الضال هو البحر الا ان للبحر ساحل وللبحر جزر

وليس له جزر كيف لا وهو تاليف العالم العلامه ———

(ص ۳۰۱)

نمونہ ترجمہ

پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد
حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی کہ جس کے آس پاس ہم نے
برکتہ دے رکھی ہے تاکہ اس کو ہم اپنی کچھ قدرتا نشان دکھائیں
کیونکہ سننے والا دیکھنے والا وہی خدا ہے۔

سورہ بنی اسرائیل ۔ پارہ ۱۵
رکوع ۔ ۱ ۔ ج ۔ ۵ ۔ ص ۔ ۴۹

مفسر نے ترکیب نحوی کے بعد اس تفسیر لکھی ہے۔

چونکہ پہلی دونوں سورتوں کے خاتمہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو عبادت و تسبیح اور اس پر صبر یعنی اس کے تکالیف برداشت کرنے اور اس
پر مداومت کا حکم دیا گیا تھا۔ جس کی آپ نے بخوبی تعمیل کی اب اس سورہ
کے ابتداء میں اس عبادت و صبر کا نیک نتیجہ ظاہر فرماتا ہے۔ وہ کیا۔
حضرت کو معراج ہونا جس میں صدہا اسرار غیب اور آسمانوں اور جنت
دوزخ کے حالات دکھلائے گئے۔ یہ ابو نبوت کی اعلیٰ ترقی ہے۔ جملہ
مفسرین متفق ہیں کہ عبدہ سے مراد اس جگہ حضرت محمد ہیں
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ اسرا: رات میں سیر کو لیجانا لیکن
پھر لیلاً کا لفظ نکرہ کر کے لانا اس لیے ہے کہ تمام رات کی سیر نہ کوئی
سمجھ لے بلکہ یہ واقعہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوا تھا۔ وہ یہ
کہ مسجد اقصیٰ تک لے گئے پھر وہاں سے آسمانوں تک پہنچے مسجد الحرام
خانہ کعبہ اور اس کے آس پاس کی جگہ یعنی صحن ——— الی آخرہ
(ص ۵ ۔ ج ۵)

یہ تفسیر حقانی کا مقدمہ ہے جو ۶ × ۹ ½ ، ۶۲۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ مولف نے پہلے جو مقدمہ لکھا تھا۔ تفسیر کی تکمیل کے بعد اس میں بہت کچھ اضافے کیے۔ وہ خود تحریر کرتے ہیں۔

اب جو کچھ میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں اس کے اول مقدمہ کی ترتیب بدل کر فوائد کا اضافہ کیا ہے جن کی ضرورت تصنیف کے بعد معلوم ہوئی۔
(ص - ۲۹۵)

ہندوستان کے مشہور فاضل مولانا انور شاہ کشمیری نے اس پر تقریظ لکھی ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

حضرت علماء و عوام اہل اسلام کی عالی خدمت میں معروض ہے کہ احقر نے تفسیر حقانی اور اس کے دونوں مقدموں کا مطالعہ کیا اور کرتا رہا ہے۔ مقدمے میں جناب مفسر مرحوم نے علوم قرآنیہ اور حقائق فرقانیہ اور مدارک اعجاز و فصاحت و بلاغت اور لطافت و نظم و عبارت اور عقائد اسلامیہ اور انواع دلائل رد ادیان باطلہ اور علوم برزخ و حشر و نشر و قیامت ۔ تحلیل و ترکیب کے ساتھ محیط و حاوی بحث کی ہے جس کی نظیر اگرچہ ممکن ہے لیکن واقع نہیں۔ پھر تفسیر میں علاوہ تفسیر قرآن حکیم کے ہر طرف کے معارف مثلاً علم ارواح و مسائل تکلیف و تقدیر ثواب و عقاب و تحقیق مسائل شرعیہ ورد شبہات مخالفین ذکر کیے ہیں اور تاریخ جغرافیہ بقدر حاجت نہایت تحقیق سے دیے گئے ہیں۔ اہل علم کے لیے یہ تفسیر خاصے دانوں واسطہ اور حاجت روا رہی ہے۔

مقدمہ اول کی طرح اس مقدمہ میں بھی تین ابواب ہیں مگر فصلوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

باب اول

باب دوم

فصل ششم۔ نزول قرآن کے وقت دنیا کی حالت

فصل ہفتم۔ قرآن کے علوم اور نظریات اور ان کی تفصیل

فصل ہشتم۔ قرآن کا طرز بیان

فصل نہم۔ دیگر اسباب بلاغت

فصل دہم۔ بلاغت کے ایسے چند اصول ہیں کہ اگر ان کی رعایت کی جائے تو
کلام بلاغت سے دور جا پڑے۔ ایجاز و اختصار کی قرآن سے مثال۔

فصل یازدہم۔ بحث مجاز۔ اس کے علاقے اور اس کے اقسام

فصل دوازدہم۔ فوائد اور قرآن کے طریقہ استدلال کا بیان

فصل سیزدہم۔ نسخ کی بحث

فصل چہاردہم۔ آیات احکام کی تعداد

فصل پانزدہم۔ دلالت کے اقسام

فصل شانزدہم۔ تفسیر اور تاویل کے معنی پر بحث

فصل ہفدہم۔ اسلام کے برحق ہونے پر دلائل

فصل ہشدہم۔ مخالفین کے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصول
مسائل اسلام پر گوناگوں اعتراضات اور ان کے محققانہ جوابات۔

باب سوم

فصل اول۔ توریت و انجیل پر بحث

فصل دوم۔ اصلی توریت اور اصلی انجیل کے گم ہوجانے کے اسباب

فصل سوم۔ قرآن کی آیات کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ کتابیں اصل نہیں۔

فصل چہارم۔ بعد مسیح اصول مذہب میں اختلافات کا پیدا ہونا۔

فصل پنجم۔ ویدوں پر بحث

فصل ششم۔ پارسیوں کی کتب مسلمہ کی فہرست اور ان پر بحث۔

خاتمہ۔

نوٹ۔ البیان فی علوم القرآن کا انگریزی ترجمہ حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکا ہے۔ راقم کے پاس
اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ ترجمہ بہت خوب ہے۔

خلیل احمد اسرائیلی ۔ سراج المنیر ترجمہ تفسیر کبیر (جلد اول)
طبع اول سنہ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء

اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری ۔ کراچی میں موجود ہے۔ یہ امام رازی علیہ الرحمہ کی مشہور تفسیر کبیر کی جلد اول (سورہ بقرہ) کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کو مولوی خلیل احمد اسرائیلی بن مولوی سراج احمد مرحوم نے اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ یہ نسخہ مطبع شمس الاسلام امرتسر میں سنہ ۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰ء کو طبع ہوا ۸×۱۲ سائز کے ۵۳۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

نمونہ ترجمہ

واذ قال ربک الخ اور جب کہا پروردگار تیرے نے فرشتوں سے میں زمین میں ایک قائم مقام بنانے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کیا تو اس کو بناتا ہے گا جو اس میں فساد ڈالے اور خونوں کو بہا دے اور ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

(ص ۱۵۵)

طریقہ تفسیر یہ ہے کہ مولف امام رازی قال اللہ تعالی کہہ کر متن قرآن لکھتے ہیں پھر اس کے مباحث متعلقہ شروع کر دیتے ہیں۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ۔ تفسیر القرآن (الجزء الاول)
طبع اول سنہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء

اس تفسیر کا نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کو مؤلف یعقوب علی نے حکیم نور الدین بھیروی کے طبی درس قرآن سے لیے ہوئے نوٹس ۔ موصوف کی تفسیر اور پرائی یادداشتوں کی مدد سے مرتب کیا تھا ۔ یہ تفسیر ابتداء میں قادیان کے اخبار "الحکم" میں قسط وار شائع ہوتی رہی ۔ بعد میں مولانا نورالدین کی نظر ثانی کے بعد مطبع انوار احمدیہ ۔ قادیان میں سنہ ۱۳۱۸ھ میں چھپی ۔ یہ ۸ × ۱۲ سائز کے ۱۲۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

مؤلف بقول خود عرصہ دراز تک غلام احمد قادیانی کی صحبت میں رہے۔ موصوف نے اس تفسیر کے شروع میں "عرض حال" کے عنوان سے دیباچہ لکھا ہے اس میں تفسیر کے ماخذ کا ذکر کیا ہے جو یہ ہیں۔

(۱) غلام احمد قادیانی کی تقریروں اور تحریروں سے نوٹس

(۲) حکیم نورالدین صاحب کے درس قرآن کے نوٹس

(۳) حکیم نورالدین کی عربی تفسیر

(۴) حکیم نورالدین کی پرانی یادداشتیں

(۵) مولوی عبدالکریم کے خطبات اور مواعظ

یہ پہلی جلد پارہ اولی کی تفسیر ہے۔ تفسیر کا انداز یہ ہے کہ پہلے رکوع یا سورہ کا خلاصہ لکھتے ہیں۔ پھر اس کا تعارف کراتے ہیں اس کے بعد الفاظ کی مبسوط شرح بتاتے ہیں پھر آخر میں تمام مباحث کا خلاصہ لکھتے ہیں۔

نمونہ ترجمہ و تفسیر

الم ذالک الکتاب لا ریب فیہ ۔ ھدی للمتقین ۔
الم ۔ یہ کتاب ہے اس میں کوئی ہلاکت و تردد نہیں۔ متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔

الم سے کیا مراد ہے۔ الم ۔ کے معنی سمجھ میں آجانے کے لیے اس امر کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم جیسا کہ ظاہر ہے زبان عربی میں نازل ہوا اور ہمارے سید و مولی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خود عرب تھے۔

(ص ۔ ۱۲)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

الم میں اللہ بہت گفتنی جاننے والے نے غیب غیر متعین کو متعین کیا ہے اس عالم میں جو مرکب ہے سماوی اور ارضی اسباب سے ایسے حروف کے ساتھ جو حلقی اور وسطی اور شفتی مخارج سے نکلتے ہیں اور تمہارے حروف کی جنس سے ہیں جس کی تصدیق کرتی ہیں الواح موسی اور اکثر نبیوں کی چالیس کتابیں۔ میں نے ہی جبرئیل اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ تم کو پہنچایا ہے۔

سورہ الفاتحہ میں بھی ایک سوال اور ایک درخواست ہے جو اھدنا الصراط المستقیم کے لفظ میں ادا ہوئی ہے۔ اس لیے اس مقام پر لفظ " الف " سے اھدنا الصراط المستقیم " کی دعا کی طرف ایما فرمایا ہے۔ اور چونکہ دعا کے لیے ایک جوش صادق اور اخلاص کی ضرورت ہے جس کا منبع اور چشمہ حسن و احسان ہے جو سورۃ الفاتحہ کے الفاظ اللہ ۔ رب العالمین ۔ الرحمن ۔ الرحیم ۔ مالک یوم الدین میں بیان کیا گیا ہے اور اس مفہوم کو الحمد اللہ سے شروع کر کے کھلا دکھلایا ہے اس لیے اس مقام پر یعنی سورہ بقرہ میں " مل " سے ان کی تخصیص کو کر دکھائی ہے جیسے الحمد اللہ کا الف لام بتا رہا ہے۔

(ص ۔ ۱۴)

ابو الحسن محمد محی الدین خان۔ عین الیقین ۔ طباعت ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء

سورہ فاتحہ کی ایک عربی تفسیر جو موسوم بہ مواقع العارفین جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ مترجم محمد محی الدین نے اس کو اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ یہ ترجمہ سنہ ۱۳۱۹ھ میں مطبع صدیقی لاہور میں طبع ہوا۔ یہ نسخہ ۸ × ۵ سائز کے ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ نیشنل میوزیم کراچی میں یہ مطبوعہ نسخہ موجود ہے۔

ترجمہ کا انداز

سب تعریف اس خدائے تعالی کے لیے ہے جس نے خون سے وہ کچھ نکالا جو کچھ قلم میں مدرج تھا اور عدم میں جو خزانہ تھا فیاضی کے ساتھ اسی وجود میں جلوہ گر کر دیا اور جو کچھ بند تھا اوسے کھول دیا اور جو کچھ پوشیدہ تھا اوسے ظاہر فرما دیا اور جو کچھ نا معلوم تھا وہ قلم کے ذریعہ سے جو ملقب بام الکتاب ہے اور لوح محفوظ کے وسیلہ سے جو موسوم بکتاب المبین ہے۔ سب کچھ معلوم کرا دیا۔

(ص ۔ ۵)

اسناد راک ۔ اس تفسیر میں وحدۃ الوجود اور انسان کامل کا ذکر ہے۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر حضرت امام حسین علیہ السلام کی تالیف نہیں ہے۔ یہ یا تو محی الدین ابن عربی کے زمانے کی ہے ——— یا پھر اس کے شاہد عبدالکریم جیلی کے زمانہ کی ——— کی تالیف ہے۔

مولوی شیخ احمد قادری ۔ تفسیر کشف القلوب ۔ ترجمہ سنہ ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء (تفسیر قادری)

یہ تفسیر اصل میں محمد عمر قادری خلیق کی ہے جس کو مولوی شیخ احمد قادری نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ یہ تفسیر چار جلدوں میں مکمل ہے۔ مگر ہمارے سامنے تفسیر کا وہ حصہ ہے جس میں سورہ مومنون سے سورہ احزاب تک کی تفسیر ہے۔ یہ ۱۰×۶ سائز کے ۱۲ء (۲۲ء — ۱۴۸۵ — ۱۲ء) صفحات پر مشتمل ہے۔ اسٹیٹ لائبریری بہاولپور میں یہ نسخہ موجود ہے۔

اس تفسیر میں مولف نے قادیانی، نیچری اور شیعہ وغیرہ کے معتقدات کا موقع بہ موقع رد کیا ہے۔ جا بجا حکایتوں کو بھی شامل کیا ہے۔ ترکیب نحوی اور صرفی خصوصیات کا بھی ذکر ہے۔ اسلوب بیان دلکش اور مربط ہے۔ لغات طورہ کی تشریح کر دی گئی ہے۔ مختلف کتب تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حواشی پر متعلقہ احادیث کو بیان کر دیا گیا ہے۔

نمونہ ترجمہ

امن خلق ———————— یعدلون۔

بھلا (وہ بہتر ہے) جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور
تمہارے لیے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس (پانی) سے رونق والے باغ
اگائے تم سے ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں کے) درختوں کو
اگا دیتے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے (ہرگز نہیں)
بلکہ وہی لوگ کج روی کرتے ہیں۔

نمونہ تفسیر

النبی اولی بالمومنین ——— (احزاب)

نبی بہ نسبت مومنوں کے ان کی ذات سے اولی اور نبی کی
بی بیاں مومنوں کی مائیں ہیں ————————

تفسیر ۔ نبی کا مومنوں کے حق میں ان کی ذات سے مقدم و اولی ہونا اس لیے ہے
که آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم کریں گے وہ عین صلاح و فلاح
ہے اور نفس کا حکم باعث شقاوت ہے ۔ تو چاہیئے کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بندہ کے پاس اس کے نفس کی نسبت زیادہ دوست
ہوں ۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان سے زیادہ محبوب
اور عزیز رکھنا ضروری ہے ۔ چنانچہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ۔

" قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم میں سے
کوئی ایمان والا نہ ہوگا ۔ یہاں تک کہ میں اس کے والد و
اولاد و جان و مال سب سے زیادہ محبوب ہوجاؤں "

دوستی با دیگران بر بوئے دوست = ایمان را درود و عالم اوست دوست

غیر را بیرون چو دل در دوست کن = دوستی با اصل باید کرد بس

تن جان و جان بگیر اے خواجہ تاش = اصل داری فرع ہرگز گو مباش

حضرت عمر نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی " یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھ کو آل و اولاد وغیرہ سب سے زیادہ
محبوب ہیں سوائے اپنی ذات کے " ۔ تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ " اے عمر ہرگز نہیں یہاں تک کہ میں تمھکو تیری جان
سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں " ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی
عنہ نے عرض کی ۔ " واللہ اب تو آپ مجھ کو میری جان و مال سے بھی
زیادہ عزیز ہیں " ۔ پس فرمایا " اے عمر (رضی اللہ تعالی عنہ)
اب ایمان پورا ہوا ۔
(ص ۔ ۱۲۲۲)

محمد عبد الحمید دہلوی۔ تفسیر البیان فی ترجمہ القرآن۔ طبع اول سنہ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء

یہ مالکہ مطبع انصاری مولوی عبد الحمید کی تفسیر کا نمونہ ہے۔ جس میں صرف ایک رکوع کی تفسیر ہے۔ (ازیا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام ـــــ انتم تعلمون)۔ ۱۰×۶ سائز کے ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۳۲۰ھ میں مطبع انصاری۔ دہلی میں طبع ہوا۔ یہ نسخہ کتب خانہ خاص۔ کراچی میں موجود ہے۔

نمونہ ترجمہ تفسیر

اے ایمان والوں تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا تاکہ تم (کو پرہیزگاری کی عادت پڑے اور روزے کی وجہ سے بہت سے گنا ہوں سے) بچو۔ چند روز ہیں گنتی کے (جس کی تعداد ۲۹ یا ۳۰ سے زیادہ نہیں) پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر دے اور جن کو طاقت (وسعت) ہو تو بدلا (ہر روز کا) ایک محتاج کو کھانا ہے۔ پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو اس کے لیے بہتر ہے اور اگر تم (روزے کی خوبیوں کو) سمجھو تو (روزہ ہی رکھنا تمہارے لیے) بہتر ہے۔
(ص ـ ۲)

تفسیر کا طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ پہلے متن قرآن کے ساتھ بین السطور میں اردو ترجمہ ہے پھر تفسیر لکھی گی ہے۔ اور اس کے ساتھ بھی متن قرآن ساتھ ساتھ چلتا ہے۔

ڈاکٹر محمد عبد الحکیم خان۔ حمایل التفسیر المعروف بہ تفسیر القرآن بالقرآن۔ تالیف ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء طبع اول سنہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

یہ تفسیر پنجاب پبلک لائبریری۔ لاہور میں موجود ہے۔ ۹×۶ سائز کے ۱۰۴۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مکمل قرآن کی تفسیر ہے۔ سنہ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں مطبع عزیزی تراوڑی (کرنال) میں طبع ہوئی۔

مولف نے دیباچہ میں چند ضروری امور پر روشنی ڈالی ہے۔ تفسیر اور ترجمہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

"جس میں تمام اخلاقی اور روحانی مسائل کی تفسیر۔ قرآن مجید سے مقاصد کی تشریح احادیث صحیح اور توریت و انجیل و وید سے پیشین گوئیوں کا اثبات واقعات و تواریخ معتبرہ سے اور علمی نکات کا بیان علوم جدیدہ مختلفہ سے کیا گیا ہے۔ تمام باطل قصوں کو چھوڑ دیا گیا اور تمام اعتراضوں کا رد محققانہ طور پر کیا گیا ہے۔ حضرت محمد مصطفے خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات اور پیشین گوئیوں کا بیان دلائل کے ساتھ جا بجا کیا گیا ہے۔ اور اس امر میں پوری کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ صاف اور صحیح ہو۔

ترجمہ تفسیر سے متعلق دیگر امور مخصوصہ و دیباچہ۔

(۱) اس میں جا بجا یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آیات قرآنی کے الفاظ صاف۔ غیر مشتبہ اور غیر مبہم ہیں۔ اور ایسے عجیب نظام پر واقع ہوئے ہیں کہ ایک ادنی استعداد کا آدمی ان سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ اعلی سے اعلی دماغ اور لیاقتوں کا آدمی انہیں الفاظ سے لا انتہا مدارج کی باتیں اخذ کر سکتا ہے۔ جیسے کہ یہ معمولی انسان کے لیے تذکرہ ہے ویسے ہی اعلی درجہ کے حکیم۔ فلاسفر اور عارف کے واسطے ہے۔

(۲) حتی الوسع ہر ایک لفظ کا ترجمہ قرآن مجید کے عام محاورات کے مطابق کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک کی تفسیر بھی دوسری آیت سے کی گئی ہے۔

(۳) ہر ایک مضمون قرآنی کی نسبت ثابت کیا گیا ہے کہ وہ کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے ایک زندہ اور مستقل صداقت ہے جس کے نمونے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں ہر وقت مل سکتے ہیں۔

(۴) ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ با محاورہ لکھی گئی ہیں۔

(۵) ترجمہ میں حتی الامکان یہ التزام کیا گیا ہے کہ قرآنی الفاظ کا مادہ ان میں محفوظ رہے۔ تاکہ اس مادے کا فطری زبان میں رواج ہو۔

(۶) تمام اختلافی مسائل کی تطبیق اور لغوی تنازعات کی تدقیق قرآنی آیات سے ایسے عمدہ طریق پر کی گئی ہے۔ کہ کسی فرقہ اسلامی کو مخالفت کا موقع نہ رہے۔

(۷) اخلاقی اور دینی مسائل میں سلسلہ وار یہ دکھلایا گیا ہے کہ توریت میں اس زمانے کے مطابق بہت سے مسائل میں افراط تھی پھر انجیل میں تفریط ہوئی اور آخر کار قرآن مجید نے ان کو حد اعتدال پر قائم فرمایا۔

ماخوذ
(دیباچہ ص = ۱ تا ۹)
۱۲ = اپریل سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۲ محرم سنہ ۱۳۲۱ھ

نمونہ ترجمہ سورۃ العصر

والعصر ان الانسان لفی خسر ———— وتواصوا بالصبر۔

زمانہ گواہ ہے کہ انسان ٹوٹے میں ہے مگر وہ خوش نصیب ہیں جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے رہے۔

(ص = ۱ = ۱۱۲۰)

سید محمد حسن نقوی امروہوی - غایۃ البرہان فی تاویل القرآن
طبع اول سنہ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء

اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ پنجاب پبلک لائبریری - لاہور میں موجود ہے - یہ نسخہ مطبع ریاضی - امروہہ میں سنہ ۱۳۲۲ھ میں چھپی تھی - اس کی تین جلد یں ہیں - پہلی جلد میں چند مقدمات ہیں - دوسری جلد میں چودہ پاروں کی تفسیر ہے اور تیسری جلد میں بقیہ سولہ پاروں کی تفسیر ہے - ہمارے سامنے موخر الذکر دو جلدیں ہیں جنکی تفصیل یہ ہے -

(۱) جلد دوم - (ابتدائی چودہ پارے) مطبوعہ مطبع ریاضی امروہہ
سنہ ۱۳۲۲ھ سائز ۹ × ٦ صفحات ۶۲۱ -

(۲) جلد سوم (آخری سولہ پارے) مطبوعہ مطبع ریاضی - امروہہ
سنہ ۱۳۲۲ھ سائز ۹ × ٦ صفحات ۶۱۲ -

جلد دوم میں محمد مظہر الہادی اور عبد اللطیف نے اس تفسیر کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا ہے -

یہ تفسیر اپنے اچھوتے اور جدید مضامین عالیہ کے لحاظ سے سب میں ممتاز ہے جس میں قرآن مجید کی اصلی خوبی ہر موافق و مخالف کی تسلیم کے قابل دکھلائی گئی ہے جو طالب تحقیق کو آئینہ کا کام دیتی ہے - اوس میں قرآنی قسموں کی وجہ اور مناسب اون کے جوابوں سے مدلل کی گئی ہے اور نیز اوس میں حروف مقطعات کی تفسیر بطور براعت استہلال کی گئی ہے اور کتب مقدسہ سابقہ اگرچہ بعض مقام پر محرف ہیں مگر بے شمار اہل اسلام کے حالات کی خوبی اونسے ظاہر فرمائی گئی ہے - اور تاریخ صحیحہ و احادیث شریفہ کے مطابق آیات قرآنی کی ترتیب مثل سلسلہ مروارید ظاہر کی گئی ہے -

(اعلان)

نوٹہ تفسیر سورۃ العصر

اور اسلام کا زمانہ عصر والا کر کے فصل ۲۰ ہی میں فرمایا گیا ہے
جو تقریباً ساتوان حصہ دن کا ہوتا ہے اور وہ جو بعد ولہ اولاد ہاشم
ظہور ہوا ہے پس اس وقت میں اگر بنی سہیم وغیرہ ایمان نہ لاویں صدمہ
و سوائی کی بات ہے۔ اور پانچ وقتوں کی نماز اور رکعتوں کی تعداد کی
تفصیل باب اول مقدمہ چہارم میں فصل ہی ۲۰ ہی سے سابقاً
گواہی ہے جس کے سبب سے عصر والوں کو فخر حاصل ہے کہ وہ زمانہ دولہ
خدا کی بادشاہت کا ہے پس اس بناپر ارشاد ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات و تو صوا
بالحق و تواصوا بالصبر۔ قسم ہے عصر کے وقت کی جو اسلام کا زمانہ
ہے کہ انسان کافر جو اس وقت بھی ایمان نہ لاوے البتہ زیان کاری
میں ہے مگر وہ جو ایمان لاوے اور نیک کام کیے اور وصیت کی بحق توحید
و نزول قرآن کی اور وصیت کی صبر کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں
بالخصوص قبل از ہجرت پس وہ مقام فخر ہے اور وہ قریش و ہاشم کی
اولاد کو دولہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

(ج ۔ ۳ ۔ ص ۔ ۲۰۲)

مولوی وحید الزمان حیدرآبادی۔ تبویب القران لضبط مضامین الفرقان
مع حواشی تفسیر وحیدی۔ طبع اول سنہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

یہ نسخہ سنٹرل یونیورسٹی لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے۔ یہ $۶\frac{۱}{۲} \times ۱۰\frac{۱}{۲}$ سائز کے ۷۰۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ پیش نظر نسخہ مطبع علوی۔ لاہور کا چھپا ہوا ہے۔

مولف ممدوح نے اس تالیف کے اغراض و مقاصد مقدمہ میں بیان کیے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) قرآن پاک کی ترتیب مضامین کے اعتبار سے مختلف ابواب میں کردی جائے تاکہ طلبہ اس کو پڑھ کر اپنے عقائد درست کرلیں اور مخالفین کے حملوں سے بچے رہیں۔

(۲) علماء و واعظین کو آیات کی تلاش میں آسانی رہے گی۔

(۳) مخالفین اسلام کے مقابلہ میں قرآن پاک سے ضرورتاً ہر قسم کی آیت آسانی کے ساتھ نکالی جا سکتی ہیں۔

(۴) وہ مسائل جن کا ذکر قرآن پاک ہے وہ پڑھنے والوں کو مستحضر رہیں۔

(۵) مولف نے اس کا نام " تبویب القران " رکھا ہے اور۔

تبویب کی صورت یہ ہے کہ ہر ایک قسم کے مضمون کے لیے جداگانہ باب قرار دیا ہے۔ اور سارے قرآن پاک کو من اولہ الی آخرہ مطالعہ کرکے اس قسم کی آیتوں کو اس کے متعلق باب میں ذکر کیا ہے ——— ہر آیت شریفہ کے اصل مضمون یا مقصود پر لحاظ کرکے اس کو متعلقہ باب میں مندرج کیا ہے۔

(ص ۳ و ۴)

اس تفسیر میں ان چار جلی عنوانات کے تحت مختلف ذیلی عنوانات قائم کیے گیے ہیں

(۱) اعتقادات (۲) فقہ القرآن
(۳) قصص القرآن (۴) المتفرقات

تفسیر کے آخر میں مولف کا ضمیمہ بطور حواشی تفسیر وحیدی شامل کیا گیا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی ۔ تفسیر بیان القرآن ۔ تالیف سنہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

طبع اول سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

یہ تفسیر بارہ جلدوں پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

تا پارہ / رکوع

(۱) جلد اول ۲/۸ (سورہ بقرہ) سائز ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۸۶

۳۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۳ھ۔

(۲) جلد دوم ۵/۴ (سورہ نساء) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۸۲

۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ۔

(۳) جلد سوم ۸/۷ (سورہ انعام) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۴۷

۲۰ صفر سنہ ۱۳۲۴ھ

(۴) جلد چہارم ۱۱/۵ (سورہ توبہ) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۵۶

۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۴ھ

(۵) جلد پنجم ۱۳/۱۲ (سورہ رعد) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۲۳

۲ جمادی الاخر سنہ ۱۳۲۴ھ

(۶) جلد ششم ۱۶/۳ (سورہ کہف) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۴۴

۱۵ رجب سنہ ۱۳۲۴ھ

(۷) جلد ہفتم ۱۸/۶ (سورہ مومنون) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ سائز صفحات ۱۰۸

۱۵ ذی القعدہ سنہ ۱۳۲۴ھ

(۸) جلد ہشتم ۲۱/۴ (سورہ عنکبوت) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۴۶

۹ اھ محرم سنہ ۱۳۲۵ھ

(۹) جلد نہم ۲۳/۹ (سورہ صافات) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۴۲

۹ ۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۵ھ

(۱۰) جلد دہم ۲۵/۲۰ (سورہ جاثیہ) سائز ۱/۲ ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۱۸

۷ اھ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۵ھ

(۱۱) جلد یازدہم ۲۸/۸ (سورہ ممتحنہ) سائز ۱/۲ ۱۲×۱۰ صفحات ۱۲۱
۲۲ ۔ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۵ھ

(۱۲) جلد دوازدہم ۳۰/۴۹ (سورہ طٰس) سائز ۱/۲ ۱۲×۱۰ صفحات ۱۳۲
سنہ ۱۳۲۵ھ ۔

وقد کمل والحمد للہ تفسیر القرآن المجید فی یوم الخمیس لمنتصف سنہ ۱۳۲۵ھ
من ھجرۃ سید العبید صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (ص ۔ ۱۲۷)

ہمارے سامنے جو مطبوعہ نسخہ ہے وہ مطبع اشرفیہ لاہور میں سنہ ۱۳۷۲ھ میں چھپا تھا ۔ بارہ جلدوں کے صفحات کی مجموعی تعداد ۱۷۲۵ ہوتی ہے ۔

مولانا اشرف علی نے تفسیر کا آغاز سنہ ۱۳۲۰ھ میں کر دیا تھا جیسا کہ جلد اول کے خطبے میں خود تحریر فرماتے ہیں ۔

تامل اور مشورے سے یہی ضرورت ثابت ہوئی کہ ان لوگوں کو کوئی ترجمہ دیا جاوے جس کی زبان اور طرز بیان و تقریر سب میں ان کے مذاق و ضرورت کا حتی الامکان پورا لحاظ رہے اور ساتھ اس کے کوئی ضروری مضمون خواہ جزو قرآن ہو یا اس کے متعلق ہو رہ نہ جاوے چند روز تک یہ رائے صورت تجویز اور پیرایہ تذکرے میں رہی آخر جب احباب کا تقاضا زیادہ ہوا اور خود بھی اس کی ضرورت روز افزوں مشاہد و معائنہ میں آنے لگی ۔ آخر بنام خدا محض توکلاً علی اللہ پھر اس اطمینان پر کہ اگر میں کسی قابل نہیں ہوں تو کیا ہوا بزرگان عصر اصلاح فرما کر اس کو دیکھنے کے قابل کر دینگے ۔ آخر ربیع الاول سنہ ۱۳۲۰ھ میں اس کو شروع کرتا ہوں ۔

(ص ۲ ۔ مطبع مجتبائی
سنہ ۱۳۴۹ھ)

اور یہ کام نصف سال سنہ ۱۳۲۵ھ کو پایہ تکمیل تک پہنچا جیسا کہ بارہویں جلد کے ترقیمے سے ظاہر ہے جو اوپر نقل کیا گیا ۔

تفسیر بیان القرآن سب سے پہلے مطبع مجتبائی ۔ دہلی میں سنہ ۱۳۲۶ھ میں چھپی تھی ۔ جیسا کہ خود مولف نے لکھا ہے ۔

احقر نے عرصہ ہوا قرآن شریف کی تفسیر مسمی بہ بیان القرآن
لکھی تھی جو سنہ ۱۳۲۶ھ میں بحمد اللہ شائع بھی ہوگئی تھی ۔
(ص ۲ ۔ مطبوعہ مطبع اشرف)

پھر جب دوبارہ اشرف پریس میں چھپی تو اس میں اضافے کیے گئے ۔ طبع ثانی کی تمہید ثانی میں خود مولف رقم طراز ہیں ۔

اس درمیان میں خود مجھے اس پر جابجا سے بارہا نظر کرنے کا اتفاق ہوا اور میرے بہت سے احباب نے تو اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ۔ اس نظر اور مطالعہ کے درمیان خود مجھ کو بھی اور احباب کے تقریراً یا تحریراً ابتداءً یا استدعاءً تنبیہ کرنے سے بھی ــــــ مقامات قابل ترمیم و اضافہ معلوم ہوئے اور مطبوعہ سابق میں حواشی وغیرہ کی طرف تحریر میں بھی بعض مقامات پر میری تجویز کے خلاف ترمیم کر دی گئی تھی ۔ جو کہ مجھ کو ناپسند تھی ۔ بناءً علیہ جی چاہتا تھا کہ یہ تفسیر ترمیم و اضافہ کے اسی طرز پر جس پر میں نے اصل مسودہ لکھا تھا طبع ہو جاوے ــــــ
بعض اہل علم نے متعدد مقامات کے متعلق کچھ عبارتیں بطور حاشیہ لکھ کر بھیجی تھیں اب ان کو حاشیہ میں داخل کر دیا گیا ۔ اور شبہات سے امتیاز کے لیے ان کے آخر میں "محشی" کا لفظ لکھ دیا گیا ہے ۔ نیز نفع کے لیے میرے مولفہ دو اور مفید رسالے بھی جو قرآن کے متعلق تھے اس موقع اس کے ساتھ شامل کیے گئے ۔ ایک "مسائل السلوک"[1] جس میں سلوک کے مسائل پر آیات قرآنیہ سے نصاً یا استنباطاً استدلال کیا گیا ہے ۔ یہ تفسیر کے حاشیہ پر درج کیا گیا ہے ۔ دوسرا

---

۱ ۔ "مسائل السلوک" کی تالیف کا آغاز ۲۰ ۔ رجب سنہ ۱۳۲۵ھ کو ہوا اور تکمیل ربیع الاول سنہ ۱۳۲۸ھ میں ہوئی ۔ جیسا کہ مقدمہ اور خاتمہ کی عبارات سے ظاہر ہے ۔

"وجوہ المثانی"[۲] جس میں قراءت سبعہ کو ضبط کیا گیا ہے۔ اس
رسالے کا جس قدر مضمون جس جلد کے متعلق تھا اس کو ہر جلد کے
آخر میں درج کر دیا گیا ہے۔ چون کہ اب یہ تفسیر بحمد اللہ بہمہ وجوہ
مکمل ہو گئی ہے اس لیے اس کا نام بھی

"مکمل بیان القرآن"

تجویز کرتا ہوں۔

(ص ۔ ا)

۳۰۔ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۳ھ

مولانا اشرف علی نے تفسیر بیان القرآن کے امور مخصوصہ اور وجوہ کو بیان کیا ہے
جن کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) قرآن مجید کا آسان ترجمہ کیا ہے جس میں قابل ہونے کے ساتھ
شرح لفظی کی بھی رعایت ہے۔

(۲) ترجمہ میں خالص محاورات استعمال نہیں کیے گئے۔ دو وجہ سے اول تو
میں فصیح نہیں ہوں محاورات پر عبور نہیں دوسرے یہ کہ محاورات ہر مقام
کے جدا جدا ہوتے ہیں۔

(۳) نفس ترجمہ کے علاوہ جس مضمون کو بہت ضروری دیکھا کہ اس پر توضیح
ترجمہ کی موقوف ہے یا کوئی شبہہ خود قرآن کے مضمون سے ظاہراً
پیدا ہوتا تھا اس کا جواب یا مضمون قرآنی کسی مشہور تحقیقات کے
خلاف معلوم ہوتا تھا۔ اس کی تحقیق یا اسی قسم کی کوئی ضروری بات
ہوئی اس کو بنا کر بڑھا دیا۔ باقی لطائف و نکات یا طویل فروعی
حکایات یا فضائل یا بہت سے مسائل وغیرہا سے تفسیر کو طویل
نہیں کیا گیا۔

(۴) جس آیت کی تفسیر میں بہت سے اقوال مفسرین کے ہیں ان میں سے
جس کو ترجیح معلوم ہوئی صرف اس کو لے لیا بقیہ سے تعرض نہیں کیا۔

۲۔ "وجوہ المثانی" کی تالیف ۲۰۔ شعبان سنہ ۱۳۲۶ھ کو مکمل ہوئی جیسا کہ خاتمہ
کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۵) مطالب قرآن کی تقریر کہیں تو اس طرح کی ہے کہ مضمون کا ارتباط خود ظاہر ہوجاوے اور کہیں ایک سرخی ربط کی لکھ کر اس کی تقریر کر دی گئی ہے۔

(۶) اختلافات کی تفسیر میں صرف مذہب حنفی لیا گیا ہے اور دوسرے مذاہب بشرط ضرورت حاشیہ میں لکھ دیے گئے ہیں۔

(۷) چونکہ نفع عوام کے ساتھ افادہ خواص کا بھی خیال آگیا اس لیے ان کے فائدے کے واسطے ایک حاشیہ بڑھایا ہے جس میں مکیت و مدنیت سواد آیات و غیر مشہور لغات و ضروری وجوہ بلاغت و مغلق ترکیب و خفی الاستنباط فقہیات و کلامیات و اسباب نزول و روایات و اختلاف قراءت مشہورہ ترکیب با حکم و توجیہ ترجمہ و تفسیر ایجاز کے ساتھ مذکور ہیں۔

(خطبہ بیان القرآن۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۲۔ ۵)

بعض دیگر خصوصیات و امور مہمہ

(۱) امر تفسیر کے لکھتے وقت یہ کتابیں میرے پاس رہتی تھیں۔ بیضاوی۔ جلالین۔ تفسیر رحمانی۔ اتقان۔ معالم التنزیل۔ روح المعانی۔ مدارک۔ خازن۔ تفسیر فتح المنان۔ تفسیر ابن کثیر۔ لباب۔ در منثور۔ کشاف۔ قاموس۔ بعضے تراجم قرآن۔

(۲) قرآن مجید کے اول سے آخر تک ہر سورہ اور ہر آیت کا ربط ماقبل کے ساتھ نہایت سہل اور قریب۔ تقریر میں بالالتزام بیان کیا گیا ہے۔ اور اکثر سورتوں کے شروع میں ان سورتوں کا خلاصہ بھی بیان کر دیا گیا۔

(۳) جتنی آیتوں کی تفسیر بوجہ اتحاد یا تقارب یا تناسب کے ایک جگہ مجتمع کر کے لکھی گئی ہے۔ ان کے اول میں ان مضامین کا ایک جامع عنوان بطور سرخی کے لکھ دیا گیا ہے۔

(۴) جن روایات پر تفسیر کو مبنی کیا ہے ان میں التزام کیا گیا ہے کہ وہ صحیح روایتیں ہوں البتہ جہاں تفسیر کسی روایت پر مبنی نہ تھی اور لفظ قرآنی فی نفسہ بھی اس وجہ کو محتمل تھا۔ تقویت احتمال کے لیے اشتراط صحت میں تسامح کیا گیا۔

(۵) شبہات کے جواب دینے میں صرف ان شبہات کو خاص کیا ہے جن کا منشاء کوئی دلیل صحیح تھی۔

(٦) کوئی مضمون ضرورت سے زائد نہیں لکھا۔

(۷) ترجمہ میں ترکیب کی رعایت زیادہ کی گئی بہ نسبت اتباع محاورہ کے۔

(۸) کتب سلوکیہ سے متعلق مباحث کو تفسیر حقانی سے نقل کیا گیا ہے۔

(۹) مسائل فقہیہ و کلامیہ کی ہر آیت کے متعلق اسی قدر تحقیق پر اکتفا کیا گیا ہے جس پر تفسیر قرآن کی موقوف تھی۔

(۱۰) جو مضامین قابل زیادہ تفصیل و تحقیق کے کئی جگہ آئے ہیں ان کو ایک جگہ مفصل لکھ کر دوسری جگہ اس پہلی جگہ کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

(۱۱) ہر جگہ تفسیر میں اتباع سلف رحمہم اللہ صالح کیا ہے۔ متاخرین کے اقوال کو جو سلف کے خلاف تھے نہیں لیا۔

(۱۲) تقریر مدلول آیات میں قواعد میزانیہ منطقیہ کی پوری طور پر سے رعایت کی گئی ہے۔

(۱۳) لطائف و نکات جس کو تفسیر میں دخل نہ تھا وہ مقصود بالذات نہ تھے بالکلیہ مہجور کر دئیے گئے۔ مقصود اصلی حل قرآن کو رکھا گیا ہے۔

(۱۴) جن آیات کی تفسیر میں حدیث موضوع آئی ہے اس کے مقابلے میں کسی کا قول نہیں لیا گیا۔ چونکہ التزامات مذکورہ کی ضرورت خیال میں تدریجاً آتی رہی اس لیے ممکن ہے کہ اول کے اجزاء میں بعض التزامات کی رعایت متروک ہو گئی ہو۔ نیز چونکہ اس کی بارہ جلدوں میں سے جن میں ہر جلد ڈھائی پارہ کی ہے کہیں تحقیقاً کہیں بوجہ تو سورت کے کسی قدر کم یا کسی قدر زیادہ اول جلد مسلسل متصلاً نہیں لکھی گئی بلکہ درمیان میں فترات و وقفات انقطاعیہ واقع ہوئے ہیں اس لیے خود اس کے اجزاء میں اور پھر اس میں اور بقیہ جلدوں میں طرز وضع کے اعتبار سے کسی قدر تفاوت بھی ہے جو نظر غائر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ حواشی میں جو عربی عبارتیں ہیں وہ اہل علم سے مخصوص ہیں۔
(بیان القرآن ج ۱ ص ۵ و ٦)

نمونہ ترجمہ

آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس تو ایک دلیل ہے میرے رب کی طرف سے اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں۔ حکم کسی کا نہیں بجز اللہ کے۔ اللہ تعالی واقعی بات کو بتلا دیتا ہے۔ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ فیصل ہو چکا ہوتا اور ظالموں کو اللہ تعالی خوب جانتا ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالی کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔

(ج-۲-۹۹)

نمونہ تفسیر

" وعندہ مفاتح الغیب " الی قولہ " الا فی کتب مبین "۔ اور اللہ کے پاس (یعنی اسی کی قدرت میں ہیں) خزانے تمام مخفی اشیاء (ممکنہ) کے ان میں سے جس چیز کو جس وقت اور جس قدر چاہیں ظہور میں لے آتے ہیں۔ وان من شئی الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ ان اشیاء میں عذاب بھی آگیا۔ مطلب یہ کہ اور کسی کو ان پر قدرت نہیں اور جس طرح قدرت تامہ ان کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح علم تام بھی چنانچہ ان خزائن مخفیہ مقدورات کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالی کے اور اللہ تعالی کا علم ایسا ہے کہ وہ (ان) تمام چیزوں کو بھی جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریا میں اور کوئی پتہ (تک درخت سے) نہیں آتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے ——————

ف۔ یعنی اس میں ہر چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ بدون علم کے لکھنا ممکن نہیں پس حاصل یہ ہوا کہ سب چیزیں اللہ تعالی کے احاطہ علم میں ہیں ——————

(ج-۲-ص-۹۹)

عبد اللہ چکڑالوی ۔ ترجمۃ القرآن بہ آیات القرآن ۔ طبع اول ۶ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

یہ تفسیر حسن ابدال میں پروفیسر منظور الحق کے ذاتی کتب خانہ (گورنمنٹ کالج)

میں مطالعہ کی گئی ۔ اس کی تین جلد یں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے ۔

جلد اول (پارہ اول و دوم) مطبوعہ اسلامیہ اسٹیم پریس ۔ لاہور ۔ سائز ۱۲ × ۸
صفحات ۲۳۲

جلد دوم (پارہ سوم تا پارہ ہشتم) مطبوعہ ہندوستانی اسٹیم پریس ۔ لاہور
سائز ۱۲ × ۸ ص ۔ ۶۱۰ سنہ ۱۹۰۸ء

جلد سوم (پارہ نہم تا سہم) مطبوعہ اسلامیہ اسٹیم پریس ۔ لاہور
سائز ۱۲ × ۸ ص ۔ ۹۴۳ ۔

مترجم نے اس ترجمہ میں جن اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے ان کا خلاصہ یہ ہے

(۱) قرآن مجید کی تعلیم فطرت انسانی کے خلاف نہیں ہے ۔ اس کا
لحاظ رکھا گیا ہے ۔

(۲) الفاظ قرآنی کسی خاص زمانے کے ساتھ مختص نہیں ۔

(۳) قرآن پاک کے معانی ایک فصیح عربی زبان کے لیے گئے ہیں ۔
جس میں استعارہ ۔ مجاز ۔ کنایہ ۔ تشبیہہ ۔ و تمثیل وغیرہ
سب کچھ شامل ہیں ۔

(۴) قرآن مجید کی ہر آیت کا ماقبل اور مابعد کے ساتھ ربط ہے ۔

(۵) کسی آیت کا ترجمہ قواعد صرف و نحو و لغت عربی کے خلاف
بیان نہیں ہوا ہے ۔

(٦) قرآن پر جملہ اعتراضات کے مدلل اور محقق جوابات دئیے گئے ہیں

(٧) ہر ایک لفظ اور ہر ایک آیت کا ایک ہی ترجمہ ہے۔ تعدد نہیں۔

(٨) احکامات و اعتقادات قرآنی کے عقلی اصول بیان کئے گئے ہیں۔

مولف چونکہ اہل قرآن جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے وہ آیات کی تشریح و تفسیر کے سلسلے میں احادیث سے استفادہ ضروری خیال نہیں کرتے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں۔ کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے انبیاء اور رسولوں پر افترا کیے ہوئے اقوال و افعال یعنی احادیث قولی و فعلی اور تقریری پیش کرنے کا مرض ایک قدیم مرض ہے اور جس طرح مختلف اسلامی فرقے آجکل قرآن مجید کے سامنے احادیث پیش کرتے ہیں اور ان کو محمد سلام علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا تھا جو آپ کے زمانے میں موجود تھے۔ (ص ۔ ١٠٢)

اسی لیے مولف نے دوراز کار تاویلات سے کام لیا ہے۔ مثلاً آیت و اذ قلنا للملئکۃ اسجدو الخ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس جگہ سجدہ سے مراد صرف محض فقط خاص زبان
ہی سے معافی مانگنی ہے۔ (ص ۔ ٢٩)

مولف کا یہ ترجمہ قرآن تشریحی ترجمہ ہے۔ طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ صفحہ کے اوپر متن کے مابین ترجمہ لکھا گیا ہے اس کے بعد حاشیہ پر اس سے متعلق ضروری نوٹس لکھدیے گئے ہیں۔

<u>نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ</u>

سب قسم اور ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے مختص ہے جو پروردگار ہے تمام
مخلوقات کا اور عام بخشش کرنیوالا (تمام مخلوق پر) اور بہت ہی مہربان
(فرمانبردار بندوں پر) (اور) حاکم و ان جزائے اعمال ذوی العقول کا
(اے اللہ) خاص تیری ہی ہم تعظیم کرتے ہیں اور تجھی سے بلا اسباب ہم
مدد مانگتے ہیں۔ چلاتے رکھو ہم کو تو پیوستہ لیتے کر جو ہر طرح سیدھا اور مختوم ہے۔

عبداللہ چکڑالوی - تفسیر القرآن بالقرآن - تالیف

یہ تفسیر ۱۲ × ۸ کے ۳۵۰ صفحات پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں سورہ فاتحہ
اور سورہ بقرہ (رکوع ۱۶) کی تفسیر ہے۔ مولف نے دیباچہ میں تفسیر کے اغراض و مقاصد
بتائے ہوئے لکھا ہے۔

اگرچہ اس وقت تک قرآن مجید کی تفسیریں زبان عربی میں بے شمار تصنیف
ہو چکی ہیں مگر اردو زبان میں کوئی ایسی تفسیر نہیں لکھی گئی جس میں
مخالفین اسلام (دہریہ، آریہ، عیسائی، لامذہب، وغیرہ وغیرہ)
فرقوں کے اعتراضوں کے جواب دیے گئے ہوں ——————

چونکہ آجکل ہندوستان غالباً کل دنیا کے مذاہب کا مجمع ہے
اور ہر مذہب نے صرف اسلام ہی کو نشانہ اعتراضات بنایا ہوا ہے اس
لیے مناسب بلکہ فرض سمجھا گیا کہ ایسے نازک وقت میں ان معترضوں
کے سامنے قرآن کریم کی پاک تعلیم اور اس کے لطائف کا نقشہ ایسے
شائستہ اور معقول طور پر کھینچ کر رکھا جاوے کہ وہ خود بخود پاس
انصاف کو کر اپنے اعتراضوں کو بودے اور غلط فہمی کے نتیجے
سمجھ کر واپس لے لیں (ص ۱)

مولف نے ترجمۃ القرآن میں جو ترجمہ کیا ہے وہ تفسیر القرآن کے ترجمہ
سے مختلف ہے۔ مثال کے طور پر آیہ الم تا للمتقین ——— کا ترجمہ تفسیر القرآن
میں یہ کیا ہے۔

اس عالی قدر کامل صفات و جامع کمالات والے فرمان یاپروانہ یا حکمنامہ میں کسی قسم کا شک و شبہہ نہیں جو لوگ تقوی کے خواہان ہوتے ہیں ان کے لیے دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے (ص=۸۸)

ترجمۃ القران میں اس طرح ہے۔

یہ عظیم الشان قرآن کتاب اللہ نہیں کسی قسم کا شک و شبہہ ذرہ بھر بھی (ممکن) بیچ اس کے (کیونکہ) کامل ہدایت ہے واسطے خلوت اللہ کی حفاظت چاہنے والوں کے۔ (ص= ۱۰)

تفسیر کی اس جلد میں صفحہ سے ۸٦ تک سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے پھر صفحہ ۸۸ سے سورہ بقرہ کی تفسیر ہے۔ سورہ بقرہ کے دیباچہ میں مولف نےاس امر کی صراحت کی ہے۔

آیات و کلمات کتاب اللہ میں فی الواقع کسی جگہ تکرار نہیں ہے بلکہ ہر لحاظ مورد و مواقع ہر ایک آیت اور کلمہ کے معانی اور مفاد ہر جگہ جداگانہ ہوتے ہیں (ص = ۸۷)

مفسر نے جابجا تفسیر قرآن کے لیے آیات قرآنی سے استدلال کیا ہے اور شرح و بسط کے ساتھ تفسیر لکھی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ہر سورت کے ساتھ "بسم اللہ" جداگانہ معنی رکھتی ہے۔ اس لیے اس کی تکرار بھی فی الواقع تکرار نہیں۔

میں افضل المطابع ۔ دہلی سے طبع ہوا ۔

سید احمد حسن دہلوی[1] ۔ احسن التفاسیر ۔ تالیف ۔ طبع اول سنہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

یہ تفسیر کتب خانہ مظہریہ (دہلی) میں مطالعہ کی گئی ۔ یہ سات جلدوں میں مکمل ہے ۔ جن کے صفحات کی مجموعی تعداد ۲۴۳۲ ہوتی ہے ۔ جلدوں کی تفصیل یہ ہے ۔

پہلی منزل ۔ (پارہ اول تا پارہ ششم) پہلا پارہ ۵ × ۱۱
کے ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اور افضل المطابع
پہلی میں سنہ ۱۳۲۷ھ میں طبع ہوا تھا ۔ دوسرے
سے لے کر چھٹے پارے تک ۳۲۰ صفحات پر مشتمل
ہے اور سنہ ۱۳۲۵ھ میں مطبع فاروقی دہلی میں
چھپے ۔

دوسری منزل (پارہ ششم تا پارہ یازدہم) یہ ۵ × ۱۱ سائز
کے ۴۷۵ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۱۳۲۷ھ
میں افضل المطابع ۔ دہلی سے طبع ہوا ۔

تیسری منزل ۔ (پارہ یازدہم تا چہاردہم) مطبوعہ
افضل المطابع ۔ دہلی سنہ ۱۳۲۷ھ ۔ ص ۔ ۳۶۸

چوتھی منزل ۔ (پارہ چہاردہم تا نوزدہم) مطبوعہ افضل المطابع
دہلی سنہ ۱۳۲۷ھ ۔ ص ۔ ۲۹۵

---

۱ ۔ سید احمد حسن ۔ سابق تعلق دار اول ۔ حیدر آباد دکن

پانچویں منزل = (پارہ نوزدہم تا بست سوم) مطبوعہ افضل المطابع۔ دہلی
سنہ ۱۳۲۷ھ = ص = ۲۹۵

چھٹی منزل = (پارہ بست سوم تا بست ششم) مطبوعہ افضل المطابع۔ دہلی
سنہ ۱۳۲۷ھ = ص = ۲۶۲

ساتویں منزل = (پارہ بست ششم تا سیم) مطبوعہ افضل المطابع۔ دہلی
سنہ ۱۳۲۷ھ = ص = ۳۲۸

مولف نے اس تفسیر میں جن باتوں کا لحاظ رکھا ہے۔ خود مولف کے الفاظ میں ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جہاں تک ممکن ہوسکا مختصر آیت کی تفسیر دوسری متصل آیت سے کی گئی ہے۔

(۲) جہاں یہ امر ممکن نہ تھا وہاں آیت کی تفسیر مرفوع صحیح حدیث سے کی گئی ہے۔

(۳) جہاں یہ بھی ممکن نہ تھا وہاں اقوال صحابہ سے تفسیر کی گئی ہے کیونکہ تفسیر کے باب میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول مثل مرفوع حدیث کے ہے۔

(۴) صحابہ کے اقوال میں جہاں کہیں اختلاف تھا وہاں حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کو راجح قرار دیا گیا ہے۔

(۵) تابعیوں کے قول میں مجاہد کے قول کو اکثر راجح ٹھیرایا گیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کے شاگردوں میں ان کے قول کا بڑا اعتبار ہے۔

(٦) صحیح روایتوں میں جن آیتوں کے شان نزول کا ذکر تھا وہ اچھی طرح بیان کر دیا گیا ہے۔

(٧) محکم متشابہہ آیتوں کی بحث واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے۔

(٨) ناسخ و منسوخ آیتوں کو خوب صاف کر دیا گیا ہے۔

(٩) ایک آیہ سے دوسری آیہ کی مشابہہ حد صحیح تک بیان کر دی گئی ہے۔

(منزل اول ۔ ص ۔ ٦٠)

مولف نے ہر پارے کے ساتھ مضامین قرآنیہ کی فہرست دیدی ہے جس سے استفادہ کرنے والوں کو بڑی سہولت ہو سکتی ہے۔

نمونہ ترجمہ سورہ الفاتحہ

سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا۔ بہت ہی مہربان۔ نہایت ہی رحم والا۔ مالک انصاف کے دن کا۔ تجھی کو ہم بندگی کریں۔ اور تجھی سے مدد چاہتیں۔ چلا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ ان کی جن پر تونے فضل کیا۔ نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے۔

(منزل اول۔ ص ۔ ١ تا ٢)

نمونہ تفسیر

الحمد للہ ۔ حمد کے معنی زبان سے تعریف کرنے کے ہیں
اللہ تعالی نے یہ الفاظ نازل فرما کر اپنے بندوں کو
سکھایا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی تعریف اس طرح کیا
کریں۔ رب العالمین ۔ رب اللہ تعالی کے ناموں میں سے
ایک نام ہے جس کے معنی مربی کے ہیں۔ یہ لفظ سوائے
اللہ تعالی کے کسی مخلوق کی شان میں بغیر نسبت و
اضافہ کے نہیں استعمال کیا جا سکتا۔ ہاں مخلوق کی
شان میں اضافہ کے ساتھ استعمال ہو سکتا ہے۔ مثلاً
رب الدار کہہ سکتے ہیں جس کے معنی گھر کے مالک کے ہوں
گے۔ العالمین ۔ عالم کی جمع ہے۔ اللہ تعالی کی ذات
کے سوا سب مخلوقات کو عالم کہتے ہیں۔ آسمان زمین
کی آبادی ۔ جنگل و دریا میں اللہ تعالی کی طرح طرح کی
مخلوقات ہے۔ جن سب کا مربی اور معبود اللہ تعالی ہے
اس لیے لفظ عالم کو جو خود جمع ہے پھر جمع کر کے فرمایا ـــــ

(منزل اول ۔ ص ۔ ۲)

مولف کے حالات زندگی

سید احمد حسن سنہ ١٢٥٨ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ خاندانی تعلقات کی وجہ سے اوائل عمر قلعہ معلی میں بسر کی اور میں قاری امید علی (متوطن ڈھاکہ) سے قرآن پاک حفظ کیا۔ سنہ ١٨٥٧ء کے انقلاب کے بعد اپنے والدین کے ساتھ پٹیالہ چلے گئے اس وقت آپ کی عمر صرف ١٢ سال کی تھی۔ یہاں مرزا احمد بیگ سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اور خود فارسی کا درس دینے لگے۔ اسی زمانے میں ریاست ٹونک گئے اور وہاں عربی صرف و نحو تک پڑھا تھا کہ دہلی کا ہنگامہ فرو ہوگیا۔ چنانچہ آپ دہلی آگئے۔ اور یہاں باقاعدہ تعلیم شروع کردی۔ کچھ عرصہ دہلی میں پڑھنے کے بعد مولوی محمد حسین خان کے درس میں شریک ہوئے اور منطق، فقہ و اصول فقہ کی تکمیل کے بعد علی گڑھ چلے گئے جہاں مولوی فیض الحسن سہارنپوری کے سامنے زانوئے ادب طے کیا۔ دہلی میں حضرت مولانا نذیر حسین مرحوم کا درس شروع ہوچکا تھا۔ چنانچہ حدیث تفسیر یہاں آکر پڑھی اور طب حکیم امام الدین خان سے پڑھی۔

مولانا نذیر حسین مرحوم کے مشورے سے مولوی نذیر احمد کے ہاں ان کی شادی قرار پائی جو اس وقت گورکھپور میں تھے۔ شادی کے بعد مولوی صاحب کے ساتھ حیدرآباد دکن چلے گئے جہاں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوگئے۔ اس ذمہ داری کے باوجود دینی کاموں کا شوق رہا چنانچہ یہاں قرآن کریم کا وہ نسخہ مرتب کیا جس میں ایک ساتھ شاہ ولی اللہ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر کے تراجم تھے۔ اس نسخہ پر احسن الفوائد کے نام سے بہت مفید حواشی لکھے جس احسن التفاسیر کا متن سمجھنا چاہئے۔ یہ مرتب قرآن نایاب ہے۔ اس کی دوبارہ اشاعت جماعت اہل حدیث (دہلی) کی طرف سے سنہ ١٣٢٦ھ میں طبع کیا تھا۔

تفسیر اور حواشی کے علاوہ سید احمد حسن کی مندرجہ ذیل تصانیف ہیں

(۱) بلوغ المرام فی ادلتہ الاحکام

(۲) مشکوۃ المصابیح کے حواشی (بزبان عربی)

(۳) تنقیح الرواۃ (یہ نامکمل رہ گئی تھی ۔ بعد میں مولوی شرف الدین (مقیم دہلی) نے اس کو مکمل کیا)

مولوی سید احمد حسن سنہ ۱۳۰۸ھ میں حج کے سلسلے کے لیے تشریف لے گئے ۔

آخر میں جب پنشن مل گئی تو دہلی میں سکونت پذیر ہوگئے اور یہیں پر ۱۷ ۔ جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۹ ۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کو وفات پائی ۔[1]

---

۱ ۔ ابویحیی امام خان ۔ تراجم علمائے حدیث ہند ۔
مطبوعہ سنہ ۱۳۵۶ھ ۔ دہلی ۔ ص ۔ ۷۰ ۔ ۱۶۸

مولوی محمد داؤد - ترجمہ تفسیر کبیر جز اول - جلد اول - طبع اول سنہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

یہ نسخہ اسٹیٹ لائبریری بہاولپور میں موجود ہے - یہ سنہ ۱۳۲۵ھ میں

چھپ یہ اسٹیٹ پریس - لاہور - صفحات ۲۷۲ ناقص الاخر - تقطیع ۱۰ × ۷

ترجمہ کرنے کے لیے جس کتاب کا انتخاب کیا جاتا ہے اس میں مترجم کی اپنی بھی

توجہ اور ذہنی رجحان شریک ہوتا ہے - اسی لیے وہ دیباچہ میں لکھتے ہیں -

میں نے اپنی قوم کے کئی ایک علماء کی تصانیف سے استفادہ کیا

جنہوں نے اپنی مذہبی تصانیف میں مباحث حکماء کو دلپذیر طرز

کے ساتھ داخل کیا ہے ان میں سے مولانا فخر الدین رحمتہ اللہ

علیہ ہیں جنہوں نے سبقت کی اور اس طریق کے موجد کہلائے -

(ص - ۸)

نوٹ - اس تفسیر کے بارے میں پیچھے عرض کیا گیا ہے - یہاں مولف موصوف کے حالات

زندگی قلمبند کئے جاتے ہیں -

امام فخر الدین رازی کی کنیت ابو عبد اللہ محمد بن حسین

بن حسن بن علی التیمی الطبرستانی الرازی المولد -

فخر الدین لقب ابن الخطیب الفقیہ عرف شافعی - ابن

خلکان نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے -

آپ اپنے زمانے کے فرد اور اہل زمانہ پر علم کلام اور معقولات
تاریخ میں فائق تر ہوئے ہیں۔ بہت سے علوم پر بہت مفید
تصنیفیں رکھتے ہیں۔ زیادہ عجیب کتاب تفسیر قرآن ہے۔
جو بہت بڑی (آٹھ جلدوں میں) اور علوم فنون کے عجائبات
سے پر ہے۔ امام اپنی زندگی میں مکمل نہیں کر سکے تھے

(ص ۔ ۸)

مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں۔

گر بہ استدلال کار دین بودے
فخر رازی راز دار دین بودے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

از متاخرین آنکه در خوض فلسفیانه غلو کرد و ابطال آن نمود
و سدره یاجوج فتنه شد۔ امام فخر الدین رازی است
که مباحث و مقاصد غریب باحکما نمود۔ اگر چه در
بعضے مباحث مکابره و مجادله نیز راه یافته باشد امیدوں نیت او
بخیر دست عاقبتش بخیر باد۔ (ص ۔ ۱۰ ۔ ۱۱)

امام فخر الدین رازی بمقام رے ماہ رمضان سنہ ۵۴۴ھ میں پیدا
ہوئے اور عید الفطر کے دن سنہ ۶۰۶ھ میں شہر ہرات میں وفات پائی۔

محمد داؤد - فاتحۃ العلوم جزو اول - جلد اول تفسیر کبیر از امام رازی -
طبع اول سنہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

اس تفسیر کا مطبوعہ نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری - کراچی میں موجود ہے -

یہ نسخہ کارخانہ وطن - لاہور کی طرف شائع کیا گیا ہے اور سنہ ۱۹۰۷ء میں حمید یہ پریس

لاہور میں چھپا تھا - یہ ۸ × ۵ سائز کے ۲۷٦ صفحات پر مشتمل ہے -

مترجم نے ابتداء میں کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کیا ہے -

پہلے آپ نے (امام رازی) سورہ فاتحہ میں جس قدر علوم ہیں ان کو
مجمل طور پر بیان کر دیا ہے اور اس میں حکیم جالینوس کی ایک حکایت
نقل کی ہے جس سے اشاعت علم میں بخل کرنے کی مذمت ثابت ہوتی
ہے - پھر یہ ثابت کیا ہے کہ تھوڑے لفظوں میں سے بہت بڑے بڑے
مسائل - نکل سکتے ہیں - اور اس کے ایک اور طریق پر سورہ فاتحہ کی مختصر
آیتوں میں سے بہت بڑے بڑے معلومات اخذ کرنے کی سبیل بتائی
ہے - یہ مباحث گویا آیندہ مضامین کا دیباچہ یا مقدمہ ہیں -
آگے وسیع مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے - پہلے حصے میں
ان تمام حقائق و معارف کی وضاحت کی ہے جو کلمہ اعوذ باللہ
میں مکنون ہیں - اس کے دو حصے ہیں -
پہلے حصے میں کلمہ اعوذ باللہ کی ادبیہ مضامین کو سات بابوں
میں تقسیم کیا ہے -
دوسرے حصے میں اعوذ باللہ کی تفسیر عقلی - نقلی طور پر
چار بابوں میں بیان فرمائی ہے -

کتاب کے دوسرے حصے میں جملہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے مباحث بیان ہوں اور فصلوں میں ذکر کئے ہیں۔

تیسرا حصہ جو امام نے بہ عنوان " الکلام " لکھا ہے اس میں سورہ فاتحہ اور اس کے علماء کی ایک ابواب میں تحریر کئے ہیں۔

اس سے آگے اس ساری سورۃ کی تفسیر دس فصلوں میں بیان کو ارقام فرمائی ہے۔ (ص۔ ۱۱ و ۱۲)

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

(الحمد للہ) تمام محامد اور جملہ تلاش ستائش اسی ذات کو سزاوار ہیں۔ جس کی صفات کامل ہیں۔ اور جس نے فرمان برادری اور عبودیت کی توفیق بخشی۔ بد کرداریوں اور بد عملیوں سے نجات دے کر ان کے بواعث اور جملہ آفات و بلیات سے محفوظ رہنے کا علاج کلمہ اعوذ لکھلایا ہے۔ ہم تمام امور اور بھلائی کے کاموں کی ابتداء بسم اللہ سے کرتے ہیں کیونکہ وہ ذات ستون خصال وصفات (رب العالمین) عالمین کا مالک اور ارض وسماء پر قابض کلی ہے۔ وہ ہر ایک جاندار کو علی حسب المراتب پالتا پوستا ہے۔

(ص۔ ۱)

غلام رسول - تفسیر سورہ یوسف - قلمی - تالیف سنہ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء منظوم

یہ قلمی تفسیر ہم کو پروفیسر راجہ ایف - ایم - ماجد صاحب (سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج - میرپور خاص) کی عنایت سے ملی - یہ ان کے جد امجد مولوی غلام رسول[1] بن خواجہ احمد بن محمد کی تالیف ہے - یہ نسخہ خود مولف کا لکھا ہے - اس لحاظ سے اور اہم ہے -

اس تفسیر کے دو حصے ہیں - جو ۱۲ × ۷ سائز کے ۲۷۰ صفحات پر مشتمل ہیں - اس کے اندر تقریباً ۱۹۶۸ بند ہیں اشعار کی مجموعی تعداد ۵۹۰۴ ہوتی ہے -

دیباچہ یا مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تفسیر کو سنہ ۱۳۲۵ھ میں قصبہ توہانہ (ضلع حصار) میں لکھا ہے - چنانچہ مولف کہتے ہیں -

۱۹۰۷

سن ہجری جب کہ تیرہ سو پچیس لگ چکا — اور انیس سو سات سن عیسوی تھا

توہانہ میں جو قصبہ ہے ضلع حصار کا — فضل خدا سے قصہ سر انجام وہاں ہوا

اور ضلع گوجرانوالہ ہے اصلی میرا وطن

مولد بھڑوانہ اس کا گوٹ ایک جانیے فن

(ص - ۲)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مولف کا وطن اصلی قصبہ بھڑوانہ اس (ضلع گوجرانوالہ) ہے - تالیف کے وقت وہ ملازمت کے سلسلے میں توہانہ میں مقیم ہوں گے -

---

۱ - مرشد کا نام غلام حسن تھا - اور نانا کا نام عظیم اللہ بخش -

مولف نے کچھ تفسیر اردو زبان میں لکھی ہے۔ مگر نظر بائی طور پر وہ وسیع النظر معلوم ہوتے ہیں اور اردو اشعار میں انگریزی اور پنجابی الفاظ کے استعمال کو معیوب نہیں سمجھتے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

اردو در اصل دنیا کی ہے مشترکہ زبان —— ہے عربی اور فارسی جس میں شامل جان
انگریزی ملتی جاتی ہے کثرت سے اب یہاں —— پھر ہے ہر ایک خطہ کا اردو نیا جہان

پنجاب جب کہ خطہ ہے ہندوستان میں
پنجابی کوئی زہر نہیں اس زبان میں

(ص ۔ ۲)

مفسر موصوف نے جن نکات کو سامنے رکھکر یہ تفسیر لکھی ہے اس کو انہوں نے دیباچہ میں بیان کر دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔

(۱) خداوند قدوس کی تدبیر کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

(۲) خدا جب کسی پر اپنا فضل کرنا چاہے تو سارا جہان مل کر بھی اپنی ساری امکانی تدابیر سے اسے محروم نہیں کر سکتا۔

(۳) صبر و استقامت دینوی و اخروی کامیابی کی کلید ہے۔

(۴) حسد و عداوت کا انجام خذلان اور نقصان کے سوا کچھ نہیں

(۵) عقل انسانی بڑا شریف جوہر ہے جس کی بدولت آدمی بہت سی مشکلات پر غالب آتا ہے اور اپنی زندگی کو کامیاب بنا لیتا ہے۔

(٦) اخلاقی شرافت اور پاک دامنی انسان کو دشمنوں اور حاسدوں
کی نظر میں آخر کار معزز بنا دیتی ہے۔

(٧) جن احوال و حوادث کا تذکرہ ہونے والا تھا وہ کسی طرح نبی کریم
صلعم اور آپ کی قوم کے حالات سے مشابہت رکھتے تھے اور ان کا ذکر
آنحضرت صلعم کے حق میں موجب تسکین خاطر اور آپ کی قوم کے حق
میں موجب عبرت تھا۔

اس تفسیر میں طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ دیباچہ کے بعد قرآن پاک سے سورہ
یوسف کے متعلقہ رکوع کے متن کو پہلے رکھا پھر بین السطور میں اردو نثر میں ترجمہ لکھا
اور حواشی پر فوائد و نکات پر روشنی ڈالی۔ بعد میں متعلقہ رکوع کے مفہوم کو ذرا مفصل انداز
میں نظم کرکے پیرایہ میں پیش کر دیا۔ دیباچہ کے بعد صفحہ ۳ سے تفسیر کا اس طرح آغاز
ہوتا ہے۔

آغاز رکوع ۱

الٓر قف تلک آیت الکتاب المبین۔ انا انزلنہ قرءٰنا عربیا
لعلکم تعقلون۔
الٓر یہ (سورۃ) کتاب واضح (یعنی قرآن مجید) کی چند آیتیں
ہیں ہم نے اس قرآن کو زبان عربی میں (اس لیے) اتارا ہے تاکہ
(عرب کے لوگ مادری زبان ہونے کی وجہ سے اس کو بخوبی)
سمجھ سکو۔ (اور تمہارے ذریعہ سے دوسرے لوگ سمجھیں)

(ص ۔ ٢)

آغاز منظوم تفسیر - کرتاہوں میں شروع اسے اللہ کے نام پر - رحمان اور رحیم جو ہے کل انام پر
رحمت ہے جس کی عام لوگوں کی تمام پر - بھیجا ہے رسولوں نبیوں کو ہر انتظام پر

وقت جزا بھی اوسکی ہے رحمت عظیم ہے
اس واسطے کہ اوسکی ہے شان رحیم ہے-

(ص - ۵)

اس بند پر تفسیر ختم ہوجاتی ہے-

اس کے سوا امور کی تفصیل اس میں ہے- روشن ہدایتوں کی بھی تکمیل اس میں ہے
اک رحمت الہی کی تنزیل اس میں ہے- اور پورے مومن کی تشکیل اس میں ہے

ہیں مومنوں کے واسطے یہ قصے رہنما
اور خواستگار باغ ہدایت کے جان فزا

(ص - ۲۷۰)

غلام محمد غوث صوفی ترچناپلی ۔ سلسلۃ الوجان

تفسیر اردو اہالقرآن ۔ طبع اول سنہ ۱۳۲۶ ھ / ۱۹۰۸ ء

یہ تفسیر کتب خانہ مولوی سید نذیر الدین مرحوم (دہلی) میں مطالعہ
کی گئی ۔ یہ نسخہ مطبع منشی نول کشور ۔ لکھنو میں سنہ ۱۳۲۶ھ میں طبع ہوئی اور ۱۰×۶
سائز کے ۳۰۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ۔

مولف کا اسلوب بیان قدماء مفسرین کے مطابق ہے ۔ ضروری مسائل اور حکایتوں
کو بھی بیان کیا گیا ہے ۔ متعلقہ احادیث کو بھی ذکر کیا ہے ۔ مختلف کتابوں سے استفادہ
کیا گیا ہے ۔ اس کے آخر میں خاتمۃ الطبع ہے جس کی عبارت یہ ہے ۔

"مصنف ممدوح نے خود اس کا مسودہ بہ درخواست طبع مطبع میں مرسل
فرمایا ۔ اور مرجع ارباب علم و فن بابو پراگ نارائن صاحب نے اس کی خوش اسلوبی
خوبی سے مطلع ہوتے ہی کل حقوق تصنیف بحق مطبع حاصل فرما کر
بلا تاخیر آرڈر طبع کرا دیا تا آنکہ بحکم بابو صاحب موصوف الصدور
بار اول مطبع منشی نول کشور ۔ لکھنو میں بماہ جولائی سنہ ۱۹۰۸ ء
مطابق ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ بکمال حسن و صفا چھپ
کر تیار ہوئی ۔ بار ب قبول خاص و عام ہو"

(ص ۔ ۳۰۲)

مولف موصوف نے یہ تصانیف بھی کی ہیں۔

(۱) تفسیر اذا زلزلت الارض

(۲) تفسیر ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

(۳) مطلع البدر تفسیر سورۃ العصر

(۴) فیض الرحمن فی آداب القران۔

نوٹ۔ عجلت کی وجہ سے سلسلۃ المرجان کا نمونہ نقل نہیں کیاجاسکا۔ دہلی میں قیام بہت مختصر رہا اس میں تفصیلی نوٹس لینا ممکن نہ تھا۔

محمد ارشاد اللہ خان۔ تفسیر القران۔ طبع اول
سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء تا سنہ ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء

یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور۔ اورکتب خانہ پیر جھنڈا (سابق صوبہ سندھ) میں موجود ہے۔ چند جلدیں پنجاب پبلک لائبریری۔ لاہور میں بھی موجود ہیں۔ یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں مکمل ہے۔

جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول۔ (سورہ بقرہ) مطبوعہ حمید یہ اسٹیم پریس۔ لاہور

سنہ ۱۳۲۶ھ سائز ۹ ۶ صفحات ۹۷۶

(۲) جلد دوم (سورہ آل عمران) مطبوعہ حمید یہ اسٹیم پریس۔ لاہور

سنہ ۱۳۱۹ھ سائز ۹ ۶ صفحات ۴۳۶

(۳) جلد سوم (سورہ نون) مطبوعہ حمید یہ اسٹیم پریس لاہور
سنہ ۱۳۲۹ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۲۸۲۔

(۴) جلد چہارم (سورہ مائدہ تا سورہ یونس) حمید یہ اسٹیم پریس
لاہور سنہ ۱۳۲۹ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۶۰۸

(۵) جلد پنجم (سورہ ہود تا سورہ حج) حمید یہ اسٹیم پریس
لاہور سنہ ۱۳۳۰ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۶۰۸

(۶) جلد ششم (سورہ مومنون تا سورہ یسین) مطبوعہ حمیدیہ اسٹیم پریس
لاہور سنہ ۱۳۳۱ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۴۶۰

(۷) جلد ہفتم (سورہ صافات تا سورہ حجرات) مطبوعہ حمیدیہ
اسٹیم پریس ۔ لاہور سائز ۹ × ۷ صفحات ۱۹۶

(۸) جلد ہشتم (سورہ ق تا سورہ ناس) مطبوعہ کپور آرٹ پریس
لاہور سنہ ۱۳۳۷ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۱۷۸

تفسیر القرآن ۲ ۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۷ھ کو پایہ تکمیل تک پہنچی
مولف نے تفسیر کے طریقہ کار کے متعلق یہ صراحت کی ہے ۔

میری کوشش یہی رہی ہے کہ فرمان باری کو اس کے حقیقی اور صریح معنوں
سے خواہ مخواہ پھیرنے کی جد وجہد نہ کی جائے اور احادیث صحیحہ   صحیح
کی سند پر آیات قرآنیہ کے وہی مطالب بیان ہوں جن کو شارع اسلام
اور سلف صالحین نے مراد لیا تھا ۔

(ج ۲ ، ص ۳)

غلام محمد غوث صوفی ترجمانی - سلسلۃ المرجان

تفسیر اردو القرآن - طبع اول سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

یہ تفسیر کتب خانہ مولوی سید نذیر الدین مرحوم (دہلی) میں مطالعہ کی گئی - یہ نسخہ مطبع منشی نول کشور - لکھنو میں سنہ ۱۳۲۶ھ میں طبع ہوئی اور ۱۰×۷ سائز کے ۳۰۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے-

مولف کا اسلوب بیان قدماء مفسرین کے مطابق ہے- ضروری مسائل اور حکایتوں کو بھی بیان کیا گیا ہے- متعلقہ احادیث کو بھی ذکر کیا ہے- مختلف کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے- اسکے آخر میں خاتمۃ الطبع ہے جس کی عبارت یہ ہے-

"مصنف ممدوح نے خود اس کا مسودہ بہ درخواست طبع مطبع میں مرسل
فرمایا- اور موجب ارباب علم و فن بابو پراگ نارائن صاحب نے اس کی   خوشخط
خوبی سے مطلع ہوتے ہی کل حقوق تصنیف بحق مطبع حاصل فرما کر
بلا تاخیر آرڈر طبع کرادیا تا آنکہ بحکم بابو صاحب موصوف الصدور
بار اول مطبع منشی نول کشور - لکھنو میں بماہ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء
مطابق ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ بکمال حسن و صفا چھپ
کر تیار ہوگیا- بارب قبول خاص و عام ہو"

(ص - ۳۰۲)

مولف موصوف نے یہ تصانیف بھی کی ہیں۔

(۱) تفسیر اذا زلزلۃ الارض

(۲) تفسیر ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

(۳) مطلع البدر تفسیر سورۃ العصر

(۴) فیض الرحمن فی آداب القرآن۔

نوٹ۔ عجلت کی وجہ سے سلسلۃ العرجان کا نمونہ نقل نہیں کیا جاسکا۔ دہلی میں قیام بہت مختصر رہا اس میں تفصیلی نوٹس لینا ممکن نہ تھا

محمد انشاء اللہ خان۔ تفسیر القرآن۔ طبع اول
سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء تا سنہ ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء

یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور۔ اورکتب خانہ پیر جھنڈا (سابق صوبہ سندھ) میں موجود ہے۔ چند جلدیں پنجاب پبلک لائبریری۔ لاہور میں بھی موجود ہیں۔ یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں مکمل ہے۔

جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول۔ (سورہ بقرہ) مطبوعہ حمیدیہ اسٹیم پریس۔ لاہور

سنہ ۱۳۲۶ھ سائز ۹ × ۶ صفحات ۹۷۶

آل عمران
(۲) جلد دوم (سورہ تمہیدا) مطبوعہ حمیدیہ اسٹیم پریس۔ لاہور

سنہ ۱۳۱۹ھ سائز ۹ × ۶ صفحات آٹھسو ۴۳۶

(۳) جلد سوم (سورہ نون) مطبوعہ حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور

سنہ ۱۳۲۹ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۲۸۲۔

(۴) جلد چہارم (سورہ مائدہ تا سورہ یونس) حمیدیہ اسٹیم پریس

لاہور سنہ ۱۳۲۹ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۶۰۸

(۵) جلد پنجم (سورہ ہود تا سورہ حج) حمیدیہ اسٹیم پریس

لاہور سنہ ۱۳۳۰ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۶۰۸

(۶) جلد ششم (سورہ مومنون تا سورہ یسین) مطبوعہ حمیدیہ اسٹیم پریس

لاہور سنہ ۱۳۳۱ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۴۶۰

(۷) جلد ہفتم (سورہ صافات تا سورہ حجرات) مطبوعہ حمیدیہ

اسٹیم پریس۔ لاہور سائز ۹ × ۷ صفحات ۱۹۶

(۸) جلد ہشتم (سورہ ق تا سورہ ناس) مطبوعہ کپور آرٹ پریس

لاہور سنہ ۱۳۳۷ھ سائز ۹ × ۷ صفحات ۱۷۸

تفسیر القرآن ۲ - رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۷ھ کو پایہ تکمیل تک پہنچی

مولف نے تفسیر کے طریقہ کار کے متعلق یہ صراحت کی ہے۔

میری کوشش یہی رہی ہے کہ قرآن مجید کے حقیقی اور صریح معنون

سے خواہ مخواہ پھیرنے کی جد و جہد نہ کی جائے اور احادیث صحیحہ   صحیح

کی سند پر آیات قرآنیہ کے وہی مطالب بیان ہوں جو شارع اسلام

اور سلف صالحین نے مراد لیا تھا۔

(ج - ۲ و ص - ب)

نمونہ سورۃ العصر

والعصر ان الانسان لفی خسر ———— وتواصوا بالصبر۔

ترجمہ۔ قسم ہے عصر کے وقت کی بیشک انسان ٹوٹے میں ہے لیکن نہ وہ لوگ
جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی
تاکید کرتے رہے اور نیز ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتا ہے۔

تفسیر —— سورہ بلد میں جس کلدہ بن رسید کا ذکر فرمایا ہے وہ ایام
جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق کا دوست تھا۔ حضرت صدیق
کے ایمان لانے کے بعد کلدہ نے ایک دن ان سے کہا۔ "تم تو
ہمیشہ عقلمندی میں مشہور ہو اب کیا ہوگیا کہ ناگہان ایسے
گھاٹے کا نیم کر لیا"۔ حضرت صدیق نے فرمایا "نادان ٹوٹے
میں تو وہ ہیں جو خدا پر ایمان نہیں لائے اور بت پرستی کی ذلت
میںگستقلو ہیں گرفتار ہیں۔ جو خدا پر ایمان نہیں لائے اور بت
پرستی کی ذلت میں گرفتار ہیں۔ حق قبول کرنے والا کبھی خسارہ
میں نہیں رہتا۔ سورہ والعصر میں اسی گفتگو کی طرف اشارہ
ہے اور نیز عام نصیحت و تہدید۔ عصر دن کے آخری حصہ کو کہتے
ہیں جب کہ انسان سارے دن کی کمائی کو جانچ کر کے نفع و نقصان کا
حساب کرتا ہے۔ اسی طرح رسول مقبول کا زمانہ بمنزلہ
عصر ہے کہ خدائی رسالت کا سلسلہ ان پر ختم ہوگیا اور جو لوگ
ان پر ایمان لائے اور احکام شریعت کو بجالائے۔ ابدالاباد تک
قائم رہنے والا نفع کما لیا اور جو نافرمان رہے وہ بیحد و حساب
ٹوٹے میں پڑے ————

(ص ۹ — ۱۶۸)

حکیم شمس اللہ قادری ۔ الجوہر الفرید فی تفسیر التوحید ۔ تالیف
سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

....

یہ سورہ اخلاص کی تفسیر ہے ۔ کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہے

۹×۶ سائز کے ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے ۔ سنہ ۱۳۲۸ھ کو پہلی بار افضل المطابع

پریس ۔ مراد آباد سے شائع ہوئی ۔ تالیف حیدر آباد دکن میں ہوئی ۔

اس تفسیر میں مولف نے سورہ اخلاص کی متکلمانہ تفسیر لکھی ہے ۔ جس میں وجود

اور توحید باری تعالی کو ثابت کیا گیا ہے اور مسائل تثلیث و ابنیت مسیح و قدامت ارواح و

اجسام وغیرہ کا بطلان کیا گیا ہے ۔

نمونہ ترجمہ

قل ھو اللہ احد ———— کفوا احد ۔

اے محمد کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے (۱) اللہ بے نیاز ہے

(۲) نہ اوس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا

(۳) اور نہ کوئی اوسکا ھمسر ہے ۔

(ص ۔ ۱)

نمونہ تفسیر

اللہ الصمد

وہ اللہ صمد ہے یعنی بے نیاز ہے۔ کسی کا محتاج نہیں تمام ارواح و اجسام وجود بقاء ہستی و بود میں اسی کے محتاج ہیں اور اسی ذات کے فیضان سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اوسکی ذات پاک سب سے ارفع و اعلیٰ ہے جس کے اوپر کوئی نہیں نہ وہ وزیر رکھتا ہے نہ مشیر۔ سب کام اپنے اختیار سے کرتا ہے۔

کارخانہ ہستی کو دیکھو۔ آفتاب کی حرارت اگر زمین تک نہ آوے تو بادلوں کا آنا کھیتوں کا پکنا موقوف ہوجاوے۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے ہوا نہ ہو تو ایک بھی ذی روح زندہ نہ رہ سکے تمام دنیا اور دنیا کا ذرہ ذرہ ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ کھیتوں کو حرارت نے پکایا۔ حرارت کو آفتاب نے مہیا کیا۔ اس حاجت روائی کا سلسلہ اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ چل کر ایک فیاض صمد پر ختم ہو جائیگا۔ جس طرح عالم اسباب کا سلسلہ علت اولیٰ پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اور یہ صمد فیض وہی سب سے ارفع و اعلیٰ ابدی و ازلی ذات ہے جس کو عالم اسباب میں علت اولیٰ اور عام اصطلاح میں اللہ پاک کہتے ہیں۔ جو قدوس ذات دافع الحاجات ہو کر کیونکر کسی اور کی محتاج ہوسکتی ہے۔

(ص ۱۷ – ۱۸)

نوٹ۔ تفسیر کے اختتام پر مولف حکیم شمس اللہ قادری نے جو دستخط کیے ہیں اس کے ساتھ مقام حیدرآباد دکن اور تاریخ ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ لکھی ہے۔

محمد حلیم انصاری ردولوی - ترجمہ اتقان فی علوم القرآن
طبع اول سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
....

یہ مطبوعہ نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہے- اس کی دو جلدیں ہیں-

(۱) جلد اول - سائز $6\frac{1}{2} \times 10\frac{1}{2}$ صفحات ۵۳۶
مطبوعہ فیض بخش ایجنسی - فیروز پور سنہ ۱۳۲۶ھ

(۲) جلد دوم - سائز $6\frac{1}{2} \times 10\frac{1}{2}$ صفحات ۵۰۶
مطبوعہ فیض بخش ایجنسی - فیروز پور سنہ ۱۳۲۶ھ

اس ترجمہ کی ابتداء میں مترجم کا کوئی دیباچہ وغیرہ نہیں-

نمونہ ترجمہ تفسیر

دوسری شق میں فاتحۃ الکتاب - آیۃ الکرسی اور سورۃ البقر کا
خاتمہ داخل ہے- جیسا کہ قریب ہی کی پچھلی حدیثوں میں بیان
ہوچکا ہے اور اس کے علاوہ مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا
"آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو صرف آپ کو دیئے گئے ہیں-
اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے- یہ دونوں نور
فاتحۃ الکتاب اور سورۃ البقر کے خاتمہ کی آیتیں ہیں"——
اور طبرانی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے
سورۃ البقر کے اخیر کی دو آیتوں کے بارے میں تو دو کہا ہے
یعنی آمن الرسول سے خاتمہ سورت تک- پس بیشک اللہ نے
ان کے ساتھ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برگزیدہ بنایا ہے-

(ص - ا - ۱۰۰)

نعیم الدین مراد آبادی - خزائن العرفان فی تفسیر القرآن - طبع اول سنہ ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے "کنز الایمان فی ترجمہ القرآن" کے نام سے قرآن پاک کا ترجمہ سنہ ۱۳۳۰ھ میں کیا تھا۔ اس ترجمہ پر مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے مفید حواشی لکھے ہیں۔ یہ نسخہ سنہ ۱۳۳۰ھ میں اہل سنہ برقی پریس - مراد آباد میں طبع ہوا۔ یہ $\frac{۱}{۲}$ ۱۰ × ۶ سائز کے ۸۲۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

نمونہ ترجمہ

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے۔ نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔ [۱] پھر اس جلوے نے قصد فرمایا۔ [۲] اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا۔ [۳] پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ [۴] پھر خوب اتر آیا [۵] تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم [۶] اب وحی فرمائی اپنے بندے پر جو وحی فرمائی [۷] دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا [۸] تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔

نمونہ تفسیری حواشی

(۱) بعض مفسر اس طرف گئے ہیں کہ سخت قوتوں والے طاقتور سے مراد حضرت جبرئیل ہیں اور سکھانے سے مراد بتعلیم الہی سکھانا ہے۔ یعنی وحی الہی کا پہنچانا ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ شدید القوی ذومرہ سے مراد اللہ تعالی

ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی (تفسیر روح البیان)

(۲) عام مفسرین نے فاستوی کا فاعل بھی حضرت جبریل کو قرار دیا ہے اور معنی لیے ہیں کہ حضرت جبریل امین اپنی اصلی صورت میں قائم ہوئے اور اس کا سبب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی اصلی صورت میں ملاحظہ فرمانے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی تو حضرت جبریل جانب مشرق میں حضور کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کے وجود سے مشرق سے مغرب تک بھر گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی انسان نے حضرت جبریل کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت جبریل کو دیکھنا تو صحیح اور حدیث سے ثابت ہے لیکن یہ حدیث میں نہیں ہے کہ اس آیت میں حضرت جبریل کو دیکھنا مراد ہے بلکہ ظاہر تفسیر میں یہ ہے کہ مراد فاستوی سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان عالی اور منزلۂ رفیع میں استوی فرمانا ہے (تفسیر کبیر) تفسیر روح البیان میں ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استوی فرمایا اور حضرت جبریل سدرۃ المنتہیٰ پر رک گئے۔ آگے نہ بڑھ سکے انہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں

جلال مجھے جلا ڈالیں - اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے - اور مستوائے عرش سے بھی گزر گئے اور حضرت مترجم قدس سرہ کا ترجمہ اس طرح مشعر ہے کہ الستوی کی اسناد حضرت رب العزت عز و علی کی طرف ہے - اور یہی قول حسن رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے -

(۳) یہاں بھی عام مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ یہ حال جبرئیل امین کا ہے لیکن امام رازی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حال حال سید عالم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ " افق اعلی " یعنی فوق السماوات تھے جس طرح کہنے والا کہتا ہے کہ میں نے چھت پر چاند دیکھا یا پہاڑ پر چاند دیکھا اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ چاند چھت پر یا پہاڑ پر تھا بلکہ یہی معنی ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا چھت یا پہاڑ پر تھا اسی طرح یہاں یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فوق سماوات پر پہنچے تو تجلی ربانی آپ کی طرف متوجہ ہوئی -

محمد عبد اللہ قادیانی - تفسیر آسمانی سبعا من المثانی
طبع اول سنہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء

یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی لاہور میں موجود ہے۔ صرف سورۃ فاتحہ کی
تفسیر ہے یہ ۸ × ۵ سائز کے ۲۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مؤلف کے قول کے متعلق یہ
تفسیر الہامی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

غرض میں نے اس تفسیر میں جو کچھ نکات عرفانی بیان کیے ہیں وہ یا تو
اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر ہیں یا روح القدس کے
بتائے ہوئے ہیں۔ (ص = ۵)

مؤلف اپنے بیان کے مطابق سنہ ۱۳۱۸ھ میں غلام احمد قادیانی کے ہاتھ
پر غائبانہ بیعت ہوئے پھر سنہ ۱۳۲۶ھ میں بالمشافہ تجدید بیعت کی (ص = ۱۰)
مؤلف نے مامور من اللہ ہونے کا بھی دعوی کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔
محمد عبد اللہ کا یہ الہام الہی یہ دعوی اور دعوت ہے کہ یہ ناچیز بفضلہ تعالی
چیز ہو کر اللہ پاک کی جانب سے بذریعہ وحی آسمانی خلق اللہ کی ہدایت
کے لیے مامور ہوا ہے (ص = ۲)

اسی لیے وہ خود کو جماعت محمدیہ کا داعی بتاتے ہیں۔
آخر اللہ پاک کی کتاب قرآن مجید و فرقان حمید کو تفکر و تدبر کے ساتھ
پڑھنے لگا۔ مختلف حضرات مولوی صاحبان کے ترجمے دیکھے گئے۔
اللہ عزوجل نے اپنے کلام پاک کی برکت سے کچھ انوار و برکات

اپنے تعلیمات کے مجھ پر ظاہر کیے خاص کر سورہ فاتحہ ام القرآن
نے اس عاجز اور اس کلام العرفان کے ترجمہ پر پہنچایا۔
(ص ۔ ۱۲)

ایک اور جگہ مولف نے لکھا ہے۔

اللہ پاک نے اس کتاب کی نسبت عاجز پر یہ الہام نازل کیا ہے
کہ "لکھو تکمیل براہین احمدیہ" یعنی کتاب براہین احمدیہ
کی پچاس جلدوں کو جس کا اشتہار اس کے شائع ہونے کے قبل دیا
گیا تھا۔ پوری کر دی ہے۔
(ص ۔ ۱۵)

نمونہ تفسیر و ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو ہے مالک الملک شہنشاہ آسمان و زمین کے دربار میں بندے کی
درخواست کا سرنامہ ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ میں اس احکم
الحاکمین کی تعریف ہے و توصیف الرحمن الرحیم میں اس کی فیض
رسانی کا اقرار ہے مالک یوم الدین میں اس کی رعایا ہونے کا اظہار
ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ میں اپنی فرمان برداری و نمک حلالی
کا اقرار ہے۔ اور درخواست کرنے کے استحقاق کا ایک لطیف اشارہ
ہے۔ اہدنا الصراط مستقیم میں اپنی دلی مراد پوری کرنے کی
تمنا ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم میں دیدار الٰہی سے مشرف
ہونے اور مرتبہ علم الیقین سے عین الیقین تک پہنچنے کی استدعا ہے
اور اسی راہ پر سابقین لوگ چل کر دربار حق سے انعام پا لیے کی
استدعا متعلق مال و جمال ہے۔ جس کا مال کار صعدہ مال سے وابستہ
ہے ہے۔ غیر المغضوب علیہم والا الضالین۔ میں درخواست گزار کے
خاکی وجود میں قوت بہیمی و قوت سبعی کے معتدال پر رہنے اور قوت وہمی
کے ذریعہ سے جو کچھ افراط و تفریط ہونے کا اندیشہ ہے اس سے بچنے
کی استدعا ہے۔ (ص ۔ ۱۸ ۔ ۱۹)

سعادت اظہری ترجمہ اردو تفسیر مظہری - طبع اول سنہ ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ھ

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تالیف تفسیر مظہری کے ابتدائی چند پاروں کا ترجمہ کسی صاحب نے کیا تھا۔ پیش نظر نسخہ وہی ترجمہ ہے۔ اس میں تین پاروں کی تفسیر ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) پارہ الم - (سورہ فاتحہ بقرہ) ۱۲ ×۱۰ سائز کے ۱۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع شمسی میرٹھ میں سنہ ۱۳۳۱ھ میں طبع ہوا۔

(۲) پارہ سیقول (سورہ بقرہ) سائز ۱۲ × ۱۰ صفحات ۱۵۶ مطبوعہ مطبع شمسی - میرٹھ سنہ ۱۳۳۱ھ

(۳) پارہ تلک الرسل (سورہ بقرہ و آل عمران) سائز ۱۲ × ۱۰ صفحات ۶۳ مطبوعہ شمسی - میرٹھ سنہ ۱۳۳۱ھ

چوتھے پارے کا ترجمہ بھی اسی سنہ میں شائع ہوچکا تھا۔ مگر وہ اس وقت ہمارے سامنے نہیں جو جلد ہمارے سامنے ہے اس کے صفحات کی مجموعی تعداد ۳۷۲ ہے۔ یہ جلد سید محمد عبد المجید و سید محمد یامین جو پوران تفسیر مظہری عربی کے اہتمام میں شائع ہوئی - ممکن ہے کہ انہیں صاحبان نے ترجمہ کیا ہو۔ مولانا عبدالدائم جلالی نے بھی اس تفسیر کے کچھ حصہ کا ترجمہ کیا ہے جو عرصہ سے رسالہ "مولوی" (دہلی) میں شائع ہورہا ہے۔ اور اب دو تین جلد یں شائع بھی ہوچکی ہیں۔ اس کا ذکر آگے آئیگا۔

اس جلد میں مترجم کا دیباچہ نہیں۔ آخر میں ناشر نے تفسیر مظہری کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔

سنہ ۱۸۵۵ء میں مولوی رکن الدین صاحب حصاری نے ابتدائی چار
سورتیں (عربی) اس کی چھپوائی تھیں۔

ممدوح الشان نے تفسیر شریف ھذا میں بہت سے علوم
درج فرمائے ہیں ازاں جملہ شان نزول آیات تفسیر
آیات بآیات احادیث و آثار و اقوال و تنقید ادات
تطبیق آیات بآیات - مذاہب قراء سبعہ - بیان
قطعات و محکمات و متشابہات - بیان ناسخ و منسوخ
تذکرہ صحابہ کرام سرایا و غزوات و قصص احسنہ
نکات تصوف - تردید مذاہب معتزلہ وغیرہ -
معجزات انبیاء کرام - مذاہب حنفی - شافعی -
حنبلی - و مالکی - فقہی مسائل - عبادات و معاملات
وظائف و ادعیہ بآیات و احادیث - بیان کیمیات
و نجوم و فلسفہ وغیرہ فضائل علوم ظاہری و باطنی
مع ترجیح علوم باطنی و ذکر حلق خرقہ طاقیہ و
بدعت - ثبوت خلافت بآیات و احادیث - اسمائے
الٰہی تعالی شانہ - و انبیاء کرام و سور -
وضاحت اشارات و خفیات قرآنی - الہامات
صرفی و نحوی و لغوی - تصحیف روایات طب و یاس
علم کلام - ثبوت و حوالہ جات رسالہ وغیرہ وغیرہ

(ص - ۶۳)

نمونہ ترجمہ و تفسیر

الحمد ۔ کسی اختیاری خوبی پر زبان سے تعریف کرنے کو حمد کہتے ہیں (اس میں) نعمت کی خصوصیت نہیں ہے ۔ ہو یا نہ ہو اس لیے باعتبار متعلق شکر کی نسبت عام ہے ۔ کیوں کہ شکر نعمت کے ساتھ مخصوص ہے ۔ اور باعتبار مورد خاص ہے ۔ کیوں کہ شکر زبان ۔ دل اور دیگر اعضا سے صادر ہو سکتا ہے ۔ (اور حمد صرف زبان سے خصوصیت رکھتی ہے) اس لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حمد شکر کی اصل ہے ۔ جس شخص نے خدا کی حمد نہ کی اس نے ذرا بھی شکر نہ کیا ۔ اس حدیث کو عبد الرزاق نے قتادہ سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے اور مدح ۔ حمد کی نسبت عام مطلق ہے کیوں کہ مدح صرف خوبی پر ہوا کرتی ہے (اس کا اختیاری یا غیر اختیاری ہونا ضروری نہیں) الحمد میں لام تعریف یا تو جنس کے لیے ہے اور حمد کے اس مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے جسے ہر شخص جانتا ہے ۔ یا استغراقی ہے ۔ کیوں کہ ہر طرح کی حمد خدا ہی کے لیے ہے ۔ وہ افعال عباد کا خالق ہے ۔ خود فرماتا ہے ۔ وما بکم من نعمۃ ۔ فمن اللہ ۔ (لوگوں تم کو جو کچھ نعمت ملی ہے خدا ہی کی طرف سے ہے) اس میں ادھر اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ و قادر ہے ۔ ارادہ کا مالک اور عالم ہے اس لیے ہر طرح کی حمد کا مستحق ہے ——— (ص ۔ ۳)

محمد سراج الحق ۔ تفسیر فیہہ الذی کنز ۔ تالیف سنہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء

یہ تفسیر مولوی محمد سراج الحق ملا فاضل پچھلی شہری کی تالیف ہے۔ جو سنہ ۱۳۳۷ھ اور سنہ ۱۳۳۸ھ کے درمیان پایہ تکمیل تک پہونچی ۔ یہ $\frac{۱}{۲}$۹ × ۶ سائز کے کل ۶۲۵ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں اصح المطابع ۔ لکھنو میں چھپی ۔

تفسیر مذکور کا اصل محرک مولانا مقبول احمد کی تفسیر مقبول ہے۔ مولف کو علماء شیعہ کی تفاسیر پر کافی عبور ہے۔ اس لیے انہوں نے یہ تفسیر کافی احتیاط کے ساتھ لکھی ہے۔ گو بظاہر یہ رد میں لکھی گئی ہے مگر مولف اس کو ملاحدہ تالیف قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

> لوگ کہینگے کہ " تفسیر فیہہ الذی کنز " تفسیر مقبول احمد شیعی کاجواب ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کے دیکھنے کے بعد یہ تفسیر لکھی گئی مگر آج سے کئی سال پیشتر سے میں تفاسیر شیعہ سے واقف تھا۔ پس ہماری تفسیر اس کا جواب نہیں ہے بلکہ ایک لاجواب چیز ہے۔ (ص ۔ ۲۲۶)

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں مقدمہ اور اقتباسات تفسیر مقبول ہیں یہ حصہ ۲۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسرے حصہ میں اصل تفسیر ہے اور یہ ۴۰۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

مقدمہ کے اندر مولف نے امور موجہ کا ذکر کیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کے علاوہ کسی کا ترجمہ نقل کیا گیا۔

(۲) قرآن مجید کی آیات کا صرف ترجمہ لکھا گیا ہے۔

(۳) ہر آیت کے ترجمہ سے پہلے پارہ، سورہ، رکوع، آیت اور
پھر ترجمہ مقبول کا صفحہ لکھا ہے۔

(۴) ترجمہ مقبول میں جتنے حواشی ہیں حوالہ میں ان کے نمبر
دے دیئے گئے ہیں۔

مولف نے مقدمات و منتخبات کو ۱۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۷ھ کو مکمل
کیا تھا۔ منتخبات کے بعد خطاب اور اصطلاحات کی فہرست ہے پھر اصل تفسیر شروع
ہوتی ہے جو سنہ ۱۳۳۸ھ کو پایہ تکمیل تک پہنچی سید محمد عبد المعبود مجتہی اجمیری
کے اس مادہ تاریخ سے ظاہر ہے۔

نگاہ زلعل ہاتف اسم علی بر آمد
برجستہ نام و سالش "بہت الذی کفر" شد

۱۳۳۸ھ

نمونہ انتخاب تفسیر مقبول

الم نشرح ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ علی کے
ذریعہ سے جب کہ ہم نے ان کو تمہارا وصی قرار دے دیا۔
(ج ۱ ص ۹۵۴)

فاذا فرغت فانصب ۔ تفسیر قمی میں امام صادق سے منقول
ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنی نبوت کو پہنچانے
سے فارغ ہو جاؤ تو علی کو اپنا قائمقام کر دو۔ اور کافی میں
انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب فارغ ہو جاؤ تو اپنا علم

قائم کرو اور اپنے وصی کا اعلان کر دو۔ اور ان کی فضلیتیں لوگوں کو جتلا دو چنانچہ آپ نے من کنت فرما دیا۔ (ص۔ ۲۲۵) (ج۔ ۵۔ ۹۵۴)

تفسیر فیہہ الذی کو

سورۃ الانشراح مکیہ

ترجمہ مقبول صفحہ ۹۵۴۔ حاشیہ وغیرہ تفسیر قمی میں صادق سے منقول ہے کہ علی کو خلیفہ بنائو۔

ترجمہ مقبول۔ پس جب تم فارغ ہوچکو تو اب اپنا قائم مقام مقرر کر دو۔

اے آل رسول۔ یہ سورہ مکیہ ہے یاد تھے اگر تم کو معلوم نہیں۔ اگر تم علمائے اہل سنۃ و علمائے اپنا نہیں حفاظ اور راسخون فی العلم کی بات ماننا نہ پسند کرتے ہو۔ تو مقبول احمد کا ترجمہ دیکھ لو۔ وہ بھی اس سورہ کو مکیہ لکھتا ہے۔ کیوں جی۔ "نصب" کے معنی لغت میں کیا آیا ہے اور دوسری جگہ مقبول احمد نے "نصب" کے معنی کیا لکھے ہیں "مشقت" پھر سب سے الگ اس جگہ۔ یہ معنی کہاں سے آگئے کہ علی کو اپنا قائم مقام مقرر کر دو۔ (ص۔ ۲۰۱)

(ترجمہ مقبول احمد ص۔ ۹۵۵)

اس تفسیر میں مولف نے کتب شیعوں ہی سے استدلال کیا ہے۔

وہ خود لکھتے ہیں۔

اس تفسیر کا ماخذ اور ماہیۃ الاستدلال صرف یہ ہیں امامیہ

کتب شیعہ عقائد و اقوال شیعہ۔ و تفاسیر و احادیث

شیعہ۔ منظومات و مزعومات شیعہ ہیں پس اہل سنت

براہ کرم اپنے عقائد اور اپنی کتابوں سے مقابلہ نہ کریں۔

(ص ۔ ۳)

مولف نے رد میں ذرا سخت طریقہ اختیار کیا ہے مگر یہ اس

زمانے کا رنگ تھا۔ گو موجودہ دور میں اس انداز کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری - تفسیر سورہ یوسف المسمی
بہ الجمال و الکمال - تالیف سنہ ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ ء

یہ تفسیر کتب خانہ سید نذیر الدین مرحوم میں موجود تھی - یہ ۱۰ × ٦

سائز کے ۲۷۲ صفحات پر مشتمل ہے - غالباً سنہ ۱۳۲۱ھ میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس

لاہور میں منشی محمد لطیف خان کے اہتمام میں شائع ہوئی -

مولف نے " آخری گزارش " کے عنوان سے کتاب کے آخر میں اس امر کی

صراحت کی ہے کہ اس تفسیر کا مسودہ مکہ معظمہ میں ۷ ا ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۹ھ

میں پایہ تکمیل تک پہنچا - وہ تحریر فرماتے ہیں -

یہ تفسیر مکہ معظمہ میں جہاں سورہ مبارکہ کا نزول ہوا تھا - بتوفیق

الہی لکھی گئی - ۷ ا ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۹ھ کو ختم ہوئی -

خاتمہ بوقت واپسی جہاز موسومہ "جدہ" میں ۳ ربیع الاول

سنہ ۱۳۴۰ھ کو لکھا گیا - (ص - ۲٦۱)

جیسا کہ خود مولف نے صراحت کی ہے انہوں نے اس تفسیر کی تیاری

میں ان تفاسیر سے مدد لی ہے - تفسیر ابن کثیر - تفسیر روح المعانی

تفسیر روح البیان - تفسیر در منثور - تفسیر ابن جریر - تفسیر کشاف -

تفسیر سورہ اخلاص از علامہ ابن تیمیہ وغیرہ وغیرہ -

تفسیر کا اسلوب بیان صاف شستہ اور محققانہ ہے۔ تفسیر کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پھر واقعات کے ہر پہلو کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ مختلف علمی مسائل پر بحث کی ہے جو نہایت فاضلانہ ہے۔

نوٹ۔ افسوس ہے کہ تنگی وقت کی بنا پر تیام دہلی کے زمانے میں اس کا نمونہ نہیں لیا جاسکا۔

آغا رفیق بلند شہری۔ جواہر القرآن۔ طبع اول سنہ ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء

یہ نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری۔ کراچی میں موجود ہے۔ ۷ ۵ سائز کے ۲۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل میں یہ امام غزالی کی تصنیف کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں امام غزالی نے قرآن حکیم کے رموز و نکات کو بیان فرمایا ہے اور مختلف آیات کی تشریح و تفسیر فرمائی ہے۔ یہ کتاب مستقل تفسیر نہیں کہی جا سکتی۔ بلکہ آیات متفرقہ کی تفسیر ہے۔

مولوی محمد علی لاہوری - بیان القرآن یعنی اردو ترجمۃ القرآن

طبع اول سنہ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء تا سنہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء

اس تفسیر کا نسخہ اسٹیٹ لائبریری - بہاولپور میں مطالعہ کیا گیا۔

مولف انگریزی ترجمۃ القرآن کے مولف اور جماعت احمدیہ سے متعلق ہیں۔ تفسیر بیان القرآن کی تین جلد میں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول -(سورہ فاتحہ تا سورہ انعام) مطبوعہ مطبع کریمی لاہور
سنہ ۱۳۴۰ھ سائز ۱۲ × ۸ صفحات ۴۲۴

(۲) جلد دوم (سورہ اعراف تا سورہ مومنون) مطبوعہ مطبع کریمی - لاہور
سنہ ۱۳۴۱ھ سائز ۱۲ × ۸ صفحات ۴۲۹ —— ۱۳۳۲

(۳) جلد سوم (سورہ نور تا سورہ ناس) مطبوعہ مطبع کریمی - لاہور
سنہ ۱۳۴۲ھ سائز ۱۲ × ۸ صفحات ۱۳۳۲ —— ۱۹۹۶

ترجمہ کے امور مخصوصہ

(۱) اصل الفاظ کو محاورہ زبان پر قربان نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی
کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ با محاورہ ہو۔

(۲) ترجمہ کو الفاظ کی حد سے نکلنے نہیں دیا۔

(۳) جہاں وضاحت کی ضرورت تھی وہاں قوسین میں وضاحتی
الفاظ بڑھا دیئے گئے ہیں۔

(۴) حل لغات کے سلسلے میں مفردات فی غرائب القرآن - تاج العروس - لسان العرب وغیرہ مترجم کے پیش نظر رہی ہیں -

تفسیر کے امور موجبہ

(۱) قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی گئی ہے -

(۲) الفاظ کے استعمال میں لغت کو مقدم رکھا گیا ہے -

(۳) تفسیر کرتے وقت ماحول اور زمانہ کے تقاضوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے -

(۴) ربط آیات کی وضاحت کی گئی ہے -

(۵) رکوعوں میں بھی باہمی ربط دکھایا گیا ہے -

(٦) سورتوں میں باہمی تعلق ظاہر کیا گیا ہے -

(۷) تفسیر قرآن میں غلام احمد قادیانی اور مولوی نورالدین کے مولف کے استاد بھی تھے - استفادہ کیا گیا ہے -

نمونہ ترجمہ و تفسیر

ترجمہ (گزرتا ہوا) وقت گواہ ہے کہ انسان نقصان میں ہے - سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے ہیں -

تفسیر ۔ عصر کے معنی دھر یا زمانہ میں اور رات کو اور دن کو بھی عصر
کہا جاتا ھے۔ اور صبح اور پچھلے پہر کی نمازوں کو حدیث
میں " عصرین " کہا ھے۔ اور یہاں بعض کے نزدیک مراد مطلق
وقت ھے اور بعض کے نزدیک نماز عصر کا وقت اور بعض کے نزدیک
کوئی ساعت (ل) اور دھر زمانہ کو بحیثیت مجموعی کہا جاتا
ھے اور عصر اس کے مرور اور گزرنے کے لحاظ سے۔

جب پچھلی سورۃ میں انسان کی طلب کثرت مال و دنیا کا ذکر کیا
اور اسے ھی انسان اپنے نفع کی چیز سمجھتا ھے۔ تو یہاں
بتلایا کہ فی الحقیقت ایسا انسان گھاٹے میں ھے اور وہ اپنے
قوائے خداداد کو ضائع کر رھا ھے اور اس پر یا گزرتے ہوئے
وقت کی شہادت کو پیش کیا ھے۔ گویا ہر لمحہ جو گزر رہا ھے
اگر وہ صحیح صرف میں نہیں آیا تو وہ برباد ہوگیا اور انسان
کے ھاتھ سے ایک قیمتی چیز یونہی چلی گئی۔ وقت کی قیمت
کو لوگ بہت کم پہچانتے ھیں حالانکہ یہی چیز سب سے
زیادہ قیمتی ھے۔ اللہ تعالی نے اسے یہاں شہادت میں
پیش کر کے اس کی عظمت اور قیمت کی طرف توجہ دلائی ھے
اور زمانہ کی شہادت بحیثیت مجموعی بھی یہ بتاتی ھے کہ
اس زندگی سے فائدہ اٹھانے والے وھی لوگ ہوتے ھیں جو
ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ھیں۔ مال و دنیا کا جمع کرا دینا
بالآخر انسان کو کچھ نفع نہیں پہنچاتا ——————

پیا ہوا۔ اس سے رسول اللہ صلعم کا زمانہ ہے کہ اس چھوٹے
سے زمانہ میں تمام زمانوں کا خلاصہ آگیا۔ اور واقعات
کے رنگ میں اللہ تعالی نے اس بیس کے عرصہ میں وہ سب کچھ
دکھا دیا جو تمام زمانوں میں دکھاتے رہے۔ یعنی حق کی کامیابی
اور ابطال حق کی تمام کوششوں کا ضائع ہوجانا اور دنیا میں
ایک نمونہ نیا مہ کا قائم ہوجانا کہ جس میں اچھے اور برے
الگ الگ ہوگئے۔ اور یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ نیکی اپنا
اجر رکھتی ہے اور بدی دنیا میں قائم نہیں رہ سکتی۔

(ص۔ ۸۰۔ ۱۹۶۹)

نوٹ۔ بیان القرآن کے شروع میں مضامین قرآن کی فہرست ہے اور آخر میں
لغات القرآن ـــ اس کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔

مولانا محمد علی لاہوری نے بیان القرآن۔ جلد اول کے دیباچہ میں سلف صالحین کی کوشش کو سراہا ہے مگر ساتھ نئے تقاضوں کو بھی نظر رکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

صحابہ کے اقوال کی میں بہت عزت کرتا ہوں لیکن کسی صحابی سے اختلاف کرنا جرم نہیں۔ صحابہ میں خود آپس میں بھی اختلاف تھے۔ مفسرین نے بھی ان سے اختلاف کیا ہے۔ اور سب سے آخر اقوال مفسرین کے متعلق اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ ان بزرگوں کی محنت کی ان کے علم و فضل کی۔ ان کے عشق قرآنی کی میرے دل میں بیحد عظمت ہے اور ان کی خدمت قرآن کے سامنے میں اپنی اس ناچیز خدمت کو ہیچ سمجھتا ہوں لیکن حالات زمانہ کے اثر سے کوئی شخص خالی نہیں ہوسکتا۔" آج اس زمانے میں نئے علوم نے قرآن کریم کی عظمت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ میرے خیالات حالات زمانہ سے متاثر ہوکر غلط ہوسکتے ہیں۔ مگر خدا کے کلام کے ایک حرف کو بھی کوئی علم باطل نہیں کرسکتا ہاں اپنے زمانہ کے مطابق جو علوم ہوں ان کی روشنی میں ہی ہم جو کچھ خدمت کرسکتے ہیں کرتے ہیں۔

اگر اللہ تعالی نے زندگی صحت اور توفیق عطا فرمائی تو دوسری جلد ترجمہ کی انشاءاللہ تعالی نومبر سنہ ۱۹۲۲ء میں اور تیسری جلد اپریل سنہ ۱۹۲۳ء میں شائع ہوجائیگی۔ مقدمہ علیحدہ کتاب کی صورت میں ہوگا جو کسی وقت بعد میں شائع ہوگا۔ ۸۔ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء
(ص۔ ۱۔ ۲)

عبد العزیز سید قادری بن سید منظور احمد۔ عزیز التفاسیر

تالیف ما بعد سنہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء

مولف نے تکمیل حدیث مولانا نذیر حسین (دہلی) سے کی اور سند و اجازت شیخ عرب یمنی سے حاصل کی۔ آپ کے استاد بھی آپ کو عزیز العلماء کے خطاب سے یاد فرماتے تھے۔ مولانا نذیر حسین کے مکاتیب الحیات بعد الممات میں موصوف کے نام بھی ہیں۔ اس سے ان کے مرتبہ کا علم ہوتا ہے۔ مولوی عبد الحق حقانی بھی آپ کے اساتذہ میں ہیں۔ ریاضی و طب میں کافی مہارت تھی۔ حکومت برطانیہ نے خان بہادر کا خطاب بھی عنایت کیا تھا۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ عزیز التفاسیر کے علاوہ یہ تصانیف قابل ذکر ہیں۔

عزیز الآفاق۔ عزیز الاخلاق۔ صحیفہ نماز۔ عزیز المنطق۔

عزیز الفلسفہ۔ عزیز الطب۔ عزیز السوانح۔ عزیز الصرف و النحو۔

عزیز التواریخ۔ شرح صحاح ستہ۔

مکتوبات مولانا نذیر حسین اہل حدیث۔ سوانح حضرت علی۔

انساب سادات فرخ آباد و صعدن۔ تاریخ ضلع فرخ آباد وغیرہ۔

مولف ممدوح کا انتقال صعدن میں ۱۳ مئی سنہ ۱۹۲۳ء کو ہوا۔

پانچواں باب

چودھویں صدی ہجری کی تفاسیر

عبد القادر جالی ہزاروی - عمدة الفکر فی تفسیر سورة العصر

تالیف سنہ ۱۳۲۲ھ / ۹۲۳اء -

یہ تفسیر کتب خانہ سید نذیر الدین مرحوم (دہلی) میں موجود ہے

یہ سنہ ۱۳۲۲ھ میں آفتاب برقی پریس - امرتسر میں محمد عبد اللہ شہباس کی

نگرانی میں طبع ہوئی - یہ ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولف نے قطعہ تاریخ تالیف میں سنہ تالیف کی خود صراحت کی ہے۔

قطعہ یہ ہے۔

الٰہی خاتمہ بالخیر ہو برکت سے قرآن کی -- دعا اس عبد قادر نے نوا کی صبح وشام ہوئی

سر لوح جہان کک کر سن اتمام ہاتف نے -- کہا تفسیر قرآن کریم ہے فیض عام ہوئی

۱۳۲۲ھ

مولف نے مثالیں دے کر نہایت وضاحت کے ساتھ سورت کی تفسیر کی ہے۔

اسلوب بیان میں ندرت ہے۔ قدیم رنگ نہیں۔ افسوس عجلت کی وجہ اور تنگی وقت

کی بنا پر اس کا نمونہ نقل نہیں کیا جاسکا۔

علامہ محمد عنایت اللہ المشرقی ۔ تذکرہ ۔ سنہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء

-*

یہ تالیف ۸ × ۱۲ ۱/۲ سائز کے ۵۲۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے سنہ ۱۹۲۴ء میں مطبع وکیل امرتسر میں پہلی بار چھپی ۔ اور "ادارہ اشاعت تذکرہ" کی طرف سے شائع ہوئی ۔

اس کے شروع میں عربی زبان میں ایک طویل مقالہ بعنوان "البلغ المبین" ہے جو ۱۲۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔ مقالہ افتتاحیہ کے بعد دیباچہ ہے جو ۱۳۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔ یہ ۱۲ ۔ شعبان سنہ ۱۳۴۲ھ / ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کو لکھا گیا ۔ دیباچے کے بعد مقدمہ شروع ہوتا ہے جو ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے مگر ۲۷۰ تک جو مباحث آگئے ہیں وہ بھی مقدمہ کے تحت شمار کیے جاسکتے ہیں ۔ مقدمہ کے بعد مولف نے دو عنوانات قائم کیے ہیں ۔

(۱) تکمیل ایمان و منتہائے اسلام ۱۰۱ —— ۲۰۲

(۲) حکمت عبادات ۲۰۳ —— ۲۷۰

اس تالیف کو تفسیر و ترجمہ کے ذیل میں بلا واسطہ شامل نہیں کر سکتے بلکہ بالواسطہ شامل کیا جاسکتا ہے ۔ مولف نے قرآن آیات سے خاص مطالب اخذ کر کے خاص مقاصد کے لیے اس کو ترتیب دیا ہے ۔ پیش نظر جلد اول سے دیگر مجلدات زیادہ اہم ہیں جس کا ذکر مولف نے مقدمہ کے حاشیہ میں کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں ۔

قارئین کتاب سے صرف اس قدر استدعا ہے کہ آیندہ کے ربط اور تسلسل کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کیوں کہ ہر دعوے کی بنا پیش رو کے ثابت کیے ہوئے دعوے پر ہے اور کتاب کے سب آیندہ مباحث ایک سلسلے کی مختلف اور مرتب کڑیاں ہیں اور ایک ہی نتیجے کی طرف استقلال سے جا رہی ہیں۔ اگر تمام کتاب کے گزشتہ مطالب دروس و تدریس کے کسی مرحلے میں پیش نظر نہ رہے تو قرآن حکیم سے کوئی مدلل نتیجہ اخذ کرنا محال ہو جائیگا۔ ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اس تصنیف کا سب سے اہم حصہ آخری مجلد ات ہیں جن میں قرآن حکیم کی تمام تعلیم سے کامل تفحص و تلاش کے بعد مستقل نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ پھر اجل زدہ امتوں کے تحفظ و بقا کے لیے ایک اٹل طریق عمل مستنبط کر کے مسلمانان عالم کو ان کی حیات و موت کا آخری پیغام دے دیا گیا ہے۔

(ص ۱۰۰)

سر ورق سے معلوم ہوتا ہے کہ "تذکرہ" دس جلدوں پر مشتمل تھا مگر کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صرف پہلی جلد چھپ سکی جو اس وقت ہمارے سامنے ہے اور جس کو آیندہ مجلدات کا مقدمہ کہا جاسکتا ہے۔ اس پر اس جلد پر تفصیل سے بحث کرنا ممکن نہیں۔

محمد عبدالباری فرنگی محلی۔ الطاف الرحمٰن بتفسیر القرآن

طبع اول سنہ ١٣٤٣ھ / ١٩٢٤ء

=-=

یہ تفسیر کتب خانہ خاص کراچی میں موجود ہے۔ اس وقت جلد اول سامنے ہے جو سنہ ٦½ × ٩½ سائز کے ٢٦٨ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ ١٣٤٢ھ ماہ شوال میں پہلی بار مطبع نامی۔ لکھنؤ میں طبع ہوئی۔

اصل میں یہ تفسیر مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے درسی مواعظ کا مجموعہ ہے۔ جو مولانا الطاف الرحمٰن قدوائی ساکن بڑاگاؤں (بارہ بنکی) نے ترتیب دئے۔

ابتداء میں صفحہ ١ تا ١٠ مقدمہ ہے جس میں مولف نے قرآن پاک کے تین نامون فرقان۔ تنزیل اور قرآن کی تشریح کی ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ زمانہ رسالت نبوی میں قرآن پاک مرتب ہوچکا تھا۔ صفحہ ١١ سے اصل تفسیر شروع ہوتی ہے۔

نمونہ سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ۔ نہایت رحم والا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ مالک انصاف کے دن کا ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم۔ تیری ہی بندگی ہم کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں چلا ہم کو سیدھی راہ۔

صراط الذین انعمت علیہم۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔

راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ کیا گیا نہ جو

بھٹکے ہوئے ہیں۔ آمین۔ اے اللہ قبول کر

(ص۔ ۱۱)

نمونہ تفسیر

۱

ترجمہ۔ واتقوا یوما لاتجزی ———— ولا ہم ینصرون۔

اور بچو تم اس دن۔ کہ جسمیں ایک شخص دوسرے شخص

کے حق کو برداشت نہیں کر سکتا نہ اوس سے شفاعت قبول ہوگی

نہ عوض اس کے لیا جاوے گا۔ نہ ان کو مدد دی جاوے گی۔

۱ یوم سے قیامت کا دن مراد ہے اس سے بچنے کا مطلب یہ ہے

کہ جو عذاب وعقاب اس دن نافرمان لوگوں کو ہوگا اس سے

بچنے کی فکر کرنا چاہیئے۔ یوں تو قیامت کا دن تو خواہ

مخواہ مطیع و عاصی دونوں کے لیئے آنا ہے اس سے بچنے

کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر یوماً مفعول بہ ہے۔ تو

یا بطریق مجاز کے ہے ظرف بولے مظروف مراد لیا یا

بطریق کنایہ کے ہے کہ ملزوم بولے اور لازم کو مراد لیا

اور اس کو بنا بر ظرفیت کے منصوب کریں گے تو مفعول بہ یعنی

عذاب اور سوء جزا یہاں پر محذوف ہوگا۔ پھر اس دن کے

عذاب سے بچنے کے لیے چونکہ سوائے اطاعت و فرمانبرداری

کے کوئی صورت نہیں ہے اس واسطے وہ سب صورتیں جو عموماً

عذابہ سے بچنے کے لیے کی جاتی ہیں سب کی نفی کی گئی ہے۔

(ص۔ ۱۱۱)

جلد ثانی لیاقت نیشنل لائبریری - کراچی میں موجود ہے - یہ ۸ × ۵

سائز کے ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے - سنہ ۱۳۲۳ھ میں پہلی بار مطبع ثانی لکھنو میں

چھپی تھی - اس کے اندر پارہ سیقول کی آیت " و انک لمن المرسلین " تک کی تفسیر ہے -

اس کا ما قبل حصہ جلد اول میں ہے -

محمد سلیمان فاروقی - تفسیر پارہ عم المسمی بہ توضیح الفرقان

طباعت سنہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۲۴ء

-*-

یہ تفسیر محمد سلیمان فاروقی بن مولانا نور احمد نقشبندی مجددی کی تالیف

ہے - ۹ × ٦ سائز کے ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے - سنہ طباعت اور تالیف کا پتا نہیں چلتا -

طریقہ تفسیر یہ لکھی ہے کہ شان نزول کے بعد متن قرآن کے ساتھ بین السطور

میں اردو ترجمہ ہے - پھر مختصر مگر جامع تفسیر ہے - تفاسیر سلف سے بھی استفادہ کیا گیا ہے

حواشی میں الفاظ کی تشریح بھی کی گئی ہے - زبان صاف اور شستہ ہے اور کہیں کہیں جوش

بیان سے خاص تاثر پیدا ہوتا ہے - جابجا عربی اور اردو کے اشعار لکھے ہیں - خصوصاً

علامہ اقبال مرحوم کے -

نمونہ ترجمہ سورہ العصر

قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے خسارے میں ہے - مگر جو لوگ ایمان

لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کیے اور ایک دوسرے کو (دین) حق

پر قائم رہنے کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (ایمان کی

پابندی کی حد ایت کرتے رہے - (البتہ وہ خسارے میں نہیں ہیں)

(ص - ٤١)

محمد سلیمان فاروقی - توضیح القرآن - طبع اول سنہ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء

-.-

یہ تفسیر صرف پارہ عم کی ہے۔ اسٹیٹ لائبریری - بہاولپور میں موجود ہے۔

یہ ۱۰ × ٦ سائز کے ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کو سنہ ۱۳۴۳ھ میں الفیض دارالاشاعت

امرتسر سے شائع کیا گیا تھا۔

اس تفسیر میں مفسر نے بعض سورتوں کے شروع میں شان نزول بتایا ہے۔ ورنہ

بالعموم بغیر شان نزول بتائے تفسیر شروع کر دی ہے۔ اس تفسیر میں مولف کا انداز

مبلغانہ ہے جا بجا مسلمانوں کو خطاب کیا ہے۔

مفسر نے ترجمہ میں احتیاط سے کام نہیں لیا بلکہ کہیں کہیں مفہوم قرآن

کو سامنے رکھ کر ترجمہ کر دیا ہے اور کہیں تو الفاظ بھی چھوڑ دیئے ہوں۔ جو احتیاط کے

سراسر خلاف ہیں۔ بحیثیت مجموعی اس تفسیر میں جدت فکر کے ساتھ دلنشین انداز میں

قرآن سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

نمونہ ترجمہ سورۃ العصر

قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے خسارے میں ہے مگر جو لوگ ایمان

لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے اور ایک دوسرے کو (دین)

حق پر قائم رکھنے کی نصیحت کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو

(ایمان کی) پابندی کی ہدایت کرتے رہے البتہ وہ خسارے میں

نہیں ہیں۔

نمونہ تفسیر

اس سورۃ میں خدائے تعالی نے زمانہ کی قسم کھائی ہے یعنی (والعصر) گویا کہ زمانہ کو اپنے دعوے (ان الانسان لفی خسر) "انسان بڑے خسارے میں ہے" کے ثبوت میں بطور دلیل و شاہد بیان کیا ہے ————

دنیا کا مال و متاع۔ دنیا کے خطابات و امتیازات اور دنیا کی وجاہت و ناموس موت کے بعد کام نہیں آئے گا۔ جو شخص دنیاوی جاہ جلال اور مال و اولاد کے حصول میں ہمہ تن مصروف و مشغول رہتا ہے۔ وہ اپنی حیات مستعار کو برباد کو دیتا ہے۔ زمانہ اس امر پر شاہد ہے اور بہانگ دہل غافل انسان کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس کی تمام دنیاوی سرگرمیاں اور عروج و بڑھائیاں دنیا کے اندر ہی خاک میں مل جائیں گی اور تمام منافع انجام کار نقصان کی صورت اختیار کر لیں گے۔ (س = ۱ = ۱۲۰)

ظہور احمد - تفسیر سورۃ فاتحہ - طبع دوم سنہ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۲۵ء

یہ تفسیر اصل عربی میں ہے جس کو شیخ محمد عبدہ مصری نے تالیف کیا ہے۔ سید ظہور احمد نے اس کو اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ یہ دوسری بار محمڈن پرنٹنگ ورکس (دہلی) میں چھپی (ماہ جنوری سنہ ۱۳۲۲ھ میں) اور سید محمد انور ہاشمی مالک خواجہ بک ڈپو نظامیہ دارالاشاعت دین و دنیا (دہلی) نے شائع کیا۔

یہ مختصر اور جامع تفسیر ہے کہ جس کے صرف ٦١ صفحات ہیں۔ ابتداء میں مقدمہ ہے جو ۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مفسر موصوف اور فن تفسیر پر ایک اجمالی نظر ڈالی ہے اور تفسیر نویسی کے کچھ قواعد و ضوابط بیان کئے گئے ہیں۔

اس تفسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف کے ذہن میں جوع و اپج ہے۔ جادہ عام سے ہٹ کر سوچا گیا ہے۔ اور روایت و درایت دونوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

خواجہ محمد عبد الحئی فاروقی ۔ عبرت یعنی تفسیر
سورہ یوسف ۔ طبع اول سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء
-*-

یہ تفسیر خواجہ محمد عبد الحئی ۔ استاد تفسیر و ناظم دینیات ۔ جامعہ ملیہ دہلی کی تالیف ہے ۔ پہلی بار سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء میں مطبع جامعہ ملیہ ۔ دہلی میں پروفیسر محمد مجیب کی نگرانی میں شائع ہوئی ۔ یہ نسخہ کتب خانہ سید ظہیر الدین مرحوم (دہلی) کے کتب خانہ میں مطالعہ کیا گیا ۔ اس نسخے کے ۱۰ x ۶ سائز کے ۹۵ صفحات ہیں ۔

تفسیر مذکور کو دو بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ اور پھر ہر باب کو دو فصلوں پر ۔ انداز بیان محققانہ اور دل چسپ ہے ۔ اختصار و جامعیت اس تفسیر کا طرۂ امتیاز ہے ۔ اسرائیلیات سے احتراز کیا گیا ہے ۔

افسوس تنگی وقت کی بنا پر اس تفسیر کا نمونہ نہیں لیا جا سکا ــــــــــ

اس تفسیر کے آخر میں مولف کی دوسری جزوی تفاسیر کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ جن کی تفصیل یہ ہے ۔

(۱) تفسیر سورہ بقرہ المسمی بہ " خلاصۃ الکبری " صفحات ۲۵۰

(۲) تفسیر سورہ آل عمران المسمی بہ بیان " صفحات ۲۱۸

(۳) تفسیر سورہ انفال و توبہ المسمی بہ " الصراط المستقیم صفحات ۲۲۴

(۴) تفسیر سورہ حجرات المسمی بہ "سبیل الرشاد" صفحات ۴۲

(۵) تفسیر پارہ عم المسمی بہ "ذکریٰ" صفحات ۳۲۸

(۶) تفسیر آیات متعلق حضرت موسیٰ و فرعون بہ "بصائر" صفحات ۶۰

نمونہ تفسیر و ترجمہ

یصاحبی السجن ———————— بشع سابین =

میرے زندان کے رفیقو - تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب
پلائے گا اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا - اور پرندے اس
کا سر نوچ نوچ کر کھا جائیں گے - جو امر تم مجھ سے پوچھتے تھے
وہ فیصل ہو چکا ہے - اور دونوں میں سے جس کی نسبت یوسف نے
خیال کیا کہ وہ رہائی پائے گا اس سے کہا کہ اپنے آقا سے
میرا ذکر بھی کرنا لیکن شیطان نے ان کا اپنے بادشاہ سے
ذکر کرنا بھلا دیا - اور یوسف کئی برس جیل میں رہا -

پند و موعظت کافی ہوگی اور اس وعظ و نصیحت سے راہ حق
ان کے سامنے کھل گئی - اس لیے اب حضرت یوسف نے وعدہ
کے مطابق ان کے خواب کی یہ تعبیر بیان کی -
ساقی چند روز کے بعد رہا ہوگا اور بادشاہ کو شراب پلایا کرے گا
نان بائی پھانسی چڑھے گا اور پرندے اس کا نوچ نوچ کر کھائیں
جب حضرت یوسف تعبیر دے چکے تو ان لوگوں سے کہا "کارا تھا
ٹھٹھا" ہم نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا - مگر آپ نے فرمایا کہ جو
کچھ تم سے کہا گیا ہے وحی و الہام کی بنا پر کہا گیا ہے اور
یہی ہو کر رہے گا - چنانچہ تیسرے روز شاہ مصر کی سالگرہ تھی
ساقی رہا ہو گیا اور وہ مصلوب ہوا - (ص - ۵۸ - ۵۹)

خواجہ عبد الحق فاروقی ۔ تفسیر پارہ عم المسمی بہ "ذکری"
تالیف سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء
-

ہمارے سامنے دوسرا اڈیشن ہے جو سنہ ۱۹۵۲ء میں تعمیر پرنٹنگ پریس راولپنڈی سے چھپ وا کر قومی کتب خانہ ۔ لاہور سے شائع کیاگیا۔ یہ تفسیر $5\frac{1}{2} \times 8\frac{1}{2}$ سائز کے ۲۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں سب سے پہلے فہرست مضامین دی گئی ہے۔ تفسیر سے پہلے ان موضوعات پر تمہیداً بحث کی گئی ہے۔ مکی اور مدنی سورتوں کی تقسیم اس کی حکمت۔ اصولوں کی ضرورت۔ قلب القرآن ۔

نمونہ سورہ ضحی

و اما بنعمۃ ربک فحدث

شان نزول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) والضحی (۲) واللیل اذا سجی

(۳) ما ودعک ربک وما قلی ۔

آفتاب کی روشنی کی قسم اور رات کی تاریکی کی جب چھا جائے کہ اے محمد تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ تم سے ناراض ہوا۔

جب سورج اونچا ہو کر چمکنے لگے تو دن کے ابتدائی حصہ کو "ضحی" کہتے ہیں "سجی" کے معنی ڈھانپ لینے اور چھا جانے کے ہیں۔ "ودع" اصل میں "تدیع" سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی رخصت کرنے میں مبالغہ کرنے کے ہیں۔ یہاں چھوڑنا اور دست بردار ہونا مراد ہے۔ قلی ماخوذ ہے۔ قلی سے بغض رکھنا اور ناراض ہونا۔

تمام مفسرین کے نزدیک یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ یہ سورت بالکل
ابتدائی زمانہ نبوت میں نازل ہوئی تھی۔روایات میں اس کے
نزول کا جو سبب بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے اشتکی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلم یقم لیلتہ اور لیلتین ۔ فاتتہ امراہ ۔ فقالت یا محمد
ما اری شیطانک الا قد ترکک ۔ ما نزل اللہ عز وجل والضحی واللیل
اذا سجی ۔ما ودعک ربک وما قلی (بخاری) ناسازی طبع کے
باعث رسول اللہ دو ایک شب قیام نہ کر سکے۔ تو ایک عورت نے
آکر کہا کہ میرے خیال میں تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا
ہے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

دن اور اس کی شہادت ۔

قدرت نے دن اور رات کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ وجعلنا النھار
معاشا دن اس لیے ہے کہ انسان محنت کرے اور قوت بازو
سے روزی کما کر نہ صرف خود کھائے بلکہ دوسروں کو بھی کھلائے
اس کے بعد رات آتی ہے۔ وجعلنا اللیل سکنا۔ دن بھر کام
کرنے کی وجہ سے اس کی جس قدر قوتیں مضمحل ہوچکی ہیں وہ شب
میں آرام کرنے کی وجہ سے عود کر آئیں۔ اور دوسرے روز کے فرائض
ادا کرنے کے قابل ہو۔
اسی پر تم وحی الہی کے نزول کو قیاس کرو۔ وہ کہ الہام نازل
ہوتا ہے اس میں عقائد و عبادات ہوتے ہیں احکام و اوامر کی
تعلیم ہوتی ہے۔ منہیات وجرائم سے روکا جاتا ہے۔ اور تمام
الہامات کی غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ ان پر عمل کریں اور مہذب و
شائستہ بن کر ترقی کریں کہ تدریجی ارتقا ہی ہمیشہ مفید اور
پائدار ہوتا ہے۔ (ص ۔ ۳ ۔ ۱۹۲)

مولانا عبد الماجد دہلوی - تفسیر واضح البیان - طبع اول سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۷ء

مطبع نعمانی (دہلی) میں سنہ ۱۳۲۶ھ میں قرآن پاک کا ایک نسخہ شائع ہوا تھا جس میں دو ترجمے ہو رہے گئے تھے - پہلا شاہ رفیع الدین صاحب کا اور دوسرا مولانا اشرف علی صاحب کا اس نسخہ کے حواشی پر تفسیر واضح البیان ہے جو ناظم جمعیۃ علماء ہند نے مختلف تفاسیر سے استفادہ کر کے تمام تفاسیر کا لب و لباب پیش کیا ہے - یہ نسخہ ۷ × ½۱۰ سائز کے ۶۷۲ صفحات پر مشتمل ہے - اور راقم کے پاس موجود ہے -

نمونہ تفسیر سورہ النجم

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم پر وحی لے کر نازل ہوتے تھے لیکن آپ حضرت وحیہ کلبی کی صورت میں کو آیا کرتے تھے - سرور عالم نے ایک مرتبہ آپ سے خواہش ظاہر کی کہ میں تم کو تمہاری اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں سرور عالم غار حرا میں تھے کہ جبرئیل امین مطلع آفتاب میں آسمان کے کنارے سے نمودار ہوئے - آپ کے چھ سو پر تھے اور قد اور جسم نے آسمانوں کے دونوں کناروں چھپا رکھے تھے - دوسری مرتبہ شب معراج میں سدرۃ المنتہی کے قریب ان کو اصلی صورت میں دیکھا اور جو کچھ عجائبات علاوہ اس کے دیکھے وہ اللہ ہی کے علم میں ہیں - عربی میں بیری کے درخت کو سدرہ کہتے ہیں سدرۃ المنتہی وہ بیری کا درخت ہے ساتویں آسمان پر ہے اور فرشتوں کے پہنچنے کی وہیں تک انتہا ہے - جبرئیل جیسا مقرب فرشتہ بھی آگے قدم نہیں رکھ سکتا - اس کے پاس بہشت ہے - جو شہداء اور صالحین اور نیک بندوں کی آرام گاہ ہے - اللہ کی طرف سے وحی پہنچنے پہنچانے کی خدمت حضرت جبرئیل کے سپرد تھی ان کی قوت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ قوم لوط کی بستیاں تحت الثری سے ایک بازو پر لو تیا اٹھا کر آسمان پر اور ایک جھٹکا دے قوم ثمود کے جگر پھاڑ دیے - (ص - ۵۹۰)

حبیب احمد کیرانوی - حل القران - طبع اول سنہ ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء

یہ تفسیر بارہ جلدوں میں مکمل ہوئی ہے - سردست ہمارے سامنے دو جلدیں ہیں جنکی تفصیل یہ ہے -

(۱) جلد اول (سورہ بقرہ) مطبوعہ اشرف المطابع - تھانہ بھون
سنہ ۱۳۴۶ھ تقطیع ۱۱ × ۷ صفحات ۱۰۲

(۲) جلد دوم (آل عمران تا نساء) مطبوعہ محبوب المطابع
سنہ ۱۳۵۰ھ تقطیع ۹ × ۶ صفحات ۱۸۶

تفسیر کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے/ رقمطراز ہیں لکھتے ہیں -

"ضرورت تھی کہ مقصود قرآن کی ایسے انداز میں تقریر کی جائے جس سے اجزاء قرآنیہ کا ارتباط بخوبی ظاہر ہوجائے اور کلام کا مقصود پوری طرح واضح ہو جائے - یہ امور تھے جنہوں نے مجھے تفسیر حل القران لکھنے پر آمادہ کیا" (ص ۲ و ۳)

تفسیر کے مسودات پر مولانا اشرف علی تھانوی نے نظر ثانی فرمائی - چنانچہ لکھتے ہیں -

میں نے حضرت والا کو تکلیف دی کہ جس قدر میں لکھتا جاؤں آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرماتے جائیں - حضرت والا نے میری اس درخواست کونہایت خوشی سے منظور فرمایا - چنانچہ جس قدر میں لکھتاگیا حضرت والا کو دکھاتاگیا - (ص ۳)

مولف نے بقول خود ربیع الاول سنہ ۱۳۲۲ھ تک سورۃ النساء تک تفسیر مکمل کر لی تھی۔ نامساعد حالات کے تحت وہ صرف پہلی جلد شائع کروا سکے۔ اس کے بعد تفسیر قسط وار ماہنامہ "الہادی" (دہلی) میں صفر سنہ ۱۳۲۹ھ سے لے کر سنہ ۱۳۵۰ھ رمضان مبارک تک مختلف شماروں میں چھپتی رہی اور بالآخر مطبع محبوب المطابع۔ دہلی میں دوسری جلد کی صورت میں سنہ ۱۳۵۰ھ میں شائع ہو گئی۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے اس تفسیر پر تقریظ لکھی ہے جس میں تفسیر مذکور کی مندرجہ ذیل خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) ترجمہ آیات سلیس و شگفتہ ہے جس میں لغت اور محاورہ دونوں کی کافی رعایت رکھی گئی ہے۔ زبان نہ بازاری ہے۔ نہ مبتذل نہ محض کتابی نہ مغلق۔

(۲) تفسیر نہ اتنی مختصر ہے کہ مقصود میں مخل ہو اور نہ ایسی طویل ہو کہ ناظرین کے لیے ممل ہو۔ (اکتا دینے والی

(۳) تفسیر کی تقریر ایسی دل نشین کی گئی ہے کہ اس سے اجزاء قرآنیہ میں نہایت لطیف ارتباط میں بھی ظاہر ہو گیا ہے۔

(۴) بعض مولانا اشرف علی نے حواشی تحریر فرمائے ہیں جن میں خاص وجدانی جوش نمایاں ہے۔

(۵) بعض مخالفین اسلام فرقوں کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

(صفر سنہ ۱۳۲۶ھ)

نمونہ سورۃ الفاتحہ

الحمد لله رب العالمين ——————— ولا الضالين ۔

مستحق ستائش صرف (آپ کی ذات والا صفات ہے جس کا نام پاک) اللہ ہے (اور) جو کہ تمام اجناس عالم کا پروردگار (اور) نہایت مہربان (اور) رحمت والا (اور) جزا کے دن (یعنی یوم قیامت اور اس کے تمام واقعات) کا مالک ہے (نیز ہم یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہی ہمارے معبود اور متولی کار ہیں اور اس لیے) ہم سب آپ ہی کی پرستش کرتے ہیں اور صرف آپ ہی سے (اپنی جملہ ضروریات میں) مدد چاہتے ہیں (بعد بجا آوری واجب عبودیت و بندگی ہم جناب عالی میں درخواست کرتے ہیں کہ) آپ (ہم غلاموں کو) سیدھے راستہ سے نہ بھٹکنے دیجئے (اور) ہمیں سیدھے راستہ پر چلاتے رہیئے (یعنی) ان لوگوں کی راہ پر جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے ۔ جو کہ نہ وہ لوگ ہیں جن پر (گواہی کے ساتھ ان کے ضد اور عناد کی وجہ) آپ کا غضب ہے ——————— (ص۔ ۲)

—

عبد الرحیم ۔ تفسیر آیت کریمہ ۔ طبع اول سنہ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء

-*-

یہ تفسیر اصل عربی میں ہے۔ جو فتاوی ابن تیمیہ کی دوسری جلد میں چھپی ہے۔ آیت کریمہ کی حقیقت کے متعلق ایک استفتاء کا جواب ہے۔ جسے مترجم نے وہاں سے اس کو علیحدہ کر کے ترجمہ کیا ہے۔ مترجم مولوی عبد الرحیم ناظم مکتبہ علوم شرقیہ پشاور تھے۔ یہ ترجمہ سنہ ۱۳۴۷ھ میں پہلی بار شائع ہوا۔ ہمارے سامنے دوسرا ایڈیشن ہے جو سنہ ۱۳۷۰ھ میں دین محمدی پریس۔ لاہور میں طبع ہوا۔ $\frac{1}{2}$ ۹ × ۶ سائز کے ۱۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

فہرست مضامین میں سات ابواب ہیں اور ہر باب کے تحت مختلف فصول ہیں ابواب کے عنوانات یہ ہیں۔

نمونہ فصل نمبر ۲
الوہیت الٰہی کا اعتراف

لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم

لا الٰہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ اپنی
الوہیت کے اوصاف میں یکتا ہے۔ اس کا علم ہر
چیز پر محیط ہے اس کی قدرت ہر ایک

بات کو شامل ہے۔ اس کی رحمت بے پایاں ہے۔ اور اس کا کوئی فعل
حکمت سے خالی نہیں اس کی الوہیت کے اعتراف میں یہ بات بھی شامل
ہے کہ وہ اپنے بندوں پر متواتر اپنے احسانات نازل فرماتا ہے۔ کیونکہ
اس کی الوہیت کے یہ معنی ہیں کہ وہ عبادت مستحق ہے جس کا یہ الفاظ
دگر یہ مفہوم ہے کہ وہ ان تمام صفات کاملہ کے ساتھ موصوف جن کی وجہ
سے وہ اپنے بندوں کے لیے انتہا درجہ کا محبوب ہے اور ان کے دلوں
میں اس کی بےحد عظمت ہے اور وہ اس کے سامنے بے انتہا خضوع کرتے
ہیں۔ عبادت کے مفہوم میں یہ دونوں باتیں شامل ہیں۔ انتہا درجہ
کی محبت اور انتہا درجہ کا خشوع۔
(ص ۳۴)

عبد الرحیم - تفسیر المعوذتین - طبع اول سنہ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء
-*-

پیش نظر تفسیر امام ابن تیمیہ کے شاگرد رشید حافظ ابن القیم الجوزی کی تالیف ہے - مولوی عبد الرحیم - ناظم مکتبہ علوم مشرقیہ دارالعلوم - پشاور نے اس کو اردو کا جامہ پہنایا ہے - یہ نسخہ سنہ ۱۳۴۷ھ میں الہلال بک ایجنسی کی طرف سے شائع ہوئی اور لاہور میں طبع ہوئی یہ ۹ ۱/۲ × ۶ سائز کے ۱۳۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے -

اس تفسیر کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے - جو مندرجہ ذیل ہیں -

(۱) باب اول - تفسیر المعوذتین

(۲) باب دوم - تفسیر سورۃ الفلق

(۳) باب سوم - تفسیر سورۃ الناس

ہر باب کے تحت مختلف فصلیں ہیں - پہلے باب میں آٹھ دوسرے باب میں بارہ اور تیسرے باب میں دس فصول ہیں -

عبد العزیز آفندی - اس ترجمہ کی غرض و غایت بتاتے ہوئے لکھتے ہیں -

" جو کتاب اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے یہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی ـــــــ کتاب کا اردو ترجمہ ہے اور اس غرض کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کر دیا گیا ہے کہ اردو دان اصحاب بھی اس نادر ذخیرہ حقائق و معارف سے آگاہ ہو سکیں " -

(لاہور ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء)

نوٹ

فصل سیزدہم

سورہ فلق کا ماحصل

چار فرقے ۔

سورہ فلق کی تفسیر کے ضمن میں تمہیں بعض ایسے نتائج اور مفید اصول بتا دیئے گئے ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے از بس لازم ہے کیونکہ وہ دین و دنیا کی سود و بہبود پر مشتمل ہیں ۔ تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا ۔ کہ حاسد کے نفس اور اس کی آنکھوں میں ایک زہریلا اثر ہے اور شیاطین کی روحیں سحر و جادو کے ذریعہ سے اپنا اثر ظاہر کرتی ہیں حاسد اور شیاطین کے متعلق چار مختلف عقیدے لوگوں میں پیدا ہوئے ہیں ۔

پہلا فرقہ ۔ متکلمین اور مادہ پرست

یہ فرقہ دونوں کے اثر کا منکر ہے لیکن یہ لوگ اپنے گھروں میں دو جماعتوں میں منقسم ہوگئے ہیں ۔

(۱) پہلی جماعت نفوس ناطقہ اور جنوں کے وجود کی قائل ہے لیکن ان کی تاثیر کی منکر ہے یہ ان متکلمین کا قول ہے جن کو قوی اور اسباب کی تاثیر سے انکار ہے ۔

(۲) دوسری جماعت سرے سے ان کا وجود ہی نہیں مانتی ۔ ان کا قول ہے کہ انسان اسی ظاہری جسم اور خط و خال کا نام ہے جس میں چند ایک صفات اور اغراض موجود ہیں لیکن روح یا نفس ناطقہ کا کوئی مستقل وجود نہیں جن اور شیاطین انسان کے اغراض ہیں جو اس کے ساتھ قائم ہیں ۔ الاخرہ ۔

نجم الدین سیواری و سید ممتاز علی دیوبندی - تفصیل البیان

فی مقاصد القرآن - طبع اول سنہ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء

-*-

یہ تفسیر سنٹرل اسٹیٹ لائبریری بہاولپور میں موجود ہے۔ اس کی دو جلدیں

ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱ - جلد اول - مطبوعہ دارالاشاعت پنجاب - لاہور سنہ ۱۳۴۸ھ
تقطیع ۱۲ × ۱۰ صفحات ۶۸۷

نوٹ - اس جلد میں جیسا کہ مولف نے دیباچہ میں تصریح کی ہیں چھ

ہونے چاہئیں مگر سر دست چار حصے ہیں۔

۱ - کتاب العقائد - ص ۱۶۰

۲ - کتاب الاحکام - ص ۱۸۲

۳ - کتاب الرسالہ - ص ۱۵۰

۴ - کتاب المعاد - ص ۱۹۳

۲ - جلد دوم - مطبوعہ دارالاشاعت پنجاب - لاہور سنہ ۱۳۴۹ھ
تقطیع ۱۲ ۱۰ صفحات ۵۶۴

نوٹ - اس جلد میں سر دست چار حصے ہیں۔

۱ - کتاب الاخلاق ص ۲۹۶

۲ - کتاب بدءالخلق ص ۱۰۸

۳ - کتاب القصص - ص ۱۶۰

چوتھا حصہ جس کے متعلق مولف نے لکھا ہے کہ "اس میں یہ بتایا جائیگا

کہ بعثت نبوی کے وقت کن کن مذاہب والوں کے لوگ ملک عرب میں بستے تھے اور ان کے متعلق

قرآن حکیم نے کیا کچھ فرمایا" اس کتاب میں شامل نہیں ہے۔

مولف موصوف نے دیباچہ میں اس کتاب کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی ہے

جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) یورپ کی ہوس ملک گیری اور احساس توہین نے مسلمانوں کو بیدار

کر دیا ہے اور اب وہ اتحاد کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔

اور قرآن و حدیث کی طرف راغب ہیں۔ اس لیے یہ کتاب تالیف

کی گئی۔

(۲) چونکہ قرآن پاک کا خطاب براہ راست مسلمانوں سے ہے اس

لیے تشبیہاتی طور پر یہ دلوں کو متاثر کر کے جوش عمل پیدا

کرتا ہے۔ پس اس کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ ضروری ہے۔

(۳) موجودہ ملکوں میں ایک نئے زاویہ سے قرآن کا مطالعہ کرنا

چاہتے ہیں مولف لکھتے ہیں۔

جن لوگوں کو یہ بتانے سے اس مطالعہ کی ضرورت ہے وہ

صرف اسی نظر سے اس کا مطالعہ نہیں کرنا چاہتے کہ وہ

کوئی عبادت ہے اور اس سے انہیں کچھ ثواب حاصل

ہوگا بلکہ وہ قوم میں اتحاد و اسلامی پیدا کرنے کی غرض

سے قوم کے لیے ایک ایسا مجموعہ آداب ملی مرتب کرنا چاہتے

ہیں جس کی بنا سر اسر قرآن پر ہو۔ جس کے منجانب اللہ

ہونے میں کسی فرقہ اسلام کو کلام نہیں (ص۔ ۲)

۲۔ لیکن چونکہ وہ لوگ عالمی نامساعد حالات کی وجہ سے اور کم فرصتی
کی بنا پر قرآن پاک کے متفرق مضامین سے متعلقہ مضامین کے
استنباط میں دقت محسوس کرتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ
قرآن عظیم کی مضمون وار ترتیب ہو تاکہ جس مضمون کے تحت
جتنی بھی آیات قرآنی ہوں وہ سب ایک جگہ جمع کر دی جائیں
اور مطالعہ کرنے والوں کو کم فرصتی کے باوجود آیات قرآنی
کے بالاستیعاب مطالعہ میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

اس قسم کی خدمت مختلف حضرات کر چکے ہیں۔ مثلاً امام غزالی نے
جواہر القرآن لکھی۔ مولوی وحید الزمان نے تبویب القرآن لکھی۔ مولوی نذیر احمد
نے ترجمۃ القرآن کے ساتھ مضامین کی ایک جامع فہرست مرتب کر کے لگائی۔ سید یعقوب
حسن نے کتاب الہدیٰ لکھی۔ مولوی عبداللہ نے اقتباس الانوار لکھی مگر مؤلف کے خیال
میں ان کتابوں میں اختصار واجمال کے علاوہ ایک یہ بھی بات ہے مؤلف نے جس نقطہ نظر
سے ترجمہ یا تفسیر کی ہے اسی نقطہ نظر سے فہرست مضامین کو بھی مرتب کیا ہے۔
یعنی بیشتر انہیں آیات کا حوالہ ہے جن کی ان کو ضرورت تھی۔ لیکن بقول خود مؤلف
نے ایسا نہیں کیا اور ——

"ارادہ کیا کہ قرآن مجید کے جملہ مضامین پر نظر کر کے ہر
مضمون کی تمام آیات کو ایک مخصوص عنوان کے تحت مرتب
کر دیا جائے"۔

(ص ۲)

(۵) ابتدا میں مولف کا ارادہ صرف یہ تھا کہ قرآنی آیات کو مضامین کے اعتبار سے مرتب کر دیا جائے۔ ترجمہ یا تفسیر مقصود نہ تھا مگر بعد میں ترجمہ کی ضرورت محسوس کی گئی اور یہ کام مولوی نجم الدین سیوہاری سابق مدرس عربی گورنمنٹ ہائی اسکول قصور نے شروع کیا لیکن ابھی آدھا ہی کام ہوا تھا کہ موصوف کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد غالباً مولف نے ترجمہ کیا ہوگا۔ اس کی صراحت نہیں کی گئی۔

اس کتاب میں ہر موضوع کے بیان کا طریقہ کار یہ رکھا ہے۔
سب سے اول ہر موضوع بطور عنوان اوپر لکھا گیا ہے۔
پھر اس کے تحت میں متعدد ضمنی سرخیاں یا عنوان حاشیہ میں قائم کیے گئے ہیں۔ پھر ضمنی عنوان کے بعد حوالہ اس طرح دیا گیا ہے کہ ایک خط عرضی ڈال کر اس کے نیچے سورۃ کا نمبر دیا ہے اور اوپر آیت کا مثلاً $\frac{۲۰}{۷}$ اس سے یہ مطلب ہے کہ ساتویں سورۃ کی بیسویں آیت۔

(ص ۔ ٦)

مولف نے جو عنوانات قائم کیے ہیں اس میں دور جدید کے تقاضوں کے اثرات صاف نمایاں ہیں۔ مثلاً اس میں یہ عنوانات ملتے ہیں۔ قوم ۔ حب وطن ۔ سرمایہ داری ۔ حفظان صحت ۔ پابندی اوقات ۔ سیاسیات ۔ ملوکیت ۔ مزدور ۔ شعراء ۔ تجارت ۔ آداب مجلس وغیرہ

نمونہ ترجمہ

۲۹/۲ هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسوهن سبع سموات ۔

وہ (اللہ) وہ ہے جس نے تمہارے لیے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے پھر آسمانوں کی طرف قصد کیا تو ان کو سات آسمان بنا دیا ۔

۱۱۷/۲ بدیع السموات والارض

(وہ) آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے ۔

۷۳/۲ و هو الذی خلق السموات والارض بالحق ۔ و یوم یقول کن فیکون ۔

اور وہ (اللہ) وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن وہ کہتا ہے کہ ہو جا تو ہو جاتا ہے ۔

۱۸۵/۷ او لم ینظروا فی ملکوت السموات ۔ ماخلق اللہ من شیٔ وان عسی ان یکون ۔

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت پر اور جو چیز اللہ نے پیدا کی ہے

قد اقترب اجلهم ج فبای حدیث بعدہ یؤمنون ۔

اس پر اور نیز اس بات پر کہ ان کی مدت قریب ہی آ گئی ہو ۔ نظر نہیں ڈالی ۔ تو اس کے بعد وہ اور کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۔ (ص ۱)

ابو الوفاء محمد ثناء اللہ امرتسری ۔ تفسیر ثنائی تالیف ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۳۰ اء

یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں مکمل ہوئی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری ۔ لاہور

میں یہ نسخہ موجود ہے۔ جیسا کہ مولف نے لکھا ہے اس تفسیر کا مسودہ سنہ ۱۳۴۹ھ کو پایہ

تکمیل تک پہنچا۔ عبارت یہ ہے۔

آج ۹ ۲۔ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۸۔ فروری سنہ ۱۹۳۱ء کو

مسودہ یہاں تک پہنچا ۔ لہ الحمد

(ج ۔ ۸ ۔ ص ۔ ۱۸۴)

اس تفسیر کی آٹھوں جلدوں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول (از سورہ فاتحہ تا سورہ بقرہ) صفحات ۱۸۴ سائز ۱۲ × ۸

مطبوعہ روز بازار پریس۔ امرتسر سنہ ۱۳۲۲ھ

(۲) جلد دوم (از سورہ آل عمران تا سورہ نساء) سائز ۱۲ × ۸

صفحات ۱۶۲ مطبوعہ عطاء اللہ پرنٹنگ پریس۔ امرتسر سنہ ۱۳۵۲ھ

(۳) جلد سوم (از سورہ مائدہ تا اعراف) سائز ۱۲ × ۸ صفحات ۱۸۴

مطبوعہ روز بازار پریس ۔ امرتسر سنہ ۱۳۲۶ھ

(۴) جلد چہارم (از سورہ انفال تا بنی اسرائیل) سائز ۱۲ × ۸

صفحات ۲۰۶ مطبوعہ ثنائی برقی پریس۔ امرتسر سنہ ۱۳۵۰ھ

(۵) جلد پنجم ۔

(۶) جلد ششم (از سورہ شعراء تا سورہ یسین) سائز ۱۲ × ۸

صفحات ۲۰۰ ۔ مطبوعہ ثنائی برقی پریس۔ امرتسر سنہ ۱۳۵۳ھ

(۷) جلد هفتم (از سوره صافات تا سوره نجم) سائز ۱۲ × ۸
صفحات ۲۰۲ مطبوعه روز بازار پریس - امرتسر سنه ۱۳۲۲ھ

(۸) جلد هشتم (از سوره قمر تا ناس) سائز ۱۲ × ۸
صفحات ۱۸۲ مطبوعه روز بازار پریس - امرتسر سنه ۱۳۲۷ھ

نوٹ :- مولف نے تفسیر کی تکمیل کی تاریخ ۹ آ رمضان سنه ۱۳۲۹ھ لکھا ہے - اور جلد هشتم کی طباعت سنه ۱۳۲۷ھ میں ہوچکی تھی - اس کی تحقیق ضروری ہے -
نیز توضیح میں راقم نے لکھا ہے کہ تفسیر ثنائی پہلی بار سنه ۱۳۱۳ھ میں پہلی بار آفتاب برقی پریس - امرتسر میں چھپی تھی اس کی تحقیق بھی ضروری ہے -

مولف نے پہلی جلد کے ساتھ مقدمه لکھا ہے جسمیں رسالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دلائل سے ثابت کیاگیا ہے - یہ ۱۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے - اس کے بعد تفسیر شروع ہوتی ہے -

مولف نے تفسیر کے محرکات کا ذکر کرتے ہوئے ان دو محرکات کا ذکر کیا ہے -

(۱) مسلمان عموماً قرآن فہمی سے نا آشنا ہیں حتی کہ حروف قرآنی سے بھی نا آشنا ہیں - اس کے علاوہ جو لوگ مطالعہ کرسکتے ہیں وہ طویل تفاسیر کے مطالعہ سے عاری ہیں -

(۲) مخالفین کی روز بروز دھنی کے جوابات عام تفاسیر میں نہیں ہیں تحت اللفظ تراجم سے ابہام پیدا ہوگیا ہے جس کی وضاحت ضروری ہے - اس کے علاوہ ایک ایسی تفسیر کی ضرورت محسوس کی جو مسلسل بیان کی صورت میں ہو -

مولف نے لکھا ھے کہ ان باتوں کا خیال سوائے تفسیر رحمانی کے اور کسی نے نہیں

رکھا۔ مگر اس کے باوجود تفسیر ثنائی اور تفسیر رحمانی میں بین فرق ھے۔

مقدمہ میں مولف نے اپنے طرز بیان اور ترجمہ کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں

لکھی ھیں۔

میرا طرز بیان مجھ سے پہلے ارد و تفاسیر میں نہیں آیا جس نے

اختیار کیا ھے وہ میرے بعد غالبا" دیکھ کر کیا ھے۔ اس لیے

مجھے خوشی ھے کہ

لے اڑی طرز فغان بلبل نالاں ہم سے

گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہم سے

(ص۔ ۱۶)

پھر لکھتے ھیں۔

میں نے ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ عربیہ کی پابندی نہیں کی یعنی یہ نہیں کہ

جو لفظ پیچھے ہو اس کا ترجمہ پیچھے کروں بلکہ عربی محاورہ

کو ھندی محاورہ میں لایا ہوں ———

بعض جگہ واو کو سر کلام سمجھ کر اس کا ترجمہ نہیں کیا۔

(ص۔ ۱۶)

نمونہ ترجمہ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ھیں جو سب جہان والوں کا پرورش

کرنے والا ھے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا ھے۔ قیامت

کے دن کا مالک۔ تیری ھی عبادت کرتے ھیں اور تجھی سے

مدد مانگتے ھیں ——— (ص۔ ۱۷)

نمونہ تفسیر

چون کہ یہ سورت بندون کی زبان پر گویا ایک عرض کا مسودہ نازل ہوا ہے اس لیے اس کے ترجمے سے پہلے کہو۔ محذوف سمجھنا چاہیئے۔ یعنی اے میرے بندو ۔ تم یون کہو کہ ہم شروع کرتے ہین سب کام اللہ کے نام سے جو باوجود گناہ بندون کے بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے۔ عرض مطلب سے پہلے اس امر کا اعتراف کرتے ہین کہ سب تعریفین اللہ پاک کے لیے ہین جو سب جہان والون کا پرورش کرنیوالا ہے۔ سب مخلوق کیا چھوٹی کیا بڑی اسی کی نمک خوار اور غلام ہے نہ صرف پرورش کرتا ہے بلکہ باوجود ان کے گناہون کے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اور اگر دنیا مین باوجود کثرت احسانات کے اس کی طرف رجوع نہ کرین اور اپنے تکبر اور سرکشی مین پھنسے رہین تو اس نے ایک دن بد بختون اور نیک بختون کی تمیز کرنے کو مقرر کر رکھا ہے جس کا نام روز قیامت ہے۔ اس قیامت کے دن کا مالک بھی وہی ہے۔ چونکہ ایسا خدا مالک الملک کے حکم سے روگردانی کرنا بہت ہی مذموم اور قبیح امر ہے اور نیز ایسا مالک الملک کوئی اور نہین۔ لہذا ہم سب سے علیحدہ ہو کر اے ہمارے مہربان مولا۔ تیری ہی عبادت کرتے ہین اور ہر ایک کام کی انجام دہی مین تجھ ہی سے مدد مانگتے ہین چنانچہ بالفعل ہماری ایک ضروری حاجت ہے جس کے سبب سے ہم تیرے عاجز بندے ایک دوسرے سے مخالف اور دشمن ہو رہے ہین۔ اور نہایت زور سے کوشش کر چکے ہین تاہم کوئی فیصلہ ٹھیک طور پر نہین ہوتا لہذا ہم تیرے بندون کے سب کے سب عاجز آکر التماس کرتے ہین کہ تو ہی اے مولا۔ مہربان ہم کو اس مین کامیاب کر۔ (ص ۔ ۱۸)

پروفیسر ابو احمد حنیف - تفسیر آل محمد موسوم بہ صراط المستقیم
طبع اول سنہ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء
-- -

یہ تفسیر سورہ کوثر کی ہے - ۷ × ۵ سائز ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے سنہ ۱۳۴۹ھ مین پہلی بار کوآپریٹو اسٹیم پرنٹنگ پریس - لاہور مین چھپی تھی - اس کے شروع مین ۳۲ صفحات پر مشتمل ایک طویل مقدمہ ہے - جس مین تفسیر کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی ہے - مقدمہ کی چند اہم باتون کا یہان خلاصہ پیش کیا جاتا ہے -

(۱) مین اسلام کو فلسفہ اور عقلی دلائل کے مطابق ثابت کرنے کا مدعی نہین بلکہ عقل و نقل سے اسلام اور قرآن کی روشنی مین کام لینے کی ضرورت ثابت کرنے کا داعی ہون - (ص - ۵)

(۲) مین انسان کی ذہنی آزادی اور دلی اعتقاد کو دبانے کے لیے نہین کھڑا ہوا - نہ بزرگان سلف کی غلطیان نکالنا میرا مشن ہے - (ص - ٦)

(۳) سو ہم مسلم ہین اور کسی فرقہ بندی مین شامل نہین ہین صرف قرآن مجید کی عظمت - اللہ تعالی کے جلال - اسلام کی خدمت سے سروکار اور بس - مذہبی طریقون سے نہین بلکہ علمی حیثیت سے قرآن کے داعی ہین - (ص - ۱۲)

جس زمانے مین پروفیسر موصوف نے یہ تفسیر لکھی ہے - آریون اور عیسائیون کی طرف سے مسلمانون پر اسلام پر بڑے بڑے اعتراضات ہو رہے تھے - اور قرآن کریم پر اعتراضات کی بوچھار ہو رہی تھی - سورہ کوثر کی ماہیت اور حقیقت پر خصوصیت سے اعتراضات ہوتے تھے پروفیسر صاحب نے ان اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے ہین اور غیر مذاہب کی دینی کتابون سے بھی استدلال کیا ہے -

ابتداء میں سورہ کوثر کے ساتھ ترجمہ پیش کیا ہے - پھر ہر ہر لفظ کے علیحدہ علیحدہ معنی لکھے ہیں - اس کے بعد ماحصل بیان کیا ہے - پھر ہر لفظ کی تشریح - تفسیر ہے - یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی لاہور کے کتب خانے میں موجود ہے -

نمونہ ترجمہ سورۃ الکوثر

(۱) انا اعطینا ک الکوثر

(۲) فصل لربک وانحر

(۳) ان شانئک ھوالابتر

(۱) تحقیق ہم نے دی تجھ کو کوثر -

(۲) پس نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر

(۳) تحقیق دشمن تیرا وہ ہے " بے نسل "

نوٹ - یہ ترجمہ خود مولف کا نہیں بلکہ شاہ رفیع الدین دہلوی کا ہے -

مولانا ابو الکلام آزاد - ترجمان القرآن - تالیف سنہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۳۰ء

ترجمان القرآن کا زمانہ تالیف سنہ ۱۹۲۷ء سے سنہ ۱۹۳۰ء تک ہے۔

بقول آزاد یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول - از سورہ بقرہ تا سورہ انعام - صفحات ۴۷۵
تقطیع ۷ × ۱۰$\frac{1}{2}$ سنہ ۱۹۳۰ء

(۲) جلد دوم - از سورہ اعراف تا سورہ مومنون - صفحات ۵۲۲
تقطیع ۷ × ۱۰$\frac{1}{2}$ سنہ ۱۹۳۶ء

(۳) جلد سوم - از سورہ نور تا سورہ ناس - صفحات ۷۰۰

فی الحال دو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ تیسری جلد کا مسودہ مفقود الخبر ہے۔ کافی تحقیق و جستجو کے بعد بھی اس کا پتہ نہ لگ سکا۔ مولانا غلام رسول مہر کا قیاس ہے کہ یہ مسودہ ان اعزاء کے پاس ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مہر صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مولانا آزاد نے عربی میں مقدمۃ القرآن لکھا تھا جس کا ذکر مرحوم نے خود مہر صاحب کیا تھا۔ مگر وہ بھی ضائع ہوگیا۔ یا ممکن ہے کسی کے پاس پوشیدہ ہو۔

ترجمان القرآن کے لیے اور ساتھ ہی تفسیر البیان کے لیے سنہ ۱۹۱۶ء میں "البلاغ" میں اعلان کیا گیا تھا مگر سیاسی نظربند ہونے کی وجہ سے آزاد نہ لکھ سکے اور دس پندرہ برس بعد سنہ ۱۹۵۷ء میں اس کام کا آغاز ہوا۔ مولانا نے دیباچہ میں خود ذکر فرمایا ہے اس کے اہم اقتباسات یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) سنہ ۱۹۱۶ء میں جب البلاغ کے صفحات پر ترجمان القرآن اور تفسیر البیان کا اعلان کیا گیا تو میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ایک ایسے کام کا اعلان کر رہا ہوں جو پندرہ برس تک التوا اور انتظار کی حالت میں معلق رہے گا۔

(۲) سنہ ۱۹۲۷ء قریب الاختتام تھا کہ اچانک مدتوں کی رکی ہوئی طبیعت میں جنبش ہوئی اور رشتہ کار کی جو گرہ ذہن و دماغ کی پیہم کوششیں نہ کھول سکی تھیں دل کے جوشش بے اختیار سے خود بخود کھل گئی۔ کام شروع کیا تو ابتداء میں چند دنوں تک طبیعت رکی رکی رہی لیکن جوں ہی ذوق و فکر کے دو چار جام گردش میں آئے۔ طبیعت کی ساری رکاوٹیں دور ہوگئیں اور پھر تو ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا اس شورش کدہ ہستی میں افسردگی اور خمار آلودگی کا کبھی گزر ہی نہیں ہوا تھا۔

بہ یک مستی سزد گر متہم سازد بہ ساقی
ہنوز از ہلائے دوشینہ ام پیمانہ بودارد

(ص ۔ ۸)

(۳) بہر حال کام شروع ہوگیا اور اس خیال سے کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ترجمہ کے لیے بھی ضروری تھی سب سے پہلے اس کی طرف متوجہ ہوا پھر ترجمہ کی ترتیب شروع کی۔ حالات اب بھی موافق نہ تھے۔ صحت روز بروز کمزور ہورہی تھی سیاسی مشغولیت کی آلودگیاں بدستور خلل انداز تھیں تاہم کام کا سلسلہ کم و بیش جاری رہا اور ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء کو آخری سورت کے ترجمہ و ترتیب سے فارغ ہوگیا۔

تا دست رسم بود۔ زدم چاک گریبان
شرمندگی از خرقہ پشمینہ ندارم

مولانا آزاد ترجمان القرآن کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے دیباچہ طبع اول (۱۹۳۰ء) میں تحریر فرماتے ہیں۔

قرآن کے درس و مطالعہ کی تین مختلف ضرورتیں ہیں اور میں نے انہیں تین کتابوں پر منقسم کر دیا ہے۔ مقدمہ تفسیر۔ تفسیر البیان اور ترجمان القرآن۔ مقدمہ تفسیر۔ قرآن کے مقاصد و مطالب پر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے۔ اور کوشش کی گئی ہے کہ مطالب قرآن کے جوامع و کلیات مدون ہو جائیں۔ تفسیر البیان نظر و مطالعہ کے لیے ہے اور ترجمان القرآن۔ قرآن کی عالمگیر تعلیم و اشاعت کے لیے۔

آخری کتاب سب سے پہلے شائع کی جاتی ہے کیونکہ اپنے مقصود نوعیت میں سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے اور فی الحقیقت تفسیر مقدمہ کے لیے بھی اصل بنیاد یہی ہے۔ اس کی ترتیب سے مقصود یہ ہے۔ کہ مطالب قرآنی کے فہم و تدبر کے لیے ایک ایسی کتاب تیار ہو جائے جس میں کتب تفسیر کی سی تفصیلات تو نہ ہوں لیکن وہ سب کچھ ہو جو قرآن کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لینے کے لیے ضروری ہے۔ اس غرض سے جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے امید ہے کہ اہل نظر اس کی موزونیت بیک نظر محسوس کر لیں گے۔ پہلے کوشش کی ہے کہ قرآن کا ترجمہ اردو میں اس طرح مرتب ہو جائے کہ اپنی وضاحت میں کسی دوسری چیز کا محتاج نہ رہے۔ اپنی تشریحات خود اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ پھر جابجا نوٹوں کا اضافہ کیا ہے جو سورت کے مطالب کی رفتار کے ساتھ ساتھ برابر چلے جاتے ہیں اور جہاں کہیں ضرورت دیکھتے ہیں توضیح و تطبیق کے لیے نمودار ہو جاتے ہیں

یہ قدم قدم پر مطالب کی تفسیر کرتے ہیں۔ اجمال کو تفصیل
کا رنگ دیتے ہیں۔ مقاصد و وجوہ سے پردے اٹھاتے ہیں۔
دلائل و شواہد کو روشنی میں لاتے ہیں۔ احکام و نواہی کو
مرتب و منضبط کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ مختصر لفظوں
میں زیادہ سے زیادہ معانی و معارف کا سرمایہ فراہم کرتے
جاتے ہیں۔ یہ گویا قاری قرآن کے لیے تفکر و تدبر کی روشنی
ہے۔ جو یحکم بسعی نورھم بین ایدیھم و بایمانھم (۵۷ – ۱۲۰)
اس کے ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے اور کہیں بھی اس کا ساتھ
نہیں چھوڑتی۔

ترجمان القرآن کی جلد اول میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کا ملخص شامل
کیا گیا ہے۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر جو شائع ہو چکی ہے۔ وہ علیحدہ حیثیت رکھتی ہے۔
مولانا آزاد نے دیباچہ میں اس کی صراحت کر دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

پہلی جلد کی ابتداء میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کا ملخص بھی شامل
کر دیا گیا ہے کیوں کہ وہ سورہ فاتحہ کی تفسیر۔ ترجمہ قرآن کے
لیے اس کا قدرتی مقدمہ تھی۔ اور ضروری تھا کہ کم از کم یہ مقدمہ
تلاوت ترجمہ سے پہلے ذہن نشین ہو جائے۔

البتہ یہ تفسیر سورہ فاتحہ کا خلاصہ ہے اس میں مباحث

کے پھیلاؤ وسعت دیتے ہیں۔ تفصیلات کو جابجا مختصر

کر دیا ہے۔ تمہید و توطیہ کی قسم کی تما چیزیں نکال

دی ہیں لیکن نفس مطالب میں بجز ایک مقام کے کوئی کمی

نہیں کی ہے۔ یہ مقام صفات الٰہی کے تصور کے

مباحث کا ہے۔ اس میں ایک بڑا حصہ صفات الٰہی کے ان

مباحث کا تھا جن کا تعلق زیادہ تر فلسفہ و کلام کے قدیم

مذاہب و مباحث سے ہے۔ بیشتر تیز تر دا تر دا ان

تمام صفات پر نظر ڈالی گئی تھی جو قرآن حکیم میں آئے ہیں۔

چونکہ یہ حصہ عام مطالعہ و دلچسپی کا نہ تھا اس

لیے ترجمان القرآن میں اس کی موجودگی ضرورت سے زیادہ

محسوس ہوئی اور اسے الگ کر دیا گیا۔

(ص ۱۸) دیباچہ طبع اول

(٦ ا نومبر سنہ ۱۹۳۰ء ڈسٹرکٹ جیل۔ میرٹھ)

اس آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر سورۃ الفاتحہ اپنی

حیثیت علیحدہ رکھتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا آزاد کے سامنے

تفسیر البیان کا علیحدہ پروگرام تھا۔ اور وہ مقدمۃ القرآن بھی لکھنا چاہتے تھے

جس کا ذکر مولانا غلام رسول مہر نے کیا تھا کہ وہ عربی میں لکھا گیا تھا تاکہ اسلامی

دنیا کے عرب اس سے استفادہ کر سکے۔ ترجمان القرآن کا تفسیری ترجمہ کہا

جاسکتا ہے۔ اس کو تفسیر کہنا مناسب نہیں کیونکہ مفسر۔ تفسیر البیان علیحدہ لکھنا

چاہتے تھے۔ جس کا ایک نمونہ تفسیر سورہ فاتحہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے جو ۲۲٦

صفحات پر مشتمل ہے۔

سنہ ۱۹۴۵ء میں جب ترجمان القرآن کا دوسرا ایڈیشن چھپا تو مولانا آزاد نے اس میں کچھ ترمیم و اضافہ کیا جس کا ذکر انہوں نے طبع ثانی کے دیباچہ میں کیا ہے۔ اس کا ملخص یہ ہے۔

(۱) تفسیر سورہ فاتحہ میں جا بجا نئے مطالب کا اضافہ کیا ہے۔

(۲) تصور خدا کی بحث میں مذاہب عالم کے اعتقادی تصورات کا بھی ذکر آگیا تھا۔ اس حصہ کو از سر نو لکھا گیا۔

(۳) طبع اول میں صرف ابواب کی تقسیم کافی سمجھی گئی تھی۔ طبع ثانی میں جا بجا حاشیے کے عنوانات بھی بڑھا دیے ہیں۔

(۴) پورے ترجمہ پر نظر ثانی کی گئی اور یہ حقیقت سامنے رہی کہ وضاحت کے ساتھ ساتھ ایجاز و اختصار کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

(۵) ترجمے کے تشریحی نوٹوں میں جا بجا اضافے کیے گئے ہیں۔

(دیباچہ طبع ثانی ۷۔ فروری سنہ ۱۹۴۵ء۔
قید خانہ قلعہ احمد نگر)

دوسری جلد میں بھی ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے۔ مولانا آزاد نے اس کی صراحت دیباچہ میں کر دی ہے۔ ضروری اقتباسات درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) تفسیری مباحث اور تفصیلات کا معتد بہ حصہ شامل کر دیا گیا ہے۔

(۲) "پہلے کوشش کی گئی ہے کہ سورت کا کوئی حل طلب مقام بغیر اشارہ و تشریح کے نہ رہ جائے اور نوٹوں کی ترتیب میں نہ تو مقدار کے لحاظ سے کمی رہی نہ تعداد کے لحاظ سے"

(ص ۔ ۲۷)

(۳) "اس طرح ترجمان القرآن کا مواد دو جلدوں کی جگہ اب تین جلدوں میں منقسم ہوگیا ہے۔ یہ جلد سورہ مومنون پر ختم ہوتا ہے۔ تیسری جلد سورہ نور سے شروع ہوگی اور آخری سورۃ یعنی الناس پر ختم ہوجائے گی۔ اس کی ضخامت غالباً" سات سو صفحات تک پہنچ جائے چوں کہ آخر میں کئی قسموں کی عام فہرستوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے اس لیے سو صفحے اور بڑھا دینے چاہئیں۔

(ص ۔ ۳۹)

(۴) ترجمہ کے بعد کتاب کا دوسرا محل تفسیری نوٹ ہیں ـــــ ان کی ہر سطر تفسیر کا ایک پورا صفحہ بلکہ بعض حالتوں میں ایک پورے مقالہ کی قائم مقام ہے۔ (ص ۔ ۳۹)

(۵) کتاب کے ساتھ ہر سورت کے مطالب کی جو فہرست دی گئی ہے وہ صرف فہرست ہی نہیں ہے بلکہ بجائے خود نظر و مطالعہ کی ایک چیز ہے۔ اگر ایک صاحب نظر پوری کتاب نظر انداز کرے اور صرف اس فہرست پر قناعت کرے جب بھی ان کے مقاصد و مطالب پر اتنا عبور حاصل کر لے گا جو شاید دوسری صورتوں میں حاصل نہ کیا جا سکے۔

(ص ۔ ۴۰)

(٦) تیسری جلد کے آخر میں ایک عام ابجدی فہرست بھی بڑھائی
جائیگی جو مختلف جہتوں سے مطالب قرآنی کا تجزیہ و تحصیل
کرتے ہوئے ہر نوع و قسم کوائف الگ کر کے نمایاں کر دے گی۔ اور
انشاء اللہ اپنی نوعیت میں نہایت نافع اور جامع ثابت ہوگی۔

دیباچہ (ص۔ ۲)

(موتی نگر۔ کانگریس کیمپ۔ لکھنؤ۔ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۳۶ء)

نمونہ ترجمہ و تفسیر

الحمد للہ

حمد

عربی میں حمد کے معنی "ثنا" جمیل کے ہیں یعنی اچھی صفتیں بیان کرنے کے
اگر کسی کی بری صفتیں بیان کی جائیں تو یہ حمد نہ ہوگی حمد پر الف لام
ہے۔ یہ استغراق کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔۔ جنس کے لیے بھی پس
الحمد للہ کے معنی یہ ہوئے کہ حمد و ثناء میں سے جو کچھ اور جیسا
کچھ بھی کہا جا سکتا ہے۔ وہ سب اللہ کے لیے ہے کیونکہ خوبیوں اور
کمالوں میں سے جو کچھ بھی ہے سب اسی سے ہے اور اسی میں ہے۔
اور اگر حسن موجود ہے تو نگاہ عشق کیوں نہ ہو اور
اگر محمود یہ جلوہ افروز ہے تو زبان حمد و ستائش کیوں خاموش رہے

آئینہ ما روئے ترا عکس پذیر است
گر تو نہ نمائی گنہ از جانب ما نیست

ابو محمد مصلح ۔ ترجمان القران ۔ طبع اول سنہ ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء

مولف موصوف کی تالیفات کتب خانہ سٹی کالج ۔ حیدر آباد دکن

میں موجود ہے ۔

تفصیل یہ ہے ۔

(۱) ترجمان القران جلد اول ۔ سنہ ۱۳۵۱ھ مکتبہ ابراہیمیہ
حیدر آباد دکن ۔

(۲) پارہ عم (بچوں کی تفسیر) مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس ۔ حیدر آباد دکن

(۳) بچوں کی تفسیر پانچ پارے ۔ مطبوع اعظم اسٹیم پریس
حیدر آباد دکن ۔ [1]

---

۱ ۔ غلام رسول ۔ فہرس کتب خانہ سٹی کالج ۔ حیدر آباد دکن ۔ مطبوعہ
ابراہیمیہ مشن پریس ۔ حیدر آباد دکن ۔ سنہ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء

حکیم محمد عبد الحکیم ۔ تفسیر سورہ یوسف القصص بہ حسن یوسف
طبع اول سنہ ۱۳۵۱ ھ / ۱۹۳۲ ء
-

یہ تفسیر کتب خانہ سید نذیر الدین مرحوم (دہلی) میں مطالعہ کی گئی ۔

یہ ۹ × ٦ سائز کے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔ سنہ ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء میں پہلی بار

مطبع اشاعۃ العلوم ۔ لکھنو میں چھپی ۔

اس کا تفسیر کا انداز گو قدیم رنگ کا ہے لیکن واقعات کا استنباط بقول مولف

روایات صحیحہ سے کیا گیا ہے ۔ مولف نے دیباچہ میں اس کے اغراض و مقاصد اور وجہ

تالیف پر روشنی ڈالی ہے ۔ اہم اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں ۔

کمترین محمد عبد الحکیم لکھنوی عرض پرداز ہے کہ ———
حافظ عبد الستار خان صاحب ——— نے کمترین سے فرمایا
کہ ——— ایسی تفسیر کی جس میں بیان مسلسل لائق فہم
عوام بلا تکرار مضامین صاف صاف زبان اردو میں یہ روایات
صحیحہ مندرج ہوں اور جابجا حسب موقع اشعار دل چسپ
بھی تحریر ہوں زیادہ ضرورت ہے پس یہ کام تو اپنے ذمے
لے اور بحسن و خوبی انجام دیجے ۔ لہذا خاکسار نے حسب
فرمان جناب حافظ صاحب ممدوح کتب معتبرہ اور تفاسیر
متعددہ سے اقتباس کر کے یہ تفسیر لکھی اور نام اس کا
" حسن یوسف " رکھا ———————————
(ص ۔ ۲)

نوٹ ۔ افسوس وقت کی تنگی کے سبب اس کے اقتباسات تو تفصیلاً نقل نہیں کیے جا سکے ۔

مولانا شبیر احمد عثمانی - تفسیر سورہ حجرات - تالیف سنہ ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء
طبع اول سنہ ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء
=*=*=*=*=*=*=*=*=*=*=*=*=*=*=*=*=

اس تفسیر میں ترجمہ شیخ الہند کا ہے اور تفسیری حواشی مولانا شبیر احمد موصوف کے ہیں۔ یہ تفسیر ۲- محرم الحرام سنہ ۱۳۵۰ھ کو بمقام ڈابھیل درجہ تکمیل تک پہنچی - اس قرآن پاک کا ایک حصہ ہے جو حضرت شیخ الہند نے ترجمہ کیا اور جس کے اکثر حصہ پر مولانا عثمانی موصوف نے حواشی لکھیں۔ محمد طاہر (دارالعلوم دیوبند) دیباچہ میں لکھتے ہیں -

"حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہ کے ترجمہ پر جو فوائد حضرت علامہ العصر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہم نے تحریر فرمائے ہیں ان کو مولوی مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ (بجنور) خاص اہتمام کے ساتھ طبع کرا رہے ہیں ——— جس کا یہ ایک نافع نمونہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اوائل محرم سنہ ۱۳۵۳ھ تک انشاء العزیز چھپ کر شائقان علوم قرآنیہ کے لیے تسلی ریز ہوگا"- (ص- ۱)

تفسیر سورہ حجرات ۱۰ × ۸ سائز کے ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے- اور پہلی بار سنہ ۱۳۵۲ھ میں مدینہ پریس (بجنور) میں طبع ہوئی -

مرتب نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ اس سورۃ کو دوسرے قرآن سے انتخاب کر کے کیوں شائع کیا جارہا ہے - وہ لکھتے ہیں-

غرض یہ ہے کہ جماعتی نظام پر ہی ہر قوم کی حیات و ممات
کا دارومدار ہے گو بعض افراد قوم میں کسی قدر اچھے کیوں
نہ ہوں اس لیے حق بھی خواہی مسلمین اس کو مقتضی ہے کہ
جماعتی نظام کے برقراری و استواری میں جو ممکن سے ممکن
جد و جہد ہو اس سے دریغ نہ کیا جائے بناء علیہ مسلمانوں
کے جماعتی نظام کو توڑ کاٹنات کی زد سے بچانے کے لیے حق
تعالیٰ شانہ نے قرآن حکیم کی سورہ حجرات میں جو مکمل
دستور العمل اپنے پیغمبر پر نازل فرمایا ہے۔ وہ مسلمانوں
کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ (ص ۲)

نمونہ ترجمہ و حواشی

یاایھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ الاخرہ ۔
اے ایمان والو ن آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے[1]
اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ اللہ سنتا ہے۔ جانتا ہے۔ اے ایمان
والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے
نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت
نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو"
(ص ۷ و ۸)

۱۔ اسٹیٹ لائبریری۔ بہاولپور

۱۔ یعنی جس معاملہ میں اللہ و رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع
ہو اس کا فیصلہ پہلے ہی اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو۔ بلکہ حکم الہی
کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ارشاد
فرمائیں تو خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ ان کے بولنے سے پہلے
خود بولنے کی جرأت نہ کرو۔ جو حکم ادھر سے ملے اس پر بے چون
و چرا اور بلا پس و پیش عامل بن جاؤ۔ اپنی اغراض و اھواء و آراء
کو ان کے احکام پر مقدم نہ رکھو بلکہ اپنی خواھشات و جذبات
کو احکام سماوی کے تابع بناؤ۔

(ص ۶)

اس تفسیر کے آخر میں اخبار مدینہ (بجنور) کے مالک محمد مجید حسن صاحب
نے پوری تفسیر قرآن کی طباعت کے بارے میں یہ لکھا ہے۔

اس قرآن پاک کا ترجمہ حضرت شیخ الہند نے بہ زمانہ اسیری جزیرہ
مالٹا میں بہت تحقیق و تدقیق اور غور و فکر کے ساتھ بڑی مدت میں
مکمل فرمایا تھا۔ اور فوائد کی تحریر کا کام شروع تھا کہ سنہ ۱۹۲۰ء
میں آپ کا وصال ہوگیا۔ فوائد کا باقی حصہ آپ کے تلمیذ رشید
مولانا شبیر احمد صاحب نے ساڑھے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد
مکمل فرمایا ہے۔ اب اردو زبان میں قرآن کے ترجمہ، مفہوم اور
مطالب کا ایک ایسا مستند و بے نظیر مجموعہ مرتب ہوگیا ہے جس کے
ذریعہ سے ہر اردو دان قرآن حکیم سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔

تقطیع متوسط ۲۲ ۳۰
۸

حمید الدین فراہی - تفسیر سورہ اخلاص - طبع اول سنہ ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء

یہ تفسیر ۵ × ۸ سائز کے ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۳۵۰ھ میں اعظم گڑھ سے شائع ہوئی۔ مولانا فراہی نے یہ تفسیر خود اردو میں لکھی ہے۔ سید سلیمان ندوی مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

مولانا المرحوم ہمیشہ عربی و فارسی میں لکھتے تھے۔ اردو میں وہ بہت کم لکھتے تھے۔ یہ سورہ اخلاص کی تفسیر غالباً تمام تر اسی کے زمانے میں کسی دوست کی فرمائش اور اصرار پر اردو میں لکھی ہے۔ (دیباچہ تحریرہ ۱۰ محرم سنہ ۱۳۵۰ھ)

اس تفسیر کے دیباچہ میں مولف نے چند علمی نکات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) "قرآن پاک ایک ایسا کلام ہے کہ اوسے نہایت ہلکہ اور آسان بھی کہہ سکتے ہیں اور نہایت بھاری اور مشکل بھی"

(۲) "قرآن پاک کا آسان اور مشکل دونوں ہونا ضرور دو حیثیت سے ہوگا۔ چنانچہ ضروری اور عام۔ تعلیم کے لحاظ سے نہایت سہل ہے"۔

(۳) "پس عام حکمت الٰہی کے موافق جس پر مدار ترقی انسانی ہے قرآن کو محل تدبر اور تفکر بنایا گیا اور ظاہر کو بتا کر باطن کی طرف متوجہ کیا گیا"۔

(۴) پس قرآن نے صاف طور پر اعلان کر دیا "اس دنیا سے بقدر
اپنے ظرف کے پانی لے لو۔ تمام دریا کو اپنی کلھیا میں
بھرنے کی ہوس نہ کرو۔

(۵) جو لوگ قرآن کو ایک معمولی کلام خیال کرتے ہیں اور اپنی
لیاقت کو جتنی ہے اس سے زیادہ سمجھ کر سمجھتے ہیں
کہ یہ فہم قرآن کے لیے کافی ہے وہ قرآن کے معنی سے
بالکل محروم رہتے ہیں۔

(دیباچہ)

نمونہ تفسیر

یعنی وہ معنی جو "بے ہمہ" میں جھلکتے تھے اور اس سے بخوبی
سمجھے جاتے تھے اسے "باہمہ" نے روشن کر دیا۔ محض اس کی
"بے ہمگی" نے اور بے نیازی کو خیال کر کے بعض لوگوں نے
تنگ فہمی کی وجہ سے اوس کی بیشمار نعمتوں پر بھی کچھ توجہ
نہ کی اور اسے ایک بے پرواگوشہ نشین علۃ العلل سمجھ لیا
پس اون کی غلطی دور کرنے کے لیے اوس کی "باہمگی" کی تصریح
کی حاجت ہوئی۔ خود بیشک بے نیاز ہے مگر سب کی دستگیری
اور خبرگیری کرتا ہے۔ نصرت و مدد اور تسلی کا اصلی قبلہ کوئی
اوس کے سوا ہو ہی نہیں سکتا۔ تمام قوت اور تمام احسان کا
سرچشمہ ہونے کے ساتھ جب مانگو عطا کرتا ہے۔ مانگنے کی
خواہش بھی وہی بخشتا ہے یعنی بلوا کر بخشش کرتا ہے بلکہ
بن مانگے دیتا ہے لیکن اگر کوئی قبول نہ کرے تو یہ کام اس کے

دائرہ عمل سے باہر ہے۔ بندگی تو تمہیں کو کرو گے تمہاری
طرف سے وہ بندگی نہیں کر سکتا۔ اور تعجب آتا ہے کہ
کون کو نصاری مانتے ہیں کہ اس نے خود اپنے تئیں عطا
کفارہ کر دیا ہے اگر یہ ممکن ہوتا تو ہماری طرف سے نیکی
کر دیتا بلکہ اپنی بے انتہا نیکیوں کو عطا کفارہ بنا دیتا۔

(ص - ۲۵)

مولف نے اس کے بعد لفظ حمد کی لغوی تشریح کی ہے۔

عطا الرحمن صدیقی - تفسیر زبدۃ البیان فی اذکار محبوب کنعان
طبع اول سنہ ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء
-.-

یہ تفسیر لیاقت نیشنل لائبریری - کراچی میں موجود ہے۔ یہ صرف
سورہ یوسف کی تفسیر ہے اور ۸ × ۵ سائز کے ۲۶۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔
سنہ ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء میں مطبع صدیقی دہلی میں چھپی تھی۔

مولف نے طریقہ تفسیر یہ رکھا ہے کہ ایک ایک آیت کے ایک ایک دو دو
الفاظ لکھتے جاتے ہیں اور اس کی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے جاتے ہیں۔ یہاں صرف
ایک آیت کے مختلف اجزاء کو جو مختلف صفحوں پر پھیلے ہوئے ہیں اقتباسا پیش کیا جاتا ہے۔

الر تلک آیات الکتاب ———— لمن الغافلین۔
یہ ——— آیات قرآن کا مجموعہ ہیں ——— اس مطبوعہ آیات
یا قرآن کی کلاً جزاً صفت یہ ہے ——— یعنی اپنی منزل اللہ
ہونے اور اعجاز میں بلحاظ احکام واضح و ظاہر ہے ———

یعنی اس کتاب کو جو مشتمل بر قصہ یوسف وغیرہ ہے ——

تمہاری عربی زبان میں —— تم اس کے معانی سمجھو۔

اس کے مقصودات پر غور کرو۔ اور جو کچھ اس میں ہے دماغ

کو اس کا مخزن بناؤ —— اے رسول ہم تجھے سناتے یا

تجھ سے بیان کرتے ہیں —— یعنی آل یعقوب کا قصہ جو

سیر و اخبار اور تاریخ پر مبنی ہے —— یعنی جس احسن

القصص کو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں اسے ہم نے بذریعہ وحی

یعنی تعجیل واقعیت کو مد نظر رکھ کر القا کر دیا اور اس

احسن الاقاصیص کا سلسلہ وحی —— آپ کی طرف اسی

قرآن کو ہر کے سلسلہ نزولی کے ساتھی ہے۔ کیونکہ اس کے

بذریعہ وحی تفصیلی نزول سے پہلے آپ ان لوگوں میں سے

سے تھے جو اس قصہ سے غافل ہیں۔ (ص۔ ۲ تا ۱۰)

احمد الدین امرتسری ۔ تفسیر بیان للناس ۔ تالیف

سنہ ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۲۸ء تا سنہ ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء (اہل قرآن)

=*=

یہ تفسیر حافظ داری (اہل قرآن) کی عنایت سے لاہور میں ان کے مکان

پر مطالعہ کی۔ یہ تفسیر ضخیم ہے اور سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ جن کو منزلوں سے تعبیر

کیا گیا ہے۔ مجلدات کی تفصیل یہ ہے۔

منزل اول۔ (سورہ فاتحہ تا نساء) سائز ۹×۷ صفحات ۶۶۳

مطبوعہ ثنائی برقی پریس۔ امرتسر

منزل دوم (سورہ مائدہ تا سورہ توبہ) سائز ۹×۷ صفحات ۳۰۸
مطبوعہ راما آرٹ پریس۔ امرتسر

منزل سوم (سورہ یونس تا سورہ نحل) سائز ۹×۷ صفحات ۲۸۲

منزل چہارم (سورہ بنی اسرائیل تا سورہ فرقان) سائز ۹×۷
صفحات ۳۰۶ (سنہ ۱۳۳۵ھ ——— سنہ ۱۳۳۶ھ)

منزل پنجم (سورہ شعراء تا سورہ یسن) سائز ۹×۷ صفحات ۲۹۰
(سنہ ۱۳۳۶ھ —— سنہ ۱۳۳۹ھ)

منزل ششم (سورہ صافات تا سورہ حجرات) سائز ۹×۷
صفحات ۳۵۸

منزل ھفتم (سورہ ق تا سورہ ناس) سائز ۹×۷
صفحات ۲۸۲ مطبوعہ ثنائی برقی پریس۔ امرتسر

پروفیسر صوفی غلام مصطفے تبسم نے اس تفسیر کی جلد اول کا "تعارف"
لکھا ھے اس میں تفسیر کی ان خوبیوں کو گنایا ھے۔

(۱) مولف قرآن کو صرف قرآن سے سمجھنا چاھتے ھیں۔

(۲) لغات عرب اور کارگاہ فطرت کے علاوہ کسی سے استفادہ
یا استشہاد نہیں کرتے۔

۱۔ سب سے پہلے یہ تفسیر ماھنامہ "بلاغ" (امرتسر) میں چھپتی رھی اس کے
بعد مجلد کی شکل میں شائع ھوئی۔

(۳) تقسیم میراث کے مسئلہ پر جو حجاب پڑ گیا تھا۔ غور و تحقیق بعد اس کو دور کر دیا ہے۔

(۴) رسالت و الوہیت کے امتیازات و حدود کو واضح طور پر لکھا ہے۔

(۵) عقیدۂ توحید باری کو عام فہم انداز میں پیش کیا ہے۔

(٦) قرآن مجید کی آیات۔ رکوع۔ اور سورہ کے باہمی ربط کو خوبی اسلوب سے واضح کیا ہے۔

(۷) ان کی مساعی جمیلہ کا رشتہ عقد میں سے ملتا ہے۔

محمد حسین عرشی امرتسری نے " سر آغاز " لکھا ہے اس میں انہوں نے تفسیر کی مندرجہ ذیل خوبیوں کو پیش کیا ہے۔

(۱) اس کے مخاطب بلا لحاظ فرقہ و مذہب تمام انسان ہیں جیسا کہ قرآن کا اپنا طریقہ ہے۔

(۲) اس میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بات عقل سلیم کے خلاف نہ ہو۔

(۳) ترجمہ میں سب سے پہلے اصول عربیہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

(۴) اس کے بعد تمام متشابہات قرآن کا تتبع ہے جو محکمات سے واضح ہے۔

(۵) اس کے ساتھ ہی سنۃ اللہ یعنی تیسیر کے قوانین کا احترام کیا گیا ہے۔

تفسیر بیان الناس کا انداز یہ ہے کہ پہلے سورت کے نام کی وضاحت ہے پھر نظم و ربط کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون کی صراحت ہے پھر متن قرآن اور اس کے بعد ترجمہ اور سب سے آخر میں تشریحات ہیں۔ حواشی بھی ہیں جن میں ضروری امور کی صراحت کی گئی ہے۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ تمام جہانوں کا پروردگار۔ رحمان (اور) رحیم (اور) جزا کے دن کا (اکیلا) مالک (ہے) تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا جو وہ لوگ نہیں جن پر غضب کیا گیا اور جو گمراہ نہیں۔ (ص۔ ۲)

نوٹ۔ ہر منزل کے شروع میں منزل میں سور کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ مؤلف کے صاحب زادے ڈاکٹر سعادت اللہ نے "امین السلام" کے نام سے تفسیر کی جلد اول کا خلاصہ لکھا ہے۔ جو گلزار عالم پریس۔ لاہور میں سنہ ۱۹۵۳ء میں چھپا تھا اور ۸ × ۵ سائز کے ۱۲۴ صفحات پر مشتمل تھا۔

محمد بن ابراهیم جوناگڑھی ۔ تفسیر محمدی (ترجمه ابن کثیر)
تالیف سنه ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ع

مولف نے جوناگڑھ میں ایک اهل حدیث بزرگ مولوی عبد الله سے کچھ پڑھا۔ پھر دهلی آگئے اور یہاں مدرسه امینیه میں داخل هوگئے۔ یہاں سے چھوڑ کر مدرسه عبد الوهاب میں چلے گئے اور صرف و نحو ۔ حدیث و تفسیر کی تحصیل کی ۔ مولوی عبد الرشید (دهلی) اور مولانا عبد الرحیم غزنوی امرتسری اور مولوی محمد اسحاق (دهلی) آپ کے اساتذه میں تھے۔

فراغت کے بعد اجمیری دروازه (دهلی) کی مسجد اهل حدیث میں مدرسه محمدیه قائم کیا اور یہاں سے "گلدسته محمدی" جو بعد میں اخبار محمدی هوگیا تھا نکالا کرتے تھے۔

آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے تصانیف کی تعداد ۶۰ کے لگ بھگ هے۔ لیکن حافظ ابن قیم کی تالیف اعلام الموقعین کا اردو ترجمه اور ابن کثیر کا اردو ترجمه آپ کے عظیم علمی کارناموں میں هے۔[1]

سنه وفات کا علم نه هوسکا۔ مولف تراجم علمائے حدیث هند کے سامنے مولف تفسیر محمدی حیات تھے اس سے معلوم هوتا هے که ان کی وفات سنه ۱۳۵۶ھ کے بعد هوئی هوگی۔

۱۔ ایضاً ۔ ص ۔ ۸۹ ۔ ۱۸۶

ایک کتاب کے آخری ورق سے ان تفاسیر کا پتا چلتا ہے۔

(۱) تحفتہ الاسلام - تفسیر سورہ فاتحہ

(۲) ممتاز علی - ترجمہ قرآن مجید

(۳) غلام محمد غوث - مطلع البدر تفسیر والعصر

(۴) عمدۃ البیان فی اوصاف عباد الرحمن - غلام محمد غوث

واحدہ خانم ۔ تفسیر پارہ عم المسمی بہ مطالب القرآن سنہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء

-*-

یہ تفسیر واحدہ خانم ۔ پرنسپل تر آنک کالج ۔ بنگلور کی تالیف ہے۔

اس کے دو حصے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) حصہ اول ۔ مطبوعہ قومی پریس ۔ بنگلور سائز ۷ × ۴
صفحات ۳۲ (از سورہ فاتحہ تا سورۃ الفجر)

(۲) حصہ دوم ۔ مطبوعہ قومی پریس ۔ بنگلور ۔ سائز ۷ × ۴
صفحات ۳۲ (از سورہ الغاشیہ تا سورہ البقاعہ

تفسیر کا یہ انداز رکھا ہے کہ پہلے بالائی حصہ پر متن قرآن کے ساتھ
اردو ترجمہ ہے پھر نیچے مطلب و مفہوم لکھدیا ہے ۔ نہایت مختصر تفسیر ہے۔

نمونہ سورۃ العصر

والعصر ان الانسان ―――――――――― وتواصوا بالصبر ۔

مطلب سورہ عصر ۔

اللہ پر یقین کامل رکھتے ہوئے نیک عمل کرنے ۔ سچائی کو پھیلانے
اور اس پر قائم رہنے والوں کے سوا سب لوگ نقصان اٹھائیں گے۔

یہ سورۃ مکی ہے ۔ اس کی تین آیتیں ہیں ۔ اس میں
سچائی کو پھیلانے ۔ اس پر جمے رہنے اور اس واسطے کی مشکلات
کو برداشت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

(حصہ اول ۔ ص ۔ ۱۳)

امین احسن اصلاحی ۔ تفسیر سورہ لہب ۔

طبع اول سنہ ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ھ

اصل میں یہ تفسیر حمید الدین فراہی کی تالیف "تفسیر نظام القرآن تاویل الفرقان بالقرآن" کا ایک جز ہے جس کو مولانا امین احسن اصلاحی نے اردو میں منتقل کیا ہے یہ ۷ × ۵ سائز ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۳۵۵ھ میں اصلاح پریس۔ سرائے میر (یو۔پی) میں طبع ہوئی تھی۔

مولانا اصلاحی نے اس تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

عموماً کتاب کے مباحث ۔ نہایت عمیق علمی ہونے کے باوجود
ایسے ہیں کہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔
البتہ بعض مخصوص ادبی اور نحوی نکات ایسے ہیں جن کے
سمجھنے میں ان لوگوں کو زحمتیں پیش آئیں گی جو عربی زبان
سے واقف نہیں ہیں۔

(ص۔ دیباچہ)

یکم جنوری سنہ ۱۹۳۷ء

تفسیر نظام القرآن کے اس جز کے علاوہ اسی سنہ یعنی ۱۹۳۷ء میں تفسیر سورہ فیل اور تفسیر سورہ کوثر وغیرہ کے تراجم شائع ہوئے۔ جو بعد میں مجموعے کی شکل میں بھی شائع ہوگئے۔

نمونہ ترجمہ و تفسیر

تبت یدا ابی لہب ———— من مسد ۔

ترجمہ ۔ ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور خود ڈہ گیا نہ اس کا مال اس کے
کام آیا نہ اس کی کچھ کمائی ۔ وہ جلد بھڑکتی آگ میں پڑیگا ۔
اس کی بیوی بھی ایندھن ڈھوتی ہوئی گلے میں جس کے بٹی ہوئی
رسی پڑی ہوگی ۔

تفسیر ۔ ———— عربی زبان میں تبت یداہ
کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مقابلہ کرنے سے عاجز ہوگیا " کیونکہ
" کسر ید " (ہاتھ توڑ دینا) زور توڑ دینے اور عاجز کر دینے
کی ایک تعبیر ہے ———— " مکسور الید " (شکستہ دست)
سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو مقابلے سے عاجز ہو اور تلوار
اٹھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو ۔ پس آیت تبت یدا ابی لہب
(ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے) نہ تو بد دعا ہے اور نہ اس میں کوئی
پہلو شتم کا ہے بلکہ ابو لہب کا ذکر کنیت کے ساتھ کیاگیا ہے ۔
جس میں ایک گونہ عزت و احترام ہے ۔ اس لیے اس آیت
کی ظاہر تاویل یہ ہے کہ دشمنان خدا کے سرغنہ اور فرعون
قریش کے ہلاکت کی بشارت ہے ————

(ص ۔ ۱ ۔ ۵)

مولانا حمید الدین فراہی کا انداز تفسیر نہایت جامع اور سہل ہے۔
وہ تفسیر کرتے وقت عربوں کے محاورات، انداز، انداز گفتگو وغیرہ۔ تاریخی، معاشی
سیاسی اور مذہبی پس منظر کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں اور پھر تفسیر کرتے ہیں۔ ماقبل
سے آیت اور سورت کا ربط بڑے حکیمانہ انداز کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔ ان کی تفسیر
ایک نیا فکر، ایک اسلوب اور ایک نیا حسن لیے ہوئے ہے۔

سید راحت حسین گوپال پوری - تفسیر انوار القرآن - تالیف سنہ ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء (شیعہ)

یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں موجود ہے۔ سردست اس کی پانچ
جلدیں ہمارے سامنے ہیں جو مطبع اصلاح، کھجوا (صوبہ بہار) میں چھپی تھیں۔ مزید
تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول - مقدمات انوار القرآن - تقطیع ۱۰×۶
صفحات ۲۸۰ - ۶ محرم سنہ ۱۳۵۵ھ

(۲) جلد دوم - تفسیر سورہ فاتحہ - تقطیع ۱۰×۶
۲۶ محرم سنہ ۱۳۵۵ھ

(۳) جلد سوم - تفسیر سورہ بقرہ تا فیہا خالدون - تقطیع ۱۰×۶
صفحات ۴۴۰ - سنہ ۱۳۵۶ھ

(۴) جلد چہارم - تفسیر سورہ بقرہ تا الیہ راجعون - تقطیع ۱۰×۶
صفحات ۴۴۰ — ۸۵۶ سنہ ۱۳۵۷ھ

(۵) جلد پنجم - تفسیر سورہ بقرہ تا یوقنون - تقطیع ۱۰×۶
صفحات ۴۴۴ - سنہ ۱۳۵۷ھ

تفسیر کا انداز یہ ہے کہ متن قرآن لکھنے کے بعد - الفاظ کے معانی " بتلائے ہیں - پھر آیات کا با محاورہ ترجمہ ہے - اسکے بعد قراءت پر روشنی ڈالی ہے - پھر " ظاہری تفسیر " اور حقائق لکھی ہیں - اول " بطریق شیعہ " دوم " بطریق اہل سنت " اس کے بعد " باطنی تفسیر " کی ہے اور پھر آخر میں چند فائدے بتائے ہیں -

مولف نے اس تفسیر میں متعدد تفسیروں سے استفادہ کیا ہے - لغوی اور نحوی وصرفی ترکیب پر بھی روشنی ڈالی ہے - بظاہر تفسیر کا انداز فاضلانہ ہے مگر شیعہ ہونے کی وجہ سے مولف جا بجا اپنے مسلک کے مطابق تاویلات سے کام لیتے ہیں -

نمونہ ترجمہ

ان اللہ لا یستحیی ——————— خاسرون -

البتہ خدا مچھر یا اوس سے بھی بڑی چیز کو مثال میں ذکر کرنے سے باز نہ آئیگا (تامل نہ کرے - اگر اوس کو مثال قرار دینے میں بندوں کے لیے کوئی بھلائی ہو) پس جو لوگ ایمان لاچکے ہیں - وہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ مثال جس کو ان کے پروردگار نے ذکر کیا ہے - ٹھیک ہے - لیکن کافر یہ کہتے ہیں کہ اس کو مثال میں لانے سے خدا نے کیا چاہا ہے - اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دے گا - (اگر چہ) بہت سے لوگوں کو ہدایت (بھی) کرے گا - اے رسول ان بدسگالوں سے کہدو کہ خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا (لیکن) اس وجہ سے

بد کاروں ہی کو گمراہی میں پائے گا جو خدا کے وعدہ کو

مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور توڑیں گے اور جن چیزوں

کو جوڑنے (انجام دینے) کا اس نے حکم دیا ہے ان کو کاٹتے

(چھوڑتے) ہیں اور چھوڑیں گے اور زمین میں فساد کرتے

ہیں اور کریں گے یہی لوگ گھاٹا اٹھانے والے ہیں۔

(ص ـ ٦ ـ ٢٢٥)

نوٹ: مولف نے مذکورہ بالا آیات کی جو "باطنی تفسیر" کی ہے تو

اس میں آیات میں کسی نہ کسی طرح امامت علی کرم اللہ وجہہ

کو ثابت کر دیا۔ حالانکہ بظاہر کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔

—

محمد طاہر بن احمد — تفسیر منظوم آیہ کعبہ — تالیف سنہ ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء

موسوم بہ "تجلیات کعبہ"

یہ تالیف مولانا قاسم نانوتوی علیہ الرحمہ کے پوتے مولانا محمد طاہر کی ہے۔ یہ سنہ ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء میں الامان برقی پریس — دہلی — میں چھپی تھی اور ۵×۷ سائز کے ۵۳/۱۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے اس تفسیر پر اس طرح تبصرہ فرمایا ہے۔

مولانا محمد طاہر ایک صاحب دل بزرگ ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں اپنی واردات قلبی کی ایک جھلک تصویر تجلیات کعبہ کے نام سے کھینچی ہے۔ اس پر نظر ڈالنے سے ان کو جو خدا کے حرم کے پرستار ہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ کعبہ کیا ہے اور اس کے مقام کی عظمت کیا ہے۔

موصوف کے علاوہ مفتی اعزاز علی مرحوم۔ مولانا مظہر الدین شہید۔ مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم اور قاری محمد طیب وغیرہ نے بھی مولف کی مساعی کو سراہا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی اس پر تقریظ لکھی ہے۔

یہ کتاب منظوم ہے۔ آیات کی تشریح نظم میں ہے اور ساتھ ہی حاشیہ پر نثر میں مزید تشریح ہے۔ صفحہ ۵۳ تک تو تفسیر چلتی ہے اس کے بعد صفحہ ۱۰۲ تک ایک عنوان "بیت اللہ کی برکتیں ہم کیونکر حاصل کر سکتے ہیں" کے تحت بہت مفید حکمتیں بتائی ہیں۔

یہ تفسیر کتب خانہ نذیر الدین مرحوم (دہلی) میں دیکھی تھی عجلت کی وجہ سے نوٹ نہیں لیا جا سکا۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد ۔ تفسیر کبیر ۔ تالیف سنہ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

پیش نظر تیسری جلد ہے ۔ جو غالباً سب سے پہلے اشاعت پذیر ہوئی ۔ یہ کتب خانہ خاص ۔ کراچی میں موجود ہے ۔ ضیاء الاسلام پریس ۔ قادیان میں سنہ ۱۳۵۹ھ میں چھپی تھی ۱۲ × ۸ سائز کے ۱۰۰۷ صفحات پر مشتمل ہے (از سورہ یونس تا سورہ کہف)

مولف نے دیباچہ میں تفسیر سے متعلق چند ضروری امور پر روشنی ڈالی ہے یہاں ضروری اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کا صحیح مفہوم پیش کروں اور مجھے یقین ہے کہ اس تفسیر کا بہت سا مضمون میرے غور کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالی کا عطیہ ہے ــــ میں نے تفسیری نوٹوں کے لکھتے ہوئے اس امر کو مد نظر رکھا ہے کہ آیات اور سورتوں کی ترتیب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ ــــ میرے نزدیک ان نوٹوں کی خوبی یہی بہت ہے کہ اللہ تعالی نے مجھ پر فضل فرما کر موجودہ زمانے کی ضرورتوں کے متعلق بہت کچھ انکشاف فرمایا ہے ــــ اب میں ان ماخذوں کا ذکر کرتا ہوں جن سے مجھے نفع ہوا اور سب سے پہلے اس ابدی ماخذ علوم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے سب علوم نکلتے ہیں ــــ اسی نے اپنے فضل سے مجھے قرآن کریم کی سمجھ دی ــــ دوسرا ماخذ قرآنی علوم کا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے ــــ

پھر اس زمانے کے علوم قرآنیہ کا ماخذ حضرت مرزا غلام احمد ــــ کی ذات ــــ ہے۔

(ذیقعدہ ۱۳۵۹ھ / دسمبر ۱۹۴۰ء)

مولف نے مولوی نور الدین سے علوم قرآنیہ اور علوم حدیث کی تحصیل کی تھی۔ اس تفسیر کے دیباچہ میں مولف نے سلف صالحین کی کوششوں کو سراہا ہے مگر ان کی ان غلطیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۱) منافقوں کے اقوال کو تفسیر میں داخل کر دیا۔

(۲) اسرائیلیات اور بائبلیات کو تفسیر میں جگہ دی۔

(۳) بعض آیات کو منسوخ قرار دیا۔

(۴) مضامین قرآن کی ترتیب کو خاص اہمیت نہ دینا۔

اس سلسلے میں مولف نے علامہ ابن کثیر۔ علامہ ابوحیان۔ صاحب محیط اور علامہ زمخشری وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ روایات کی تردید کے سلسلے میں طبری کی تعریف کی ہے۔ اور علامہ ابو البقاء جنہوں نے اعراب قرآن پر ایک رسالہ املاء ما من بہ الرحمن لکھا ہے۔ اس طور پر تعریف کی ہے۔ تفسیر روح المعانی کو مختلف تفاسیر کا خلاصہ بتایا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ شکایت کی ہے کہ وہ روایات کو اپنے الفاظ میں لکھتے ہیں۔

مولف نے طریقہ تفسیر یہ رکھا ہے کہ پہلے متن قرآن لکھا ہے۔ بین السطور میں اردو ترجمہ پھر حواشی پر تفسیر۔ اس کے قبل حل لغات کیا ہے۔ سورتوں کا تعارف بھی کرائے ہیں۔ تفسیری نوٹس میں عنوانات بھی قائم کئے جاتے ہیں۔ مثلاً سورہ یونس شروع ہونے سے پہلے ان امور کو بیان کئے ہیں۔

(۱) یہ سورہ مکی ہے

(۲) وجہ تسمیہ

(۳) تعداد آیات پر بعض مصنفین کا اعتراض

(۴) شمار آیات و رکوعات

(۵) ترتیب سور اور ان کا باہم تعلق مضمون

(۶) پہلی سورتوں سے تعلق ۔

(۷) بعض مدنی سورتیں بعض مکی سورتوں سے پہلے
کیوں رکھی گئی ہیں۔

نمونہ ترجمہ

الر قف ———————— مبین ۔

یہ کامل (اور) پر حکمت کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا لوگوں کے
نزدیک هطرا ان میں سے ایک شخص پر یہ وحی کی کہ
لوگوں کو ہشیار کر اور اور جو لوگ ایمان لائے ہیں انہیں بشا
بشارت دے کہ ان کے لیے ان کے رب کے حضور میں ایک
ظاہر و باطن طور پر کامل درجہ ہے ۔ (ایسا) عجیب
امر) تھا (کہ) ان کافروں نے کہہ دیا کہ یہ (شخص)
یقیناً یقیناً کلا کھلا دھوکہ باز ہے۔

قاضی عبدالمجید قریشی - درس قرآن (تفسیر پارہ الم) تالیف سنہ ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء

یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی لائبریری - لاہور میں موجود ہے - یہ ۷ × ۵ سائز کے ۲۵٦ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے - غالباً سنہ ۱۳۶۰ھ کے ۵ پنجاب نگار پریس - لائل پور میں چھپی تھی ۔

اس تفسیر کا اصل محرک مسلمانوں کا انحطاط ہے - مولف اس کا اصل سبب قرآن کریم سے عدم واقفیت کو قرار دیتے ہیں اس لیے انہوں نے قرآن کی تفہیم کا سلسلہ درس قرآن کی اسکیم کے تحت چلایا ہے - مولف نے دیباچہ میں خود اس طرف اشارہ کیا ہے -

ہمارا مقصد ہونا چاہیئے کہ سنہ ۱۹۴۱ء سے سنہ ۱۹۴۵ء تک ہر مسجد اور گھر میں درس قرآن جاری ہوجائے اور یہ پورا ملک قرآنی اسکول بن جائے - (ص - ۲)

اس لیے یہ تفسیر تدریسی انداز میں لکھی گئی ہے - تشریح کا طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ پہلے سرورق پر چند آیات قرآنیہ لکھیں پھر ان کے ماحصل کو سامنے رکھ کر سرخی قائم کی - سرخی کو سب سے اوپر لکھا گیا - آیات کے بعد ان کی تفصیلی تشریح کی گئی ہے اور بعد میں تدریسی انداز میں تفسیر شروع ہوتی ہے - کہیں کہیں لفظی تشریح کی بجائے صرف ترجمہ پیش کیا گیا ہے -

نمونہ ترجمہ

ان الذین کفروا سواء الاخرہ

بیشک جنہوں نے انکار کیا برابر ہے ان پر خواہ ڈراوے تو ان کو یا نہ ڈراوے ان کو وہ ایمان نہیں لائینگے - مہر کردی اللہ نے اوپر دلوں ان کے اور اوپر کانوں ان کے اور اوپر آنکھوں ان کے اور واسطے ان کے عذاب بڑا -

نوٹ :- ترجمہ شاہ رفیع الدین کا معلوم ہوتا ہے -

غلام محمد پرویز - معارف القرآن - تالیف و طباعت سنہ ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء تا سنہ ۱۳۶۹ھ سنہ ۱۹۴۹ء -

-*-

معارف القرآن کی جلد دوم المسمی بہ ابلیس و آدم کے دیباچہ میں معارف القرآن کے محرکات اور دیگر تفصیلات کا ذکر کیا ہے - مناسب معلوم ہوتا ہے اصل کتاب کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے دیباچہ کے اہم اقتباسات پیش کر دیئے جائیں -

(۱) میں ان کی (عاقہ الناس) اس دشواری کا احساس کیا اور اس کا حل سوچھا تو وہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ میں خود ان کے لیے محنت کر کے ان کے سامنے قرآن کی تعلیم کو اس انداز میں پیش کروں جس انداز میں وہ عام تصانیف کو پڑھنے کے عادی ہیں - چنانچہ اس کے لیے میں نے سینکڑوں ابواب اور ہزاروں عنوانات تجویز کیے اور ہر عنوان کے تحت قرآن کی تعلیم کو ایک مربوط اور خود مکتفی (self-cantained) مقالہ کی شکل میں مرتب کیا - پھر ان عنوانات کو مختلف ابواب کے تحت ترتیب دیا اور ان ابواب کو مختلف مجلدات میں تقسیم کیا - اس طرح قرآن کا ایسا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) تیار ہو گیا کہ آپ کے ذہن میں کوئی سوال آئے اس کے متعلق قرآن کی تمام و کمال تعلیم ایک مربوط مضمون کی شکل میں آپ کے سامنے آجائے - اس انسائیکلوپیڈیا کا نام ہے -

(۲) معارف القرآن کی پہلی جلد سنہ ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئی تھی جس کا عنوان تھا "اللہ" (اس کے دو اڈیشن شائع ہوچکے ہیں) دوسری جلد سنہ ۱۹۴۵ء میں شائع ہوئی تھی جس میں آدم - ابلیس - وحی و رسالت سے متعلق مباحث آگئے تھے - تیسری جلد تاریخ رسالت پر مشتمل تھی جس میں حضرت عیسی تک تمام انبیاء کا تذکار جلیلہ تھا - یہ بھی سنہ ۱۹۴۵ء میں شائع ہوئی تھی - اس کے بعد چوتھی جلد سنہ ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی جو حضور نبی اکرم کی سیرت طیبہ پر مشتمل ہے - بجز چوتھی جلد کے (جس کا نام "معراج انسانیت" ہے) پہلی تین جلدوں کا الگ الگ نام نہیں تھا بلکہ وہ معارف القرآن جلد اول - دوم - سوم کے نام ہی سے متعارف تھیں -

(۳) احباب کی طرف سے جو مشورے موصول ہوئے ان میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ معارف القرآن پہلی جلد وہ ہونی چاہئیے جسے جلد دوم قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں اس میں وہ اہم مباحث تھے جن کے سمجھے بغیر باقی مسائل حیات با سانی سمجھ میں نہیں آسکتے دوسرے یہ کہ ان مجلدات کو اس قدر ضخیم نہیں ہونا چاہئیے چنانچہ ان مشوروں کے پیش نظر سب سے پہلے جلد دوم پر نظر ثانی کی اور یہ جلد ابلیس و آدم - کے عنوان سے آپ کے سامنے ہے -

(۴) ادھر یہ سابقہ جلدیں بعد نظر ثانی وقتاً فوقتاً شائع ہوتی
رہیں گی اور ان کے ساتھ ہی اس سلسلے کی اگلی جلدیں
بھی مرتب ہوتی چلی جائیں گی۔ چنانچہ "معراج انسانیت"
(چوتھی جلد) کے بعد اگلی جلد دو حصوں پر مشتمل ہے۔
ایک کا عنوان ہے "انسان نے کیا سوچا" اور دوسرے کا
عنوان ہے۔ "خدا نے کیا کہا" پہلے حصہ میں بتلایا گیا ہے کہ
زندگی کے اہم مسائل کے متعلق آج تک انسانی فکروں نے وحی
کی مدد کے بغیر کیا سوچا ہے اور وہ کس مقام تک پہنچ کر
رک گئے ہیں۔ اور دوسرے حصہ میں بتلایا گیا ہے کہ قرآن
اس مقام سے آگے انسانیت کی کیا راہ نمائی کرتا ہے۔

(۵) میں نے شروع میں لکھا ہے کہ قرآن فہمی کے سلسلے میں ایک
بڑی دشواری یہ ہے کہ ہمارے ہاں قرآن کے مروجہ تراجم
اس مقصد کو پورا نہیں کرتے۔ میں نے اس مسئلے پر مدتوں
غور کیا ہے اور اس کے بعد یہ کوشش کی ہے کہ قرآن پاک کا
ایک ایسا رواں ترجمہ مرتب کر دیا جائے جسے ایک کتاب کی
طرح مسلسل پڑھا جا سکے اور وہ اپنا مفہوم آپ واضح کرتا
چلا جائے۔ میں آج کل اس ترجمہ اور قرآن کے لغات کی
تدوین میں مصروف ہوں۔ توفیق ایزد شامل حال رہی تو یہ
بھی اپنے وقت پر سامنے آ جائیگا۔ معارف القرآن میں
مروجہ تراجم ہی پر اکتفا کیا گیا ہے کیونکہ میرا اپنا
ترجمہ ابھی مکمل نہیں ہوا۔

(ص ۲ تا ۵)
کراچی اگست سنہ ۱۹۵۲ء

یہ دیباچہ جدید ایڈیشن کا ہے جو سنہ ۱۹۵۲ء میں ادارہ طلوع اسلام
کراچی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ جلد دوم ۔ کے ۷ × ۱۱ سائز کے ۳۷۶
صفحات پر مشتمل ہے۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے ان امور پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) مولف نے معارف القرآن میں سلف مفسرین کی طرح مسلسل تفسیر نہیں لکھی بلکہ مضامین قرآن کو تقسیم کر کے۔ ہر مضمون کے تحت قرآن میں جتنی آیات ملیں ان کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھی ہے۔

(۲) گویا معارف القرآن۔ مضامین قرآنی کا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ہے

(۳) مولف نے مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ سنہ ۱۹۴۹ء تک معارف القرآن کی چار جلدیں شائع کیں۔

(۱) جلد اول ۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۴۱ء المسمی بہ "اللہ"

(۲) جلد دوم ۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۴۵ء المسمی بہ "ابلیس وآدم"

(۳) جلد سوم ۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۴۵ء

(۴) جلد چہارم ۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۴۹ء المسمی بہ "معراج انسانیت"
سائز ۷ × ۱۰ صفحات ۸۳۲۔

(۴) مولف نے احباب کے اصرار پر جلد اول کو بعد میں جلد دوم قرار دیا اور اس میں ترمیم کر کے اس کی ضخامت بھی کم کی۔

(۵) پانچویں جلد دو حصوں پر مشتمل ہوگی جس کے عنوانات یہ ہونگے۔

(الف) انسان نے کیا سوچا

(ب) خدا نے کیا کہا۔

(۶) گو معارف القرآن میں مولف نے سلف ترجموں کے تراجم سے استفادہ کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ انکشاف کیا ہے وہ قرآن پاک کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ جو لیٹی و شاحت میں کسی کا محتاج نہ ہوگا۔

(۷) جلد دوم کے جس دیباچہ میں ان امور کا انکشاف کیا گیا ہے اس پر تاریخ اگست سنہ ۱۹۵۲ء ۔ کرانچی ہے۔

نمونہ تفسیر و تشریح

روح

قرآن کریم میں ملائکہ کے ضمن میں " روح " کا بھی ذکر آیا ہے۔ لیلتہ القدر کے متعلق کہا ہے۔

تنزل الملائکہ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر $\frac{۹۷}{۴}$

اس رات میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے قانون کے مطابق امور خیر کو لے کر (زمین کی طرف) اترتے ہیں۔

عربی زبان میں " روح " کے معنی توانائی کے ہیں۔ اسی کو دوسری جگہ " روح القدس " کہا گیا ہے۔ یعنی بڑی و سعتوں والی توانائی۔

قل نزله روح القدس من ربك بالحق ليثبت الذين آمنوا
و هدى و بشرى للمسلمين ۔ $\frac{16}{102}$

(اے پیغمبر) تم کہدو (یہ میرے جی کی بناوٹ نہیں ہے اور نہ
ہو سکتی ہے) یہ تو فی الحقیقت تمہارے پروردگار کی طرف
سے روح القدس نے اتارا ہے اور اس لیے اتاری ہے کہ وہ اس
سے ایمان والوں کے دل جما دے ۔
فرمانبردار بندوں کے لیے رہنمائی ہو۔ اور کامرانی و سعادت
کی خوشخبری ۔

" روح القدس " کا لقب " روح الامین " بھی ہے ۔

نزل به الروح الامین $\frac{26}{193}$

روح الامین اسے لے کر نازل ہوا ۔

یعنی ایسی قوت جو امین ہے یعنی امانت کی بہترین حامل اور امین عالم کی علم پرور
اس کا نام جبریل ہے ۔

جبریل و روح

قل من کان عدوا لجبریل فانه نزله علی قلبك باذن الله مصدقا
لما بین یدیه و هدی و بشری للمومنین ۔ $\frac{2}{97}$

(اے پیغمبر) جو لوگ جبریل کے دشمن ہیں ان سے کہدو کہ (یہ اللہ
کا کلام ہے جو) اس نے خدا کے حکم سے تمہارے قلب میں اتارا ہے اور
جو کچھ اس سے پہلے نازل ہوچکا ہے اس میں اس کی تصدیق موجود
ہے اس میں انسان کے لیے ہدایت ہے اور ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے
ہیں (فلاح و کامیابی کی) بشارت ۔
(ج ۔ ۲ ۔ ص ۔ ۹ ۔ ۲۵۸)

علامہ حسام الدین فاضل ۔ تفسیر فاضل ۔ طبع اول سنہ ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء (دکن)

یہ تفسیر جزاً جزاً شائع کی گئی نہ معلوم پوری ہوئی یا نہیں۔ پہلی جز سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ سنہ ۱۳۶۱ھ تک دو جز کی تفسیر چھپ چکی تھی۔ پیش نظر نسخہ میں صرف تعوذ و تسمیہ کی تفسیر و تشریح ہے۔ اس کا دیباچہ ۲۳ رمضان سنہ ۱۳۶۱ھ میں خود مولف موصوف نے لکھا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں۔

خیال ہوا کہ تقریر کی طرح ایک جامع اور مفصل تفسیر تصنیف
بھی کر دی جائے جو معتبر تفاسیر کی بہترین خلاصہ اور قرآنی
اسرار و معانی کا لاثانی مجموعہ ہو۔ جس میں احکام قرآنی
مفصل اور مذاہب اربعہ خصوصاً حنفی مذہب کے فقہی مسائل
مدلل طور پر بیان کیے جائیں بدعقیدوں اور مخالفین اسلام کے
اعتراضات کے جواب تشفی بخش دیئے جائیں۔ لغات کی تشریح
مشکل مسائل کی توضیح عام فہم ہو۔ قرآنی سورتوں اور
آیتوں کے فضائل و خواص لکھے جائیں کہ مسلمانوں کو تلاوت
قرآن کی ترغیب ہو اور اہل ایمان غلط وظائف و عملیات کے عوض
کلام الٰہی۔ اسماء حسنیٰ۔ مسنون ادعیہ و مستند اوراد سے
مستفید ہو سکیں۔

غرض یہ تفسیر کثیر معلومات کا ذخیرہ ہے جو دوسری
تفاسیر سے بے نیاز کر دے۔ ہر مضمون کے متعلق اس کے ماخذ
کا حوالہ حاشیہ پر دیدیا جاتا ہے ———— یہ مناسب
معلوم ہوا کہ جس قدر حصہ تصنیف ہو چکا ہے شائع کر دیا جائے
سردست دو جزو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

جو حصہ ہمارے سامنے ہے وہ ۶ × ۴ سائز کے صرف ۱۷ ــ ۳۲
صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ خود مؤلف کے صاحبزادے ابن الفاضل محمد جلال الدین
کے پریس جلالیہ پریس۔ حیدرآباد دکن میں سنہ ۱۳۶۱ھ میں طبع ہوا۔

—

مفتی احمد یار خان۔ اشرف التفاسیر (۱۳۶۳) المعروف
بہ تفسیر نعیمی ۔ تالیف سنہ ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء
=-=

اس وقت ہمارے سامنے جلد اول ہے جو پہلے پارے کی تفسیر ہے۔ یہ ۱۲×۱۰ سائز کے ۵۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اندازہ ہے کہ یہ تفسیر ۱۲ مجلدات پر مشتمل ہوگی۔ تفسیر ابھی مکمل طور پر نہیں لکھی گئی۔

اس تفسیر کے امتیازات اور خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) یہ مختلف تفاسیر کا نچوڑ ہے۔ مثلاً تفسیر روح البیان۔ تفسیر کبیر تفسیر عزیزی ۔ تفسیر مدارک۔ تفسیر ابن عربی وغیرہ

(۲) مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی تفسیر خزائن العرفان کی تفصیل ہے۔

(۳) بین السطور میں ترجمہ اردو مولانا احمد رضا خان کا ہے۔

(۴) آیات وسور میں باہمی ربط کو واضح کیا گیا ہے۔

(۵) شان نزول کی بھی تصریح کی گئی ہے۔

(۶) اولاً تفسیر ہے۔ پھر خلاصہ تفسیر اس کے بعد صوفیانہ تفسیر ہے۔

(۷) ہر آیت کے ساتھ علمی فوائد اور فقہی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

(۸) آریہ۔ نیچری۔ چکڑالوی مذاہب کے لوگوں کے اعتراضات کے جوابات دئے گئے ہیں۔

(۹) زبان۔ آسان اور صاف و شستہ استعمال کی گئی ہے۔

(۱۰) تاریخی نام "اشرف التفاسیر" (۱۳۶۳ھ) ہے۔

عبد السلام قدوائی ندوی - قرآن مجید کی پہلی کتاب
(تفسیر پارہ الم) تالیف سنہ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۲ء
-*-

یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی - لاہور میں موجود ہے۔ ۶×۵ سائز کے ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ لکھنؤ میں چھپی تھی۔ اس کے شروع میں مولف کا دیباچہ ہے۔ جو ۲۰ - جون سنہ ۱۹۴۲ء بمقام لکھنؤ لکھا گیا تھا۔ اس میں مولف نے اس تفسیر کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

(۱) قواعد و ضوابط کی فنی پیچیدگیوں کو کم سے کم کیا گیا ہے

(۲) قرآن مجید کو تعلیم کا محور بنایا جائے۔

(۳) قرآن مجید کے ساتھ ساتھ عام عربی زبان سے واقفیت بہم پہنچائی جائے تاکہ دوسری عربی کتابوں کا مطالعہ آسانی کے ساتھ کیا جا سکے۔

چونکہ قرآن کے طلبہ کے لیے یہ تفسیر لکھی گئی ہے اس کا انداز تدریسی ہے۔ اس کو چوبیس اسباق پر تقسیم کیا گیا ہے۔ جو صفحہ ۱۲۰ پر ختم ہو جاتے ہیں اس کے بعد سب الفاظ کے عربی سے اردو معنی کی ایک فہرست دی گئی ہے۔

اس تفسیر میں یہ باتیں قابل ذکر ہیں۔

(۱) قرآن مجید کے ساتھ عربی اور اردو ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔

(۲) مشق کے لیے ہر سبق کے تحت اور دوسرے عربی میں ترجمہ کے لیے اخلاقی قصوں کو بیان کیا گیا ہے تاکہ ترجمہ میں قیاس سے مدد ملے۔

(۳) عربی عبارات پر اعراب لگائے گئے ہیں۔

(۴) ہر صدر کے ساتھ چند ضروری صیغے شامل کئے گئے ہیں۔

(۵) قرآن مجید میں نئے الفاظ کے معانی کے ساتھ پہلے مصدر مادہ
اور ضروری صیغے بھی لکھدئے گئے ہیں۔

ہر سبق میں پہلے قرآن کا متن ہے۔ پھر اس کے ہر ہر لفظ کی علیحدہ
علیحدہ تشریح کی گئی ہے۔ اس کے بعد انہیں الفاظ کے مختلف مضمون کی مشق ہے۔
اردو میں ترجمہ کرایا گیا ہے۔ پھر ایک حکایت ہے جس پر اعراب لگوائے گئے ہیں۔
پھر عربی ترجمہ کے لیے اردو مشق ہے۔ اور آخر میں الفاظ مشکلہ کے معانی ہیں۔

شعبہ اشاعت قرآن۔ قرآن مجید (پارہ عم) طبع اول
سنہ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء

=•=

یہ نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری ۔ کراچی میں موجود ہے۔ ۸ × ۵ سائز کے ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ شعبہ اشاعت قرآن ادارہ دارالاسلام ۔ امرتسر کی طرف سے اس کو ترتیب دیا گیا ہے۔ اور برقی پریس۔ امرتسر میں سنہ ۱۹۴۳ء میں یہ طبع ہوا۔

طریقہ ترجمہ و تفسیر یہ ہے کہ ہر صفحہ پر دو کالم ہیں۔ ایک داہنی طرف ہے اس میں قرآن کا متن اور بین السطور میں اس کا معنوی ترجمہ ہے۔ بائیں کالم میں آیات کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے لکھا ہے۔ اور ہر ٹکڑے کے نیچے اس کے لفظی معنی لکھ دیئے ہیں تاکہ مبتدیوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس کے بعد دونوں کالموں کے نیچے حاشیہ میں ضروری تشریح و توضیح ہے۔ جس تفسیر کہا جاسکتا ہے۔

نمونہ سورۃ العصر

قسم ہے زمانہ کی کہ بیشک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور ایک دوسرے کو سچائی کی تاکید کرتے رہے۔ اور صبر کی فہمائش کرتے رہے۔

حاجی فتح اللہ مفتون ایزدی - راہ راست طبع اول سنہ ١٣٦٦ھ/١٩٤٦ء

یہ مختلف اخلاقی آیتوں کا مجموعہ ہے - کتب خانہ خاص (کو لین) میں اس کا نسخہ موجود ہے - یہ ١٠ × ٦ سائز کے ٢٠٤ صفحات پر پھیلا ہوا ہے - مولف نے اس کو سر نظامت جنگ کی ہدایت پر مسلمانوں کو عمل کی طرف راغب کرنے کے لیے ترتیب دی تھی - یہ سنہ ١٣٦٥ھ میں تالیف کی گئی اور غالباً سنہ ١٣٦٦ھ میں حیدر آباد دکن میں طبع ہوئی -

اس کے اندر آیات کے ساتھ ساتھ تین ترجمے ہیں - پہلا اردو پھر فارسی اور اس کے بعد انگریزی ترجمہ ہے - اردو ترجمہ مولوی فرمان علی کا ہے - فارسی ترجمہ زمانے نصیر الملک کا ہے جس میں تھوڑی سی تبدیلی کی گئی ہے - انگریزی ترجمہ علامہ عبداللہ یوسف علی کا ہے -

اس کتاب کے شروع میں سر نظامت جنگ (حیدر آباد دکن) کا دیباچہ ہے جس پر تاریخ ٢١ ربیع الاول سنہ ١٣٦٥ھ درج ہے - پھر مرتب مفتون ایزدی کا فارسی زبان میں "گزارش" ہے جس پر مذکورۃ الصدر تاریخ درج ہے -

—

محمد حسین پالوا — مضامین القرآن یعنی یہ تسہیل الفرقان۔ طبع اول سنہ ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء

یہ نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری (کراچی) میں موجود ہے۔ یہ ۱۰×۶ سائز کے ۵۲۰ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۱۳۶۸ھ میں مشہور آفسٹ پریس۔ کراچی میں طبع ہوا۔ اس وقت ہمارے سامنے صرف جلد اول ہے۔ یہ اسی کی تفصیلات ہیں۔ اس کے شروع میں مولف کا دیباچہ ہے جس میں مولف نے اس تالیف کے حالات و کوائف پر روشنی ڈالی ہے اور ساتھ ہی اغراض و مقاصد کو بیان کیا ہے۔ مولف رقم طراز ہیں۔

یہ ارادہ کیا کہ ایک فہرست مضامین (انڈکس) تیار کروں جو مختلف عنوانات کے تحت ہو۔ اور حروف تہجی کے لحاظ سے اس کو ترتیب دے کر کلام مجید کے مضامین بوقت ضرورت معلوم کرنے کے لیے کام میں لاؤں اور جامع مسجد (دفاتر سول لائنز) دہلی میں اپنے سلسلہ بیان میں ان مضامین کو لوگوں کے سامنے پیش کروں۔

(ص ۵)

چنانچہ مولف نے تالیف کے دور اول میں قرآن کو ترتیب وار پڑھ کر مختلف مضامین کے مفصل حوالہ جات کو ایک کاپی میں لکھ لیا۔ دوسرے دور میں حوالوں کو بہت مختصر کر کے مختلف عنوانات کے تحت لکھنا شروع کیا پھر تیسرے دور کے متعلق مولف رقمطراز ہیں۔

"تیسرا دور ترتیب کا کیا گیا جو سات سو صفحات کے قریب ہوا جب یہ سب کام سنہ ۱۹۲۱ء کے شروع میں مکمل ہو چکا"

(ص ۸)

اس تالیف کے مسودات کو ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء میں مولانا الیاس مرحوم کے کہنے پر مولانا ذکریا شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور نے دیکھا۔ ان کے بعد ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۴۰ء کو مفتی کفایت اللہ (دہلی) نے ان مسودات پر نظر ثانی کی۔ اس کے بعد غالباً ان حضرات کی سفارش پر مولف نے خود نظر ثانی کی اور اس کو مفصل کیا۔ ان ترمیم شدہ مسودات پر مولانا اعزاز علی مرحوم شیخ الادب دارالعلوم دیوبند نے نظر ڈالی۔ مولف نے ماہ رجب سنہ ۱۳۶۰ھ سے مسودات قسط وار بھیجنے شروع کیے نظر ثانی کی جب تکمیل ہوگئی تو اس تالیف کے صفحات آٹھ سو کے لگ بھگ ہوگئے۔

دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے یہ تالیف طبع نہ ہو سکی۔ اس کے سنہ ۱۹۴۷ء کے فسادات نے مہلت نہ دی تا آنکہ مولف ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور کوئٹہ میں قیام کیا۔ اب انہوں نے طباعت کی فکر کی۔ ایک دفعہ مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم کو مسودات دکھائے۔ موصوف نے تقریظ بھی لکھی ہے۔

مضامین القرآن کے پروگرام کے بارے میں مولف نے یہ صراحت کی ہے۔

حضرت والا (شبیر احمد عثمانی) کے اس حکم کی تعمیل میں جو کتاب کو پانچوں دور میں سے گزارا تو ضخامت ایک ہزار صفحات کے قریب ہوتی نظر آرہی ہے۔ کاغذ کی گرانی کے باعث پہلے جلد اول جو حصہ ایمان کے صرف دو ابواب پر مشتمل ہے شائع کی جارہی ہے اس کے بعد جلد دوم میں ایمان کے باقی ابواب ہوں گے تیسری جلد عبادات و احکام والے حصوں پر مشتمل ہوگی اور چوتھی جلد میں قصص القرآن سائنس اور متفرق مسائل والے تین حصے ہوں گے۔

انشاء اللہ ——— (ص ۔ ۱۰)

ابو البشیر محمد حسین پالوا۔

(۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۸ھ ~~ابو البشیر محمد حسین پالوا~~ یکم جولائی سنہ ۱۹۴۹ء ۔ جمعۃ المبارک)

مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپنی تقریظ میں معارف القرآن کی مندرجہ ذیل خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) ترتیب ایسی کہ مستقل ایک عنوان کے تحت مخصوص مضمون اور یوں علیحدہ علیحدہ آئتیں ہیں۔

(۲) ہر آیۃ پر حوالہ اور استشہاد بھی دیا گیا ہے۔

(۳) تبویب ابواب اس طرح پر کی گئی ہے کہ ہر مسئلہ جس کی نوعیت معلوم ہو اسی قسم کے باب میں آسانی سے نکل سکتا ہے۔

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سیرۃ قرآن کی رو سے مستقل ایک باب میں لکھی گئی ہے۔

(۵) ہر باب میں مسائل کو حل کیا گیا ہے اور جدید مباحث پر بھی سیر حاصل بحث موجود ہے۔

اس کتاب پر مولانا شبیر احمد کے علاوہ ان حضرات نے بھی تقاریظ لکھی ہیں۔

(۱) مولانا اعزاز علی۔ شیخ الادب۔ دارالعلوم۔ دیوبند

(۲) مفتی محمد شفیع۔ مفتی دارالعلوم۔ دیوبند (حال مقیم کراچی)

(۳) مولانا مناظر احسن گیلانی۔ صدر شعبہ دینیات۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔

(۴) ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ پروفیسر قانون۔ جامع عثمانیہ۔ حیدرآباد دکن (حال مقیم پیرس)

محمد ایوب علی کوکب شادانی نے مضامین القرآن کی تاریخ طباعت پر قطعہ کہا ہے۔ اس کے آخری شعر میں یہ مادہ تاریخ نکالا ہے۔

پے تاریخ طبعش بسے و نہ کم کردم و گفتم
نمودہ سہل کلک پالوا تفہیم قرآن را
۱۳۶۸ھ — ۲۹ — ۱۳۹۷

آغاز کتاب

باب نمبر ۱ اللہ

ہستی باری تعالیٰ

۱۔ اللہ کی پہچان

نمبر شمار	ترجمہ	پارہ	سورۃ	رکوع	آیۃ	صفحہ
۱۔	لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو بغیر علم ھد ایت اور کتاب منیر کے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لیے زمین	۱۷	۲۲	۱	۸	۴۳۰
	و آسمان کو مسخر کیا اور ظاھر و باطن کی تمام نعمتیں تم پر پوری فرما دیں۔	۲۱	۳۱	۱۳	۱	۵۳۵
۲۔	اللہ تعالیٰ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور خوب حول کو بیان کرتا ہے تاکہ	۲۰	۲۷	۷	۱۱	۲۹۹
	تم اس کو پہچانو اور عقل مند بن جاؤ۔	۲۷	۵۷	۲	۷	۷۰۰
۳۔	وہ اپنی قدرت دکھائے اور اپنی طرف رجوع ہونے والے بندے کو نصیحت یاد دلانے کے لیے نشانیاں دکھاتا ہے۔	۲۶	۵۰	۱	۸	۶۷۲

فیروز الدین روحی ۔ ترجمہ قرآن کریم مع تفسیر ۔ طبع اول سنہ ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء

پیش نظر نسخہ پارہ اول کی تفسیر پر مشتمل ہے ۔ یہ ۱۰×۸ سائز کے ۹۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔ سنہ ۱۳۷۰ھ میں کراچی میں چھپا ۔ مولف پرو فیسر دینیات تھے اور جامع مسجد کراچی ایرپورٹ پر خطیب تھے ۔

مولف نے طریقہ کار یہ رکھا ہے ۔ پہلے سورت کا تعارف کرایا ہے اور آیات اور ان کا اردو ترجمہ لکھا گیا ہے اور حاشیہ پر تفسیر ہے ۔ مثلاً سورہ بقرہ کا تعارف مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت کرایا گیا ہے ۔

(۱) اس سورت کا نام سورۃ البقرہ کیوں رکھا گیا ۔

(۲) اس سورت کا خلاصہ

(۳) سورہ بقرہ کا تعلق سورہ فاتحہ سے

(۴) سورہ بقرہ کو شروع میں کیوں رکھا گیا ۔

(۵) سورہ بقرہ کا نزول کس زمانے میں ہوا ۔

مولف نے دیباچہ میں بتلایا ہے کہ ان کے دل میں قرآن کی محبت مولوی محمد علی مرحوم نے پیدا کی اور اشاعت و تبلیغ کا ذوق مولوی شبیر احمد عثمانی مرحوم نے پیدا کیا ۔

سید عبد الدائم جلالی ۔ تفسیر بیان السبحان ۔ طبع اول سنہ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء

مولانا عبد الدائم جلالی مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری دہلی میں مدرس ہیں۔ ان کی یہ تفسیر سنہ ۱۳۵۶ھ سے بالاقساط رسالہ مولوی (دہلی) میں شائع ہوتی رہی۔ اور سنہ ۱۳۷۰ھ تک شائع ہو رہی تھی اور اس کے دس پارے مکمل ہو چکے تھے۔ مگر یکجا طبع نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ ناشر نے اپنی اور خریداروں کی سہولت کی خاطر اس کو پارہ پارہ کر کے علیحدہ علیحدہ چھپوانا شروع کیا ہے۔ اس کے دس پارے چھپ چکے ہیں جو کتب خانہ گنج بخش اکادمی ۔ گوالیار میں موجود ہیں۔ محترم رضا محمد صاحب (ڈائرکٹر گنج بخش اکادمی) نے اس تفسیر کے پہلے پارے کی نقل کر کے بھیجے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے پہلے پارہ کا حجم ۲۲۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اور یہ سنہ ۱۳۷۰ھ میں شائع ہوا ہے۔

تفسیر کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ پہلے متن قرآن۔ اس کے بعد تعارف۔ پھر شان نزول۔ اس کے بعد ربط آیات پھر ترجمہ و تفسیر اور آخر میں لب لباب۔

نمونہ تفسیر

الم۔ ذالک ———————— للمتقین۔

ترجمہ۔ الم۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کچھ شبہہ نہیں۔ پرہیزگاروں کے لیے رہنما ہے۔

تفسیر۔ الم۔ یعنی الف۔ لام۔ میم۔ کیونکہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کتاب الٰہی سے ایک حرف پڑھا اس کے واسطے ایک نیکی ہے اور اس کی نیکی کا ثواب دس گونا ہے ———

یعنی یہ وہی کتاب ہے جس کا گزشتہ کتابوں مین وعدہ کیا گیا
تھا اس کے حق و سچا ہونے مین کسی عقل مند کو شبہہ نہین
ہو سکتا ——— یہ کتاب پرہیزگار لوگون کو راہ بتاتی
ہے اس کے مضامین اور قواعد گواہون کو سیدھا راستہ
بتانیوالے اور بھٹکے ہوؤن کو راہ پر لانے والے ہین۔

———

مولانا ابوالاعلی مودودی۔ تفہیم القرآن۔ طبع اول سنہ ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء سنہ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء

اس وقت ہمارے سامنے تفہیم القرآن کی دو جلدین ہین جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول (سورہ فاتحہ تا سورہ انعام) مطبوعہ مکتبہ پریس۔ لاہور
سائز $\frac{1}{2}$ ۱۰ × ۷ صفحات ۶۶۳ سنہ ۱۹۵۱ء

(۲) جلد دوم (سورہ اعراف تا سورہ بنی اسرائیل) مطبوعہ مکتبہ پریس۔ لاہور
سنہ ۱۹۵۲ء سائز $\frac{1}{2}$ ۱۰ × ۷ صفحات ۶۱۷

جلد اول مین مولف کا دیباچہ ہے جس کے اہم اقتباسات یہ ہین

(۱) مین ایک مدت سے محسوس کر رہا تھا کہ ہمارے عام تعلیم یافتہ لوگون
مین روح قرآن تک پہنچنے اور اس کتاب پاک کی حقیقی مدعا سے
روشناس ہونے کی جو طلب پیدا ہوگئی ہے اور روز بروز بڑھ رہی ہے
وہ مترجمین و مفسرین کی قابل قدر مساعی کے باوجود ہنوز تشنہ ہے۔

(۲) اس کام میں میرے پیش نظر علماء اور محققین کی ضروریات نہیں ہیں اور نہ ان لوگوں کی ضروریات ہیں جو عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے حضرات کی پیاس بجھانے کے لیے بہت کچھ سامان پہلے سے موجود ہے۔ میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو ۔ (ص ۵ و ٦)

(۳) میں نے اس کتاب میں ترجمے کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں پابندیٔ لفظ کے ساتھ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کو غلط سمجھتا ہوں بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جہاں تک ترجمۂ قرآن کا تعلق ہے۔ یہ خدمت اس سے پہلے متعدد بزرگ بہترین طریقہ پر انجام دے چکے ہیں اور اس راہ میں اب کسی مزید کوشش کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔
(ص ۔ ٦)

(۴) لفظی ترجمے کے طریقے میں کسر اور خامی رہ جاتی ہے وہ پہلو تھے جن کی تلافی کرنے کے لیے میں " ترجمانی " کا ڈھنگ اختیار کیا ہے۔ میں اس میں قرآن کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کر دوں (ص ۔ ۱۰)

(۵) پھر چوں کہ قرآن کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ارشادات کا پس منظر بھی آدمی کے سامنے ہو اور یہ چیز ترجمانی میں پوری طرح نمایاں نہیں کی جاسکتی تھی اس لیے میں نے ہر سورے کے آغاز میں ایک دیباچہ لکھدیا ہے جس میں اپنی حد تک پوری تحقیق کر کے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ سورہ کس زمانہ میں نازل ہوا۔ اس وقت کیا حالات تھے اسلام کی تحریک کس مرحلے میں تھی۔ کیا اس کی ضروریات تھیں اور کیا مسائل اس وقت درپیش تھے۔ نیز جہاں کہیں کسی خاص آیت یا مجموعہ آیات کی کوئی الگ شان نزول ہے وہاں میں نے اسے حاشیہ میں بیان کر دیا ہے۔ (ص ۱۱)

(۶) حواشی میں میری انتہائی کوشش یہی رہی ہے کہ کوئی ایسی بحث نہ چھیڑی جائے جو ~~[illegible]~~ ناظر کی توجہ قرآن سے ہٹا کر کسی دوسری طرف پھیر دے۔ (ص ۱۱)

(۷) اس کتاب کو میں نے محرم سنہ ۱۳۶۱ھ (فروری سنہ ۱۹۴۲ء) میں شروع کیا تھا۔ پانچ سال سے زیادہ مدت تک اس کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ سورہ یوسف کے آخر تک ترجمانی اور تفہیم تیار ہوگئی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے ایسے اسباب پیش آتے چلے گئے کہ مجھے نہ تو آگے کچھ لکھنے کا موقع مل سکا اور نہ اتنی فرصت ہی میسر آسکی کہ جتنا کام ہو چکا تھا اسی کو نظر ثانی کر کے اس قابل بنا سکتا کہ کتابی صورت میں شائع ہوسکے اب اسے حسن اتفاق کہیے یا سوء اتفاق کہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۸ء میں مجھے پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ اور یہاں کچھ فرصت بہم پہنچ گئی جو اس کتاب کو پورے

میں جانے کے قابل بنانے کے لیے درکار تھی۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ جس غرض کے لیے میں نے یہ محنت کی ہے وہ پوری ہو اور یہ کتاب قرآن مجید کے فہم میں بندگان خدا کے لیے واقعی کچھ مددگار ثابت ہو سکے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔
(ص ۱۲)

نیو سنٹرل جیل۔ ملتان ابو الاعلیٰ
۷ ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۳٦۸ھ (۱۱ ستمبر سنہ۱۹۴۹ء)

صفحہ ۱۳ تک دیباچہ میں اس کے بعد صفحہ ۴۰ تک مقدمہ ہے جس میں ان جامع مسائل پر بحث کی گئی ہے جو بحیثیت مجموعی پورے قرآن سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے تفسیر شروع ہوئی ہے۔ جو سورہ فاتحہ سے سورہ انعام تک ہے۔ آخر میں فہرست موضوعات ہے جو نہایت مفید ہے۔ اس کی ترتیب حروف ابجد کے حساب سے رکھی گئی ہے۔ ہر موضوع کے تحت قرآن پاک کی سورتوں میں جہاں کہیں متعلقہ آیات آئی ہیں تفسیر کے صفحات کا حوالہ دے کر ان کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ تاکہ طالب کو سہولت ہے۔ یہ فہرست ٦۰۸ سے صفحہ ٦٦۳ تک پھیلی ہوئی ہے۔ بحیثیت مجموعی اس جلد کی ترتیب اس طرح رکھی ہے۔ فہرست مضامین۔ فہرست نقشہ جات (ارض القرآن سے متعلق نقشے دیئے گئے ہیں۔) دیباچہ۔ مقدمہ۔ تفسیر اور آخر میں فہرست موضوعات۔

دوسری جلد کی ترتیب بھی اسی انداز سے ہے۔ اس تفسیر میں جو امور مابہ الامتیاز ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) قرآن پاک کی عام فہم سلیس اردو میں ترجمانی و تفہیم۔

(۲) دل نشین انداز بیان مدلل تشریح و تعبیر۔

(۳) قرآن حکیم کے فطری طرز استدلال اور اس کی جامعیت پر حکیمانہ تبصرہ۔

(۴) مسائل فلسفہ اور قوانین کی مجتہدانہ تشریح

(۵) غیر اسلامی زندگی پر ناقدانہ تنقید

(٦) غیر اسلامی نظام ہائے زندگی کے مد مقابل نظام اسلامی
کا جامع اور مکمل نقشہ ۔

(۷) سابق کتب سماوی کی تحریفات کی نشاندہی ۔

(۸) اسلام اور جاہلیت کی تاریخی کشمکش پر بے لاگ تبصرہ ۔

نمونہ سورۃ بنی اسرائیل

سبحن الذی ــــــــــــــــــــــــ ھو السمیع البصیر ۔

ترجمہ ۔ پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور
کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے ۔ تاکہ
اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے ۔ حقیقۃ وہی ہے سب
کچھ سننے اور دیکھنے والا ۔

حواشی ۔ ۱ ۔ یہ وہی واقعہ ہے ۔ جو اصطلاحاً "معراج" اور "اسراء" کے نام
سے مشہور ہے ۔ اکثر اور معتبر روایات کی رو سے یہ واقعہ ہجرت سے
ایک سال پہلے پیش آیا ۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ
کی تفصیلات بکثرت صحابہ سے مروی ہیں ۔ جن کی تعداد ۲۵ تک
پہنچتی ہے ــــــ قرآن مجید یہاں صرف مسجد حرام
یعنی بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک حضور
کے جانے کی تصریح کرتا ہے اور اس سفر کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی کچھ نشانیاں دکھانا چاہتا ہے ——
اس سفر کی کیفیت کیا تھی ۔ یہ عالم خواب میں پیش آیا تھا یا بیداری
میں ۔ اور آیا حضور بذات خود تشریف لے گئے تھے ۔ یا اپنی جگہ
بیٹھے بیٹھے محض روحانی طور پر ہی آپ کو یہ مشاہدہ کرا دیا گیا
ان سوالات کا جواب قرآن مجید کے الفاظ خود دے رہے ہیں ۔
" سبحان الذی اسری " سے بیان کی ابتداء کرنا خود بتا رہا ہے ۔
کہ یہ کوئی بہت بڑا خرق عادت واقعہ تھا ۔ جو اللہ تعالیٰ کی
غیر محدود قدرت سے رونما ہوا —— ظاہر ہے کہ خواب میں کسی شخص
کا اس طرح کی چیزیں دیکھ لینا یا کشف کے طور پر دیکھنا ۔ یہ
اہمیت نہیں رکھتا کہ اسے بیان کرنے کے لیے اس تمہید کی
ضرورت ہو کہ تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ ذات جس
نے اپنے بندے کو یہ خواب دکھایا یا کشف میں یہ کچھ دکھایا
پھر یہ الفاظ بھی کہ " ایک رات اپنے بندے کو لے گیا " جسمانی
سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں ۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر
کے لیے یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے ۔ لہذا
ہمارے لیے یہ مانے بغیر اور کوئی چارہ نہیں کہ یہ محض ایک
روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ
تھا جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا ۔

(ص ۔ ۵۸۸ — ۵۹۱)

مولانا احمد سعید دہلوی ۔ تفسیر سورہ یوسف ۔ تالیف ۱۲ رجب سنہ ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء

یہ تفسیر لیاقت نیشنل لائبریری ۔ کراچی میں موجود ہے۔ ۶ × ۴ سائز کے ۱۲۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ دہلی میں چھپی تھی اس تفسیر کے "پیش لفظ" میں مولف نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دیگر سورتوں کی بھی تفسیر لکھی ہے اور قرآن کریم کی تیسیر اور تسہیل کا کام بھی کیا ہے۔ مولف لکھتے ہیں۔

قرآن شریف کے ایک ترجمہ کے سلسلے میں تقریباً دس سال پہلے میں نے مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی اور موتمر المصنفین کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم کیا تھا۔ اور اس ادارے کی سرپرستی میں اس اہم کام کو شروع کیا تھا۔ اللہ تعالی کے فضل سے یہ کام کئی سال کی محنت و کاوش سے پورا ہوگیا اس کے بعد میں نے تیسیر اور تسہیل کا کام شروع کیا اور کئی پاروں کی تسہیل القرآن کے نام سے ایک تفسیر بھی لکھی اسی زمانے میں سنہ ۱۹۴۷ء کا انقلاب رونما ہوگیا۔ اور میری توجہ بٹ گئی اور کام چھوٹ گیا ـــــ الحمد اللہ کہ باوجود اس پریشانی اور بے سروسامانی کے بھی مجھے قرآن شریف کی تکمیل کا فکر دامن گیر ہے۔ البتہ میں نے تسہیل القرآن کا خیال ترک کر دیا ہے اور صرف تیسیر کی تکمیل کرنا چاہتا ہوں اور خدا کے فضل سے چودہ ویں پارے کی تیسیر تک پہنچ چکا ہوں۔ انقلاب سے ایک سال پہلے صرف سات سورتوں کا ترجمہ شائع ہوچکا تھا ـــــ امید ہے کہ دو سال میں تیسیر کا کام پورا ہو جائیگا اور پھر پورا تیسیر قرآن شریف شائع ہو سکے گا۔

(ص ۔ ۴ و ۵)

(۱۶ ذی قعدہ سنہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۸ اگست سنہ ۱۹۵۲ء)

اس اقتباس سے ان امور کی صراحت ہوتی ہے۔

(۱) سنہ ۱۳۷۱ھ میں موتمر المصنفین نے مولانا احمد سعید کی نگرانی میں قرآن کا ترجمہ مکمل کر لیا تھا۔

(۲) سنہ ۱۹۷۱ھ سے قبل صرف سات سورتوں کا ترجمہ شائع ہوچکا تھا۔

(۳) سنہ ۱۳۷۱ھ میں مولف۔ چودھان پاروں کی "تفسیر" لکھ چکے تھے۔

نوٹ: مولانا احمد سعید نے تفسیر القرآن کا کام پورا کر لیا تھا جو بعد میں چھپ گیا تھا۔

مولانا احمد سعید نے سورہ یوسف کے علاوہ اور سورتوں کی تفسیر لکھی تھی جو شائع ہوگئی تھیں۔ چند یہ ہیں۔

(۱) تفسیر سورہ یونس۔ تالیف ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۵۲ء/۱۷ جمادی الاخری سنہ ۱۳۷۱ھ سائز ۶ × ۴ صفحات ۱۱۱ مطبوعہ دہلی۔

اس کے "پیش لفظ" میں مولف نے لکھا ہے۔

"سورہ یوسف کی طباعت اور اشاعت کے بعد ہی بعض احباب نے سورہ یونس کا تقاضا شروع کر دیا۔ اگرچہ میری خواہش تھی کہ پورے قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر طبع ہوتی ——————

لیکن احباب کے اصرار اور تقاضون نے مجھ کو مجبور کر دیا اور بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ سورہ یونس کے ترجمہ اور تفسیر کو شائع کر دیا جائے ——————

میں نے تفسیر میں اور قرآن کے ترجمے میں اپنے اکابر کا
پورا دھیان رکھا ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ
علیہ مولانا محمود الحسن صاحب بلکہ حکیم الامۃ مولانا
اشرف علی قدس سرہ العزیز تک کے تراجم کو پیش نظر
رکھا ہے اور ان تمام کو کاوش کے بعد ترجمہ اور تفسیر کو
مرتب کیا گیا ہے۔ احمد سعید

۵۔ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۲ھ

(۲) تفسیر سورہ بنی اسرائیل تالیف ۱۳۔ جمادی الاول
سنہ ۱۳۷۲ھ / ۲۹۔ جنوری سنہ ۱۹۵۳ء سائز
۶ × ۴ صفحات ۱۰۷ مطبوعہ دھلی۔

اس کے "پیش لفظ" میں مولف نے لکھا ہے۔
اگرچہ میری رائے اب بھی وہی ہے کہ تمام قرآن کو پورا چھپنا
چاہیئے تھا لیکن شرح میں بعض عوائق کی وجہ سے تاخیر
اور عوام کا شدا تقاضہ اسرار اس نے سورہ بنی اسرائیل کے
طبع پر مجبور کر دیا۔ احمد سعید

۷۔ شعبان سنہ ۱۳۶۲ھ

(۳) تفسیر سورہ کہف۔ تالیف ۲۱۔ رجب سنہ ۱۳۷۲ھ/
سنہ ۲۸۔ مارچ سنہ ۱۹۵۳ء سائز ۶ × ۴ صفحات
۱۵۱ مطبوعہ دھلی۔

اس "پیش لفظ" میں مولف لکھتے ھیں۔

میں کہیں عرض کر چکا ہوں کہ میری خواہش یہی تھی کہ پورے
قرآن کا ترجمہ بیک وقت شائع کیا جاتا۔ کیوں کہ قرآن شریف کی پہلی
منزل میں تفسیر کے ساتھ ساتھ تسہیل بھی مرتب کی گئی تھی اور یہ
سنہ ۱۹۲۷ء سے پہلے لکھی جا چکی تھی لیکن سنہ ۱۹۲۷ء کے بعد
اس تفصیلی شرح کے لیے وقت نے مساعدت نہیں کی اور میں نے مجبوراً
تسہیل کا کام چھوڑ دیا۔ صرف تفسیر لکھنے پر اکتفا کرنے کو مناسب
سمجھا ——— لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ بعض اہل
شوق کے اصرار پر میں نے یہ منظور کر لیا کہ تھوڑا تھوڑا حصہ ہی
شائع کیا جائے۔ میں آجکل اٹھارویں پارے کی تفسیر مرتب کر رہا
ہوں ——— آج سورہ کہف اور سورہ مریم کی تفسیر اور ترجمہ
شائع ہو رہا ہے۔ (ص ۔ ۲)

سورہ مریم کی تفسیر بھی اسی مجموعہ میں ہے۔

ترجمہ اور تفسیر کا طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ داہنی جانب متن قرآن
لکھا گیا ہے۔ بین السطور میں اردو ترجمہ ہے۔ پھر بائیں صفحہ پر تفسیر ہے۔

نمونہ ترجمہ سورہ بنی اسرائیل

سبحٰن الذی اسری ———

وہ خدا جملہ عیوب سے منزہ ہے جو اپنے بندے کو رات کے
وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا وہ مسجد
اقصیٰ جس کے گرد اگرد ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی
ہیں اس بندے کو لیجانے سے مقصد یہ تھا کہ ہم اس کو
اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھائیں بیشک خدا بڑا
سننے والا۔ بڑا دیکھنے والا ہے۔
(ص ۔ ۶)

احمد حسن فاضل ندوی ۔ تفسیر جدید ۔ تالیف سنہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء (قلمی)

یہ تفسیر نیشنل میوزیم آف پاکستان (کراچی) میں محفوظ ہے۔ تفسیر قلمی ہے

اور غالباً خود مولف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ چھوٹے سائز کی گیارہ کاپیوں پر لکھی

گئی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول (سورہ فاتحہ تا آیہ و لیمحص ما فی قلوبکم ۔ واللہ علیم بذات الصدور)
سائز ۷×۶ صفحات ۴۲۹

(۲) جلد دوم (سورہ نساء ۔ از ان الذین تولو منکم تا الا المستضعفین ۔۔۔ سبیلا)
سائز ۷ × ۶ صفحات ۴۴۰ ۔۔۔ ۵۱۵

(۳) جلد سوم (سورہ نساء تا اعراف آیہ خلف من بعدھم ۔ افلا تعقلون)
سائز ۷ × ۶ صفحات

(۴) جلد چہارم (سورہ اعراف ۹ ع ۱ تا ۲۱ ع ۱۱ ۶ ۔ وعواھم ۔۔۔ رب العالمین)
سائز ۷ × ۶ صفحات ۔

(۵) جلد پنجم (سورہ یونس رکوع ۳ ۔ ولو یعجل اللہ تا بنی اسرائیل ۔۔۔
واذ اردنا ۔۔۔ تدمیرا) سائز ۷ ۶ صفحات

(۶) جلد ششم (سورہ بنی اسرائیل ۔ وکم اھلکنا خبیرا ۔ تا سورہ حج ع ۱
والذین کفروا ۔۔۔ عذاب مہین) سائز ۷×۶ صفحات

(۷) جلد ہفتم (سورہ حج رکوع ۸ ۔ والذین ھاجروا ۔۔۔ خیر الرازقین ۔
تا سورہ لقمان رکوع ۳ ۔ ذالک بان اللہ ھوالحق ۔
ھو العلی الکبیر ۔) سائز ۷×۶ صفحات ۔

(۸) جلد هشتم (سورہ لقمان رکوع ۴ - الم تر ان الفلک ------ صبار شکور -
تا اختتام سورہ ص) سائز ۷ × ٦ صفحات ۔

(۹) جلد نہم (سورہ زمر تا آیت هو الذی ------ هو العزیز الحکیم)
سائز ۷ × ٦ صفحات ۔

(۱۰) جلد دهم (سورہ تبارک تا علیهم نار موصدہ سورہ بلد)
سائز ۷ × ٦ صفحات ۔

(۱۱) جلد یازدهم (سورۃ الشمس تا سورہ ناس)
سائز ۷ × ٦

اس تفسیر میں صفحوں کے مسلسل نمبر نہیں لگائے گئے ۔ صرف جلد اول اور دوم میں
نمبر وار نمبر هیں باقی میں نہیں ۔ نیشنل میوزیم (کراچی) کے کیٹلاگ سے معلوم هوتا هے کہ
اس کے ۱۳۵۷ اوراق هیں یعنی ۲۷۱۴ صفحات پر مشتمل هے ۔

یہ تفسیر قلمی صورت میں هے ۔ مولف کا انتقال هوگیا اس لیے یہ چھپ نہ سکی
اور میوزیم میں دے دی گئی ۔ مقدمہ کے مطالعہ سے معلوم هوتا هے کہ یہ نو سو ستہ ۹۵۲ اھ
میں پایہ تکمیل تک پہنچی ۔

مقدمہ جلد اول میں هے جس کے بعض اهم اقتباسات یہ هیں ۔

(۱) الحمد اللہ کہ وهی چیز آج یہ بندہ عاصی الحاج مولوی احمد حسن
(فاضل) لکھنوی ندوی ولد حکیم حافظ مولینا مولوی عبد السبحان
غفر لہ بذریعہ تفسیر هذا المسمی بہ تفسیر جدید پبلک کے آگے ایک
جدید انداز سے پیش کرتا هے ۔
(ص - ۲)

(۲) تفسیر جدید کی تالیف احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کی تفاسیر متداولہ سے کی گئی ہے۔ جیسے بخاری و مسلم و دیگر صحاح ستہ وغیرہ اور جیسے تفسیر کبیر ابن کثیر۔روح المعانی۔ روح البیان۔ اور فتح البیان وغیرہ۔ اور دو ترجمہ چند معتبر تراجم کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ جیسے ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی و ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب و ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ و ترجمہ مولینا عاشق الہی صاحب میرٹھی و ترجمہ علامہ محمود الحسن صاحب شیخ الہند احادیث وہی لی گئیں ہیں جو محدثین کے نزدیک صحیح معتبر اور قابل اعتماد ہیں۔ حصہ اعمال امام غزالی کی مشہور تصنیف احیاء العلوم کی ہر چہار جلد کا بالترتیب خلاصہ ہے۔

(ص۔ ۲۔ ج)

(۳) اول یہ کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کیجائے ———— دوسرا درجہ تفسیر کا یہ ہے کہ صحیح اور معتبر حدیث سے کی جائے ———— تیسرا درجہ تفسیر کا یہ ہے کہ مفسر صحابہ کے قول صحیح سے آیہ کی تفسیر کی جائے ———— چوتھا درجہ تفسیر کا یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر تابعین کے قول سے کی جائے ———— پانچواں درجہ تفسیر کا یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر ائمہ تفسیر کے اقوال سے کی جائے ———— (ـ د)

(۴) تفسیر جدید میں اصول خمسہ مذکورہ بالا کی سختی سے پابندی کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ جو کچھ بیان کیا گیا ہے لحاظ رکھا گیا ہے کہ معقول بھی ہو ———— جو چیز جہاں سے لی گئی ہے جابجا حوالہ جات درج ہیں۔ اختلافات مفسرین کے

موقعوں پر عموماً قول جمہور کو ترجیح دی گئی ہے۔ دوران تفسیر
میں پوری کوشش کی گئی ہے کہ زبان اور دوصاف سلیس ۔
با محاورہ اور عام فہم ہو جس کو ایک معمولی اردو دان بھی
آسانی سے سمجھ سکے۔

(ص ۔ ر)

اس مقدمہ میں آخر میں مولف نے لکھا ہے۔

احقر العباد بندہ، علی الحاج مولوی احمد حسن (فاضل)
لکھنوی ندوی ۔ بادامی باغ۔ لاہور
مورخہ ۱۰۔ نومبر سنہ ۱۹۵۲ء

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو مولف لکھنو کے رہنے والے تھے اور ان کا علمی تعلق ندوے سے تھا۔ مگر اس تفسیر کی تکمیل مغربی پاکستان کے دارالسلطنہ لاہور میں ہوئی ۔

<u>نمونہ سورہ الفاتحہ</u>

<u>(۱) الحمد اللہ رب العالمین۔</u>

سب تعریف (خواہ کسی شخص کی ہو یا کسی چیز کی) اللہ کو زیبا ہے
(کیونکہ اللہ ہی نے اس میں وہ قابل تعریف وصف پیدا کیا اس
لیے در اصل اللہ ہی قابل تعریف ہے) جو سارے جہان کا
پروردگار ہے۔

(٢) الرحمن الرحیم ۔

جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ (چنانچہ وہ دوست اور دشمن سب پر رحم و کرم فرماتا ہے ۔

(٣) مالک یوم الدین ۔

جو روز جزا کا مالک ہے ۔ (جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی جزا و سزا پانے کے لیے اپنی قبر سے اسی جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ زندہ ہوکر اٹھے گا)

(٤) ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔

(اے اللہ) ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں (اور بت پرستی اور زر پرستی اور حسن پرستی نہیں کرتے) اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں (کہ تو ہم کو اپنے سوا ہر قسم کی پرستش سے محفوظ رکھ)

(٥) اھدنا الصراط المستقیم

(اے اللہ) ہم کو (ہمارے دینی اور دنیاوی امور میں) راہ راست کی ہدایت کر ۔

(٦) صراط الذین انعمت علیہم ۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ۔

ان (نیک) لوگوں کے راستہ کی جن پر تو نے (اپنا) فضل و کرم کیا (جیسے انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور دیگر صالحین) نہ ان بد لوگوں کے (راستہ کی) جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا ۔
(جیسے یہودی لوگ کیونکہ وہ بت پرست اور زر پرست تھے)
اور نہ گمراہ لوگوں کے (راستہ کی جیسے نصاری کیونکہ وہ بت پرست اور حسن پرست تھے)آمین (ہماری دعا قبول فرما)

شعر

میں بلبل نالاں ہوں اک اجڑے گلستان کا
تاثیر کا سائل ہوں محتاج کو داتا دے

(ص ۱ و ۲)

نوٹ: تفسیر کا طریقہ یہ رکھا ہے کہ پہلے آیت کے ساتھ ترجمہ ہے۔ توسین میں ضروری توضیح ہے۔ پھر "فائدہ" کے عنوان سے ضروری تفسیر ہے۔

نمونہ تفسیر سورۃ العصر

اگر کسی شخص میں چار باتیں
نہیں ہیں تو وہ بڑے ٹوٹے میں ہے

۱۔ والعصر۔ قسم ہے (نماز) عصر کی (نماز عصر کی اس لیے قسم کھائی گئی ہے کہ کاروباری لوگ عموماً اس وقت خرید و فروخت میں زیادہ مشغول ہوتے ہیں جس سے نماز عصر کے فوت ہو جانے کا قوی امکان ہوتا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہوئی تو سمجھو کہ اس کا گھر بار لٹ گیا)

۲۔ ان الانسان لفی خسر۔ (اس لیے نماز عصر کی قسم کھا کر خدائے تعالی فرماتا ہے۔ بیشک انسان (اپنا متاع زندگی خرچ کرنے میں) ٹوٹے میں ہے۔

(۳) الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر۔

مگر (وہ لوگ ٹوٹے میں نہیں ہیں بلکہ فائدہ میں ہیں) جو (خدا اور رسول پر) ایمان لائے (یعنی خدا اور رسول کی باتوں کا یقین کیا خواہ وہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے) اور انہوں نے نیک اعمال کیے (یعنی محض یقین کرنا کافی نہیں جب تک کہ اس یقین کا اثر ان کی عملی زندگی میں نہ ظاہر ہو۔ گویا ان کی عملی زندگی ان کے ایمان قلبی کا آئینہ ہو) اور وہ ایک دوسرے کو (خدا و رسول کی بتائی ہوئی) اچھی اچھی باتوں کی تاکید کرتے رہے (یعنی ان کی نیک اعمالی صرف انہیں تک محدود نہ رہے بلکہ دوسروں کو بھی نیک اعمال بنانے کی کوشش کریں) اور وہ ایک دوسرے کو (راہ حق میں مصائب) برداشت کرنے کی تلقین کرتے رہے (تو جن لوگوں میں یہ چاروں باتیں موجود ہیں وہ یقیناً دنیا و آخرت دونوں جگہ فائدے میں ہیں۔ ورنہ ان کی زندگی بڑے ٹوٹے میں گزر رہی ہے ——

علامہ ابن کثیر ۔ تفسیر ابن کثیر (اردو ترجمہ) طبع اول سنہ ١٣٧٢ھ/ ١٩٥٢ء
=-=

یہ تفسیر نور محمد اصح المطابع (کراچی) کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔
مترجم کے متعلق اس ترجمہ میں صراحت موجود نہیں۔ اس تفسیر کی پانچ جلدیں ہیں۔
سب کا ترجمہ ہو چکا ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔

(١) جلد اول (پارہ اول تا پارہ ششم) اصح المطابع۔ کراچی
سائز ١٠×٦ سنہ ١٩٥٢ء صفحات ٥

(٢) جلد دوم (پارہ ہفتم تا پارہ یازدہم) اصح المطابع۔ کراچی
سائز ١٠×٦ سنہ ١٩٥٢ء صفحات ٤٤٧

(٣) جلد سوم (پارہ سیزدہم تا پارہ ہژدہم) اصح المطابع۔ کراچی
سنہ ١٩٥٢ء سائز ١٠×٦ صفحات ٥٣٨

(٤) جلد چہارم (پارہ نوزدہم تا بست چہارم) اصح المطابع۔ کراچی
سنہ ١٩٥٢ء سائز ١٠×٦ صفحات ٤٩٣

(٥) جلد پنجم (پارہ بست وپنج تا پارہ سیم) اصح المطابع۔ کراچی
سنہ ١٩٥٢ء سائز ١٠×٦ صفحات ٦١١

نمونہ ترجمہ

قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب
چھا جائے ۔ تو تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور
نہ وہ بیزار ہوگیا ہے ۔ یقیناً تیرے لیے انجام آغاز
سے بہتر ہے ۔ تجھے تیرا رب بلا بہت جلد انعام
دے گا اور تو راضی خوش ہو جائیگا ۔ کیا اس نے تجھے
یتیم پا کر جگہ نہیں دی ۔ اور تجھے راہ بھولا پاکر
ہدایت نہیں دی ۔ اور تجھے تنگدست پاکر تونگر نہیں
بنا دیا ۔ پس یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر اور نہ
سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ اور اپنے رب کے
احسانوں کو بیان کرتا رہ ۔

(ص ـ ٤١)
پارہ ـ ۳۰

حکیم احمد شجاع الایوبی الانصاری ۔ افصح البیان فی
مطالب القرآن ۔ تالیف سنہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء
-*
مطبوعہ جدید اردو ٹائپ پریس ۔ لاہور

ہمارے سامنے صرف جلد اول ہے جو ابتدائی پانچ پاروں پر مشتمل ہے۔

یہ $\frac{1}{2}$ ۸ × $\frac{1}{2}$ ۵ سائز کے ۳۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ طباعت درج نہیں۔ ابتداء

میں مولف نے "تعارف" کے عنوان سے اس تفسیر کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

جس ماحصل یہ ہے۔

(۱) قرآن کے لفظی ترجمہ ہی کو قرآن کا ترجمہ سمجھتا ہوں

(۲) اس تفسیر میں تفسیر بالرائے سے بالکل احتراز کیا ہے۔
البتہ ہر عقیدے اور دستور سے خالی الذہن ہوکر قرآن
پر غور و کیا ہے اور اپنے فہم کے مطابق سمجھنے اور
سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

(۳) قرآن کے متن کے نیچے اس کا لفظی ترجمہ لکھدیا گیا ہے۔

(۴) شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ کو مستند سمجھا گیا ہے۔
"البتہ تشریح ~~سے بدل دیا گیا ہے جو عہد~~ میں متروک
الفاظ اور غیر مانوس محاوروں کو ان الفاظ اور محاوروں
سے بدل دیا گیا ہے۔ جو عہد حاضر کی اردو زبانوں میں
رائج اور مستعمل ہیں" (ص ۔ ۲)

(۵) "اس لفظی ترجمہ کی تشریح میں ان تمام ترجموں اور
تفسیروں سے بھی استفادہ کیا ہے جو حضرت شاہ رفیع الدین
رحمتہ اللہ علیہ محدث دہلوی کے ترجمے کے بعد معرض
وجود میں آئے ہیں" (ص ۔ ۲ و ۳)

(٦) اس کی " تدوین میں یہ ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے کہ اس میں قرآن کی ہر آیت کوالگ الگ لکھاگیا ہے۔ ہر لفظ کے نیچے اس کا لفظی ترجمہ درج کردیا ہے۔ پھر آیت اور لفظی ترجمہ کےسامنے آسان اور سلیس اردو زبان میں قرآنی تصورات اور عربی محاورں کےمطالب کے مطابق لفظی ترجمہ کی تشریح کردی ہے۔ (ص ۳)

(٧) " میں نے تشریح میں انہی مترجمین اور مفسرین کی پیروی کی ہے جو عربی زبان کے وسیع علم سے بدرجہ کمال واقف ہونے کے علاوہ علم حدیث اور صحابہ کرام کے اقوال میں بھی بصیرت رکھتےہیں اور جن کو اپنی زہد و اتقا کی بدولت صحیح ذوق قرآنی کی سعادت حاصل ہے "۔ (ص۔۳)

(٨) میں نے تشریح میں ایسے اسماء کے ترجمے سے حتی الامکان پرہیز کیاہے جن کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے اور جن کا مفہوم کسی دوسری زبان کے اسماء سے ادا نہیں ہوسکتا مثال کے طور پر " ملائکہ " کا جو مفہوم عربی زبان میں ہے وہ " فرشتون " کے لفظ سے ادا نہیں ہوسکتا۔

(ص ۔ ٥)

(۹) اس تالیف کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ قرآن کے مطالب
کا بیان اتنا صحیح اور ان کا فہم ایسا آسان ہوجائے کہ
قرآن ہر شخص کی سمجھ میں آسکے۔ (ص ۔ ۷)

اس "تعارف" کے آخر میں تاریخ ۷ رمضان سنہ ۷۲ ۱۳ھ
مطابق ۱۰ مئی سنہ ۱۹۵۳ء درج ہے۔

نمونہ سورہ فاتحہ

لفظی ترجمہ سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا
مہربان ۔ خداوند دن جزا کا۔ تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں
ہم۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ دکھا ہم کو راہ
سیدھی ۔ راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے سوا
ان کے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کا۔

تشریحی ترجمہ وہ تمام حمد و ستائش جو معبود کی شان کے شایان ہے صرف اللہ کو
زیبا ہے جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ وہی اپنی مخلوق
کا پالنے والا ہے۔ اور وہی اس کا رکھوالا ۔ وہ
بڑا مہربان ہے اور اپنے بندوں پر ہمیشہ رحم فرماتا ہے ۔ حساب کے
دن وہی اپنے بندوں کے اعمال کا حساب لے گا۔ اے ہمارے پروردگار
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تیرے سوا کسی کو عبادت کے لائق
نہیں سمجھتے ۔ اور اقرار کرتے ہیں کہ ہم تیرے ہی بندے ہیں
اور اپنی زندگی کے فرائض ادا کرنے میں تیری ہی امداد کے طالب ہیں۔
(ص ۔ ۹ و ۱۰)

محمد احمد ابو الحسنات قادری ۔ تفسیر الحسنات یعنی البینات ۔ تالیف سنہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء
=.=

ہمارے سامنے جو جلد ہے اس میں ابتداء سے پانچویں پارے کے انیسویں رکوع سورۃ النساء تک کی تفسیر ہے ۔ یہ ۱۰ × ۷ سائز ۵۰۶ صفحات پر مشتمل ہے ۔ مقبول عام پریس لاہور میں چھپی ۔

جیسا کہ خود مولف نے دیباچہ میں صراحت کی ہے ۔ یہ تفسیر انہوں نے بزمانہ اسیری سکھر جیل میں شروع کی تھی ۔ ختم نبوت کی تحریک میں ناظم الدین حکومت کے زمانے میں مولانا موصوف ۲۶ و ۲۷ فروری سنہ ۱۹۵۲ء کی درمیانی شب کو ماخوذ ہوئے تھے ۔ مولف نے قید خانے میں آٹھ پاروں کی تفسیر مکمل کر لی تھی اس کے بعد جب رہا ہوئے تو یہ تفسیر ۲۲ پاروں تک پہنچا دی ۔ دیباچہ میں خود تحریر فرماتے ہیں ۔

آخر اس فقیر نے عزم مصمم کے ماتحت اس کام کو شروع کر دیا اور اس کا نام " تفسیر الحسنات یعنی بینات خلاصہ تفسیر آیات یا اقوال حسنات " رکھا گیا ۔ ایک سال کے بعد (سنہ ۱۹۵۳ء) جس میں بفضلہ آٹھ پارے مکمل کر لیے گئے تھے ۔ لاہور میں انکوائری کے سلسلے میں آنا پڑا اور لاہور ہائی کورٹ نے ہیبس کارپس کے ذریعہ ہماری نظربندی کو حبس بیجا قرار دے کر ہم کو بعدہ رہا کر دیا ۔ میں نے بعد رہائی بھی اس فریضہ کو جاری رکھا اور باوجود پریشانیوں کے بحمدہ تعالی اس وقت تک چوبیس پارے مکمل کر چکا ہوں ۔ (دیباچہ)

پیش نظر جلد میں صفحہ ۵۲ تک سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے جس پر تاریخ ۱۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۵۶ء درج ہے۔ گویا پیرہائی کے بعد لکھی گئی ہے۔

تفسیر کا انداز یہ ہے کہ پہلے شان نزول بتاتے ہیں پھر مضامین سورہ کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد حل لغات کرتے ہیں۔ پھر بامحاورہ اردو ترجمہ لکھتے ہیں۔ اس کے بعد فضائل سورہ بتاتے ہیں۔ اور آخر میں تفسیر شروع کرتے ہیں۔ پہلے ایک رکوع کی مختصر تفسیر کرتے ہیں اس کے بعد مفصل طور پر روشنی ڈالتے ہیں۔

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

الحمد اللہ رب العالمین	سب خوبیاں اللہ کو جو مالک و مختار ہے سارے جہان والوں کا۔
الرحمن الرحیم	بہت مہربان رحمت والا۔
مالک یوم الدین	روز جزا کا مالک
ایاک نعبد	ہم تجھی کو پوجیں
وایاک نستعین	اور تجھی سے مدد چاہیں
اھدنا الصراط المستقیم	ہم کو سیدھا راستہ پر چلا
صراط الذین انعمت علیہم	راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا
غیر المغضوب علیہم	نہ ان کا جن پر غضب ہوا
ولا الضالین	اور نہ بہکے ہوؤں کا۔ (ص۔ ۲)

عبد الماجد دریا آبادی ۔ تفسیر ماجدی ۔ طبع اول سنہ ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء

اس تفسیر کی سات جلدیں ہوں گی لیکن ہنوز تین جلدیں طبع ہوچکی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول (سورہ فاتحہ تا اختتام سورۃ النساء) سوا پانچ پارے

(۲) جلد دوم (سورۃ المائدہ تا سورۃ التوبہ خاتمہ) چھ پارے

(۳) جلد سوم (سورۃ یونس تا سورہ نحل) پونے تین پارے

مولانا عبد الماجد کی اس تالیف پر دیباچہ میں مولانا ابو الحسن ندوی نے اس طرح تبصرہ کیا ہے۔

تفسیر ماجدی اپنی بعض خصوصیات میں منفرد ہے اور تمام تفسیری ذخیرہ کی موجودگی میں اس کی بہر حال ضرورت تھی۔ قرآن مجید کے مضمون مقامات ایسے ہیں کہ ان میں قرآن کا اعجاز اور وحی محمدی کی صداقت پورے طور پر اس وقت تک عیاں نہیں ہوسکتی جب تک کہ ان آیات کا تاریخی پس منظر سامنے نہ ہو۔ اور جن اقوال و عقائد کی تردید یا نفی کی گئی ہو ان کی حقیقت و اصلیت اور ان کی اس دور میں اہمیت و مقبولیت و عمومیت معلوم نہ ہو۔ اس سلسلے میں مولانا عبد الماجد صاحب نے ایک نہایت قابل قدر خدمت انجام دی ہے — قرآنی واقعات و قصص دور مقامات و امکنہ۔ نیز اشخاص و اقوام و مذاہب و فرق سے متعلق انہوں نے اتنا مواد جمع کر دیا ہے جو یکجا نہیں مل سکتا پھر جہاں تک میری نظر پڑی ہے وہ مسلک سلف سے ہٹے نہیں۔ (ج ۔ ۲ ۔ دیباچہ)

مندرجہ بالا اقتباس جلد دوم سے ہے جو تاج کمپنی کی طرف سے سنہ ۱۹۵۴ء میں شائع کی گئی ہے۔ یہ جلد ۹ × ۱۱ سائز ۲۳۵ — ۴۲۰ — ۱۹۵ پر مشتمل ہے۔ غالباً پہلی جلد ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہوگی۔

نمونہ ترجمہ و تفسیر

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جد و جہد کرو تاکہ (ہر طرح) فلاح پاؤ۔

(المائدہ۔ رکوع۔ ۹ ۔ص۔ ۲۵۰)

آیت ۳۵

تفسیر۔ "(طاعتوں کے ذریعہ سے) "وسیلہ" کے معنی "قرب" کے ہیں۔

اہل لغت اور تابعین سب سے یہی معنی مروی ہیں۔ "یعنی بالوسیلۃ القربۃ" (ابن جریر) "توسلت الی فلان بکذا بمعنی تقربت الیہ" (ابن جریر) "الوسیلۃ القربۃ التی ینبغی ان تطلب بہا" (قرطبی) الوسیلۃ ہی القربۃ عن وائل والحسن و مجاہد و قتادہ وعطاء والسدی و ابن زید و عبد اللہ بن کثیر

(قرطبی) ————

جن لوگوں نے وسیلہ کے تحت میں بزرگان کی مستقلہ استعانت اور انبیاء و اولیاء سے استغاثہ جائز رکھا ہے انہوں نے عربی "وسیلہ" (بمعنی قرب کو) اردو کے وسیلہ (بمعنی ذریعہ) کا مرادف سمجھ لیا ہے اور ایسی شدید و فاحش غلطیاں نادر نہیں کہ کثیر الوقوع ہیں۔ علامہ آلوسی نے بڑے بسط و تفصیل سے اس موضوع پر گفتگو کی ہے اور لکھا ہے

واما اذا کان المطلوب منہ میتاً او غائباً فلا یستریب عالم انہ غیر جائز وانہ من البدع التی لم یفعلہا احد من السلف

(روح)۔ (میت یا غائب شخص سے دعا کرانے کے ناجائز ہونے میں کسی عالم کو بھی شک نہیں اور یہ ایک ایسی بدعت ہے جس کا ارتکاب سلف میں کسی نے بھی نہیں کیا ہے (ا ۔ص ۔ ۲۵۱)

نمونہ نمبر ۲

ترجمہ۔ جو لوگ اس امی رسول و نبی کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے ہاں
لکھا ہوا پاتے ہیں توریت اور انجیل میں[1] انہیں وہ نیک کاموں کا حکم
دیتا ہے۔ اور انہیں برائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں
جائز بتاتا ہے۔ اور ان پر گندی چیزیں حرام رکھتا ہے۔ اور ان پر سے
بوجھ اور قیدیں جو ان پر (اب تک) تھیں اتارے دیتا ہے۔ سو جو
لوگ اس (نبی) پر ایمان لائے اور اس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد
کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے سو یہی
لوگ تو ہیں (پوری) فلاح پانے والے۔

(الاعراف رکوع ۔ ۸ ۔ ص ۔ ۲۶۰
آیت ۱۵۷)

تفسیر۔ ۱۔ یہاں تک کہ اتنی تحریف و تصحیف کے بعد بھی یہ حوالے موجودہ
توریت و انجیل سے ابتک بالکل نہ دھل سکے چنانچہ توریت
میں ہے۔

(۱) خداوند تیرا خدا تیرے لیے۔ تیرے ہی درمیان سے
تیرے ہی بھائیوں میں۔ میری مانند ایک نبی برپا کریگا۔
تم اس کی کان دھریو (استثناء ۱۸ ۔ ۱۵)

(۲) اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو
اچھا کہا۔ میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ
جیسا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں
ڈالوں گا۔

(استثناء ۱۸ ۔ ۱۸)

(٦) "میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس ساری لوگ
ابد الآباد تک ستائش کریں گے" (زبور ۴۵ – ۱۷)

ستائش ہی کو عربی میں "حمد" کہتے ہیں اسم محمد صاف ترجمہ
ہے ستودہ کا۔

(۷) یسوع نے ان سے کہا کہ کیا تم نے کتاب مقدس میں نہیں پڑھا
کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر
ہوگیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں
عجیب ہے اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت
تم سے لے لی جائیگی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی
جائیگی اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں
گے مگر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا (متی ۲۱ – ۴۲ – ۴۴)

جس پتھر کو اسرائیلیوں (معماروں) نے ہیچ کرکے رد کیا تھا
وہ اسماعیل تھے آخر میں اسی اسماعیلی نسل کے ایک فرد کو نبوت
ملی اور نبوت بھی اس شان کی کہ یہود و نصاریٰ جو بھی اس سے
ٹکرائے چور چور ہوکر رہ گئے۔

(ص – ۳٦۰)

امین احسن اصلاحی ۔ مجموعہ تفاسیر فراہی ۔ طبع اول سنہ ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء

یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی ۔ لاہور میں موجود ہے ۔ اصل میں یہ مختلف سورتوں کی تفسیر ہے جو مولانا حمید الدین فراہی (۱۲۸۰ھ ـــ ۱۳۴۹ھ) کی عربی تالیف تفسیر نظام القرآن سے اردو ترجمہ کی گئی ہے ۔

پیش نظر نسخہ مرکنٹائل پریس ۔ لاہور میں سنہ ع میں طبع ہوا ۔ یہ ۱۰×۶ سائز کے ۴۵۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس مجموعہ میں پہلے فہرست مضامین ہے (۱ ـ ۱۶) پھر دیباچہ ہے (۱۷ ـــ ۲۰) پھر مولف کے حالات زندگی ہیں (۲۱ ـــ ۴۸) اس کے بعد مقدمہ تفسیر نظام القرآن ہے ۔ (۵۱ ـــ ۱۰۳) پھر مندرجہ ذیل سورتوں کی تفسیر ہے ۔

۱ ۔ بسم اللہ (۱۰۹ ـــ ۱۱۶)

۲ ۔ سورہ فاتحہ ۳ سورہ ذاریات ۴ ۔ سورہ تحریم ۔ ۵ سورہ قیامہ

۶ ۔ سورہ مرسلات ۷ ۔ سورہ عبس ۸ ۔ سورہ الشمس ۹ ۔ سورہ والتین

۱۰ ۔ سورۃ العصر ۱۱ ۔ سورہ فیل ۱۲ ۔ سورہ کوثر ۱۳ ۔ سورہ کافرون

۱۴ ۔ سورہ لہب ۱۵ ۔ سورہ اخلاص ۔

اس مجموعہ میں صرف سورہ اخلاص ۔ خود مولف نے اردو میں لکھی تھی ۔ بقول مترجم تفسیر نظام القرآن کے بعض اجزاء کے اردو ترجمے عرصہ ہوا ۔ دائرہ حمیدیہ (مدرسۃ الاصلاح ۔ اعظم گڑھ) کے اہتمام میں شائع ہوئے تھے ۔ مگر یہ متفرق صورت میں شائع ہوئے تھے ۔ مترجم نے ان کو یکجا کیا اور اپنے تراجم بھی شامل کئے ۔

نمونہ سورۃ العصر

زمانہ گواہی دیتا ہے کہ آدمی گھاٹے میں ہے مگر وہ جو ایمان لائے اور بھلائیاں کیں اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی مولف نے ان عنوانات کے تحت اس سورہ کی تفسیر کی ہے ۔

۱ ۔ سورہ کی دو تاویلین ۲ ۔ سورہ کا اجمالی مفہوم اور ماقبل سے اس کا تعلق ۳ ۔ لفظ عصر کی تحقیق ۴ ۔ زمانہ کی قسم کیون کھائی ۵ ۔ لفظ وتواصوا سے خلافت کا وجوب ۶ ۔ حق و صبر کی شرح اور ان کا باہمی تعلق ۷ ۔ سورہ کی وسیع تاویل اور جوامع الکلم مین سے ہونے کی وجہ ۸ ۔ ایمان کا حقیقی مفہوم وغیرہ وغیرہ ۔

عبد اللہ بن صدیق ۔ تفسیر صدیقی ۔ طبع اول سنہ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۵ع (دکن)

سردست ہمارے سامنے اس تفسیر کی صرف دو جلد ہین جن کی تفصیل یہ ہے ۔

(۱) جلد اول ۔ (فاتحہ تا پارہ سوم) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۳۷۵ھ
صفحات ۴۶۱

(۲) جلد دوم (پارہ لایحب اللہ تا واعلموا) مطبوعہ کراچی
سنہ ۱۳۷۵ھ صفحات ۶۲۵

اس تفسیر کو ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی (۸۲ حیدر آباد کالونی ۔ کراچی) کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے ۔

<u>تفسیر کی خصوصیات اور امتیازات</u>

۱ ۔ اسلوب بیان اور زبان عام فہم ہے ۔

۲ ۔ حقیقی معنون کے علاوہ اعتباری اور مجازی معنی بھی بیان کیے گئے ہین ۔

۳ ۔ نحوی مسائل بھی حل کر دئیے گئے ہین ۔

۴۔ ثابت کیا گیا ہے کہ تمام کتب حدیث اور مذاہب ائمہ قرآن
سے منحرف نہیں بلکہ اسی پر مبنی ہیں۔

۵) مخالفین اسلام کے اعتراضات کے شافی جواب دیئے گئے ہیں۔

۶۔ توحید کے بجائے اصل مسئلہ کی تحقیق کی گئی ہے۔

۷۔ تصوف اور علم اخلاق کے مضامین سہل ترین انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

۸۔ ربط آیات۔ محذوفات اور مقدرات کا بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ مسئلہ اعجاز قرآن کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۰۔ قرآن کو خود قرآن سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۱۔ مسئلہ نسخ کی تحقیق کی گئی ہے۔ کوئی آیت منسوخ نہیں۔

۱۲۔ احکام قرآن کو زمانہ حال سے منطبق کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

نوٹ۔ اس تفسیر کے چند پارے حیدرآباد دکن سے بھی شائع ہوئے تھے۔

<u>نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ</u>

تعریف اللہ ہی کی ہے۔ جو تمام عالموں کی پرورش کرنے والا ہے۔
—— جو رحمان و رحیم ہے —— روز جزا کا مالک ہے ——
ہم (تیری ہی بندگی کرتے ہیں) تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور
تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں —— ہم کو سیدھی راہ چلا
—— ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ——
نہ راستہ ان لوگوں کا جن پر غضب کیا گیا اور نہ راستہ گمراہوں
کا —— (ص۔ ۵ تا ۲۶)

مرزا بشیر الدین محمود ۔ تفسیر صغیر ۔ طبع اول سنہ ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء

یہ تفسیر امام جماعت احمدیہ ۔ بشیر الدین محمود کی ۔ تفسیر کبیر مفصل تفسیر ہے اور یہ مجمل ـــــ ادارۃ المصنفین ۔ ربوہ (ضلع جھنگ) کی طرف سے شائع کی گئی ۔ سنہ طباعت اور سنہ تالیف مذکور نہیں ۔ یہ تفسیر ۱۰ × ۶ سائز کے ۱۳۵۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔

صفحہ ۱ سے ۱۱۲ تک مضامین قرآن کی جامع فہرست ہے ۔ پھر صفحہ ۱ سے اصل تفسیر و ترجمہ شروع ہوا ہے ۔ مضامین قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے دور حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تفسیر لکھی ہے ۔ مثلاً یہ عنوانات ملاحظہ ہوں ۔

۱ ۔ نہر سوئز اور نہر پانامہ کی پیشین گوئی — ص ۔ ۱۱۳۴

۲ ۔ دخانی جہازوں کی پیشین گوئی — ص ۔ ۱۱۳۴

۳ ۔ ریل اور موٹر اور ہوائی جہازوں کی پیشین گوئی — ص ۔ ۱۳۶۶

۴ ۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی پیشین گوئی — ص ۔ ۱۲۲۰

۵ ۔ بادشاہتوں کی تباہی اور جمہوریتوں کے قیام کی پیشین گوئی ۔ — ص ۔ ۱۲۵۰

۶ ۔ کاسمک ریز اور بموں کی پیشین گوئی — ص ۔ ۱۱۳۶

۷ ۔ چڑیا گھروں کی پیشین گوئی — ص ۔ ۱۲۶۶

۸ ۔ پریس اور کتابوں کی کثرت اشاعت کی پیشین گوئی — ص ۔ ۱۲۶۷

۹ ۔ علم طبقات الارض کی ترقی کی پیشین گوئی وغیرہ وغیرہ ۔ — ص ۔ ۱۲۷۵

تفسیر کا انداز یہ ہے کہ ہر صفحہ کے بالائی حصہ پر متن قرآن کے ساتھ
اردو ترجمہ ہے (بالمقابل) اور پھر حواشی میں تفسیری نوٹس ہیں۔

نمونہ ترجمہ سورۃ العصر

والعصر ان الانسان ———————— وتواصوا بالصبر۔

میں (آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) زمانہ کو شہادت کے
طور پر پیش کرتا ہوں (کہ) یقیناً (نبیوں کا مخالف)[۲] انسان
(مجموعہ ہی) گھاٹے میں (رہتا) ہے مگر وہ لوگ جو (انبیاء
پر) ایمان لے آئے۔ اور (پھر) انہوں نے (موقعہ کے) مناسب
حال عمل کئے اور صداقت کے اصول پر قائم رہنے کی آپس میں
ایک دوسرے کو تلقین کی اور (پیش آمدہ مشکلات پر صبر سے کام
لینے) کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے رہے۔
(ایسے لوگ کبھی بھی گھاٹے میں نہیں پڑ سکتے)۔

(ص ۱۳۱۰)

۱۔ تفسیر میں مفسر کا نفسی رنگ بہر حال کہیں نہ کہیں
مترشح ہو جاتا ہے چونکہ مؤلف مسلک احمدیت کے پیشوا
ہیں اس لیے انہوں نے اس موقع پر "انسان" محض کو
"انسان مخصوص" بنا کر توسین میں وضاحت کی کہ
نبیوں کا مخالف انسان۔ یہ تشریح خود مؤلف کے مسلک
کا پتا دیتی ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود ۔ تفسیر صغیر ۔ طبع اول سنہ ۷۷ ۱۳ھ/ ۱۹۵۷ء

پہ نسخہ اسٹیٹ بینک لائبریری ۔ کراچی میں موجود ہے ۔ یہ جلدوں پر مشتمل ہے

جن کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) جلد اول (سورہ فاتحہ تا سورہ کہف) تقطیع ۸ × ٦

صفحات ۱۳۲٦

(۲) جلد دوم (سورہ کہف تا سورہ ناس) تقطیع ۸ × ٦

صفحات ۱۳۵۴

نمونہ تفسیر و ترجمہ

والعصر ان الانسان ـــــــــــــــ وتواصوا بالصبر ۔

میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے)زمانے کو شہادت کے طور پر پیش

کرتا ہوں (کہ)یقیناً (تمہوں کامخالف) انسان (ہمیشہ ہی)گھاٹے میں

(رہتا) ہے ۔ مگر وہ لوگ جو (انبیاء پر) پر ایمان لے آئے اور (پھر)

انہوں نے (موقعہ کے) مناسب حال عمل کیے اور صداقت کے اصولوں

پر قائم رہنے کی آپس میں ایک دوسرے کو تلقین کی اور (پیش آمدہ

مشکلات پر صبر سے کام لینے) کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے رہے

(ایسے لوگ کبھی بھی گھاٹے میں نہیں پڑ سکتے)

(ج ۔ ۲ ۔ ص ۔ ۱۳۱۰)

مولف چونکہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے انہوں نے آیہ کریمہ ان الانسان لفی الخ کی تشریح میں قوسین کے اندر " (نہیں کاٹے الف) انسان " تحریر فرمایا ہے جس سے اپنے مسلک کی تبلیغ بھی ہوتی ہے۔

امین احسن اصلاحی ۔ تفسیر سورہ فاتحہ ۔ طبع اول سنہ ١٣٨٠ھ/ ١٩٦٠ء

=-=

یہ کتاب ٩×٦ سائز ٣٦ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ١٣٨٠ھ/ ١٩٦٠ء میں اشرف پریس ۔ لاہور میں طبع ہوئی ۔ اس میں " بسم اللہ " اور سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے۔
مولف نے بسم اللہ کی تفسیر میں ان مضامین کو بیان کیا ہے۔

(١) اس آیت کی تاریخی حیثیت (٢) یہ آیت دعا ہے (٣) آیت کے اسماء حسنیٰ
(٤) قرآن مجید میں اس آیت کی جگہ ۔

سورہ فاتحہ کی تفسیر میں ان مضامین کو پیش نظر رکھا ہے۔

(١) سورہ کا مضمون (٢) سورہ کا اسلوب (٣) الفاظ اور جملوں کی تشریح
(٤) سورہ کا استدلالی پہلو (٥) رسالت کی ضرورت پر ایک دلیل
(٦) سورہ پر دعا کے پہلو سے ایک نظر (٧) سورہ پر دیباچہ قرآن ہونے کی حیثیت سے ایک نظر (٨) سورہ کا تعلق بعد کی سورہ سے

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

شکر کا سزاوار حقیقی اللہ ہے ۔ کائنات کا رب ۔ رحمان اور رحیم جزا و سزا کے دن کا مالک ۔ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ۔ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت بخش ۔ ان لوگوں کے راستہ کی جن پر تو نے اپنا فضل فرمایا ۔ جو نہ تو مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ ۔ (ص ۔ ١١)

عبد الدائم جلالی ۔ تفسیر مظہری (ترجمہ اردو) طبع اول سنہ ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء

-*-

یہ تفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تالیف ہے ۔ جو عربی زبان میں ہے ۔ اس

کا ترجمہ مولانا سید عبد الدائم جلالی (مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی) نے کیا ہے ۔

ابتک تین ابتدائی جلدیں اور ایک آخری جلد شائع ہوئی ہے جس کو ندوۃ المصنفین (دہلی)

کی طرف سے شائع کیا گیا ہے ۔ ان مجلدات کی تفصیل یہ ہے ۔

(۱) جلد اول (پارہ اول و دوم) مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس ۔ دہلی
سائز ۶ × ۱۲ صفحات ۵۶۸ سنہ ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء

(۲) جلد دوم (پارہ سوم و چہارم) مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس ۔ دہلی
سنہ ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء سائز ۶ × ۱۲ صفحات ۵۶۰

(۳) جلد سوم (پارہ پنجم و ششم) مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس ۔ دہلی
سنہ ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء سائز ۶ × ۱۲ صفحات ۵۵۵

(۴) جلد پانزدہم (پارہ نوزدہم و سیم) مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس ۔ دہلی
سنہ ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء سائز ۶ × ۱۲ صفحات ۶۰۰

جلد اول میں کوئی دیباچہ نہیں ابتداء ہی سے ترجمہ شروع ہو جاتا ہے ۔

نمونہ و آغاز

سورہ الحمد شریف کا نام "فاتحہ الکتاب اور ام القران" اس لیے
رکھاگیا ہے کہ یہ سورہ قرآن مجید کی اصل ہے۔ قرآن اسی سے
شروع ہوتا ہے۔ اور اسی سورۃ کو سبع مثانی کہتے ہیں۔ کیونکہ
اس کی بالاتفاق سات آیتیں ہیں اور نماز میں مکرا پڑھی جاتی
ہے یا اس لیے مثانی کہا گیا ہے کہ ایک بار مکہ میں نازل ہوئی
ہے اور ایک بار مدینہ میں۔ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ سورہ
فاتحہ مکی ہے۔ (ص ۔ ۱۰)

ابو عبداللہ قاضی شمس الدین۔ تیسیر القران تیسیر الرحمن۔ طبع اول سنہ
=*=

مولف موصوف کیمبل پور کے باشندے ہیں۔ مولانا حسین علی مرحوم سے شرف
تلمذ حاصل ہے۔ موصوف نے ان کی تقریر کے نوٹس بھی مرتب کیے ہیں۔ تحصیل علم سے
فارغ ہوکر مولف تفسیر قرآن کی طرف متوجہ ہوئے خود تحریر کرتے ہیں۔
"ارادہ ہوا کہ تفسیر لکھدی جاوے جسمیں وہ ضروریات و ربط وغیرہ
پوری کر دی جاویں جو قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والے کے لیے
لازمی اور لابدی ہیں اور خصوصاً توحید سامنے کی جاوے ———
سو اللہ تعالی نے توفیق دی اور تفسیر لکھنی شروع کی ———
جب ختم ہونے کو آئی تو پچھلے پندرہ پاروں کا مسودہ گم ہوگیا"
(ص ۔ ۲)

مولف نے ہمیں نہیں ماری اور احباب کے اصرار اور ہمت افزائی پر پھر

کو ہمت باندھی اور خدا کے

فضل و کرم سے اختتام پذیر ہوئی اور نام رکھی گئی

ساتھ " تیسیر القرآن بتفسیر الرحمن " کے

(ص ۔ ۲)

ہمارے سامنے صرف پہلی جلد ہے جو آغاز قرآن سے آیت کریمہ اللہ ملک السموات والارض و ما فیہن و ہو علی کل شئی قدیر ۔ پر ختم ہوتی ہے ۔ یہ ۸ $6\frac{1}{2}$ سائز کے ۶۲۳ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ میں تسنیم کمپنی گوجرانوالہ کی طرف سے شائع کی گئی ۔

غالباً مترجم نے ترجمہ شاہ رفیع الدین کا اختیار کیا ہے اور بعد میں کہیں کہیں اپنا ترجمہ بھی شامل کیا ہے ۔ ترجمہ کے بعد تفسیر کی ہے ۔ شان نزول ۔ ترکیب نحوی و صرفی وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی صرف تفسیر پیش کی ہے ۔ حواشی میں عربی زبان میں نوٹس ہیں اور تقریباً ہر صفحہ کے حاشیہ پر عربی تفاسیر کے اقتباسات درج کئے ہیں ۔

نمونہ ترجمہ بقرہ

الم

ترجمہ ۔ یہ کتاب ہے نہیں شک بیچ اس کے راہ دکھاتی ہے واسطے پرہیزگاروں کے وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں ۔

(ص ۔ ۱۸)

تشریحی ترجمہ ۔ الم۔ (اس کے معنی اللہ تو ہی جانتا ہے) یہ کتاب نہیں شک اس میں

(کہ یہ منجانب اللہ ہے اور اس کے سارے مضامین من و عن حرف بحرف

سچ ہیں۔ و ہی یہ بات کہ اس سے کون نفع اٹھائیگا اور مستفید ہوگا

اور کون محروم رہے گا۔ سو اس کاجواب یہ ہے کہ یہ کتاب) راہ بتاتی

ہے ڈرو والوں (پرہیزگاروں) کو (جواللہ تعالی سے ڈرتے ہیں اس

گروہ) جوایمان لاتے ہیں (ساتھ اللہ تعالی کے اور اس کے سارے

احکام کے اور دن قیامت کے) بن دیکھے (صرف قرآن کو سن کر اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی سن کر) اور قائم

رکھتے ہیں (یعنی ہمیش باوقت باشرائط و با اعتدال ارکان ادا

کرتے ہیں) نماز اور لاتے ہیں ساتھ اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے ان

کو خرچ کرتے ہیں (اللہ تعالی کی راہ میں اور مصارف خیر میں)

(ص۔ ۱۸)

نوٹ ۔ جیسا کہ مولف کے بیان سے معلوم ہوتاہے یہ تفسیر مکمل ہے۔پنجاب یونیورسٹی

لائبریری ۔ لاہور میں اس کی صرف پہلی جلد مطالعہ میں آئی ۔ ممکن ہے

دوسری مجلدات بھی شائع ہوئی ہوں۔

سید شاہ محمد القادری العطاری ۔ تفسیر القرآن (سورۃ الفاتحہ) تالیف سنہ

یہ تفسیر صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل ہے اور ابو القاسم سید شاہ محمد القادری العطاری کی تالیف ہے ۔ $\frac{1}{2}$ ۹ × ۷ سائز کے ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔ محبوب دیہ مشین پریس حیدر آباد دکن میں طبع ہوئی ۔

کتاب کے شروع میں دیباچہ وغیرہ نہیں اس لیے تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں ۔ سنہ طباعت اور سنہ تالیف کا بھی پتا نہیں ۔ یہ نسخہ کتب خانہ خاص ۔ کراچی میں موجود ہے ۔

نمونہ ترجمہ تفسیر

۱

صراط الذین انعمت علیہم

راہ ان مقبولان بارگاہ کی بتلایا او سیدھا چلا جن پر تیری دینوی و دینی برکتیں نازل ہوئیں اور جنہیں تو نے ہر قسم کے روحانی و مادی ترقیات سے سرفراز فرمایا ———

حل لغات

صراط ——— بڑی شاہ راہ ۔ الذین ۔ وہ لوگ ۔ انعمت ۔ تو نے انعام و اکرام کیا ۔ سرفراز فرمایا ۔ علی ۔ پر ۔ ھم ۔ وہ لوگ

حل مطلب

۱ ۔ صراط المستقیم ۔ یعنی سیدھی راہ ۔ شاہراہ کی توضیح فرمائی جارہی ہے تاکہ ہر شخص یہ خیال نہ کرے کہ جس طریقہ و طرز زندگی میں وہ چل رہا ہے ۔ وہی سیدھی راہ ہے ۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا

جا رہا ہے کہ ہر گروہ اپنے اپنے عقاید و اعمال پر شادان

و نازاں ہے یہی سمجھ کر کہ وہ سیدھی راہ ہے اس غلط فہمی

کو توڑنے کے لیے ارشاد ہو رہا ہے کہ دعا اس صراط

مستقیم کی کرو جو خدا کے برگزیدہ و پسندیدہ بندوں کی ہے۔

اب سوال یہ ہوگا کہ وہ خدا کے برگزیدہ و سرفراز شدہ کون لوگ ہیں۔

یوں تو ہر فرقہ اپنی اپنی جگہ اپنے بزرگان ملت کو برگزیدہ و مقبولان

خداوندی سمجھتا ہے۔ اور ان کے طریقوں میں ہوں کو سیدھی راہ۔ لہذا یہ

دیکھنا چاہیئے کہ عقلاً و نقلاً یہ کون لوگ ہوسکتے ہیں جن کی راہ سیدھی ہے

اور ان کی راہ پر چلنے کی دعا مانگی جاوے ——————

(ص ۔ ۴۸ و ۴۹)

محمد حنیف ندوی ۔ تفسیر سراج البیان المعروف بہ تلخ الایمان ۔ تالیف

اس تفسیر کا نسخہ اسٹیٹ لائبریری بہاولپور میں موجود ہے ۔ یہ ۱۲x۸ سائز کے ۵۷۶ صفحات پر مشتمل ہے ۔ سورہ فاتحہ سے سورہ یوسف تک کی تفسیر ہے ۔ مطبع دین محمدی ۔ لاہور میں چھپی ۔

اس تفسیر میں جو ترجمہ ہے وہ شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجموں سے مستفاد ہے ۔ ترجمہ کے ساتھ فوائد و حواشی ہیں اور حل لغات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے ۔

نمونہ ترجمہ وتفسیر سورہ فاتحہ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو کل جہان کا پروردگار ہے[۲] بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ انصاف کے دن کا مالک ہے[۳] ۔ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں[۴] ۔ ہمیں سیدھی راہ پر چلا ۔ ان کی راہ جن پر تونے اپنا فضل کیا ۔ نہ ان کی راہ پر جن پر غصہ ہوا اور نہ بھٹکنے والوں کی ۔

(۲) خدا کے متعلق قرآنی تخیل یہ ہے کہ وہ ساری کائنات کا رب ہے ۔ اس کی خدائی زمان و مکان کی قیود سے بالا و بلند ہے ۔

(۳) مکافات عمل کی آخر صورت فیصلے کا دن ہے جس میں کسی کو مداخلت کا حق نہیں وہ تنہا تمام جھگڑوں کو نپٹائیگا والامر یومئذ للہ ۔

(۴) قرآن کا یہ احسان ہے ساری دنیائے انسانیت پر کہ اس نے بندہ و خدا کے درمیان جتنے پردے حائل تھے چاک کر ڈالے ۔ اب ہر شخص براہ راست اسے پکار سکتا ہے ۔ نہ عبادت کے لیے کسی وسیلے کی ضرورت ہے نہ استعانت کے لیے کسی شفیع کی حاجت ۔

(ص ۔ ۲)

غلام وارث — تبیان القرآن "روح صدق" طبع اول سنہ

=*=

یہ صرف پہلی جلد ہے جو سورہ فاتحہ سے سورہ نساء تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ مولف موصوف ایم۔ایس۔سی ہیں۔ ایرا یبو کلشن ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہیں۔ یہ تفسیر ۱۰×۶ سائز کے ۲۱۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ نہ مطبع کا نام ہے نہ سنہ تالیف درج ہے۔

مولف نے دیباچہ میں اس تفسیر کے محرکات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے۔

زیر تفسیر میں اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق علوم قرآن کی تفاسیر سلف اور جدید تحقیقات سائنس کی روشنی میں پیش کیا جاوے اور جو حضرات علوم حاضرہ سے کسی خلجان میں مبتلا ہوگئے ہوں ان کی الجھنوں کو نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں دور کرکے ان کے قلوب میں علوم قرآن حاصل کرنے کا ذوق پیدا کیا جائے۔ (دیباچہ)

مولف نے پیش نظر جلد میں علامہ طنطاوی جوہری۔ مولانا شبیر احمد عثمانی مولوی اشرف علی۔ مولوی ابوالکلام آزاد۔ اور مولانا عبدالماجد دریابادی وغیرہم کے تراجم۔ حواشی اور تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔

یہ نہیں معلوم ہو سکا تبیان القرآن کی اور مجلدات شائع ہوئیں
یا نہیں۔ مؤلف نے ترجمہ تفسیر کا انداز یہ رکھا ہے کہ ہر صفحہ کے بالائی
حصہ پر متن قرآن کے ساتھ بین السطور میں ترجمہ دیا ہے پھر حواشی
میں آیات کے نمبروں کی نشاندہی کے ساتھ تفسیری نوٹس ہیں۔
جابجا دوسرے مذاہب کی کتب دینی سے استفادہ و استدلال کیا ہے
انگریزی کتابوں کے بھی حوالے ہیں۔ ترجمہ قرآن میں ذرا آزادی ہے۔
مؤلف عربی سے زیادہ واقف معلوم نہیں ہوتے اس لیے انہوں نے مشتر
اردو تفاسیر کا ذکر کیا ہے۔ اور جوہری کی تفسیر کا غالباً اردو ترجمہ
پڑھا ہوگا۔

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

الحمد للہ رب العالمین ———— ولا الضالین۔

(۱) کل حمد و ثنا اور (۲) تمام شکر گزاری اللہ ہی کے لیے ہے
جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ روز انصاف
کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تیری ہی
امداد کے خواستگار ہیں۔ ہمیں راہ استقامت پر چلا۔
سیدھی راہ
ان مہربان الٰہی گزاشتہ جن کو تو نے انعام دیا نہ کہ ان
لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا۔
ہو حق (ص ۱ و ۲)

مولف نے ترجمہ میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے

چھوڑ دیا۔ بہتر ہوتا کہ تشریحی الفاظ توسین میں رکھتے

تاکہ خلط ملط نہ ہوتا اور ایزاد کردہ الفاظ صاف نظر

آتے۔ اس قسم کی بے احتیاطیوں سے مستقبل میں بات کہیں

سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ اور حقیقتہ تفسیر و تشریح میں گم

ہوکر رہ جاتی ہے۔

تفسیر میں مولف پر مولانا ابوالکلام آزاد اور

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا رنگ زیادہ غالب ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے اس پر نظر ثانی کی ہے اس لیے

یہ حال کی تالیف معلوم ہوتی ہے۔

حمید اللہ ۔ حواشی ترجمہ مولانا عبد القادر دہلوی ۔ تالیف سنہ

-'-

مولانا حمید اللہ سراوہ والے نے شاہ عبد القادر کے ترجمہ حاشیہ لکھا تھا۔ جو اب نایاب ہے۔ مولف مسلک اہل حدیث سے متعلق تھے۔ تقریباً سنہ ۱۲۶۵ھ میں قصبہ سراوہ میں پیدا ہوئے۔ مولوی محمد خلیل سے جملہ علوم کی تحصیل کی اور پھر تالیف و تصنیف میں مشغول ہوگئے۔ آخر عمر میں زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے اور وہیں سنہ ۱۳۲۰ھ میں وفات پائی۔

حاشیہ کے علاوہ موصوف کی مندرجہ ذیل تصانیف بھی ہیں

(۱) خیر کثیر و دفع ضرامو

(۲) نصیحۃ الاخوان

(۳) خطبات التوحید وغیرہ

مولف ممدوح مدرسہ مطلع العلوم میرٹھ میں ایک عرصہ تک پڑھاتے رہے۔

مولوی عبد التواب غزنوی آپ کے تلامذہ میں تھے۔

مولوی شوکت حسین نے آپ کے وصال پر قطعہ تاریخ لکھا تھا۔

تاریخ یہ ہے۔

بگرد اے شوکت از سر اندوہ
خود بگو آں سن سال او "غفران"
۱۳۲۰

ابو یحییٰ امام خان ۔ تراجم علمائے حدیث ہند ۔ ص ۔ ۲۱ - ۲۱۹

حاجی محمد یوسف حسین۔ ترجمہ تفسیر کبیر کامل مولفہ امام رازی۔ تالیف
=*=

یہ نسخہ ناقص الاخر ہے۔ کرزن اسٹیم پریس۔ دہلی میں عرصہ

ہوا چھپا تھا۔ یہ ۱۲ x ۸ سائز کے ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کے اختتام پر اس آیہ کی تفسیر ہے۔

ان الذین کفروا لو ان لهم ما فی الارض جمیعا و مثله معه

لیفتدوا به من عذاب یوم القیامة ما تقبل منهم ————

یہ نسخہ بھی غالباً کتب خانہ سید نذیر الدین مرحوم (دہلی)

میں مطالعہ کیا تھا۔

سید شریف حسین ۔ آثار حیدری ۔ طبع اول سنہ ([illegible])
-.-

یہ تفسیر در اصل عربی میں ہے جو حضرت امام حسین عسکری علیہ السلام کی طرف منسوب کی جاتی ہے ۔ اس کو امامیہ کتب خانہ ۔ لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا ہے ۔ یہ ۸ × ۶ سائز کے ۵۹۱ صفحات پر مشتمل ہے ۔

یہ تفسیر مسلسل پاروں کی تفسیر نہیں ۔ بلکہ مختلف [illegible] متشابہ آیات کی تفسیر ہے ۔ اس ایک نسخہ لیاقت نیشنل لائبریری ۔ کراچی میں موجود ہے ۔

نمونہ نقل نہیں کیا گیا

محمد علی اسحاق ۔ تفسیر سورہ یٰسین ۔ منظوم ۔ تالیف

یہ تفسیر پنجاب یونیورسٹی ۔ لاہور کے کتب خانہ میں ہے ۔ اس کا سرورق نہیں اس لیے سنہ طباعت اور مطبع کا علم نہ ہو سکا ۔ یہ تفسیر ۹ × ۵ سائز کے ۸۵ صفحات پر مشتمل ہے ۔

شروع میں حمد ہے پھر نعت ۔ اس کے بعد خواجہ محمد سلیمان کی منقبت ہے ۔ پھر غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی، بابا فرید گنج شکر کی منقبت ہے ۔ صفحہ ۷ سے تفسیر اس طرح شروع ہوتی ہے ۔

آغاز

کوئیوں کے قول کو گر پوچھو تم — ہیں بیاسی اس میں آیت کلہم

سات سو تیس ہیں کلمات کل — حرف ہیں کل سہ ہزار ایک سو گل

پانچ اس سورت میں آئے ہیں رکوع — پڑھ کے بسم اللہ کو اس کو شروع

صفحہ ۱۸ تک تمہیدی اشعار ہیں جس میں قرآن پڑھنے کا طریقہ اور آداب ۔ احادیث نبویہ وغیرہ کے تحت اشعار ہیں پھر صفحہ ۱۹ سے اصل تفسیر شروع ہوتی ہے ۔ شان نزول کے بعد مفسر لکھتا ہے ۔

یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین ۔ قسم ہے یکے قرآن کی تو ہے سچے نبیوں سے

یعنی اے سید قسم قرآن کی — حکم میں ہے وہ جو محکم اور قوی

ان میں سے تحقیق تو ہے خلق پر — ہے جو بھیجا ہوا نبی پیشوا ۔

(ص ۔ ۹)

خاتمہ اس طرح ہوتا ہے

سبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئی والیہ ترجعون ۔

پس پاکی ہے اس ذات کو کہ بیچ ہاتھ
اس کے کے ہے بادشاہی سب چیزو ن
کی اور طرف اسی کے پھیرے جاؤگے

پس ہے پاکی اور بے عیبی اسے —— دست قدرت میں ہے جس کے کل شئے
پھر اس کی طرف تم سب جاؤگے —— خیر اور شر کی جزا تم پاؤ گے
دوستوں سے وعدہ حسن جزا —— دشمنوں کو وعید بد سزا

(ص ۸۵

مفتی شوکت علی فہمی - مضامین القرآن - طبع اول

-*-

یہ نسخہ کتب خانہ غمگین اکادمی - گوالیار میں موجود ہے۔ ۸ × ۵

سائز ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں قرآن پاک کے تمام مضامین کو حروف ابجد کے حساب سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ہم اس کو مستقل تفسیر تو نہیں کہہ سکتے البتہ مشتمل بر تفسیر و ترجمہ ضرور کہہ سکتے ہیں۔

نمونہ ترجمہ

الف

اللہ کل جہان کا پروردگار ہے

ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لیے سزاوار ہے۔ جو سارے جہان کا پروردگار ہے بڑا مہربان۔ نہایت رحم والا اور انصاف کے دن کا مالک ہے۔

(سورہ فاتحہ)

اللہ کی عبادت کیا کرو

اے لوگو جس نے اگلی نسلوں کو پیدا کیا اس کی عبادت کیا کرو۔ عجب نہیں کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ اس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بنایا اور آسمان کی چھت اور پھر آسمان سے پانی برسا کر تمہارے لیے کھانے کی پھل پیدا کیے ———

(پارہ الم - سورۃ البقرہ - رکوع نمبر ۳)

اللہ ہی جلاتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے۔

تم کیا۔۔۔۔۔۔ انکار کر سکتے ہو۔ تم تو مردہ تھے
اس نے تمہارے اندر جان ڈالی پھر وہ تمہیں
مار ڈالے گا۔۔۔۔۔۔
اور تم اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے (پارہ الم۔
سورۃ البقرہ۔ رکوع نمبر ۳

اللہ اور اس کے رسولوں کا دشمن

جو کوئی اللہ کا۔ اس کے فرشتوں کا اس کے
رسولوں کا اور جبرئیل و میکائیل کا دشمن
ہے تو اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔
(پارہ الم۔ سورۃ البقرہ۔ رکوع نمبر ۱۲)

نوٹ۔ مندرجہ بالا معلومات محترم رشا محمد حضرت لسی نے گوالیار سے
فراہم کی تھیں۔ مندرجہ بالا تالیف دہلی میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب
گویا تمام مضامین قرآنیہ کا خلاصہ ہے جن کا تعلق انسان کے دنیوی
اور دینی امور اور معتقدات سے ہے۔

میرزا بشیر الدین محمود احمد ۔ تفسیر سورۃ الکہف ۔ طبع اول سنہ
=-=

یہ تفسیر دفتر تحریک جدید قادیان کی طرف سے شائع کی گئی تھی ۔

۸ x ۱۰ سائز کے ۱۴۹ صفحات پر مشتمل ہے ۔ مطبع ضیاء الاسلام ۔ قادیان میں

طبع ہوئی ۔

صفحہ ۱۱ تک اس سورۃ کا تعارف ہے ۔ اس میں زمانہ نزول ۔

سورہ کہف کا سورہ بنی اسرائیل سے تعلق ۔ سورہ کہف کا خلاصہ اور ترتیب ۔

سورہ کہف میں دجال کے فتنہ کا ذکر وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے ۔

صفحہ ۱۱ سے تفسیر شروع ہوتی ہے ۔ اس کا انداز یہ ہے ۔ صفحہ کے

بالا حصہ پر متن قرآن کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ ہے پھر نیچے حل لغات کے بعد

تفسیر ہے ۔ جس میں اختصار سے کام لیا گیا ہے ۔ دوسری کتب مذاہب اور جدید کتب کے

حوالوں کو بھی بیان کیا گیا ہے ۔ نیز سلف مفسرین کو بھی سامنے رکھا گیا ہے ۔

نمونہ ترجمہ

الحمد اللہ الذی انزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل لہ عوجا قیما لینذر

کامل تعریف اللہ (تعالیٰ) کے لیے (ہے) ہے جس نے یہ کتاب اپنے

بأسا شديدا من لدنه ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات ان لهم

بندہ پر اتاری ہے اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی (اور اس نے اسے اس

اجرا حسنا ۔

حال میں (اتارا ہے) کہ وہ سیدھی ہے اور صحیح و اعتدال

کرنے والی ہے ۔ تاکہ وہ (لوگوں کو) اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی)

طرف سے (آنے والے) ایک سخت عذاب سے آگاہ کرے اور ایمان

لانے والوں کو جو نیک (اور مناسب حال) کام کرتے ہیں ۔ بشارت

دے کہ ان کے لیے (خدا تعالیٰ کی طرف سے) اچھا اجر (مقدر)

ہے ــــــــــــــــــــــ

(ص ۔ ۱۲)

اس تفسیر کا سنہ طباعت اور تالیف معلوم نہ ہوسکا ۔ بہر حال

چودھویں صدی کے نصف آخر کی تالیف ہے ۔

محمد حلیم انصاری - الاتقان فی علوم القرآن - طبع اول سنہ طبع ثانی سنہ
=*=

یہ تفسیر اصل عربی میں ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف ہے۔ عرصہ ہوا محمد حلیم انصاری نے اس کا ترجمہ کیا تھا۔ اب چونکہ زمانہ کافی گزر چکا اور ترجمہ ذرا پرانا اور نامانوس ہونے لگا تو محمد عبد الحلیم چشتی اور معراج محمد بارق نے اس ترجمہ کی تصحیح و تزئین کا کام کیا وہ یہ ترجمہ از سر نو نظر ثانی کر کے شائع کیا گیا ہے۔ یہ دو مجلدات پر مشتمل ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جلد اول - مطبوعہ ایجوکیشنل پریس - کراچی سنہ

سائز ۹ × ٦ صفحات ٦٦۹

(۲) جلد دوم - مطبوعہ تنویر پرنٹنگ ورکس - کراچی سنہ

سائز ۹ × ٦ صفحات ٦٦٣

جلد اول صفحہ ۱ تا ۵۳ فہرست وغیرہ میں پھر مولوی عبد الحلیم چشتی کا دیباچہ بعنوان "علوم قرآن اور الاتقان" یہ صفحہ ۵۴ سے ۹۰ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں بہت مفید مباحث ہیں۔ پھر صفحہ ۱ سے تفسیر کا ترجمہ شروع ہوتا ہے۔

نمونه ترجمه سورة الفاتحه

سورة الفاتحه -

اکثر لوگون کی رائے هے که یه سوره مکی هے ایک قول کی رو سے تو یه سب سے پہلے نازل هونے والی سوره معلوم هوتی هے جیسا که نوع ثانی مین بیان هوگا - سورة الفاتحه کے سب سے قول نازل هونے پر الله تعالی کے قول -

ولقد اتینا ک سبعا من المثانی ---

سے استدلال کیاگیا هے - کیون که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے سبع مثانی کی تفسیر فاتحه الکتاب کے ساتھ فرمائی هے اور یه حدیث صحیح هین - وارد هے اور سورة الحجر بالاتفاق مکی هے -

(ج - ۱ - ص - ۲۳)

بعض نا معلوم مولفین کی تالیفات

اکثر کتابوں کے آخر میں ناشر کی طرف سے جو فہرست شائع کی جاتی ہے اس میں تفاسیر و تراجم کا نشان ملتا ہے۔ مثلاً ایک کتاب کے آخر میں مندرجہ ذیل تفاسیر و تراجم کا پتا ملتا ہے۔

(۱) مولوی محمد کریم تفسیر سورہ تحریم۔ اس کے حاشیہ پر مولانا اسمعیل شہید کی تالیف مثنوی سلک نور ہے۔ یہ تفسیر منظوم ہے۔

(۲) تفسیر سورہ نوح اردو

(۳) تفسیر سورہ بروج اردو

(۴) تفسیر آیت ان الاعمال بالنیات الموسوم بہ احسن الاعمال مطبوعہ مطبع مجتبائی۔ دھلی۔

(۵) تفسیر آیت لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ مطبع مجتبائی۔ دھلی

(۶) تفسیر خلیلی۔ (پہلا پارہ)

(۷) جواھر التفسیر اردو۔ مطبوعہ لکھنو

یہ تین پاروں اور تیرہ سورتوں کی تفسیر ہے۔ جو کتب معتبرہ سے تیار کی گئی ہیں۔ اس کے مشمولات کی تفصیل یہ ہے۔

پارہ الم۔ پارہ تبارک۔ پارہ عم۔ سورہ صافات۔ سورہ حم سجدہ سورہ یوسف۔ سورہ مریم۔ سورہ یسین۔ سورہ دخان۔ سورہ فتح سورہ نجم۔ سورہ رحمن۔ سورہ واقعہ۔ سورہ جمعہ۔ سورہ تغابن۔ سورہ طلاق۔

(۸) تفسیر سورہ الفجر اردو منظوم مطبوعہ مطبع مجتبائی۔ دھلی

(۹) تفسیر دینی کبیر بر حاشیہ نزھتہ القلوب (صرف پارہ الم کی تفسیر ہے)

(۱۰) تفسیر فتح الکریم اردو ترجمہ تفسیر احمدی

چھٹا باب

مختلف مکاتیب فکر اور ان کی تفاسیر

چھٹا باب

مختلف مکاتب فکر اور ان کی تفاسیر

جماعت اہل سنت اور اس کی تفاسیر

وہ جماعت جو خلافت و امارت کو شورائی سمجھتی تھی اہل سنت کے نام سے مشہور ہوئی ۔ یہ مسلمانوں کی بڑی جماعت ہے اس میں چھوٹے چھوٹے گروہ ہیں جس کی ابتداء بنو امیہ کے عہد میں ہو چکی تھی ۔ جب کہ مذہب اسلام بڑی تیزی کے ساتھ عجمی ممالک میں پھیل رہا تھا اور نئی نئی قومیں اسلام کے دامن میں پناہ لے رہی تھیں نئے نئے خیالات اور رسومات نو مسلموں کے اثر و رسوخ سے اسلام میں پھیل رہی تھیں ۔ جب تک مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ صحیح انداز پر قائم رہی اختلافات پیدا نہیں ہوئے لیکن جب سیاسی قیادت خلفاء و امراء کا حصہ بن گئی اور دینی قیادت علماء کا حصہ قرار پا گئی تو اختلافات کا آغاز ہوا ۔

خلفاء بنو امیہ کے دور میں کچھ کلامی مباحث پیدا ہوگئے تھے کیونکہ مسلمانوں کو ان لوگوں سے سابقہ پڑ رہا تھا جو یونانی فلسفہ سے متاثر تھے ان حالات میں ایک ایسا گروہ پیدا ہونا لازمی تھا جو پیدا شدہ مسائل پر یونانی فلسفہ کے ماتحت غور و فکر کر کے منطقی انداز پر اسلامی ماخذوں کی جدید تعبیرات کرتا ۔۔۔ چنانچہ ایسا ہوا اور متکلمین کا ایک گروہ پیدا ہوا ۔ ان کے بالمقابل وہ حضرات تھے جو اس قسم کی تعبیرات کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے تھے ۔ پہلے گروہ کو معتزلہ یا اہل الرائے کہا گیا اور دوسرے کو اہل حدیث ۔۔۔ دونوں جماعتوں کی باہمی کشمکش بنو عباسیہ کے دور میں اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئی ۔

اصل مسئلہ یہ تھا کہ اسلام میں عقل کا کیا مقام ہے۔ اہل الرائے کا قول یہ تھا کہ قرآن اور سنت ثابتہ کے علاوہ اخبار احاد اور اجماع کے مقابلہ میں عقل سے کام لیا جا سکتا ہے لیکن اہل حدیث کا موقف یہ تھا کہ عقل و قیاس سے کم سے کم کام لینا چاہئے اور اس کا استعمال اسی صورت میں ہونا چاہئے جب نقل سے کوئی چیز نہ مل سکے۔ اہل حدیث کی نمائندگی حضرت امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل جیسے حضرات فرما رہے تھے اور اہل الرائے کی نمائندگی امام ربیعۃ الرائے اور امام ابو حنیفہ اور ان کے مکتب فکر کے لوگ کر رہے تھے۔

اہل حدیث کی مخالفت نے اہل الرائے کو حد سے متجاوز ہونے نہیں دیا اور ایک طرح اسلام کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوئی کیونکہ اس نے تجدید پسندوں کو حدود میں رکھا۔ اور بڑھنے نہیں دیا۔ یہ اختلافات کسی عصبیت کی بنا پر نہ تھے بلکہ اخلاص پر مبنی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اختلافات کسی تباہی کا پیش خیمہ ثابت نہیں ہوئے۔ ولندیزی محقق پروفیسر ہرگرونژے ([illegible] Hurgronje) لکھتا ہے۔

> "جب ہم اسلامی قانون کے نشو و نما کا مطالعہ بہ نگاہ تاریخ کرتے ہیں تو جہاں یہ دیکھتے ہیں کہ فقہائے اسلام ذرا ذرا سے اختلافات میں ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں بلکہ انہیں ملحد قرار دیتے تھے۔ وہاں یہی حضرات اپنے پیش روؤں کے اختلافات کو اس لیے سلجھانے کی کوشش کرتے تھے کہ ان میں زیادہ سے زیادہ اتحاد و یک جہتی پیدا ہو سکے [1]

۱۔ علامہ اقبال۔ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ ص۔ ۲۵۴

بہر حال پہلی صدی ھجری میں یہ سوال پیدا ہو گیا تھا کہ اسلام میں عقل کا

کیا مقام ہے اور اسلامی ماخذ کے مقابلے میں ہم عقل سے کہاں تک کام لے سکتے ہیں۔
وقتہ وفتہ اہل حدیث نے بھی عقل کی اہمیت کو سمجھا چنانچہ امام ابو یوسف جو

دوسری صدی ھجری کے حنفی مدرسہ فکر کے مشہور امام ہیں[1] اور اسم قرآنی جو ساتویں

صدی ھجری کے مالکی مکتب فکر کے امام ہیں اور امام طوفی جو آٹھویں صدی ھجری کے[2]

حنبلی مکتب فکر کے امام ہیں۔[3] ان حضرات نے عقل کی اہمیت کو محسوس کیا ہے اور واضح

الفاظ میں تبدیلی حالات کے ساتھ ساتھ تبدیلی احکام کی حمایت فرمائی ہے۔

امام ابن تیمیہ کے تلمیذ رشید علامہ ابن القیم جوزی نے بھی لکھا

ہے۔

شریعت کی بنیاد حکمتوں اور لوگوں کی دنیاوی اور اخروی فلاح و

بہبود پر ہے۔ اور شرع کل کی کل انصاف ہے۔ سر اسر رحمت و حکمت

ہے۔ پس جس مسئلے میں فائدہ کے بجائے نقصان ہو اور عقل کے بجائے

بے عقلی ہووہ شریعت کا مسئلہ نہیں ہے اگر چہ اسے بذریعہ تاویل

شرع میں داخل کر لیا گیا ہو۔[4]

---

۱ ۔ (الف) فتح القدیر ۔ ج ۔ ۵ ۔ ص ۔ ۲۸۳ (ب) مواقفات ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۔ ۲۸۳

۲ ۔ جلال الدین سیوطی ۔ حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرہ ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص ۔ ۱۲۷

۳ ۔ (الف) مختصر طبقات الحنابلہ ص ۔ ۵۲ (ب) و شید رضا ۔ کتاب یسر الاسلام و

اصول التشریع العام ص ۔ ۳ ۔ ۴۲

(ج) مجلہ منار ۔ جلد ۹ ۔ ص ۔ ۷۴۵ و ۷۷۰

۴ ۔ اعلام الموقعین ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۔ ۱ بحوالہ ڈو احمد ۔ فکری جائزہ ص ۔ ۶۶ ۔ ۶۲

امام ابوحنیفہ امام محمد۔ امام شافعی۔ اور داؤد ظاہری وغیرہ

کا یہ مسلک نہیں۔ ان کے نزدیک احکام شرعیہ حالات کے ساتھ نہیں بدل سکتے[1]

علامہ ابن قیم نے ایک جگہ اور لکھا ہے۔

> احکام کی تبدیلی اور اختلاف۔زمان۔مکان۔احوال۔نیت
> اور عادات انسانی کے اختلاف کے ساتھ وابستہ ہے ——
> معاشرہ انسانی اور قانون کی باہمی رشتہ نہ جاننے کے باعث
> لوگوں میں ایک غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے جس نے شریعت اسلامی
> کا دائرہ بالکل محدود کردیا ہے حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتے
> کہ جس شریعت میں مصالح انسانی کا لحاظ رکھا گیا ہو اس میں
> ایسی تنگ نظریوں کی گنجائش نہیں ہے۔[2]

علامہ ابن خلدون نے بھی لکھا ہے۔

> دنیا کے حالات اور اقوام عالم کی عادات ہمیشہ ایک حالت پر
> باقی نہیں رہتیں دنیا تغیرات زمانہ اور انقلابات احوال کا
> نام ہے اور جس طرح یہ تبدیلیاں افراد۔ ساعات اور شہروں
> میں ہوتی ہیں اسی طرح دنیا کے تمام گوشوں۔ تمام زمانوں اور
> تمام حکومتوں میں واقع ہوتی ہیں۔ خدا کا یہی طریقہ ہے جو
> اس کے بندوں میں ہمیشہ سے جاری ہے۔[3]

۱۔ (الف) کتاب الام ۔ ج ۔ ۷ ۔ ص ۔ ۲۷۵ (ب) مستصفی ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۔ ۱۲۹

(ج) اعلام الموقعین ۔ ج ۔ ۲ ۔ ص ۔ ۲۰۸ (د) الاشباہ والنظائر ۔ ص ۔ ۲۳

۲۔ اعلام الموقعین ۔ ج ۔ ۲

۳۔ مقدمہ ابن خلدون ۔ ص ۔ ۲۲

حالات کے تحت نئی نئی تعبیرات کا رجحان ابتداء سے نظر آتا ہے اور دور جدید تک موجود ہے بلکہ شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔ خلافت عثمانیہ کے آخری دور میں علماء کی ایک کمیٹی نے خلافت عثمانیہ کے ایک فقہی دستاویز "مجلۃ الاحکام العدلیہ" تیار کی اس کی دفعہ ۳۹ پر یہ الفاظ ملتے ہیں۔

> لا ینکر تغیر الاحکام بتغیر الازمان یعنی یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ زمانہ بدلنے سے احکام بھی بدل جاتے ہیں۔ اسی قاعدہ کی تکمیل کے لیے یہ الفاظ اور اضافہ کر دینا چاہئیں و بتغیر الامکنۃ والاحوال یعنی تغیر مکان اور تغیر حالات سے بھی احکام بدل جاتے ہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے[1]

۱۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ۔ دفعہ ۳۹

جب تک مسلمانوں کا سیاسی اقتدار برقرار رہا۔ اہل الرائے اور اہل حدیث
کی باہمی کشمکش سے مفید نتائج نکلتے رہے۔ لیکن جب کہ تیرہویں صدی ہجری میں خلافت
عباسیہ کے آخری دور میں جب کہ عملاً مسلمان اقتدار سے محروم ہوچکے تھے۔ یہ جذبہ
باقی نہ رہا کہ ہر اچھی چیز میں اسلام کی روح کے ساتھ مطابقت پیدا کر کے قبول کیا جائے
چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں نئی نئی جاہلانہ اور کافرانہ رسومات اور نئی
نئی عادات شامل ہوتی گئیں۔ جو جزو اسلام سمجھ لی گئیں اور اس طرح اسلام کا سرچشمہ
مکدر و منغض ہوگیا ـــــ جب خلافت عباسیہ کا خاتمہ ہوگیا تو علماء نے تحقیق و تدقیق کے
دروازے مصلحتاً بند کر دیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سیاسی انتشار کے ساتھ قوم میں فکری
اور ذہنی انتشار بھی پیدا ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حالات میں ایسا کرنا ضروری
بھی تھا۔ لیکن تیرہویں اورچودہویں صدی عیسوی میں علمی اور فقہی میدان میں جو پابندیاں
لگائی گئی تھیں۔ اس کے مسموم اثرات یہ ہوئے کہ مسلمان ذہنی اعتبار سے پست ہوگئے۔
خصوصاً پاک و ہند میں جہاں مسلمانوں کا میل جول بت پرستوں سے تھا۔ ذہنی بیداری
نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان نئی نئی بدعتوں میں گرفتار ہوتے چلے جارہے تھے۔ اور حالت
یہ ہوگئی تھی کہ مسلمان اور کافر میں تمیز کرنا مشکل ہوگیا تھا۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات
میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی سرہند میں پیدا ہوئے اور کچھ عرصہ بعد
انہوں نے اپنی فکری بیداری سے ملت اسلامیہ میں ایک نئی روح پھونک دی۔ جس کی طرف
علامہ اقبال مرحوم نے اس طرح اشارہ فرمایا ہے۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت مجدد علیہ الرحمتہ نے اپنے عہد کی طاغوتی طاقتوں سے ٹکر لی اور پاک و ہند کی تاریک فضاء کو اسلام کی نور انیت سے منور کیا۔ دلوں کی ظلمتوں کو احیاء سنتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن و مستنیر کیا۔ آنے والی تباہیوں سے ایمان ملکہ کو آگاہ کیا۔ اور جب اسی جد و جہد کے دوران جہانگیر بادشاہ نے بازپرس کے لیے اپنے دربار میں طلب کیا تو اس شان سے حاضر ہوئے جس شان سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بادشاہوں کے پاس جایا کرتے ہیں۔ جہانگیر کو یہ ادا پسند نہ آئی۔ اسیر زندان کیا۔ علامہ اقبال اس واقعہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

حضرت مجدد الف ثانی کے تقریباً ایک سو برس بعد دہلی میں ایک اور عظیم ہستی پیدا ہوئی یعنی شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ (سنہ ۱۷۰۳ھ) شاہ صاحب کی طبیعت فکری اور ذہنی بالیدگیوں کا گہوارہ تھی مسلمانوں کے ذہنی جمود اور اندھی تقلید کو ختم کرنے کی کوشش کی اور ان کی مشرکانہ رسوم کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔

شاہ ولی اللہ نے مذہب میں غور و فکر اور تحقیق و تدقیق کی بنیاد ڈالی انہوں نے عقل و نقل میں ہم آہنگی پیدا کی اور اسلامی مسائل و احکام کو فلسفیانہ انداز پر حل کیا ان کے مصالح و حکم پر غور کیا۔ ان کے مقاصد اور غایات کا کھوج لگایا۔ اور مسلم اس طرح ان احکام کو عقلی استحکام عطا کیا۔

شاہ صاحب کے فکری انقلاب کے مابعد اثرات ہم مختلف جماعتوں میں دیکھتے ہیں۔ مثلاً اہل قرآن۔ اہل حدیث۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ نیچری وغیرہ وغیرہ ——— ان جماعتوں کی تشکیل شاہ صاحب کے نظریات پر مبنی ہے۔ وہاں یہ جامعیت لیے ہوئے ہیں اور یہاں انفرادیت۔ ان جماعتوں کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے ہم شاہ صاحب کے نظریہ اجتہاد پر روشنی ڈالتے ہیں۔

اجتہاد کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"اجتہاد کی حقیقت جو کچھ علماء کے کلام سے سمجھی گئی ہے یہ ہے کہ شریعت کے فروعی احکام کو اس کے تفصیلی دلائل سے سمجھنے کے لیے پوری محنت کا صرف کر دینا ان دلائل تفصیلیہ کا مرجع کل چار چیزیں ہیں کتاب۔ سنت۔ اجماع اور قیاس" [1]

شاہ صاحب اس عقیدے کے مخالف ہیں کہ فی زماننا ہذا مجتہد کا وجود نہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

ایسے ہی اس خیال پر اعتماد کرتے ہوئے یہ سمجھ لینا کہ اس زمانہ میں مجتہد کا وجود نہیں۔ غلط بنیاد پر تعمیر ہے۔ [2]

اصل الفاظ یہ ہیں۔

(وکذالک ما یظن من ان المجتہد لا یوجد فی ہذہ الازمنۃ اعتمادا علی الظن الاول بناء فاسد علی فاسد" [3]

۱۔ شاہ ولی اللہ۔ عقد الجید فی ادلۃ الاجتہاد والتقلید۔ مطبوعہ کراچی۔ ص۔ ۷ و ۸

۲۔۳۔ ایضاً ص۔ ۹

اجتہاد کی شرائط میں شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اجتہاد کی شرط یہ ہے کہ مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ
قرآن و حدیث۔ جس قدر احکام سے متعلق ہے۔ جانتا ہو۔
نیز اجماع کے مواقع قیاس صحیح کے شرائط۔ مقدمات کی صحیح
ترتیب اور علوم عربیہ سے واقف ہو۔ علاوہ بر آن۔ ناسخ و منسوخ
اور راویوں کے حالات سے بھی باخبر ہو۔علم کلام اور فقہ کی
اجتہاد میں ضرورت نہیں۔[1]

تقلید کے بارے میں شاہ صاحب کا قول ہے کہ اس کی دو قسمیں ہیں ایک
تقلید حرام اور دوسری تقلید واجب۔ تقلید واجب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تقلید واجب جو دلائلہ اتباع روایۃ حدیث سے متعلق ہو۔
تفصیل اس کی یہ ہے کہ کتاب و سنۃ سے جاہل از راہ خود
تتبع و استنباط نہیں کر سکتا۔ اب اس کا یہ فرض ہوگا کہ کسی
فقیہ سے پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
مسئلہ میں کیا حکم دیا ہے۔ جب بتا دے تو اس کی اتباع کرے[2]

اور تقلید حرام کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱۔ ایضاً ص۔ ۱۰

۲۔ ایضاً ص۔ ۱۔ ۱۲۰

تقلید حرام یہ ہے کہ کسی فقیہہ کو یہ گمان کر لے کہ وہ نہایت بلندی پر پہنچ گیا۔ اب اس سے غلطی ممکن نہیں۔ اب جب ایسی حدیث صحیح وصریح پہنچے جو اس کے قول کے مخالف بھی ہے۔ تو وہ اس کے قول کو نہیں چھوڑتا۔ یا یہ گمان کرتا ہے کہ جب میں نے اس کی تقلید کرلی تو خدا نے مجھے اس کے اقوال کا مکلف بنا دیا ـــــــــ یہ اعتقاد غلط ہے اس کی عقل و نقل سے کوئی۔ دلیل موجود نہیں۔ نہیں قرون اولی میں کسی نے ایسا کیا۔[3]

اس سلسلے میں شاہ صاحب نے مختلف ائمہ کے اقوال نقل کیے ہیں مثلاً امام شافعی فرماتے ہیں۔

"جب صحت حدیث ثابت ہو جائے تو میرا مذہب ہے اور جب میرا کلام مخالف حدیث ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میرا کلام دیوار پر پھینک مارو۔"[4]

۳۔ ایضاً ص۔ ۱۲۳

۴۔ ایضاً ص۔ ۱۲۲

اسی طرح امام مالک فرماتے ہیں۔

"سوائے رسول اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا نہیں جس کے کلام پر مواخذہ نہ ہو اور اس کا رد نہ کیا جاسکے"[1]

امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

"جو میری دلیل سے ناواقف ہے اسے میرے کلام سے فتوی دینا ناجائز ہے"[2]

اور امام احمد ارشاد فرماتے ہیں۔

"نہ میری تقلید کرو۔ نہ مالک اور نہ کسی اور کی اور احکام کو قرآن و حدیث سے لو۔ جہاں سے انہوں نے لیا ہے"[3]

اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ شاہ صاحب کے نزدیک عوام الناس تو تقلید کے مکلف ہیں۔ کیوں کہ وہ خود مسائل کا استنباط نہیں کر سکتے۔ مگر جن حضرات کو اللہ تعالی نے علوم شرعیہ میں تعمق دیا ہے ان کا اپنے اوپر تقلید کو لازم کر لینا اور مسائل میں تحقیق و جستجو نہ کرنا بڑی زیادتی ہے۔ ان حضرات کو قرآن و حدیث سے مسائل مستنبط کرنے کا پورا پورا حق ہے۔ اس طرح شاہ صاحب ایک طرف تقلید کے قائل ہیں اور دوسری طرف اجتہاد کی ضرورت کو پوری طرح محسوس کرتے ہیں۔

۱۔ ایضاً ۔ ص ۔ ۱۲۲

۲۔ ایضاً ۔ ص ۔ ۱۲۲

۳۔ ایضاً ص ۔ ۱۲۳

شاہ صاحب نے صرف عوام کو تقلید کا مکلف کیا ہے مگر علمائے اہل سنۃ کی ایک جماعت اس کی مکلف ہوگی۔ شاہ صاحب نے صرف علمائے اہل سنۃ کے لیے اجتہاد کو جائز قرار دیا ہے مگر عوام و خواص کی ایک جماعت نے اجتہاد کو وتیرہ بنا لیا۔ اس طرح دو اسکول پیدا ہوئے۔ دیوبندی اور اہل حدیث ——— جب احادیث پر یقین نہ رہا تو پھر براہ راست قرآن سے مسائل استنباط کیے جانے کا دعوی بلند ہوا۔ اور اس طرح ایک تیسری جماعت اہل قرآن وجود میں آیا۔ پھر جب عقل میدان میں آئی تو یوں سوچا جانے لگا کہ قدرت کا فعل و عمل اور قول میں مطابقت ضروری ہے۔ اس طرح آیات قرآنی کی تفسیر و تشریح فطرت کے عام اصول کے موافق ہونی چاہیئے اگر نہیں تو قابل تردید ہے۔ اس طرح چوتھا فرقہ نیچری پیدا ہوا ——— پھر پانچویں فرقے نے جنم لیا جس نے پوری ملت کو کافر قرار دیا۔ اس کا نام احمدی ہے۔

اہل سنۃ والجماعۃ کی تفاسیر بکثرت ہیں چونکہ مدرسہ دیوبند کی بنیاد مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ۱۵ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء کو رکھی اور مولانا احمد رضا خان سنہ ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے اس لیے۔ دیوبندی اور بریلوی کے امتیازات بعد کی چیز ہے سنہ ۱۲۸۳ھ سے قبل خالص سنی تفاسیر تھیں۔ یہاں ہم انہیں کا اجمالی جائزہ لیتے ہیں۔ بعض تفاسیر ایسی بھی دستیاب ہوئی ہیں جن پر مفسر اور سنہ تالیف کا ذکر نہیں۔

(۱) دسویں صدی ہجری حیدر آباد دکن میں تفسیر پارہ عم اور تفسیر سورہ رحمن لکھی گئی۔

(۲) گیارہویں صدی میں گجرات میں تفسیر سورہ یوسف لکھی گئی۔

(۳) سنہ ۱۱۵۰ھ / سنہ میں غالباً کامل شاہ دکنی نے تفسیر قرآن لکھی ۔

(۴) اسی سنہ میں دکن میں تفسیر سورہ ملک اور تفسیر سورۃ القصر لکھی گئی ۔

(۵) اسی سنہ میں دہلی کے اندر پہلے دو پاروں کی تفسیر کسی صاحب نے لکھی ۔

(٦) سنہ ۱۱۸۴ھ / سے قبل ایک صاحب نے تفسیر هفته پاره اولی لکھی ۔

(۷) سنہ ۵ ـ ۱۱۸۴ھ کے دوران مولوی مراد اللہ انصاری نے تفسیر مرادیہ لکھی ۔

(۸) سنہ ۱۲۰۵ھ میں شاہ عبد القادر نے تفسیر موضح قرآن لکھی (دہلی)

(۹) سنہ ۱۲۰٦ھ میں مارہرہ میں سید شاہ حقانی نے تفسیر حقانی لکھی ۔

(۱۰) سنہ ۱۲۹٤ھ میں ایک تفسیر فوائد در فوائد کے نام سے ایلور (مدراس) میں عزیز اللہ هونگ نے لکھی ۔ (مولف شافعی مسلک سے متعلق تھے)

(۱۱) سنہ ۱۲۰۷ھ میں معز الدین نے عزلوہ میں تفسیر سورہ ضحی لکھی ۔

(۱۲) سنہ ۱۲۳۰ میں مولوی سید احمد نے تفسیر سورہ فاتحہ لکھی (مدراس)

(۱۴) سنہ ۱۲۴۲ھ میں اکرام الدین نے تفسیر سورہ فاتحہ لکھی

(۱۵) سنہ ایک ضخیم تفسیر سنہ ۱۲۴۰ھ اور سنہ ۱۲۴۷ھ کے درمیان
سید بابا قادری نے حیدرآباد دکن میں لکھی۔

(۱۶) سنہ ۱۲۴۷ھ میں مولوی شجاع الدین نے تفسیر شرح
حیدرآباد دکن میں لکھی۔

(۱۷) سنہ ۱۲۴۸ھ میں مولانا رؤف احمد مجددی نے رامپور میں
ایک ضخیم تفسیر۔ تفسیر رؤفی کے نام سے لکھی۔

(۱۸) سنہ ۱۲۵۰ھ میں مولانا غوثی نے تفسیر غوثی لکھی۔

(۱۹) سنہ ۱۲۶۱ھ میں محمد حسن خان رامپوری نے تفسیر عزیزی (عم)
کا ترجمہ کیا۔

(۲۰) سنہ ۱۲۶۲ھ میں موصوف ہی نے تفسیر عزیزی (تبارک)
کا ترجمہ کیا۔

(۲۱) مولوی محمد علی نے بھی تفسیر عزیزی (الم و سیقول) کا
ترجمہ کیا تھا۔

(۲۲) سنہ ۱۲۷۰ھ سے پہلے مولوی عبدالعلی بلگرامی نے
حیدرآباد دکن میں تفسیر احمدی کے نام سے ایک تفسیر لکھی۔

(۲۳) سنہ ۱۲۷۲ھ میں شاہ رفیع الدین صاحب کے تفسیری نوٹس
تفسیر رفیعی کے نام سے دہلی سے شائع ہوئے۔

(۲۴) سنہ ۱۲۸۰ھ میں اشرف نامی ایک صاحب نے تفسیر سورہ یوسف منظوم لکھی جو کرنول سے شائع ہوئی۔ پہلا اڈیشن کانپور سے شائع ہوا تھا۔

(۲۵) قاضی عبد السلام بدایونی نے ایک ضخیم منظوم تفسیر زادہ الآخرۃ کے نام سے لکھی جو سنہ ۱۲۸۴ھ میں کانپور سے شائع ہوئی۔

(۲۶) سنہ ۱۲۸۷ھ میں قاضی صبغتہ اللہ مدراسی نے ایک تفسیر فیض الکریم کے نام سے لکھی جو سنہ مذکور میں مدراس سے شائع ہوئی۔ (مولف غالباً شافعی مسلک سے متعلق ہیں)

(۲۷) سنہ ۱۲۸۸ھ میں مولوی عبد الحکیم کی تفسیر فاتحہ الحکیم غالباً بمبئی سے شائع ہوئی تھی۔

(۲۸) سنہ ۱۲۹۰ھ میں محمد سہید ؟ خان نے تفسیر مظہر علوم لکھی جو دہلی سے شائع ہوئی۔

(۲۹) سنہ ۱۳۰۰ھ کے لگ بھگ شاہ عبد الحق قادری نے جواہر التفسیر لکھی جو بنگلور سے شائع ہوئی۔

علمائے دیوبند اور ان کی تفاسیر

اہل حدیث کے برعکس علمائے دیوبند نے آزادی اجتہاد کا دعوی نہیں کیا وہ سختی کے ساتھ تقلید کی پابندی کرتے ہیں۔ اور فقہ کے حنفی مکتب فکر سے متعلق ہیں۔ اس طرح وہ شاہ ولی اللہ کے اس حد تک متبع ہیں جس حد تک شاہ صاحب نے خود کو حنفیہ سے علیحدہ نہیں کیا لیکن جہاں وہ آزادی فکر اور اجتہاد کی تعلیم دیتے ہیں یہ حضرات دور ہوتے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ان کے ہاں قرآن و سنہ کی طرف جو رجحان کا پایا جاتا شاہ صاحب کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ ان حضرات نے قرآن سے زیادہ سنہ پر زور دیا۔ مدارس میں جو نصاب بنائے گئے اس میں تفسیر اور اصول تفسیر پر زیادہ زور نہیں دیا جاتا چنانچہ ان کے ہاں شاہ صاحب کی تصانیف میں سے کوئی کتاب نصاب میں نہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات شاہ صاحب سے اس حد تک متاثر نہیں ہوئے کہ ان کی تصانیف کو داخل نصاب کرتے۔ ہر حال متاثر ضرور ہوئے۔ مولانا اسلم جیراجپوری نے لکھا ہے۔

شاہ صاحب کی مجددیت کے دعوے پر اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ذریعہ سے ہندوستان کے مسلمانوں میں قرآن اور بالخصوص حدیث کا علم پھیلا اور جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ "میری پیروی دو جماعتیں کریں گی ایک میں سپاہیوں کی استعداد ہوگی اور ایک میں اصحاب یمین کی (التفہیمات الالہیہ ج ۲ ص ۱۸) دو گروہ خصوصیت کے ساتھ اس کی نشر و اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ یعنی اہل حدیث ~~کے مسلک اس کی نشر و اشاعت~~ اور علمائے دیوبند۔ اہل حدیث حنفاء کی جماعت ہے جنہوں نے تقلید کا قلادہ توڑ

کو پھینک دیا اور کتاب سنت کی ترویج اور شرک و بدعت کے
مٹانے میں بلا خوف لومۃ لائم عملاً و علماً ایسی کوشش
کیں کہ سارے ہندوستان میں ان کی روشنی پھیلی اور توحید کا
منارہ بلند ہوا ———

دیوبندی جماعت مقلدین کا گروہ ہے جو تمام کے ساتھ ملا
جلا رہا۔ اس نے تقلید کو بھی قائم رکھا اور تووی اور
میں امتیازی خصوصیت اختیار کر کے اپنا الگ فرقہ نہیں بنایا۔
مگر اصولی اصلاح یعنی محو شرک و بدعت اور اشاعت کتاب و
سنت میں پوری جد و جہد سے کام لیا ———

یہ دونوں گروہ شاہ صاحب کو اپنا مقتدا اور پیشوا تسلیم کرتے
ہیں۔ کیا یہ بات ان کی مجددیت کے ثبوت کے لیے کافی نہیں
ہے[1] ———

اہل دیوبند کو دو جماعتوں سے سابقہ تھا۔ ایک اہل حدیث اور
دوسرے قدیم بدعتی احناف یہ اس لیے کہ علمائے دیوبند نے اپنی مساعی کا مقصود
بقائے تقلید اور فنائے شرک و بدعات رکھا تھا۔ اس لیے ان کی تصانیف حدیث اور
رد بدعات میں بیشتر ہیں۔ علوم قرآنیہ میں بھی ان حضرات کا کچھ کم اضافہ نہیں ہے۔
احادیث کے حواشی لکھنے میں مولانا احمد علی سہارنپوری۔ مولانا خلیل احمد
زبیٹھوی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی۔ مولانا ظفر احمد عثمانی۔ مولانا محمد زکریا
کاندھلوی مولانا رشید احمد گنگوہی۔ اور مولانا انور شاہ کشمیری کی قابل قدر خدمات
قابل ذکر ہیں۔ رد بدعات کے سلسلے میں مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا اشرف
علی تھانوی نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

۱۔ اسلم جیراجپوری۔ نوادرات ص۔ ۲۔ ۱۶۱

اهل دیوبند نے جہاں احادیث کے سلسلے میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں وہاں تفاسیر و تراجم میں بھی ان کی کچھ کم خدمات نہیں بلکہ اگر حقیقت کا اظہار کیا جائے تو غیر جماعتوں سے زیادہ ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے بعض کا اجمالی جائزہ لیتے ہیں۔

(۱) مولوی عبد الحق حقانی (دہلوی) نے اپنی مشہور تصنیف تفسیر حقانی پیش کی۔

(۱) سنہ ۱۳۲۵ھ میں مولانا اشرف علی تھانوی نے تھانہ بھون میں تفسیر بیان القرآن لکھی۔

(۲) سنہ ۱۳۲۶ھ میں مولانا عبد الماجد دہلوی نے تفسیر واضح البیان لکھی جو دہلی سے شائع ہوئی۔

(۳) اسی سنہ میں مولانا حبیب احمد کیرانوی نے تفسیر حل القرآن لکھی جو تھانہ بھون سے شائع ہوئی۔

(۴) پشاور کے علاقے میں مولوی عبد الرحیم نے امام ابن تیمیہ کی تفسیر آیتہ کریمہ کا سنہ ۱۳۲۷ھ میں اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔

(۵) مترجم موصوف نے حافظ ابن قیم کی تالیف تفسیر المعوذتین کا ترجمہ بھی سنہ مذکور میں کیا۔

سنہ ۱۳۲۸ھ میں نجم الدین سیوہاری اور منتظر علی دیوبندی کی
تالیف تسہیل البیان فی مقاصد القرآن لاہور سے شائع ہوئی

(۷) سنہ ۱۳۵۰ھ میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے تفسیر سورہ
حجرات و حاشیہ میں لکھی ۔

(۸) موصوف نے مولانا محمود حسن (شیخ الہند) کے اردو ترجمہ
پر قابل قدر تفسیری حواشی بھی قلمبند فرمائے جو
بجنور سے شائع ہوئے ۔

(۹) سنہ ۱۳۵۰ھ میں مولانا حمید الدین فراہی صاحب تفسیر
نظام القرآن (عربی) کی تفسیر سورہ اخلاص اعظم گڑھ
سے شائع ہوئی ۔

(۱۰) سنہ ۱۳۵۵ھ میں مولف موصوف کی عربی تفسیر لہب کا ترجمہ
امین احسن اصلاحی نے سرائے میر (اعظم گڑھ) سے شائع کیا

(۱۱) سنہ ۱۳۵۷ھ میں مولف محمد طاہر دیوبندی نے تفسیر منظوم
آئینہ کعبہ لکھی ۔

(۱۲) سنہ ۱۳٦۷ھ میں مولف موصوف نے تفسیر سورہ یوسف لکھی
جو سہارنپور سے شائع ہوئی ۔

(۱۳) سنہ ۱۳٦۸ھ میں محمد حسین پانی پتی نے تسہیل الفرقان کے نام
سے ایک تفسیر لکھی جو کراچی غیر منقول سے شائع ہوئی ۔

(۱۴) سنہ ۱۳۷۰ھ میں فیروز الدین روحی نے بھی ترجمہ و تفسیر
لکھی جو کراچی سے شائع ہوئی ۔

(۱۵) سنہ ۱۳۷۰ھ میں مولانا عبد الدائم جلالی نے تفسیر بیان السبحان
لکھی جو دہلی سے شائع ہوئی۔

(۱۶) سنہ ۲ ــ ۱۳۷۱ھ کے درمیان مولانا احمد سعید نے سورہ
یوسف، سورہ بنی اسرائیل، سورہ کہف، سورہ مریم کی تفسیر
لکھی جو دہلی سے شائع ہوئی۔

(۱۷) مولانا احمد حسن فاضل ندوی کی ایک قلمی تفسیر، تفسیر جدید
کے نام سے نیشنل میوزیم، کراچی میں محفوظ ہے جو مولف نے
لاہور میں سنہ ۱۳۷۲ھ میں مکمل کی تھی۔

(۱۸) مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی تفسیر ماجدی (نصف اول)
سنہ ۱۳۷۴ھ میں لاہور سے شائع ہوئی۔

(۱۹) سنہ ۱۳۸۰ھ میں امین احسن اصلاحی کی تفسیر سورہ فاتحہ
لاہور سے شائع ہی۔

(۲۰) مولف موصوف نے مولانا حمید الدین فراہی کی تفسیر نظام القرآن
کی بعض سورتوں کا اردو ترجمہ مجموعہ تفاسیر فراہی کے نام سے کیا
ہے جو غالباً لاہور سے شائع ہوا ہے۔
(۲۱) حال ہی میں مولانا غلام اللہ نے راولپنڈی میں تفسیر جواہر القران
کے نام سے ایک تفسیر لکھی ہے۔

(۲۲) اور مولانا ادریس کاندھلوی کی تفسیر القران لاہور سے شائع
ہوئی ہے۔

بریلوی جماعت اور اس کی تفاسیر

بریلوی جماعت کے بانی مولانا احمد رضا خان صاحب ہیں۔ موصوف ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تکمیل گھر ہی پر اپنے والد بزرگوار مولوی نقی علی سے کی۔ کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ شاعری سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ نعت میں آپ کا کلام بڑا بلند پایہ ہے۔

فی الحقیقت دیوبندی جماعت کے بعض علما کی تحاریر پر حرف گیری سے اس جماعت کی تشکیل ہوئی۔ بنیادی طور پر تقلید و اجتہاد کے بارے میں دیوبندی فرقے سے کوئی اختلاف نہیں۔ اس جماعت کے علماء کا خیال ہے کہ دیوبندی جماعت کے لوگوں نے اپنی تصانیف میں ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے فروعی اختلافات ہیں جو بڑھتے بڑھتے اصولی بن گئے ہیں۔ مثلاً حاضر و ناظر کا مسئلہ۔ علم غیب کا مسئلہ۔ نور و بشر کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ اس لیے اس جماعت کا زیادہ تر زور دیوبندی جماعت کی تردید پر ہی ہے۔ علوم قرآنیہ میں اس جماعت نے کوئی قابل قدر خدمت انجام نہیں دی۔ چند تفاسیر ہیں جو یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) نعیم الدین مراد آبادی۔ حواشی ترجمہ مولانا احمد رضا خان المعروف خزائن العرفان فی تفسیر القرآن سنہ ۱۳۳۰ھ مراد آباد۔

(۲) مفتی احمد یار خان۔ اشرف التفاسیر معروف بہ تفسیر نعیمی۔ سنہ ۱۳۶۳ھ۔ گجرات۔

(۳) ابو الحسنات محمد احمد۔ تفسیر الحسنات پاپات البینات۔ سنہ ۱۳۷۳ھ لاہور

(۴) ابو صالح محمد فیض اویسی۔ ترجمہ تفسیر روح البیان۔ المعروف بہ تفسیر فیوض الرحمن۔ کوٹلی لوہاراں

(۵) مولانا سید احمد (ابو البرکات) کے صاحب زادے مولانا محمود رضوی بھی تفسیر القرآن لکھ رہے ہیں۔

(٦) پیر کرم علی شاہ کی تصنیف ضیاء القرآن کے نام سے حال ہی میں لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

(۷) عبد المصطفیٰ ازہری (کراچی) نے ۲۲ ویں پارے تک تفسیر القرآن لکھی ہے۔ پانچ پارے شائع ہو چکے ہیں۔

(۸) مولانا جیلانی میاں (بریلی) نے بھی تفسیر القرآن لکھی ہے۔ چند پاروں کی تفسیر شائع ہو چکی ہے۔

(۹) مولانا محمد خلیل خاں (حیدرآباد) نے قرآن پاک کی تفسیر لکھی ہے، بعض حصے شائع ہو چکے ہیں۔

(۱۰) مولوی سید احمد کچھوچھوی کا ترجمۂ قرآن بمبئی میں زیر طبع ہے۔

جماعت اہل حدیث اور ان کی تنظیم

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے جاندار نظریات نے برِّ صغیر ہند و پاک
میں آزادیٔ فکر و اجتہاد کی شمع روشن کی اس کے نتیجہ میں دو فرقے معرضِ وجود میں آئے۔
ایک اہل حدیث اور دوسرا اہل دیوبند۔ اہل حدیث نے شاہ صاحب کے ان خیالات کو تو
اپنا لیا جن میں انہوں نے تقلید جامد کے خلاف آواز بلند کی تھی بلکہ وہ اس میدان میں
شاہ صاحب سے بھی آگے نکل گئے اور قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط کے خود مدعی
ہوئے۔ اور ائمہ مجتہدین پر کافی لے دے کی۔ اس سے قبل ائمہ مجتہدین پر حرف گیری
کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی ۔۔۔ ابتدائے اسلام میں جس جماعت کو اہل حدیث یا
اہل الروایۃ سے تعبیر کیا گیا تھا۔ وہ جماعت اہل الرائے کے مد مقابل تھی لیکن ہند و
پاک کی یہ جماعت اس سے قدرے مختلف ہے ۔۔۔ اس جماعت نے ہند و پاک کے میں
مسلمانوں کے اندر جو مشرکانہ رسوم پیدا ہو گئی تھیں ان کے خلاف بھی بہت کچھ کام
کیا ۔۔۔ مگر اس جماعت کی مساعی کے نتائج زیادہ تر منفی ہی رہے۔ اور یہ کوئی ٹھوس لائحہ
عمل پیش نہ کر سکے۔ ان کے اجتہاد کا طریقہ کار بالعموم یہی ہوتا ہے کہ ائمہ مجتہدین
میں جس کسی کے نظریات کو بہتر سمجھتے ہیں وہی اپنا لیتے ہیں۔ یہ بھی تقلید کی ایک
نئی شکل ہے۔ عام مقلدین تو ایک امام کے مقلد ہیں لیکن اہل حدیث عملاً ائمہ اربعہ
کے مقلد ہیں۔ دور جدید کے مشہور فاضل مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کا رجحان چونکہ
اہل حدیث کی طرف ہے اس لیے ہم ان کا ذکر اسی ذیل میں کرتے ہیں۔

مولانا مودودی کا مکتب فکر

جس طرح پرویز صاحب کا مکتب فکر اہل قرآن سے قریب تر ہے۔ اسی طرح مولانا مودودی کا مکتب فکر اہل حدیث سے قریب تر ہے۔ وہ تقلید کے سختی کے ساتھ مخالف ہیں چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

> میرے نزدیک صاحب علم کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے[1]

حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں تقلید کی جو دو قسمیں بتائی ہیں۔ تقلید واجب اور تقلید حرام تو یہ دوسری قسم ہے۔ تقلید کے بارے میں مولانا کا موقف یہ ہے۔

> اسلام میں در اصل تقلید سوائے رسول اللہ کے اور کسی کی نہیں اور رسول اللہ کی تقلید بھی اس بنا پر ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے اور عمل کرتے ہیں وہ اللہ کے اذن اور فرمان کی بناء پر ہے ورنہ اصل میں تو مطاع اور آمر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔[2]

۱۔ مولانا مودودی۔ رسائل و مسائل۔ ص۔ ۲۲۲

۲۔ ایضاً۔ ص۔ ۲۳۶

چنانچہ اسلامی ماخذ میں وہ قرآن اور حدیث ہی کو شامل کرتے ہیں۔

لہذا کتاب اللہ اور سنت رسول ہی وہ تنہا ماخذ ہے جس سے
اس دور میں تجدید ملت کا کام کرنے کے لیے رہنمائی حاصل کی
جا سکتی ہے اور اس رہنمائی کو اخذ کر کے اس وقت کے حالات میں
شاہ راہ عمل تعمیر کرنے کے لیے ایسی مستقل قوت اجتہادیہ
درکار ہے۔ جو مجتہدین سلف میں کسی ایک کے علوم اور منہاج
کی پابند نہ ہو۔ اگرچہ استفادہ ہر ایک سے کرے اور پیروی
کسی سے بھی نہ کرے۔[۲]

مجتہدین سلف کی مساعی پر کاربند نہ رہنے کی وجہ یہی ہے کہ۔

نبی کی بصیرت براہ راست علم الٰہی سے مستفاد ہوتی ہے اس
لیے اس کے احکام تمام ازمنہ و جملہ احوال کے لیے مناسب
ہوتے ہیں۔ مگر مجتہد خواہ کتنا ہی باکمال ہو زمان اور مکان
کے تعینات سے بالکل آزاد نہیں ہو سکتا نہ اس کی نظر تمام
ازمنہ احوال پر وسیع ہو سکتی ہے لہذا اس کے تمام اجتہادات
کا تمام زمانوں اور تمام حالات کے مطابق ہونا غیر ممکن ہے۔[۱]

۱۔ مولانا مودودی۔ تجدید و احیائے دین۔ ترجمان القرآن۔ ص۔
صفحہ ۳۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء جنوری سنہ ۱۹۳۱ء

۲۔ مولانا مودودی۔ تفہیمات۔ حصہ دوم۔ ص۔ ۲۲۶

اس طرح مولانا مودودی تقلید کے احاطہ سے باہر آگئے ہیں اس میں شک نہیں مولانا مودودی کے نزدیک قرآن و سنت قابل تقلید ہیں۔ مگر جب مولانا سنت کی تقسیم کرتے ہیں تو ایک گونہ جماعت اہل حدیث سے خود کو ممتاز کر لیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ سنت کا اطلاق انہیں امور پر ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت رسالت انجام دئیے۔ جو امور حالات اور قومی تقاضوں کے تحت نبی طور پر انجام دیئے گئے وہ سنت نہیں وہ لکھتے ہیں۔

> سنت کے متعلق لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ نبی نے جو کچھ اپنی زندگی میں کیا ہے وہ سب سنت ہے۔ لیکن یہ بات ایک بڑی حد تک درست ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے در اصل سنت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری کرنے کے لیے اللہ تعالی نے اپنے نبی کو مبعوث کیا تھا اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جسے نبی نے بحیثیت ایک انسان ہونے کے بحیثیت ایک ایسا شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا۔ اختیار کئے[1]

مگر جب مولانا اسلم جیراجپوری پر تنقید کرتے ہیں تو وہ اس تفریق کو گوارا نہیں کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مناظرانہ مصلحت کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے۔ بہر حال مولانا کا نظریہ یہی ہے کہ نبی کے وہ اعمال قابل تقلید ہیں جو اس نے بحیثیت نبی انجام دئے۔ نجی معاملات کی پیروی میں امت مختار ہے۔

۱۔ مولانا مودودی۔ رسائل و مسائل ص۔ ۱۱۔ ۲۱۰

مولانا مودودی نے احادیث کی تین قسمیں کی ہیں۔

اول۔ احادیث میں وہ احکام ملتے ہیں جن میں ہمارے

اجتہاد اور استنباط کو کوئی دخل نہیں۔ یہ احکام

عبادات وغیرہ سے متعلق ہیں۔

دوم۔ دوسری قسم کے وہ احکام ملتے ہیں جن سے اصول

اخذ کر کے ہم اپنے اجتہاد سے فروع کا خود استنباط کریں

گے یہ مدنی قسم کے احکام ہوتے ہیں۔

سوم۔ تیسری قسم کے احکام وہ ہیں جن سے ہم اسلام

کی روح معلوم کر کے زندگی کے جملہ معاملات و مسائل پر

ایک مسلمان کی سی ذہنیت یا بصیرت کے ساتھ غور کر کے

ان کے متعلق خود ایک ایسی رائے قائم کریں گے جیسے

ایک مسلمان کو کرنی چاہئیے۔

شاہ ولی اللہ۔ مولانا عبید اللہ سندھی۔ اور علامہ اقبال وغیرہ نے بھی اس قسم کے خیالات

کا اظہار کیا ہے۔ مولانا نے وضاحت سے کام لیا ہے۔

مولانا مودودی کے ہاں ایک خاص اصطلاح "مزاج شناسی" ملتی ہے۔ جو

محترم پرویز صاحب کے "مرکز ملت" کے تصور سے قریب تر ہے۔ اس سلسلے میں مولانا

فرماتے ہیں۔

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سے سرفراز کرتا ہے اس کے اندر

قرآن اور سیرت رسول کے غائر مطالعہ سے ایک خاص ذوق پیدا

ہوجاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہوتی ہے جیسے ایک پرانے جوہری

کی بصیرت ——————— روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان

میں بھی یہی کسوٹی رد و قبول کا معیار بن جاتی ہے۔ اسلام کا مزاج میں نبوت کا مزاج ہے جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا۔ ہوتا ہے وہ نبی اکرم کا ایسا "مزاج شناس" ہوجاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت بتا دیتی ہے کہ ان میں کون سا قول یا کون سا فعل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے۔ اور کون سی چیز سنت نبویہ سے اقرب ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں اس کو قرآن و سنت سے کوئی چیز نہیں ملتی ان میں بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپ اس کا فیصلہ یوں فرماتے۔ یہ اس لیے کہ اس کی روح، روح محمدی میں گم اور اس کی بصیرت، بصیرت نبوی کے ساتھ متحد ہوجاتی ہے[1]

جماعت اہل حدیث نے اردو میں تفسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ مہیا کیا ہے۔ ان کی تفاسیر میں (۱) نواب صدیق حسن خان کی ضخیم تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان ہے جو سنہ ۱۳۰۶ھ میں لکھی گئی بعد میں مولوی ذو الفقار احمد نے اس کو مکمل کیا۔ (۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر ثنائی سنہ ۹۲ — ۱۳۱۲ھ کے درمیان مکمل ہوئی اور امرتسر سے شائع ہوئی۔ (۳) نواب وحید الزمان خان کی تفسیر وحیدی، حیدر آباد دکن میں لکھی گئی[2]

---

۱ - مولانا مودودی - تفہیمات - حصہ اول ص - ۲ - ۲۲۳

۲ - مولانا وحید الزمان نے تبویب القرآن لضبط مضامین القرآن بھی لکھی تھی جو سنہ ۱۳۲۳ھ میں لاہور سے شائع ہوئی۔

(۴) مولانا سید احمد حسن دهلوی نے بھی ایک ضخیم تفسیر احسن التفاسیر کے نام سے لکھی ہے جو سنہ ۱۳۲۵ھ میں دہلی سے شائع ہوئی تھی (۵) مولانا ابو الکلام آزاد چونکہ عملاً جماعت اہل حدیث سے قریب معلوم ہوتے ہیں اس لیے ان کی تفسیر ترجمان القرآن جو سنہ ۱۳۴۹ھ میں مکمل ہوئی اہل حدیث کی تفاسیر میں شمار کی جاتی ہے۔

(۶) مولانا ابو الاعلی مودودی بھی عملاً جماعت اہل حدیث سے قریب تر ہیں اس لیے ان کی تفسیر تفہیم القرآن جو سنہ ۲-۱۳۷۱ھ مکمل ہو کر لاہور سے شائع ہوئی۔ اہل حدیث کی تفاسیر کے زمرے میں شامل کی جاتی ہے۔ (۷) کوامی میں جماعت اہل حدیث کے پیشوا مولانا عبد الستار نے بھی تفسیر ستاریہ لکھی ہے۔

اہل قرآن اور ان کی تفاسیر

اہل قرآن - اہل حدیث ہی کی شاخ سے ابھرے - ہمارے خیال میں شاہ ولی اللہ کے نظریات نے جہاں دیوبند اور اہل حدیث کے مکاتب فکر کو جنم دیا وہاں اہل قرآن کی تشکیل بھی انہیں کے نظریات کی جزئی طور پر قبول کرنے کے نتائج میں ہوئی - شاہ صاحب احادیث کو قرآن عظیم سے مستنبط تسلیم کرتے ہیں - وہ فرماتے ہیں -

ومن علوم الحدیث تفسیر القرآن
والاستنباط منه - وهو اعظم
العلوم --- (خیر کثیر - ص)

مولانا عبید اللہ سندھی نے شاہ صاحب کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے -

عام اہل علم قرآن شریف کے ساتھ سنت اور اجماع کو ادلہ شرعیہ میں شمار کرتے ہیں - شاہ ولی اللہ صاحب سنت کو قرآن سے مستنبط چیز مانتے ہیں لیکن اس استنباط کا وہ طریقہ نہیں جو ائمہ فقہا میں مروج ہے بلکہ حکمت کے طریقے پر استنباط کرنے کے طریقے اور ان کے اصول شاہ صاحب کے ہاں علیحدہ مقرر ہیں -

(الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر)

گویا شاہ صاحب کے نزدیک اصل الاصول قرآن عظیم ہے۔ مگر شاہ صاحب نے کہیں بھی احادیث سے انکار نہیں کیا بلکہ اگر حقیقۃ میں دیکھا جائے تو خاندان ولی اللہی نے جہاں ایک طرف علوم قرآنیہ کو فروغ دیا وہاں دوسری طرف علوم حدیث کو بھی ترقی دی۔ اہل قرآن کے پیشوا مولوی عبد اللہ چکڑالوی کا خیال تھا کہ دینی مسائل کے سمجھنے میں صرف قرآن شریف ہی ملت کے لیے کافی ہے۔ ممکن ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول نے کہ "حسبنا کتاب اللہ" اس خیال کو اور تقویت دی ہو۔ ان حضرات نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے دور ازکار تعبیرات اور تاویلات سے کام لیا۔ مثلاً نمازوں کی تعداد اور دوسری تفصیلات۔ حج اور اس کے ارکان وغیرہ کو آیات قرآنی سے ثابت کیا گیا۔ لیکن بعد میں آنے والے پیروؤں نے اس موقف میں کمزوری محسوس کی اور اتنی ترمیم کی گئی کہ دینی مسائل کو حل کرنے کے لیے احادیث کی تو ضرورت نہیں البتہ قرآن کے ساتھ ساتھ عمل متواتر کی پابندی لازمی ہے۔ مولانا اسلم جیراجپوری جن کا تعلق اسی جماعت سے ہے انہوں نے "مرکز ملت" کی ایک نئی اصطلاح نکالی جو اجماع امت کے مترادف معلوم ہوتی ہے اور یہ موقف اختیار کیا کہ جن معاملات میں قرآن اور عمل متواتر سے تفاصیل نہ مل سکیں ان کو "مرکز ملت" متعین کرے گا۔ اگر احادیث نے متعین کر دیا ہے تو "مرکز ملت" کو اختیار ہے کہ غور و فکر کے بعد ان تعینات کو علی حالہ باقی رکھے اور چاہے تو رد بھی کر سکتا ہے اور باقی رہنے دے تو اس کا بھی اختیار ہے۔ چنانچہ مولانا اسلم جیراجپوری کے نزدیک دین میں تین حجتیں ہوں گی۔

قرآن کریم۔ عمل متواتر۔ مرکز ملت

ان میں پہلے دو ماخذ قابل تبدیلی نہیں۔ آخری ماخذ قابل تغیر ہے۔

مولانا اسلم جیراجپوری کے شاگرد رشید غلام احمد صاحب پرویز اس موقف

پر بھی قائم نہ رہ سکے اور انہوں نے عمل متواتر کے اضافہ کو تسلیم نہیں کیا بلکہ "مرکز ملت" کی

اصطلاح پر زور دیا۔ اور بتلایا جن مسائل میں قرآن پاک خاموش ہے۔ انہیں مرکز ملت متعین

کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی جو تفصیلات اور جزئیات مرتب فرمائی

تھیں وہ مرکز ملت کی حیثیت ہی سے مرتب فرمائی تھیں۔ اور اس زمانے کے ماحول کے پیش نظر۔

لہذا جو بعد میں آنے والے مراکز ملت ہیں وہ ان جزئیات کے مکلف نہیں جو اس علاقہ کے حالات

اور تقاضوں کے تحت مرتب کی گئی تھیں۔ چنانچہ مابعد مراکز ملت اپنے عہد کے تقاضوں کو

دیکھتے ہوئے قرآن عظیم سے نئی جزئیات اخذ کر سکتے ہیں اور چاہیں تو آنحضرت کی تصریحات

پر عمل کریں۔ پابند نہیں غلام احمد پرویز نے علامہ اقبال کے اثرات کے تحت ایک اور اصطلاح

استعمال کی ہے "ثبات" اور "تغیر" (Permanence and change)

چنانچہ ان کے نزدیک ناقابل تغیر صرف قرآن کی تصریحات ہیں اور احادیث کی تصریحات

قابل تغیر ہیں۔ اس طرح پرویز صاحب نے اپنے آپ کو اہل قرآن اور اہل حدیث کے بین بین

رکھا اسی کی تحریک کو انہیں سے انتساب کے ساتھ پرویزی کہا جاتا ہے۔

اہل قرآن نے جو دعویٰ کیا تھا اس کے ثابت کرنے کے لیے "حسبنا کتاب اللہ"

کہنے والے فاروق اعظم کی ضرورت تھی۔ اسی طرح جماعت اہل حدیث کے دعوے کو نباہنے

کے لیے کسی امام ابن تیمیہ کی ضرورت تھی۔ مگر نہ ان کو وہ میسر آیا اور نہ ان کو یہ میسر آیا

اس لیے ان کی تحاریک بے جان ہو کر رہ گئیں۔

جن لوگوں نے سر سید احمد خان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ تفسیری مباحث میں غلام محمد پرویز کے خیالات سر سید کے خیالات سے ملتے جلتے ہیں بلکہ بعض مقامات پر تو حرف بحرف وہی ہیں۔ پرویز صاحب ان خیالات کی وجہ سے جماعت اہل حدیث میں کافی شدید رد عمل پایا جاتا ہے۔ ان خیالات میں سے مشتے نمونہ از خروار یہ چند خیالات پیش کیے جاتے ہیں۔

اللہ کا ترجمہ "قانون خداوندی" یا "اللہ کا نظام" کیا گیا ہے۔[1]

عالم الغیب والشہادۃ کا ترجمہ اس قانون خداوندی سے کیا جاتا ہے جو محسوس نتائج کے علاوہ ان نتائج کا حامل بھی ہوتا ہے۔ جو تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں۔[2]

الحمد للہ رب العالمین کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ دنیا میں وہی معاشرہ مستحق ستائش و تعریف ہوگا جو ربّ العالمینی (تمام نوع انسانی کی ربوبیت) کے محکم اصولوں پر قائم ہوگا۔[3]

صلوۃ کے بنیادی معنی قانون خداوندی کا پورا پورا اتباع اور خدا کی راہنمائی کے پیچھے پیچھے چلتے جانا بیان کیے گئے ہیں[4] ——— مصلی کے معنی یہ کیے ہیں کہ وہی جو ساری زندگی خدا کے قانون کے پیچھے پیچھے چلے[5] ———

۱۔ غلام محمد پرویز۔ نظام ربوبیت ص۔ ۱۸۵

۲۔ ایضاً ص۔ ۱۸۵

۳۔ غلام محمد پرویز۔ سلیم کے نام۔ جلد اول ص۔ ۱۹۳

۴۔ ایضاً ص۔ ۲۵۹

۵۔ ایضاً ص۔ ۲۶۲

یوم الدین

زکوٰۃ یہ ہے کہ انسان پوری پوری محنت سے کام کرے اور اپنی ضروریات سے جو کچھ زائد ہو اسے دوسروں کی نشوونما کے لئے کھلا رکھے ——[1]

یوم الدین کے معنی کے ہیں کہ وہ دور جس میں وہ نظام خداوندی متشکل ہو کر سامنے آ جائے جس میں انسانی اعمال اپنے نتائج کو محسوس پیکروں میں سامنے لے آئیں جس میں مکافات عمل کا قانون ایک حقیقت ثابتہ بن کر نظر آنے لگ جائے ——[2] فحشاء کے معنی بخل اور منکر کے معنی عقل فریب کار کی حیلہ تراشیاں ——[3] ماعون کے معنی رزق کے سرچشمے کے ہیں ——[4] حق کے معنی کسی عمل کا تعمیری (Constructive) پہلو جو ٹھوس نتائج کی شکل میں سامنے آئے اور اپنی جگہ پر اٹل رہے ——[5] وغیرہ وغیرہ

تفصیل جاننے کے لیے پرویز صاحب کی لغات القرآن مطالعہ کی جاسکتی ہے جو چار مجلدات میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ غلام محمد پرویز ۔ سلیم کے نام جلد اول اول ص ۔ ۲۶۲

۲۔ ایضاً ص ۔ ۲۷۳

۳۔ ایضاً ص ۔ ۲۸۵

۴۔ ایضاً ص ۔ ۲۸۶

۵۔ غلام محمد پرویز ۔ نظام ربوبیت باب چہارم

اہل قرآن کے علماء نے بھی قرآن کی تراجم اور تفاسیر (اردو) کے سلسلے میں خدمات انجام دی ہیں لیکن بہت مختصر۔ ان کی تفاسیر میں (۱) مولانا عبداللہ چکڑالوی بانی جماعت اہل قرآن کی تالیف ترجمۃ القرآن بآیات القرآن ہے جو سنہ ۶ ــ ۱۳۲۵ھ[1] کے دوران ۔ لاہور سے شائع ہوئی ۔ (۲) ایک اور ضخیم تفسیر خواجہ احمد الدین امرتسری نے تفسیر بیان للناس کے نام سے سنہ ۵۲ ــ ۱۳۴۷ھ کے دوران لکھی جو امرتسر سے شائع ہوئی (۳) ایک تفسیر عبدالمجید قرشی نے دوس قرآن کے نام سے لکھی جو سنہ ۱۳۶۰ھ میں لائلپور سے شائع ہوئی (۴) غلام محمد پرویز کا تعلق بھی چونکہ اسی جماعت سے ہے اس لیے ان کی تالیف معارف القرآن جو سنہ ۹ ــ ۱۳۶۰ھ کے دوران کراچی سے شائع ہوئی اسی زمرے میں شامل کی جاتی ہے ۔

---

۱ ۔ غلام رسول نے سنہ ۱۳۲۵ھ میں سورہ یوسف کے نام سے ایک تفسیر لکھی (لوحانہ ۔ حصار) چونکہ مولف کے خلاف اہل قرآن کی طرف زیادہ مائل ہیں اس لیے امکان ہے کہ موصوف اہل قرآن کی طرف مائل ہوں ۔

نیچری جماعت اور اس کی تفاسیر

جس سرزمین پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تھی اسی سرزمین پر سنہ ۱۸۱۷ھ میں سر سید احمد خان نے جنم لیا۔ ابتدائی تعلیم طرز قدیم پر حاصل کی جو مکمل نہ ہو سکی۔ انقلاب سنہ ۱۸۵۷ھ کے بعد جبکہ سر سید کی عمر چالیس کے قریب تھی غیر ملکی اثرات کے تحت ایک عجیب فکری تبدیلی۔ اور تہذیبی انقلاب آیا۔ سر سید نے نہایت خلوص کے ساتھ اس سیلاب کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے علی گڑھ میں ایک اسکول قائم کیا جو بعد کو مسلم یونیورسٹی بن گیا۔ انہوں نے تہذیب الاخلاق نکالا جس کا مقصود قوم کی تہذیبی حالت درست کرنا تھی۔ انہوں نے خطبات احمدیہ لکھی جس کا مقصود غیر مسلموں کی دریدہ دہنیوں کا جواب تھا۔ انہوں نے تفسیر القرآن لکھی جس کا مقصود متزلزل اور مشکک نوجوانوں کے عقائد کو پختہ کرنا تھا۔ بہر حال انہوں نے بڑے خلوص کے ساتھ وہ کچھ کیا جو اپنی قوم کے لیے ایک درد مند انسان کر سکتا ہے۔

سر سید نے جن خیالات کا آزادانہ اظہار کیا اس سے علماء کو اختلاف تھا۔ ان مابہ النزاع اختلافات کی فہرست یہ ہے۔

اجماع حجت شرعی نہیں۔ قرآن کا حکم کوئی منسوخ نہیں۔ صحاح ستہ بلکہ صحیحین کی بھی تمام حدیثیں جب تک اصول علم حدیث کے موافق جانچ نہ کر لی جائیں قابل وثوق نہیں۔ شیطان یا ابلیس انسان ہی کے نفس امارہ یا قوت بہیمیہ کا نام ہے۔ اخبار آحاد سے اگر

اسلام پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے تو اسلام اس کا جواب دہ

نہیں۔ ان کفار و مشرکین کے سوا۔ جو مسلمانوں سے برسر جنگ

ہوں یا جنہوں نے مسلمانوں کو ان کے وطن سے ملک بدر کر دیا

ہو یا جو اس کے لیے کوشاں ہوں۔ دوسرے کفار و مشرکین سے

موالات و دوستی جائز ہے۔ بائیبل میں تحریف معنوی ہوئی

ہے ہر شخص ان مسائل میں جو قرآن یا صحیح حدیث میں

منصوص نہیں اجتہاد کر سکتا ہے۔ وضع و لباس میں کفار کے

ساتھ تشبیہ حرام نہیں معراج اور شق صدر خواب میں ہوئے

تھے۔ ملائکہ ان مختلف قوتوں کا نام ہے جو خدا نے مخلوق میں

ودیعت کر دی ہیں۔ آدم اور ملائکہ و ابلیس کا قصہ جو قرآن

میں بیان ہوا ہے وہ کسی واقعہ کی خبر نہیں بلکہ تمثیلی انداز

بیان ہے۔ معجزہ دلیل نبوت نہیں۔ جو لوگ بہ دشواری

روزہ رکھ سکیں وہ فدیہ دے سکتے ہیں۔ سود کی وہ شکل

حرام ہے جو زمانہ جاہلیت میں قرضوں میں رائج تھی۔

حضرت عیسی کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا قرآن سے ثابت

نہیں۔ صور پھونکنے سے مراد کوئی خاص آلہ نہیں بلکہ خدا

کی مشیت اور ارادہ سے استعارہ ہے۔ خدا کی ذات و صفات

اور بعث و نشر ۔ حساب وکتاب ۔ میزان ۔ صراط ۔ جنت ۔ دوزخ
کے متعلق جو کچھ قرآن کریم اور احادیث میں وارد ہوا ہے وہ
مجاز و استعارہ اور تمثیل پر محمول ہے ۔ حضرت عیسی کا بن
باپ پیدا ہونا کہیں ثابت نہیں ہوتا ۔ وحی فرشتوں کے ذریعہ
سے نہیں آتی بلکہ نبی کے قلب پر خود بخود نازل ہوتی ہے ۔
جنات کا مروجہ مفہوم قرآن سے ثابت نہیں اس سے مراد
" دیہاتی لوگ " کے ہیں ۔ چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹ دینا
لازمی نہیں ۔ سورہ فیل میں کنکریاں برسانے سے مراد چیچک
ہے ۔ عادات الٰہی ۔ یا قانون طبیعی کے خلاف کوئی امر وقوع
پذیر نہیں ہوتا ۔ وغیرہ وغیرہ

اس آخری نظریہ کی مزید توضیح یہ ہے کہ سرسید کا کہنا تھا کہ قرآن
خدا کا قول ہے اور فطرت خدا کا عمل قول و عمل میں تضاد نہیں ہو سکتا اس لیے قرآن
کی کوئی آیت اپنے مفہوم و معنی کے لحاظ سے نیچر کے خلاف نہیں ہو سکتی ۔ اسی نظریہ
کی وجہ سے سرسید کے مسلک کے مؤیدین کو " نیچری " کہا جانے لگا ــــ ورنہ خود
سرسید نے کوئی نام اختیار نہیں کیا یہ نام ان کے مخالفین کا دیا ہوا ہے ــــ

سرسید نے فطرت کی طرف مختلف انداز سے توجہ دلائی ہے ۔ ایک خط
میں سید مہدی علی خان مرحوم کو (سنہ ۱۲۸۹ھ) لکھتے ہیں ۔

میرے پیارے مہدی - میں ہمیشہ آپ کو کہا کرتا ہوں کہ جو
خراب اثر مشرقی طریقہ تعلیم کا انسان کے دل اور طبیعت پر
ہوتا ہے اس سے آپ کبھی امین نہ رہیں - آپ سمجھتے ہیں
کہ نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کو امی محض رکھنے
میں کیا حکمت تھی - یہی حکمت تھی کہ نیچرل فیض جو
اندرونی چشموں کا جاری رہتا ہے اس کو کوئی بیرونی چیز فراہم
نہ ہو اور جو کچھ باہر نکلے خالص بے میل ہو - پس ہمیشہ
نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکھنے پر متوجہ رہا کریں اور
جس علم کی نسبت کہا گیا ہے کہ " العلم حجاب الاکبر "
اس کے پیرو ہرگز نہ ہو ویں[1]

نیچری جماعت کا تعلق بھی اہل قرآن سے ہے مگر چونکہ اس جماعت نے
اپنے زمانہ میں ایک علیحدہ مقام قائم کیا لہذا ان کی تفاسیر کا علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے۔
اس جماعت کی تفاسیر در اصل سر سید احمد خان کی تفاسیر ہیں وہی اس کے بانی تھے اور وہی
خاتم ——— البتہ غلام احمد پرویز میں سر سید کی روح کچھ بولتی نظر آتی ہے۔
غلام جیلانی برق بھی سر سید کی نیچری فکر کی پیداوار ہیں۔ گو انہوں نے اپنی تالیف
دو قرآن میں اس کا اقرار نہیں کیا۔

---

۱ - مولانا حالی - حیات جاوید - ص - ٦٠٠

سر سید احمد خان کی تفاسیر میں (۱) تفسیر القرآن ہے جو

نصف قرآن سے ذرا زائد ہے۔ اور چھ مجلدات پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر

سنہ ۱۲۹٦ھ اور سنہ ۱۳۱۳ھ کے درمیان لکھی گئی اور علی گڑھ سے شائع

ہوئی (۲) سر سید کی ایک اور جزوی تفسیر تو تھم فی قصہ اصحاب الکہف

والرقیم ہے جو سنہ ۱۳۰۷ھ میں علی گڑھ سے شائع ہوئی (۳) ایک اور

جزوی تفسیر۔ تفسیر الجن و الجان علی مافی القرآن سنہ ۱۳۱۰ھ میں

علی گڑھ سے شائع ہوئی (۴) سر سید نے تفسیر السماوات بھی لکھی تھی جو

سنہ میں علی گڑھ سے شائع ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ

شیعہ فرقہ اور اس کی تفاسیر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد چند صحابہ کا یہ خیال تھا کہ امارت کا منصب جلیلہ خاندان نبوت میں رہے اور امارت و خلافت شورائی نہ ہو روائتی ہو۔ لیکن اکثر صحابہ اس خیال کے خلاف تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ منصب خلافت خالصتاً شورائی ہی ہو وراثتی نہیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا اور وہ خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ سب نے اس کو بیک زبان تسلیم کیا۔

اسلام میں نئے نئے عناصر کے داخلہ کے ساتھ ساتھ جو صدیوں سے وراثتی بادشاہت کے خوگر چلے آرہے تھے وہی نظریہ امامت وامارت جو ابتداءً اسلام میں محض چند صحابہ کی دلی خواہش تھی برابر تقویت پکڑتا رہا اور آخر میں اور شدید ہوگیا۔ حکومت وقت کی نا عاقبت اندیشی سے جو سانحہ کربلا واقعہ ہوا اس نے اس نظریہ میں اور شدت پیدا کر دی۔ اور نظریہ امامت کے حامیوں نے محبت اہل بیت کے سہارے اس عقیدہ کو اور فروغ دیا کہ امارت در اصل خاندان نبوت کا حق ہے۔ اور جو لوگ منصب خلافت پر فائز ہوئے ہیں وہ غاصب ہیں۔ اس عقیدے نے ایک مستقل جماعت کی شکل اختیار کر لی اور اس طرح شیعہ فرقہ کی داغ بیل پڑی۔

افسوس یہ ہے کہ جو مسئلہ باعث نزاع ہوا تھا یعنی یہ کہ قرآن پاک کے حکم " وامرهم شوری بینهم " کے مطابق منصب خلافت شورائی ہے وہ رفتہ رفتہ عملاً ختم ہوگیا۔ اور خاندان بنو امیہ و خاندان بنو عباسیہ کے خلفاء کا انتخاب گو شورائی تھا مگر حقیقت میں

ور اثنی بن کر رہ گیا۔ ایام جاہلیت کی عادتیں پھر ظاہر ہوئیں اور عالم اسلام دام
شہنشاہیت میں گرفتار ہوگیا۔ ایک عرصہ تک بادشاہ کو خلیفہ کہا جاتا رہا پھر یہ ظاہری
نام بھی ختم ہوگیا اور بادشاہت پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہوئی۔

مسلمانوں کی ایک جماعت نے اسلام کے ہر دور میں خواہ وہ دور خلافت ہو یا
دور بادشاہت ہمیشہ خیر خواہ اسلام خلفاء اور بادشاہوں کا ساتھ دیا۔ لیکن چونکہ
شیعہ فرقے کے نزدیک منصب امامت و خلافت کسی خاندان کے لیے نہیں ہے سوائے خاندان
بنو فاطمہ کے تو اس فرقے نے خلافت بنو فاطمہ کے علاوہ ہر دور میں حکومت وقت کے خلاف
معاندانہ رویہ رکھا۔ جس کی وجہ سے بعض ادوار میں نہایت ہی الم ناک سانحات وجود میں آئے۔

حقائق پر پردے پڑتے گئے اور چند باتیں ابھرتے ہوگئے۔ نوبت یہاں تک پہنچی
کہ صحابہ السابقون الاولون ہدف ملامت بنے۔ اور بعد کے شیعہ حضرات نے اس کو اپنے
عقیدے میں شامل کر لیا کہ خلفاء اربعہ کو برے الفاظ سے یاد کیا جائے۔ چنانچہ ظاہر و
باطن طریقہ پر ایسا ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔ لیکن شیعہ فرقے کے جو سنجیدہ علماء ہیں
وہ اس تبرا بازی کو مستحسن خیال نہیں کرتے کیونکہ خود خاندان نبوت کا تعلق ان حضرات
سے بہت اچھا تھا۔ نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور نہ حضرت حسنین علیہما السلام نے خلفائے
اربعہ پر تبرا کیا۔ بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیا تھا۔ صدیوں کے بعد کے
تاریخی اور معاشرتی حالات نے فروغ دیا۔

عرب و عجم سے اس فرقہ کے اثرات ہندوستان پر پڑے چنانچہ اس فرقے کے لوگوں نے حکومت میں بھی اچھا اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ خصوصاً اکبر بادشاہ کے دور میں اور ملا نور اللہ شوستری دربار شاہی میں بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے۔ آصف خان وزیر اعظم بھی اسی فرقے سے متعلق تھا اور اس کی بہن نورجہان کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ حکومت میں اثر و رسوخ کی وجہ سے ہندوستان میں اس فرقے نے اچھا اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ اگر حضرت مجدد الف ثانی سرہندی (م۔ سنہ ۱۰۳۴ھ) کی تحریک اس فرقے کے آڑے نہ آتی تو اس فرقہ کا اثر اور بڑھ جاتا۔ پھر بھی نوابین حیدر آباد دکن، رامپور، فیض آباد، لکھنؤ وغیرہ کا تعلق اسی فرقہ سے رہا۔

شیعہ حضرات میں تین اہم فرقے ہیں: اثنا عشری، آغا خانی، اور اسمعیلی بوہرہ۔ موخر الذکر دو فرقے کے عوام مذہبی طور پر زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ البتہ اثنا عشری فرقے کے لوگ نسبتاً زیادہ مذہبی ہوتے ہیں اور ان کے اندر مذہبی عصبیت بھی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔

شیعہ حضرات میں سے بعض کا خیال یہ ہے کہ اہل سنت کے ہاں جو قرآن پاک رائج ہے اس میں سے بہت سی آیات حذف کر دی گئی ہیں اور ان کے پاس جو نسخہ ہے وہ اصل وہ صحیح ہے۔ اس قضیہ پر ہم ذرا تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے موضوع میں داخل ہے۔

۱۔ اکبر شاہ خان۔ تاریخ اسلام۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۵۶۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جنگ یمامہ کے المناک حادثہ کے بعد جس میں بہت سے حفاظ شہید ہوگئے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مختلف کاتب وحی اور حفاظ کو جمع کر کے تمام سورتوں کو یکجا لکھوا کر ایک مجلد کی شکل میں کر دیا تھا۔ بعد میں یہ نسخہ حضرت حفصہ کے پاس محفوظ رہا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ سے منگوا کر اپنے زمانہ خلافت میں سورتوں کو موجودہ ترتیب کے ساتھ لکھوایا۔ آٹھ نو نسخے تیار کیے گئے اور مختلف ممالک محروسہ میں نشر و اشاعت کے لیے ان کو پھیلا دیا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مصحف کے علاوہ اور بھی مصاحف تھے مثلاً مصحف عبد اللہ ابن مسعود مصحف ابی ابن کعب ، مصحف حضرت عائشہ اور مصحف حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۔ حضرت علی کا نسخہ موجودہ ترتیب کے ساتھ نہیں لکھا گیا تھا بلکہ سورتیں جس انداز سے نازل ہوتی رہیں اسی ترتیب سے لکھا گیا تھا گویا ترتیب نزولی کے مطابق ۔ مگر ایسا ہرگز نہیں تھا کہ مندرجات میں اختلاف ہو۔ حضرت علی کے اس نسخہ کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی[1] اور ابن الندیم[2] نے کیا ہے۔

عرض کیا جا چکا ہے کہ شیعہ فرقے کو خلفاء اربعہ سے خاص پرخاش ہے اور ان پر سب و شتم کرنا ان کے عقیدہ میں داخل ہے ان حالات میں یہ خیال پیدا ہو جانا تعجب انگیز نہیں کہ قرآن پاک کے اندر حذف و اضافہ ہوا ہے۔ اور پھر یہ بھی ثابت ہے کہ

۱۔ ابن حجر عسقلانی ۔ فتح الباری جلد ۹ ۔ ص ۳۸

۲۔ ابن الندیم ۔ کتاب الفہرست ص ۲۶

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا علیحدہ مصحف تھا تو اس خیال کو اور تقویت ہوتی ہے۔ مگر فی الحقیقہ یہ خیال باطل ہے۔ شیعہ فرقے کے مشہور اور مستند مفسر علامہ طبری نے خود اس خیال کا ابطال کیا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔ ایک بحث یہ ہے کہ قرآن مجید میں حذف یا اضافہ ہوا ہے یا نہیں۔ یہ بحث فن تفسیر سے متعلق نہیں۔ یہ امر کہ قرآن میں کچھ اضافہ ہو گیا ہے سب کے نزدیک باطل ہے۔ باقی نقصان تو ہمارے فرقے میں سے ایک گروہ نے اور سنیوں میں حشویہ نے روایت کی ہے کہ قرآن میں تغیر و نقصان ہو گیا ہے لیکن ہمارے فرقے کا صحیح مذہب اس کے خلاف ہے اور سید مرتضی نے اس کی تائید کی ہے اور مسائل طرابلسیات کے جواب میں اس پر نہایت مفصل بحث کی ہے سید مرتضی نے متعدد موقعوں پر لکھا ہے کہ قرآن کی صحت کا علم ایسا ہی ہے جیسا شہروں کا علم اور بڑے بڑے واقعات اور مشہور کتابوں اور عرب کے مدون اشعار کا علم کیونکہ قرآن کی نقل اور حفاظت کے اسباب نہایت کثرت سے تھے اور اس حد تک پہنچے تھے کہ اور کسی چیز کے لئے نہیں گئے۔[1] شاہ عبد العزیز دہلوی نے "تحفہ اثنا عشریہ" میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ شیعہ حضرات قرآن کریم میں حذف و اضافہ کے قائل ہیں۔ جس کا جواب مجتہد العصر مولانا سید دلدار علی نے یہ دیا ہے کہ "این کذب است صریح و بہتان ہست فضیح" اور لکھا ہے کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ شیعوں کا صحیح مذہب یہی کہ قرآن کریم میں کوئی تغیر و نقصان نہیں ہوا۔ یہی بات نور اللہ شوستری نے

۱۔ علامہ طبرسی۔ تفسیر مجمع البیان۔ مطبوعہ ایران۔ جلد اول ص ۔ ۲

"صائب النواصب" میں لکھی ہے۔ تفسیر کافی کے شارح علامہ محمد بن الحسن نے بھی یہی لکھا ہے (جلد دوم، ص ۷۶ - ۷۷) مولوی سید حسین نے "حدیقہ سلطانیہ" (ص ۱۸۶) میں یہی لکھا ہے کہ قرآن کریم کی صداقت علی التواتر مسلم ہے۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوگیا ہے کہ شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ موجودہ قرآن میں حذف و اضافہ ہوا ہے۔ صحیح نہیں۔ اس کے باوجود اس خیال پر امر اور خلفاء سے عصبیت کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

شیعہ حضرات نے قرآنی تراجم و تفاسیر (اردو) کے سلسلے میں قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ یہاں ان کا اجمالی طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) سنہ ۱۱۸۷ھ میں عبد الصمد دلیر جنگ نے حیدر آباد دکن میں تفسیر وہابی کے نام سے ایک تفسیر لکھی (۲) سنہ ۱۱۹۴ھ میں فیض آباد میں غلام مرتضی جنون نے تفسیر مرتضوی لکھی (۳) سنہ ۱۲۰۰ھ کے قریب حیدر آباد دکن میں تفسیر حسینی سے پارہ عم کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا (۴) سنہ ۱۲۵۹ھ[2] میں لکھنؤ سے سید علی بن سید دلدار علی نے تفسیر توضیح مجید کے نام سے ایک تفسیر لکھی۔ (۵) سنہ ۵ - ۱۲۷۲ھ کے دوران کلکتہ میں قید و بند کے زمانے میں واجد علی شاہ نے صحیفہ سلطانیہ کے نام سے ایک تفسیر لکھی (۶) ایک تفسیر ریاض دلکشا کے نام سے سنہ ۱۲۸۱ھ میں غالباً حیدر آباد دکن میں لکھی گئی (۷) سنہ ۱۲۸۸ھ میں سونی پت کے ایک عالم سید عمار علی نے تفسیر عمدۃ البیان لکھی جو دہلی سے شائع ہوئی۔

---

۲ - امجد علی شاہ شاہ اودھ کے عہد میں (۱۲۵۸ھ سے سنہ ۱۲۶۳ھ) میں ایک ترجمہ مع حواشی شائع ہوا تھا۔ سنہ ۱۲۵۹ھ میں بمبئی سے سید عبد اللہ کی تفسیر مقبول شائع ہوئی۔

(۸) سنہ ۱۲۹۷ھ میں مولانا فخر الدین نے تفسیر حسینی کا ترجمہ تفسیر قادری کے نام سے کیا تھا وہ لکھنؤ سے شائع ہوا۔ (۹) لکھنؤ سے تفسیر کاشانی کا ترجمہ تفسیر تنویر البیان کے نام سے شائع ہوا۔ (۱۰) مولانا مقبول احمد کی تفسیر مقبول سنہ ۱۳۳۱ھ میں منظر عام پر آئی۔ (۱۱) ایک ترجمہ اور تفسیر سید زبیر کے حسین نے لکھی (۱۲) ایک ترجمہ اور تفسیر حافظ فرمان علی (م۔ سنہ ۱۳۳۳ھ) نے لکھی (۱۳) مرزا احمد علی نے ایک ترجمہ اور تفسیر لکھی (۱۴) فولاد حیدر فوق بلگرامی کا ترجمہ اور تفسیر لکھنؤ میں قلمی موجود ہے۔ (۱۵) اسی طرح قاضی سید احمد شاہ کی تفسیر ملقب لمع الترجمان فی توضیح القرآن بھی قلمی حالت میں موجود ہے (۱۶) سید محمد صادق نے بھی ایک ترجمہ اور تفسیر لکھی ہے جو لکھنؤ میں زیر طبع تھی (۱۷) امداد حسین کاظمی کی ایک تفسیر و ترجمہ لاہور سے شائع ہوا (۱۸) راحت حسین گوپال پوری نے تفسیر انوار القرآن لکھی تھی جو کھجوا (بہار) سے سنہ ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوئی (۱۹) سید مرتضی حسین نے ایک تفسیر آیات الانوار لکھی ہے جو لاہور سے چھپی ہے۔

احمدی مکتب فکر اور اس کی تفاسیر

غلام احمد قادیانی نے آخر کار بزعم خود نبوت کا اس انداز میں اعلان کیا۔

فکان خالیا موضع لبنة اعنی المنعم علیہ من ھذا ۔ العمارة
فاراد اللہ ان یتم البناء و یکمل البناء باللبنة الاخیرة
ایھا الناظرون[1]

ترجمہ ۔ اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشین گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچا دے ۔ پس میں وہی اینٹ ہوں ۔

انبیاء کی بعثت تاریخ انسانیہ کے نازک ترین ادوار میں ہوئی ہے اور انہوں نے اپنا مقصود اور مطلوب نوع انسانی کی اصلاح بنایا ہے ۔ انہوں نے پستی کی طرف جانے والے لوگوں کو بام عروج پر پہنچا دیا ہے ۔ انہوں نے فکر انگیز تعلیمات سے دلوں کو جگایا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب تاریخ اسلام کے نازک ترین دور میں پیدا ہوئے اور جب انہوں نے نبوت کا دعوی کیا ہے عالم اسلام کی حالت خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔ مگر جو کچھ مرزا صاحب نے کہا وہ حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے ۔ اگر دعوی نبوت نہ فرماتے یقیناً حیرت انگیز نہ تھا ۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے ۔

---

۱ ۔ غلام احمد قادیانی ۔ خطبہ الہامیہ ۔ ص ۔ ۱۱۲

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں" [1]

اس قسم کی باتوں سے قاری کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ لکھنے والا نبی نہیں بلکہ انگریزی حکومت کا بہی خواہ تھا۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ سات برس سے اس کوشش میں مصروف ہوں کہ ہندوستان کے دل میں حکومت برطانیہ کی قدر و منزلت بٹھاؤں۔ [2]

ایک جگہ تو یہاں تک لکھدیا ہے۔

"میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدائے تعالی کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی کہ جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔" [3]

اسی حمایت کی دہائی دے کر مرزا صاحب انگریزی حکومت سے اپنی جماعت کی اشاعت کے سلسلے میں دلی تعاون کے لیے اس طرح درخواست فرماتے ہیں۔

۱۔ غلام احمد قادیانی۔ تریاق القلوب۔ ص۔ ۱۵

۲۔ غلام احمد قادیانی۔ تبلیغ رسالت۔ جلد ہفتم۔ ص۔ ۱۰

۳۔ اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق۔ ص۔ ۳ (کتاب شہادۃ القرآن کے آخر میں)

اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرماوے کہ وہ بھی اس
خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ
رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت اور مہربانی کی
نظر سے دیکھیں۔[1]

یہی وجہ تھی جو علامہ اقبال نے اس طرح فرمایا۔

گفتہ دین را رونق از محکومی ست — زندگانی از خودی محرومی است

دولت اغیار را رحمت شمرد — رقصہا گرد کلیسا کرد و مرد

مرزا صاحب کی اس قسم کی تبلیغ کے اثرات کیا ہوئے۔ یا کیا ہوسکتے تھے۔ یہ حقیقت

ایک ھندو ڈاکٹر شنکر داس مہرہ کی زبانی سنئیے۔

" مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور
پین اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔[2]

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس تحریک سے ملت انتشار کے سوا اور کچھ کام نہیں ہو سکا

یہی سبب ہے کہ مرزا صاحب کے جانشین حکیم نور الدین کی وفات کے بعد لاہور کے کچھ

بیدار مغزوں نے اس طرح سوچنا شروع کیا۔

۱۔ تبلیغ رسالت ۔ ج ۷ ۔ ص ۱۹ ۔ درخواست بنام لفٹننٹ گورنر پنجاب

مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۸ء

۲۔ اخبار بندے ماترم ۔ ۲۲ ۔ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء

" خدا را غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں صاحب (بشیر الدین محمود)

کا درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے جیسا

کہ انہوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھدیا ہے تو یہ

ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا

نہیں — اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی — یہ بھی مان لو کہ

وہ سارے نبی احمدی جماعت ہی میں ہوں گے پھر احمدی جماعت

کے کتنے ٹکڑے ہوں گے — آخر گزشتہ سنتوں سے تم اتنے ناواقف

نہیں ہو کہ کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ

اور ایک خلاف ہوتا ہے — وہ خدا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہاتھ پر کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا

ہے اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا کہ ایک

دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں اور آپس میں کوئی تعلقات اخوت

اسلامی کے نہ رہ گئے ہوں — یاد رکھو اگر اسلام کو کل ادیان

پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی

پر کبھی نہیں آسکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ

علیحدہ لئے پھرتے ہوں — [1]

ا — محمد علی لاہوری — رد تکفیر اہل قبلہ ص — ۴۹ — ۵۰

یہ خیالات احمدی جماعت کے ایک ممتاز فرد مولانا محمد علی لاہوری کے
ہیں۔ یہ مرزا صاحب کو صرف مجتہد مانتے ہیں۔ خواجہ کمال الدین۔ مولوی صدر الدین۔
ڈاکٹر بشارت احمد۔ مرزا محمد یعقوب بیگ کا تعلق بھی اسی گروہ سے ہے۔ ان حضرات
نے ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھی "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام"۔ اس جماعت نے پاک و
ہند کے باہر کافی تبلیغ کی ہے۔ انگلستان میں ووکنگ اس جماعت کا مرکز ہے۔ اس میں شک
نہیں کہ قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتوں نے قرآن کے غیر ملکی تراجم کر کے اچھی
خدمت انجام دی ہے۔ مگر کسر صرف یہی ہے کہ موقع و محل پر اپنے نظریات کی بھی
اشاعت کر دی ہے۔ جو شخص اثرات کے تحت لابدی ہے۔

قادیانی جماعت عامۃ المسلمین کو کافر گردانتی ہے مگر لاہوری
جماعت نے ملت اسلامیہ سے ناطہ نہیں توڑا۔ علامہ اقبال کی نظر میں یہ جماعت اس
سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامے
میں حصہ لیا ہے زوال و انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح
کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔[1]

۱۔ علامہ اقبال۔ حرف اقبال ص۔ ۸۔ ۱۵۷

احمدی جماعت کے قادیانی اور لاہوری دونوں گروہوں نے اردو
تفاسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ مہیا کیا ہے۔ یہاں اس کا اجمالی جائزہ لیا جاتا ہے۔

(۱) سنہ ۱۳۱۸ھ میں ڈاکٹر عبد الحکیم کی تفسیر القرآن بالقرآن
لکھنو سے شائع ہوئی (۲) اسی سنہ میں شیخ یعقوب علی تراب کی
تفسیر القرآن قادیان سے شائع ہوئی (۳) سنہ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء
میں سید محمد سرور شاہ نے اپنی تفسیر سروری کا آغاز کیا (۴) تقریباً
سنہ ۱۳۳۰ھ میں محمد عبد اللہ قادیانی کی تفسیر آسانی سبعاً
من المثانی قادیانی سے شائع ہوئی (۵) سنہ ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء
میں مرزا بشیر الدین محمود کی تالیف معارف القرآن۔ جو قاضی
ظہور الدین اکمل نے مرتب کی تھی شائع ہوئی (۶) مرزا بشیر الدین
کی ایک اور تفسیر درس القرآن المجید کے نام سے سنہ ۱۳۴۰ھ /
۱۹۲۱ء میں قادیان سے شائع ہوئی (۷) سنہ ۱۔۱۳۴۰ھ/
۲۔۱۹۲۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تالیف خزینۃ
العرفان قادیان سے شائع ہوئی (۸) سنہ ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء
میں مولوی نور الدین کی تقاریر کو فخر الدین ملتانی نے مرتب
کرکے قادیان سے شائع کیا۔ اس کو درس القرآن کے نام سے
موسوم کیا گیا۔ (۹) سنہ ۲۔۱۳۴۰ھ میں محمد علی لاہوری
نے بیان القرآن کے نام سے تفسیر لکھی جو لاہور سے شائع ہوئی۔

(۱۰) سنہ ۱۳۵۲ھ میں عبد اللطیف بہاولپوری نے دستور الارتقا تفسیر سورۃ الاسراء لکھی جو قادیان سے شائع ہوئی (۱۱) سنہ ۱۳۵۹ھ میں مرزا بشیر الدین محمود نے تفسیر کبیر لکھی جو قادیان سے شائع ہوئی (۱۲) سنہ ۶۳ – ۱۹۵۹ء/ ۸۳ – ۱۳۷۸ھ میں پیر معین الدین نے تفسیر کبیر کا خلاصہ خزن معارف کے نام سے کیا جو ربوہ سے شائع ہوا (۱۳) سنہ ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۲ء میں سید محمد اسحاق نے ترجمۃ القرآن کے نام سے ترجمہ اور تفسیر لکھی (۱۴) سنہ ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء میں بشیر الدین محمود کا دیباچہ تفسیر القرآن لاہور سے شائع ہوا (۱۵) سنہ ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء میں حکیم عبد اللطیف شہید کی تالیف تعلیم القرآن المجید۔ لاہور سے شائع ہوئی۔ (۱۶) سنہ ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود کی تالیف تفسیر صغیر غالباً لاہور سے شائع ہوئی۔

ساتواں باب

دورِ حاضر کے مفسرین

ان کے مفسرانہ اور ادیبانہ اسالیب

ساتواں باب

دورِ حاضر کے مفسرین۔ ان کے مفسرانہ اور ادیبانہ اسالیب

جدید مفسرین بالواسطہ یا بالواسطہ سر سید احمد خان (م۔ سنہ ١٨٩٨ء)

سے متاثر ہوئے اس لیے ہم سب سے پہلے ان کی ذہنی تعمیر و تشکیل کی مختلف منزلوں کا جائزہ لیں گے اور مختصراً ان کے حالاتِ زندگی بھی سامنے رکھیں گے کہ اس کے بغیر شخصیت کی پہچان مشکل ہے۔

سر سید احمد خان۔ سر سید احمد خان ١٧ اکتوبر سنہ ١٨١٧ء میں دہلی میں پیدا ہوئے اس وقت ملکی حالات یہ تھے کہ ~~لال قلعہ تک محدود~~ سنہ ١٨٠٣ء میں سر جو لارڈ لیک نے دہلی کی حکومت مرہٹوں سے چھین کر شاہ عالم کے سپرد کر دی تھی جو لال قلعہ تک محدود تھی۔ سر سید کے والد میر متقی گو درویش صفت انسان تھے مگر اکبر شاہ ثانی کے دوستوں میں تھے۔ شاہ غلام علی سے شرفِ بیعت حاصل تھا۔ سر سید کی جوانی عیش و عشرت میں گزری۔ وہ مغل دربار میں کبھی کبھی اپنے والد کی نمائندگی کرتے رہے۔ سر سید نے قرآن کریم کی تحصیل کے بعد فارسی، عربی اور ریاضی وغیرہ پڑھی۔ ان کی والدہ خود فارسی کی اچھی عالمہ تھیں۔ سر سید کے نانا خواجہ فرید الدین صاحب دانا تھے۔ سنہ ١٧٩٩ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے جو سفارت بھیجی تھی اس میں وہ بھی شامل تھے۔ سنہ ١٨١٥ء میں اکبر شاہ ثانی نے شاہی مالیات کا شعبہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح سر سید احمد خان نے قریب سے سیاسی سرگرمیوں کا مطالعہ کیا۔ جب سنہ ١٨٣٨ء میں سر سید کے والد کا انتقال ہوا تو معاشی حالات سے مجبور ہو کر سر سید نے ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازمت کا ارادہ کر لیا۔ سنہ ١٨٤٦ء میں سر سید کے بھائی کا انتقال ہوا۔ ان جانکاہ صدموں نے سر سید کی سیرت پر اثر کیا۔ اگلے ہی سال سر سید نے آثار الصنادید تالیف کی اور انقلاب سنہ ١٨٥٧ء سے ایک سال پہلے "آئینِ اکبری" کی شرح لکھی۔ انقلاب نے سر سید کی زندگی میں ایک انقلاب

پیدا کر دیا۔ اس وقت وہ بجنور میں صدر امین تھے۔ مسلمانوں کے ناگفتہ بہ حالات نے
سر سید کو مضطرب و بے چین کر دیا۔ اسی اضطراب و بے چینی نے ان کے لیے راہ عمل ہموار کی۔
سر سید کو مضطرب و بے چین کر دیا۔ اسی اضطراب و بے چینی نے ان کے لیے راہ عمل ہموار کی۔
سر سید خود اس انقلاب کے ہدف بنے۔ ان کا گھر ویران ہوا۔ ایک چچا اور چچازاد بھائی
سکھوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔

انقلاب سنہ ۱۸۵۷ء سے پہلے سر سید نے جو کچھ لکھا ہے ان میں ندرت فکر
کا پتا نہیں چلتا۔ مثلاً یہ کتابیں جلاء القلوب بذکر المحبوب (۱۸۴۲ء) تحفۂ حسن
(۱۸۴۴ء) کلمۃ الحق (۱۸۴۹ء) راہ سنت و ردّ بدعت (۱۸۵۰ء) نمیقہ در بیان مسئلہ
تصور شیخ (۱۸۵۲ء) اور کیمیائے سعادت (۱۸۵۳ء) وغیرہ ـــــ انقلاب کے بعد
سنہ ۱۸۶۲ء میں انجیل مقدس کی تفسیر تبیین الکلام کے نام سے لکھی۔ اس کے مطالعہ سے
نقطۂ گریز کا علم ہوتا ہے۔ اس تفسیر میں نئے خیالات ملتے ہیں مثلاً یہ کہ شیطان کا علیحدہ
وجود نہیں بلکہ یہ انسان کی قوت بہیمیہ کا نام ہے۔ طوفان نوح ساری دنیا میں نہیں آیا تھا
بلکہ ایک خاص علاقہ میں آیا۔ مگر اس عقیدے پر وہ قائم تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بن باپ کے بیٹے تھے۔ تفسیر القرآن لکھتے وقت یہ عقیدہ بھی متزلزل ہوگیا۔ سر سید کی
فکری زندگی کا پہلا دور ابتداء سے سنہ ۱۸۵۷ء تک ہے دوسرا دور سنہ ۱۸۵۷ء سے
سنہ ۱۸۶۹ء تک اور تیسرا دور جو آزادیٔ فکر کا دور ہے سنہ ۱۸۷۰ء سے سنہ ۱۸۹۸ء تک چلتا
ہے۔ اسی دور میں انہوں نے لندن کا سفر کیا اور برٹش میوزیم اور انڈیا آفس لائبریری لندن
میں بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ وہاں انہوں نے سر ولیم میور کے جواب میں خطبات قلم
بند کیے اس دور میں ان کے مخصوص نظریات یہ تھے۔

(۱) مذہب اللہ کا قول ہے اور فطرت اس کا فعل۔ قول وعمل میں تضاد
ناممکن ہے۔

(۲) خدا واجب الوجود ہے۔ صفات الہیہ عین ذات ہیں۔ گو وہ
وراء الوراء ہے۔ مگر عقل انسانی میں آ سکتا ہے۔ اگرچہ اس کی ماہیت
بتانے سے عقل عاجز ہے۔

(۳) قرآن کریم لفظ بلفظ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔

(۴) نوع انسانی کی ہدایت کے لیے رسالت کی شدید ضرورت ہے۔

(۵) احادیث کے مجموعے قابل تنقید ہیں۔ صحیح احادیث کے متعلق
بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ~~کے الفاظ~~
کے الفاظ ہیں یا جامع علیہ الرحمہ نے اپنے الفاظ بھی شامل کر دئے
ہیں سر سید کی نظر میں کتب احادیث مشکوک ہیں۔ گو وہ محدثین
کرام کے ممنون بھی ہیں۔

سر سید کے افکار نے علمی دنیا میں ایک کھلبلی پیدا کر دی۔ مخالفت کا آغاز
اس وقت ہوا جب سر سید کی قائم کردہ سائنٹفک سوسائٹی (غازی آباد) کی طرف سے الفنسٹن
کی تصنیف (History of India) کا اردو ترجمہ شائع ہوا۔ پھر جب سر سید کا
مقالہ " احکام طعام اہل کتاب " شائع ہوا تو مخالفت اور بڑھ گئی۔ اور ان کو عیسائی کے لقب
سے نوازا گیا۔ تاہم سنہ ۱۸۶۹ء تک مخالفت نے شدت اختیار نہیں کی تھی۔ مگر جب وہ انگلستان
گئے اور وہاں سے لکھے ہوئے ان کے خطوط "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ " میں شائع ہوئے تو
مخالفت بڑھ گئی اور جب واپس پر انہوں نے " تہذیب الاخلاق " جاری کیا اور " تفسیر القرآن"
لکھی تو ان کی آزادی فکر اور آیات قرآنی کی دور از کار تعبیرات و تاویلات نے ایک طوفان
کھڑا کر دیا۔ شاہ عبد الحق حقانی نے تفسیر حقانی میں " تفسیر القرآن " کا جواب دیا۔
اسی طرح محمد احتشام الدین نے تائید الاسلام (۱۸۸۱ء) میں سر سید پر سخت تنقید کی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے برکات الدعا (۱۸۹۳ء) میں سرسید کی تالیف "الدعاء والاستجابہ" سنہ ۱۸۹۲ء) کی تردید کی۔ ممالک اسلامیہ کے لوگ سرسید کے خیالات سے ششدر و حیران تھے۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں جب جمال الدین افغانی سنہ ۹۷ - ۱۸۳۸ء) جلاوطن ہوکر ہندوستان آئے تو یہاں انہوں نے شیخ محمد عبدہ مصری کے لیے ملکر رسالہ "عروۃ الوثقی" لکھا تھا اس میں ایک مضمون "الدہریون فی الہند" کے عنوان سے لکھا اور نیچری تحریک پر سخت تنقید کی۔ گو اس میں سرسید کا کہیں نام نہیں آیا۔ غالباً اس مخالفت کی یہ وجہ ہو کہ ترکی کی فتح (۱۸۹۷ء) کے بعد جمال الدین افغانی کی سرکردگی میں "پین اسلامزم" کی تحریک اور زور پکڑ گئی تھی اور سرسید نے "تہذیب الاخلاق" اور "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ" میں اس تحریک کی پرزور مخالفت کی تھی۔ بعض علماء نے تو بہت ہی سخت تنقید کی ہے۔ اور جاہل و زندیق تک لکھدیا ہے مثال کے طور پر مولانا عبد الحی لکھنوی اور مولانا انور شاہ کشمیری کے تلمیذ رشید مولانا یوسف بنوری ان حضرات نے اپنی عربی تصانیف میں سختی سے تنقید کی ہے۔ اول الذکر نے تفسیر القرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> ولیس له قصد فیه الا تحریف الایات وتسویتها علی مذهبه۔ بحیث لولاح سنارة من بعید اقتنصها اووجد موضعاً له فیه اوفی مجال سارع الیه کما فعل الزمخشری فی الکشاف والفرق بینهما ان الزمخشری کان علامة فی علوم العربیة والسید احمد کان جاهلاً فیها۔ یتکلم فی التفسیر بغیر رعایة الاصول الشرعیة والقواعد العربیة۔ ولذلک رد علیه بعض العلماء فی کتبهم وصنف بعضهم فی الرد کتبا[1]

۱۔ عبد الحی الحسنی۔ الثقافة الاسلامیة فی الهند۔ مطبوعہ دمشق۔ سنہ ۱۳۷۷ھ۔ ص۔ ۱۶۸

مولانا عبد الحق چونکہ لکھنؤ کے تھے اس لیے لہجے میں زیادہ کرختگی نہیں مگر مولانا یوسف بنوری سرحد کے رہنے والے ہیں اس لیے ان کی تنقید میں سرحدی شان بڑے آب و تاب سے نمایاں ہے۔

مولانا کے موصوف محمد علی قادیانی ۔ احمد حسن امروہوی اور سر سید احمد خان کی تفاسیر پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و منهم من حرف مواد القرآن و مسخ معناه الرغبة في قالب
هواه . وجعل العاويه مهواه [1]

ایک علیحدہ عنوان قائم کیا ہے۔

" سر سید احمد خان الدهلوي باني الكلية الانكليزية و تفسيره "

اس عنوان کے ذیل سر سید احمد مرحوم کی جو خبر لی ہے اس کی چند جھلکیاں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

(الف) و هو رجل زنديق ملحد او جاهل ضال [2]

(ب) و سار كالقرامطة الباطنية والاسماعيلية والمزدكية والاخشونية ـ وغيرهم من اخوانه ـ الملحدين و لز نادقة المتقولين في ضروريات الدين [3]

(ج) والفسطى هذه الاصول الموضوعة تفسيره السماه " تفسير القرآن " بالالحويته و حق ان يسمى " تحريف القرآن " ـ

(د) اتا م لديه كثره و الحاده و تطهير الدين من خباثه والنجاسه الفاضل الحبر مولانا ابا محمد عبد الحق الدهلوي [4]

---

۱ ـ مولانا یوسف بنوری ـ مشکلات القرآن لامام مولانا انور شاہ کشمیری مع مقدمہ یتیمة البیان بمشکلات القرآن ـ مطبوعہ دہلی ـ سنہ ۱۳۵۷ھ ـ ص ۲۹

۲ ـ ۳ ـ ایضاً ص ۱ ـ ۳۰

ان شدید مخالفتوں کے باوجود یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ سر سید احمد خان کے افکار و خیالات عصر جدید پر پوری طرح اثر انداز ہوئے ہیں۔ مذہبی طور پر بھی اور سیاسی طور پر بھی۔ تمام پاکستان کو سر سید کی تحریک سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں شک نہیں سر سید احمد خان نے مذہبی معاملات خصوصاً تفسیر قرآن میں اس سوجھ بوجھ کا ثبوت نہیں دیا جو شیخ محمد عبدہ مصری کے ہاں نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی نذیر احمد۔ نواب محسن الملک۔ اور مولانا شبلی وغیرہ سر سید کے مذہبی خیالات سے متفق نہ ہوسکے۔ لیکن متاثر ضرور ہوئے۔ مولانا حالی نے ساتھ بھی دیا اور تنقید بھی کی اور مولوی چراغ علی نے تو کھل کر ساتھ دیا۔ مولانا حالی کے تاثرات کا جائزہ مناسب مقام پر لیا گیا ہے۔ ادھر ہندوستان میں سر سید کی تفسیر القرآن کی جلد اول کی اشاعت (۱۸۸۰ء) کے بعد جدید تفسیر نگاری کے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اور ادھر مصر میں محمد عبدہ مصری کی تفسیر المنار (۱۸۹۸ء) نے ایک نئے دور کی بنیاد ڈالی۔ پھر علامہ طنطاوی جوہری (م۔ ۱۹۴۰ء) کی تفسیر وجود میں آئی۔ جو ہندوستان میں بھی مقبول ہوئی۔ حال ہی میں محمد احمد خلف اللہ اور محمد کامل حسین نے بھی لکھا ہے۔ (الفن القصصی فی قرآن کریم۔ ۵۔ ۱۹۵۰ء)

مولانا محمد علی لاہوری

عصر جدید کے مفسرین پر سر سید کے اثرات ظاہر و باطن نظر آتے ہیں سید امیر علی مؤلف The spirit of Islam (۱۹۲۲) اور مولانا محمد علی کے انگریزی ترجمہ قرآن اور تفسیری نوٹس میں یہ اثرات صاف نظر آتے ہیں۔ اس میں شک نہیں مؤخر الذکر براہ راست مرزا غلام احمد قادیانی سے متاثر تھے۔ مگر پھر بھی دونوں حضرات کے اثرات سے ایک امتزاجی رنگ پیدا ہوگیا تھا۔ جس کے متعلق ڈچ مستشرق ڈاکٹر بلیان (Baljon) کا خیال ہے۔

The fortunate result of this curious mixture in the mind of Mohammad Ali of Ghulam Ahmad's supernaturalism and Ahmad Khan's rationalism is that the author of this English Quran-Commentary supplies desupernaturralised Islam as it is represented in the religion of Ahmad Khan with substantial contents[1] P. 128

---

1 - I. M. S. Baljon . The Reforms and Relious Idias of sir Sayyed Ahmad Khan,
Lahore, 1958 (II E.) - (I. E. 1949, Brill)

۲۔ ایضا ص۔ ۱۹

The fortunate result of this curious mixture in the mind of Mohammad Ali of Ghulam Ahmad's supernaturalism and Ahmad Khan's rationalism is that the author of this English Quran-Commentary supplies desupernaturralised Islam as it is represented in the religion of Ahmad Khan with substantial contents [1] P. 128

---

1 - I. M. S. Baljon . The Reforms and Relious Idias of sir Sayyed Ahmad Khan, Lahore, 1958 (II E.) - (I. E. 1949, Brill)

مولانا ابو الکلام آزاد

مولانا ابو الکلام آزاد (۱۹۵۸ ـــ ۱۸۸۸ء) بھی سر سید سے کافی متاثر ہوں۔ ترجمان القرآن کا تفسیری رنگ اس حقیقت کا غماز ہے۔ مولانا نے مرحوم سر سید سے اثر پذیری کا خود اس طرح اظہار کیا تھا۔

> میری زندگی میں ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے جب سر سید احمد کی تصنیفات نے میرے دماغ پر غیر معمولی اثر ڈالا تھا۔ اور یہ میری طالب العلمی کا ابتدائی زمانہ تھا۔ بلا شبہ یہ اثر آگے چل کر دھیما پڑ گیا۔ اور مجھے فکر و نظر کی دوسری منزلیں پیش آگئیں۔ تاہم میرا دماغ ان کی صلحانہ اعمال کے تاثر سے کبھی خالی نہیں ہوا۔[۱] (ص ـ ٦٧)

اسی خطبہ میں سر سید کے "تہذیب الاخلاق" کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

> ہندوستان کے کسی موقع الشیوع رسالہ نے شاید ہی ایسے گہرے اثرات وقت کی دماغی رفتار پر ڈالے ہوں گے جیسے کہ "تہذیب الاخلاق" سے مرتب ہوئے[۲] (ص ـ ٦٧)

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

> جدید ہندوستان کے بہترین مسلمان مصنف اسی حلقے کے زیر اثر پیدا ہوئے اور یہیں نئی قسم کی اسلامی تحقیق و تصنیف کی راہیں پہلے پہل کھولی گئیں[۳] (ص ـ ٦٨ ـ ٦٩)

---

۱ ـ ابو الکلام آزاد ـ خطبہ تقسیم اسناد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ـ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۴۹ء ماہنامہ "العلم" کراچی اپریل ـ جون سنہ ۱۹۶۱ء ص ـ ٦٧

۲ ـ ایضاً ص ـ ٦٧

۳ ـ ایضاً ص ـ ٦٩

پھر فرماتے ہیں۔

> ہندوستان کی نئی دماغی سرگرمیوں کے لیے انیسویں صدی نے ایک نشاۃ جدیدہ (Renaissance) کا دور پیدا کیا تھا[1] اور اس نشاۃ جدیدہ کا ایک گوشہ علی گڑھ بھی تھا (ص۔ ۴۰)

مطلب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا آزاد کی ذہنی ارتقا کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے ان کے حالات زندگی کا اجمالی جائزہ لے لیا جائے۔

مولانا ابوالکلام آزاد (۱۹۵۸ ـــ ۱۸۸۸) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے (آپ کے والدین غدر کے زمانے میں حجاز ہجرت کر گئے تھے) سنہ ۱۸۹۸ء میں مولانا آزاد کا گھرانا ہندوستان آکر کلکتہ میں سکونت پذیر ہوگیا۔ آزاد مرحوم نے گھر ہی پر اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کی۔ فطرتاً بہت ذہین و فطین تھے۔ چنانچہ چودہ سال کی عمر سے لاہور کے موقر جریدے "مخزن" میں مضامین لکھنے لگے۔

سنہ ۱۹۱۲ء میں انہوں نے خود اخبار الہلال جاری کیا۔ اس وقت ان کی عمر صرف ۲۴ سال تھی۔ اخبار الہلال نے ملت اسلامیہ میں خصوصیت کے ساتھ بیداری پیدا کی۔ اور وہ سیاسی شعور جو سرسید کی تعلیمات کی وجہ سے مردہ ہو چلا تھا پھر جاگ اٹھا۔ الہلال ہندو مسلم اتحاد کا نقیب تھا چنانچہ سنہ ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان "لکھنؤ پیکٹ" وجود میں آیا یہ الہلال کی بڑی کامیابی تھی۔ مولانا کی تفسیر کا آغاز بھی الہلال سے ہی ہوا تھا۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں مولانا کانگریس کے صدر منتخب ہوگئے سنہ ۱۹۴۰ء میں دوبارہ صدر منتخب ہوگئے۔ مولانا آزاد مسلمانوں کے معاملات میں مسٹر گاندھی کے مشیر خاص رہے۔ انہوں نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوؤں کے لیے بھی وہ کچھ کیا جو وہ خود نہ کر سکے۔ تقسیم ہند کے بعد وہ بھارت کے پہلے وزیر تعلیم ہوئے اور آخر تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ گو بظاہر وزارت تعلیمات کا قلمدان ان کے پاس تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ آزاد بھارت کے مدبر روان تھے۔ سنہ ۱۹۵۸ء میں ان کا دہلی میں انتقال ہوا۔

۱۔ ابوالکلام آزاد۔ خطبہ تقسیم اسناد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ۲۰ فروری ۱۹۴۹ء
ماہنامہ "العلم" کراچی اپریل۔ جون سنہ ۱۹۶۱ء ص۔ ۴۰

جس ہندو مسلم اتحاد کا مولانا نے پرچار کیا وہ ان کے رگ و ریشہ میں بس گیا تھا۔ اس سلسلے میں وہ سرسید کے رقیب رہے۔ مولانا کے اسی نظریہ نے ترجمان القرآن میں بھی ان سے فاش غلطیاں سرزد کرائیں۔ جن کو مولانا انور شاہ کشمیری کے تلمیذ رشید مولانا یوسف بنوری نے عنوانات (یاوہ گوئی۔ بکواس) سے تعبیر کیا ہے۔ مولانا یوسف فقہی مسلک کے اعتبار سے مولانا آزاد کے مخالف نہیں۔ دونوں دیوبندی مکتب سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر بھی انہوں نے حرف گیری کی یہ کچھ معنی رکھتی ہے۔ ہم یہاں ترجمان القرآن " سے متعلق مولانا یوسف بنوری کے خیالات کو اجمالاً پیش کرتے ہیں۔

مولانا یوسف بنوری۔ جنہوں نے سرسید پر سخت تنقید کی ہے۔ اور جن کو مولانا شبلی نعمانی کے بارے میں سخت حیرت و تعجب ہے کہ وہ اپنے خطوط میں سرسید کو " سیدی مولائی " کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔[1] مولانا آزاد سے انسیت و محبت کے باوجود "ترجمان القرآن " پر تنقید کی ہے۔ اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر مسلک سلف سے ہٹی ہوئی ہے۔ اور یہ سرسید کے اثرات اور ان کی اپنی ذہنی اپج کا نتیجہ ہے۔

مولانائے موصوف نے پہلے اس کا اقرار کیا ہے

و فی قلبی منزلته من مساعیه الجمیلة فی سبیل الحریة المطلقة"[2]

لیکن ترجمان القرآن کے بارے میں ان کا خیال ہے"

لا بد ان ابین شان هذا الکتاب و ما فیه من مخالفة
السنة و اجماع الامة[3]۔

۱۔ مولانا یوسف بنوری۔ یتیمۃ البیان بمشکلات القرآن ص۔ ۳۲۰
۲۔ ایضاً ص۔ ۳۴
۳۔ ایضاً ص۔ ۳۳

مولانا نے ترجمان القرآن پر ایک علیحدہ رسالہ میں تنقید کی ہے جس کی طرف اس طرح ارشاد فرماتے ہیں ۔

ورشاد اللہ ورسولہ اھم اتقدم من رشاد رجل لم یحتفل فی ای وادٍ اراده قلمہ ولسانہ وقد اومئت الی بعض ھفوالہ فی رسالتی " نفحۃ العنبر " من قبل طلباً لرشاد اللہ تعالیٰ [1]

پنجاب میں بھی مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے ترجمان القرآن کے رد میں ایک کتاب لکھی تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

وقد شرع احد من علماء البنجاب من اھل حدیث فی تالیف تفسیر فی الرد علی ترجمان القرآن وطبع منہ جزءٌ لم اوفق لمطالعتہ [2]

مولانا بنوری آخر میں بڑی حسرت سے فرماتے ہیں ۔

ویا لیت لوکان ابوالکلام ذا علم صحیح مولعاً بما لہ من الذی جاء بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یکاد یعد من اعاظم رجال الدورۃ الحاضرۃ [3]

---

۱ ۔ مولانا یوسف بنوری ۔ یتیمۃ البیان بمشکلات القرآن ۔ ص ۔ ۲۳

۲ ۔ ایضاً ص ۔ ۲۸ و ۲۹

۳ ۔ ایضاً ص ۔ ۲۹

ترجمان القرآن میں جن آیات کی تفسیر مولانا بنوری کے دل میں کھٹکی ہے ان کی موصوف نے نشاندہی کی ہے۔ مثلاً یہ آیات

(۱) کونوا قردۃ خاسئین الخ

(۲) فقال لہم اللہ موتوا الخ (ص ۲٦۱)

(۳) او کالذی مر علی قریۃ الخ (ص ۲٦۹)

(۴) فخذ اربعۃ من الطیر الخ (ص ۲۷۱)

(۵) ورفعنا فوقکم الطور الخ (ص ۳۰۰)[1]

دوسری طرف پروفیسر رشید احمد صدیقی نے ترجمان القرآن کے بارے میں اس رائے کا اظہار کیا ہے۔

تفسیر لکھنے والوں کا کبھی کبھی مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نقطہ نظر کی تاویل کلام الہی میں پائیں ——— مولانا نے اپنی تفسیر میں ——— اس کا لحاظ رکھا ہے کہ کلام الہی میں اپنے نقطہ نظر کا جواز نکالنے کے بجائے کلام پاک ہی کے نقطہ نظر کو پانے اور پیش کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ کام بڑی دیانت اور جرات کا ہے۔[2]

۱۔ مولانا بنوری یتیمۃ البیان۔ ص

۲۔ رشید احمد صدیقی۔ ہم نفسان رفتہ۔ مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۹٦۵ء۔ ص ۱۲۷

لیکن مولانا یوسف بنوری کے خیال میں خود ترجمان القرآن کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ مولانا اس کوشش میں پوری طرح کامیاب نہ ہوسکے۔ قرآنی آیات کی تاویلات اور تعبیرات میں ان کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ قرآن کے اندر خود و فکر اور کس و ناکس کے لیے جائز قرار دیتے ہیں۔ صرف ائمہ مفسرین کو اس کا حقدار نہیں سمجھتے۔ [1] ظاہر ہے کہ فکر انسانی کیا کچھ گل نہ کھلائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا سلف مفسرین کے مسلک سے کچھ ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مثلاً اصحاب کہف کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ وہ غار میں زندہ نہیں بلکہ مر چکے ہیں۔ بلکہ انہوں نے تو یہ لکھا ہے سورہ کہف کی ان آیات میں جسمانی خاتمہ نعمتوں کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ جو عبادت و ریاضت میں اس قدر مگن تھے کہ اسی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔ دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غار کے دونوں طرف روشن دان ہونگے ہوا کی آمد جلد سے ان کے جسم ہلتے ہوں گے۔ اور تازہ ہوا کی وجہ سے جسم بھی سڑنے سے محفوظ رہے۔ چنانچہ آیت میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر تم غار میں جھانکو تو خوف و وحشت کے مارے بھاگ پڑو ——— [2] اس قسم کی تاویلات جا بجا ملتی ہیں سرسید احمد خان نے بھی یہی تاویل کی ہے۔

---

۱ - مولانا آزاد - ترجمان القرآن جلد اول - ص - ۳۸۱

۲ - مولانا آزاد - ترجمان القرآن جلد دوم ص - ۳۹۶

مولانا ابوالکلام آزاد ایک خاص اسلوب کے موجد ہیں۔ جس میں جلال و جمال دونوں موجود ہیں جو کبھی آسمان کی پہنائیوں کی سیر کو اتا ہے۔ تو کبھی سمندر کی گہرائیوں سے جواہر ریزے لاتا ہے — زیر و بم کی عجیب کیفیت ہے جو مولانا کے ہاں ملتی ہے۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی جنہوں نے مولانا کو قریب سے دیکھا ہے۔ یوں کہا ہے۔ مولانا کے اسلوب نگارش کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔

"مولانا کا اسلوب ان کی شخصیت تھی اور ان کی شخصیت ان کا اسلوب دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا — صاحب طرز کی ایک نشانی یہ بھی ہے — مولانا نے لکھنے کا کا انداز، لب و لہجہ اور مواد، کلام پاک سے لیا ہے جو ان کے مزاج کے مطابق تھا۔ مولانا پہلے اور آخری شخص ہیں جنہوں نے براہ راست قرآن کو اپنے اسلوب کا سرچشمہ بنایا۔ وہی انداز بیان اور زور کلام اور وعد و تہدید کے تازیانے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ پہاڑوں میں رعشہ سیماب طاری کر دیتا ہے۔[1]

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"سرسید، شبلی، حالی، نذیر احمد، محمد حسین آزاد، سب کے انداز میں لکھنے والے بہتیرے یہاں مل جائیں گے لیکن مولانا کا پیرو ایک نہ ملے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پیرو کا نہ ملنا مولانا کی بڑائی میں کوئی اضافہ ہے — لیکن یہ ضرور

۱۔ رشید احمد صدیقی۔ ہم نفسان رفتہ۔ مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۹۶۵ء ص۔ ۱۲۲

کہوں گا کہ یہ بھی مثل اسلوب جس میں عجم کا حسن طبیعت

اور عرب کے سوز دروں " کے ساتھ شکوہ ترکمانی ۔ ذہن

ہندی ۔ نطق اعرابی ۔ بھی ملتا ہے ـــ مولانا پر ختم

ہوگیا ـــ ایک جگہ عرفی نے اپنے انداز خاص سے مانیؔ

کہا ہے کہ تمام شہر و دیار چھان ڈالے لیکن دنیا

ختم کہ فروشند بہت در بازار " تصویر کی طرح اسٹائل

کا بھی یہی حال ہے ۔ بالخصوص مولانا کے اسٹائل کا"[1]

ممکن ہے کہ رشید احمد صدیقی صاحب کا خیال صحیح ہو مگر ہماری

نظر میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں جن کو اسلوب نگارش میں بعض مقامات پر مولانا آزاد

کا ہم صفیر کہا جاسکتا ہے ۔ جن حضرات نے مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم یا غلام

احمد پرویز کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے وہ ہمارے دعوے کی تصدیق فرمائیں گے ۔

یہ صحیح ہے کہ کلی طور پر کسی کا اسٹائل چرایا نہیں جاسکتا ۔

" مولانا کے ہاں انشاپردازی کے ایک سے زیادہ اسالیب ملتے ہیں

الہلال میں دعوت دل پرسن ہے ۔ تذکرے میں دعوت دیدو شنید

ہے غبار خاطر میں دعوت نوش و نشید ہے ۔ تفسیر قرآن کا لب و

لہجہ علمی اور عالمانہ ہے ۔ ع

یہ بھی ہے رنگ لالہ وگل و نسرین جدا جدا[2]

---

۱ ۔ رشید احمد صدیقی ۔ ہم نفسان رفتہ ۔ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۶۵ء ص ۔ ۵ ۔ ۱۲۴

۲ ۔ مولانا ابوالکلام آزاد ۔ ترجمان القرآن جلد اول (سورہ فاتحہ) ص ۔ ۸۰

رشید احمد صدیقی نے یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا کا اسلوب "الہی اسلوب" سے ماخوذ ہے۔ لیکن نہ معلوم خود قرآن کی تفسیر میں یہ اسلوب کہاں گیا۔ صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر میں مولانا کی بلند پروازیاں نظر آتی ہیں۔ بقیہ تفسیر میں یہ جوش و خروش خال خال ہی نظر آتا ہے۔ ہم یہاں دو نمونے پیش کرتے ہیں۔

(الف) پھر دیکھو بچے کی پیدائش ماں کے لیے کیسی جانکاہی
اور مصیبت ہوتی ہے اس کی پرورش و نگرانی کس طرح
خود فراموشانہ مشقتوں کا ایک طول طویل سلسلہ ہے
تاہم یہ سارا معاملہ کچھ ایسی خواہشوں اور جذبوں
کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے کہ ہر عورت میں ماں
بننے کی قدرتی طلب ہے۔ اور ہر ماں پرورش اولاد
کے لیے مجنونانہ خود فراموشی رکھتی ہے وہ زندگی
کا سب سے بڑا دکھ سہےگی اور پھر اسی دکھ میں
زندگی کی سب سے بڑی مسرت محسوس کرےگی۔ وہ جب
اپنی معیشت کی ساری راحتیں قربان کر دیتی ہے
اور اپنی رگوں کے خون کا ایک ایک قطرہ دودھ
بنا کر پلا دیتی ہے تو اس کے دل کا ایک ایک ریشہ
زندگی کے سب سے بڑے احساس مسرت سے معمور
ہو جاتا ہے۔[1]

۱۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ ترجمان القرآن۔ جلد اول (سورہ فاتحہ) ص۔ ۸۰

(ب) پیغمبر اسلام نے ایک خاص گھاٹی پر جو نقشہ جنگ میں بڑی اہمیت رکھتی تھی ایک جماعت متعین کر دی تھی ۔ اور کہہ دیا تھا کہ اس جگہ سے نہ ہلیں ۔ لیکن جب مسلمانوں کے فتحمندانہ مقابلہ نے دشمنوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے تو یہ جماعت (بجز دس آدمیوں کے) مال غنیمہ لوٹنے کی طمع میں بے قابو ہوگئی اور مورچہ چھوڑ کر لوٹ مار شروع کر دی ۔ دشمنوں نے جب یہ حال دیکھا تو فوراً پلٹ پڑے اور بے خبری میں حملہ کر دیا ۔ یہی حادثہ ہے جس نے مسلمانوں کی فتح شکست سے بدل دی تھی ۔[1]

علامہ اقبال

علامہ اقبال مرحوم کی یہ دلی آرزو تھی کہ اپنی زندگی میں قرآن پاک سے متعلق اپنے افکار و خیالات قلم بند کر جائیں چنانچہ انہوں نے سر راس مسعود کے نام ایک مکتوب میں لکھا ہے ۔[2]

" اس طرح میرے لیے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں قرآن کریم پر عہد حاضر کے افکار کی روشنی میں اپنے وہ نوٹ تیار کر لیتا جو عرصہ سے میرے زیر غور ہیں لیکن اب تو نہ معلوم کیوں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا ۔ اگر مجھے حیات مستعار کی بقیہ گھڑیاں وقف کر دینے کا سامان میسر آجائے تو میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کے ان نوٹوں سے بہتر کوئی پیش کش مسلمانان عالم کو نہیں کر سکتا ۔[2]

---

۱ ۔ مولانا ابوالکلام آزاد ۔ ترجمان القرآن جلد اول (سورہ آل عمران) ص ۔ ۳۲۹

۲ ۔ اقبال نامہ ۔ مکتوب محررہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۳۵ ء ص ۔ ۲۵۸

پھر ایک دوسرے مکتوب میں اسی طرح تحریر فرماتے ہیں۔

چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں [1]

" تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے قرآن کریم سے متعلق اپنے افکار قلمبند کر جاؤں "

لیکن افسوس علامہ اقبال کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اور عظیم خدمت جس کے لیے ان کا خیال تھا کہ اس سے بہتر کوئی پیش کش مسلمانان عالم کو نہیں کی جا سکتی۔ شرمندہ آرزو ہی رہی۔ اگر قرآن پاک کی تفسیر پر علامہ اقبال قلم اٹھاتے تو یقیناً ان کی نگارشات میں عصر قدیم اور عصر جدید کے افکار کا نچوڑ ہوتا ہے۔ اور ان سے فکر و نظر کے لیے نئی نئی راہیں کھلتیں۔ اس کا اندازہ ان کے ان خیالات سے بھی ہوتا جس کا اظہار انہوں نے اپنے خطبات اور منظومات وغیرہ میں کیا ہے۔ " ضرب کلیم " میں ایک جگہ آیتہ کریمہ " یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو " میں لفظ " قل العفو " کی تشریح بڑی وضاحت کے ساتھ اس انداز سے کرتے ہیں۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار
جو حرف قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار [2]

غلام احمد پرویز ۔ عہد جدید کے مفکروں میں علامہ اقبال سے جو سب سے زیادہ متاثر نظر آتے ہیں وہ غلام احمد پرویز ہیں۔ سر سید احمد خان سے بھی موصوف کچھ کم متاثر نہیں۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی تصانیف " دو قرآن " اور دو اسلام انہی حضرات کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ گو جیلانی صاحب نے اس کا اقرار نہیں کیا۔

۱۔ اقبال نامہ۔ مکتوب محررہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۳۵ء ص ۳۶۱

۲۔ ضرب کلیم۔ ص ۱۳۸

غلام احمد پرویز سنہ ۹۰۳ اء میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی
سے بی۔ اے کیا اور السنہ شرقیہ کی بھی تحصیل کی۔ تعلیم سے
فارغ ہو کر ملازمت اختیار کی بالآخر پاکستان میں اسسٹنٹ سیکرٹری
کی حیثیت سے ملازم ہوئے لیکن بعد میں مستعفی ہو کر "طلوع اسلام"
کے لیے سارا وقت وقف کر دیا۔ ان کی تالیفات میں معارف القرآن
خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جس نے ذہن جدید کو بہت متاثر کیا
ہے۔ معارف القرآن کی پہلی جلد کے مطالعہ سے غلام احمد پرویز
کے انداز تفسیر و تشریح اور تفسیر و تشریح سے ان کی غرض و غایت
کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ چنانچہ دیباچہ میں مطالعہ
قرآن کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے۔

میں نے اپنی پوری زندگی اس میں صرف کر دی
ہے۔ میں نے انسانی زندگی کے اہم مسائل
میں سے ایک ایک مسئلہ کو لیا ہے اور یونان
کے فلاسفروں سے لے کر اس وقت تک ان کے متعلق
متعلق مختلف ائمہ فکر نے جو کچھ کہا ہے اس کا
جائزہ بنظر مطالعہ کیا اس طرح ایک ایک
مسئلہ کے متعلق انسانی فکر کے اہم گوشے ہوئے
سامنے آگئے اس کے بعد میں نے انسانی فکر کی

انسانی فکر کی اس تین ہزار سال کی تگ و کاوش کا

مطالعہ قرآن کی روشنی میں کیا (یا قرآن کا مطالعہ

اس فکر کی روشنی میں) قرآن کے اس طرح مطالعہ کرنے

کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کا ایک ایک دعوی زندہ

حقیقت بن کر سامنے آگیا۔[1]

معارف القرآن کے مطالعہ سے موصوف کے اس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے۔ مثلاً جلد اول میں ان جلی عنوانات کے تحت بیسیوں ذیلی عنوانات قائم کر کے سیر حاصل بحث کی ہے۔

(۱) میکانکی تصور حیات (۲) میکانکی نظریہ علم الاخلاق (۳) عصر حاضر کے مادہ پرستوں کی تحقیقات (۴) اخلاقیات (۵) سیاسیات (۶) معاشیات (۷) تہذیب فرنگ (۸) فردوس گم گشتہ (۹) تضادات (۱۰) مذہب (۱۱) حرف آخر۔

معارف القرآن کے اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جو حضرات مغربی علوم سے براہ راست واقف نہیں ان کے لیے میری

اس کوشش کی تمام کی افادیت واضح ہے۔ میں چاہتا تھا کہ یہ

حضرات (جو قرآن سے ذوق رکھتے ہیں) معلوم کر سکیں کہ ان کے

زمانے کے تقاضے کیا ہیں اور ان کے متعلق انسانی فکر نے کیا سوچا ہے

اور عقل انسانی آج کس مقام پر کھڑی ہے اس لیے کہ میرے نزدیک

قرآن کو کبھی سمجھا نہیں جا سکتا جب تک ہم اپنے زمانے کے تقاضوں

کو نہ سمجھ لیں"[2]

۱۔ غلام احمد پرویز۔ معارف القرآن۔ جلد اول کراچی (سنہ ۱۹۴۹ء) ص۔ ۵

۲۔ ایضاً ص۔ ۷

تفہیم قرآن کے بارے میں پرویز صاحب کی یہ رائے ہے۔

"اس کتاب عظیم (یعنی قرآن) کی تو یہ عجیب و غریب خصوصیت ہے۔
اس نے انسانی زندگی سے متعلق ابدی حقائق کو اس انداز
سے پیش کیا ہے کہ اس سے ہر زمانے کے انسان اپنے اپنے
زمانوں کے تقاضوں ~~[illegible]~~ کے مطابق راہ نمائی
حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا جاتا ہے
اس کے حقائق منکشف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
کسی ایک دور کا فہم قرآن ہمیشہ کے لیے راہ نمائی حیات نہیں
بن سکتا یعنی قرآن تو مستقل راہ نمائی کا سامان اپنے اندر رکھتا
ہے لیکن مختلف زمانوں کے انسان اپنے غور و فکر سے جو راہ نمائی
اس سے حاصل کرتے ہیں وہ ان کے زمانوں کے تقاضوں اور اس
زمانے کی علمی سطح کے مطابق ہوتی ہے۔"[1]

اس انداز فکر نے مفسر کو قرآن کی جدید تعبیرات و تاویلات کے لیے بالکل آزاد کر دیا ہے
احادیث سے بھی کلی طور پر علیحدگی اختیار کر لی ہے جس نے تفسیر کو بعض مقامات پر
مضحکہ خیز حد تک پہنچا دیا ہے۔ مثلاً سورہ بنی اسرائیل کی ان آیات کی تشریح کرتے
ہوئے لکھتے ہیں جو واقعہ معراج سے متعلق ہیں۔

۱۔ غلام احمد پرویز۔ معارف القرآن۔ جلد اول۔ کراچی (سنہ ۱۹۴۹ء) ص ۔ ۷

"خیال ہے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا نہیں تو حضور کی شب ہجرت
کا بیان ہے۔ اس طرح مسجد اقصی سے مراد مدینہ کی مسجد
نبوی ہوگی جسے آپ نے وہاں جاکر تعمیر فرمایا۔ باقی رہا اس
کے ماحول کا بابرکت ہونا تو اس میں شبہہ کیا ہوسکتا ہے۔" [1]

سر سید احمد خان نے بھی خود کو احادیث کی پابندیوں سے آزاد
کر لیا تھا۔ یہاں بھی اسی کی جھلک ہے۔ مگر غلام احمد پرویز کے اس انداز کو بعض
علمی حلقوں میں مستحسن خیال نہیں کیا گیا۔ چنانچہ پرویز صاحب کے ایک ناقد
اسماعیل الواعی الفاروقی ایک جگہ لکھتے ہیں۔

۱۔ غلام احمد پرویز۔ معارف القرآن۔ جلد چہارم
کراچی (۱۹۴۹ء) ص ۔ ۴۳۶

With him the Quran is the only authority.
In the Ideological system we are proposing, the Sunnah, Partakes of the same epistemological authority as the Holy Quran, for the Sunnah is the only ground of our Faith in the Holy Quran. The Prophet Mohammed (God, Peace and Blessing be upon Him) is our only link with the divine as concerns with the Islamic Revolution. Unless we trust the Sunnah, we cannot trust the Revolution itself.

غلام احمد پرویز کے تفسیری انداز ہ کا جائزہ پچھلے باب
میں لیا جاچکا ہے۔

---

2. Ismail Ragi al-Faruqi: "Towards a new Methodology for Quranic Exegesis", published in "Islamic Studies" March 1962, volume I, No.I.

اس لحاظ سے غلام احمد پرویز کی زبان اور اسلوب بیان بعض مقامات پر تو بہت دل نشین اور دل فریب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم، مولانا ابوالکلام آزاد اور غلام احمد پرویز کی تحاریر کہیں کہیں ایک نقطے پر ملتی نظر آتی ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک غلام احمد پرویز کے اسلوب میں ابوالکلام آزاد سے زیادہ یکسانیت ہے۔ زیر و بم کی کیفیت نہیں۔ یہ اقتباس ملاحظہ ہو۔

"انسان تو پیدا ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ کائنات کی تمام چیزوں سے کام لے اور ان کو مسخر و تابع فرمان بنائے۔ سمندروں کی شور انگیزیاں، پہاڑوں کی گراں سامانیاں تحت الثری کی آتش فشانیاں، اوج ثریا کی طلسم آفرینیاں دریاؤں کی وحشت خیز روانیاں، بگولوں کی تند و تیز جولانیاں خوفناک صحراؤں کی بربریت، زمین، آسمان، چاند، سورج ستارے سب اس کے سامنے ہاتھ باندھے خدمت کے لیے کھڑے ہوں اور یہ ان کا مخدوم ہو۔ جب حقیقت یہ ہے تو پھر ان چیزوں کے سامنے جھکنا اور ان کو الٰہ بنانا کیسا"[1]

۱۔ غلام احمد پرویز، معارف القرآن، جلد اول کراچی، ص ۲

I was astounded when he told me that he knows about my 'Taskirah'. The news flabber-gasted one - I found him very congenial and piercing. He discussed Islamic Jihad with me in details. In 1930 I sent him my 'Isharat' concerning the Khaksar Movement with a picture of a spade-bearer Khaksar at the end of that book. In 1933 he started his spade movement.

لیکن نازی تحریک نے جس سرعت کے ساتھ ترقی کی
اس نے علامہ کو مبہوت کر دیا۔ انکا اپنا خیال بھی یہی
تھا کہ جب تک ہندوستان کے مسلمانوں میں سرفروشانہ
جذبہ پیدا نہیں ہوتا وہ آزاد نہیں ہوسکتے۔ اسی نظر سے
انہوں نے قرآن کا مطالعہ کیا اور اسی نظر سے آیات

1. J.M.S. Balgon: Modern Muslim Koran Interpretation, P.12.

علامہ عنایت اللہ مشرقی

جدید مفسرین میں علامہ محمد عنایت اللہ المشرقی بھی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں ان کے افکار و خیالات میں جدت ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ شدت بھی ہے۔ وہ دعوت فکر و نظر تو دیتے ہیں مگر دعوت نقد و نظر نہیں دیتے۔

علامہ مشرقی سنہ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے پنجاب یونیورسٹی اور کیمبرج یونیورسٹی سے ریاضی اور السنہ شرقیہ میں مختلف امتحانات پاس کئے۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں اسلامیہ کالج پشاور کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں انہوں نے اپنی خاکسار تحریک کا آغاز کیا۔ اسی زمانے میں جرمنی میں نازی تحریک کا آغاز ہوا جس کا پیشوا ہٹلر تھا۔ علامہ مشرقی جب جرمنی گئے تھے تو نیشنل لائبریری برلن میں حسن اتفاق سے ہٹلر سے ملاقات ہوئی تھی۔ ملاقات کے وقت اس نے بتلایا کہ علامہ موصوف کی مشہور تصنیف "تذکرہ" کا اس نے مطالعہ کیا ہے۔ یہ سن کر علامہ کو بہت تعجب ہوا۔ علامہ کا دعوی تھا کہ ہٹلر نے خاکسار تحریک سے متاثر ہو کر نازی تحریک کی بنیاد ڈالی ہے۔ چنانچہ موصوف فرنچ مستشرق ڈاکٹر بلجان (Baljon) کو ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۵۵ء ایک خط میں لکھتے ہیں۔

قرآنی کی تشریح کی۔ علامہ نے خاکسار تحریک کے آغاز سے پہلے تذکرہ
تصنیف کیا تھا۔ جس میں قرآن کا ایک مجاہد کی نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے اس میں
اپنا لائحہ عمل پیش کیا اور بعد میں خاکسار تحریک کی داغ بیل ڈال کر اپنے افکار کو عملی
جامہ پہنایا۔ افسوس کہ ان کی تحریک کوئی مفید کام نہ کر سکی گو اس نے اپنے پیروؤں
میں حیرت انگیز جذبہ سرفروشی پیدا کر دیا تھا۔

"تذکرے" میں علامہ موصوف نے جن انقلاب انگیز خیالات کا اظہار
کیا تھا وہ علماء کے حلقہ میں مذموم قرار دیئے گئے۔ مولانا انور شاہ کشمیری کے
تلمیذ رشید مولانا یوسف بنوری نے تذکرہ پر سخت تنقید کی ہے۔ موصوف نے اپنے مقدمہ
یتیمۃ البیان میں ایک عنوان قائم کیا ہے۔

عنایت اللہ المشرقی و تفسیرہ "تذکرہ"

اس کے بعد جو کچھ لکھا ہے اس میں سے ہم چند اقتباسات پیش کریں گے۔

(۱) و من تفاسیر اھل الباطل تفسیر لعنایت اللہ المشرقی
الامرتسری سماہ "التذکرہ" ————
وھو علی طریقۃ السید احمد خان ————
فی ھدم اصول الاسلام و نقض راسہ مع رائہ۔

(۲) ولما الف تذکرتہ ھذہ و طبعہا رد ھا علماء
الحق الکثر وہ بالاجماع لم یختلف عنھم احد من
اھل الحق و ھذا الملحد زاد نفثتہ فی الطنبور [1]

۱۔ مولانا یوسف بنوری۔ یتیمۃ البیان بمشکلات القرآن ص۔ ۲۰

علماء کرام کو علامہ کے جن خیالات پر اعتراض تھا ان میں سے چند لکھے ھیں۔

(الف) اسلام اور صراط مستقیم تعمات الہیہ سے استفادہ کا
نام ھے پس جو شخص خدائی نعمتوں سے مستفیض ھوتا ھے
وہ مسلم ھے۔

(ب) اصحاب الجنتہ اور اصحاب النعیم وہ لوگ ھیں جن کو یہود و
نصاری کہا جاتا ھے۔

(ج) اصحاب النار اور اصحاب الجحیم وہ لوگ ھیں جنہوں نے
اپنا نام مسلمان رکھ چھوڑا ھے۔

(د) صراط - حساب و کتاب - حشر و نشر - جنت و دوزخ وغیرہ
حقیقی نہیں۔

(ھ) جن لوگوں کو اللہ نے حکومت سے سرفراز فرمایا ھے وہ
انعم اللہ کی تفسیر کے تحت آگئے ھیں۔

(و) اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر نہیں بلکہ دس ستونوں
پر ھے۔

(ز) عیسائی دائرہ اسلام میں داخل ھیں۔ وغیرہ وغیرہ[1]

---

۱ - مولانا یوسف بنوری - یتیمۃ البیان بمشکلات القرآن - ص - ۲۰

علامہ کے اسی قسم کے خیالات سے متاثر ہوکر مولانا انور شاہ کشمیری نے "اکفار الملحدین فی ضروریات الدین" لکھا تھا۔

علامہ مشرقی کے مطمح نظر ملت اسلامیہ کے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کرنا تھا اور قوم کو دینی و دنیاوی ترقیات سے ہمکنار کرنا تھا اسی لیے انہوں نے شخصی محنت پر زور دیا ہے۔ اپنی تصنیف "حدیث القرآن" میں ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کے لیے قرآن عظیم کی حکمتوں پر زور دیا ہے اور اس کی صحیح قدر و قیمت کو بیان کیا ہے۔ اس حقیقت کو علامہ نے بڑے دلکش انداز سے بیان کیا۔

افکار و خیالات سے قطع نظر علامہ کی تحریر میں جلال و شکوہ ہے۔ ان کا اسلوب مجاہدانہ ہے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں دل سے کہتے ہیں۔ اختلافات سے قطع نظر ان کی تحریر میں دلسوزی اور ہمدردی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ وہی دلسوزی اور کھولن جو سر سید احمد خان کے دل میں اور ان کی تحریروں میں سموئی ہوئی ہے۔ مگر وہاں "غفاری و قدوسی" تھی اور یہاں "قہاری و جبروت" ہے۔ وہاں دلربائی و دلفروشی ہے۔ اور یہاں جاں نثاری و سرفروشی ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی

انہیں سرفروش مجاہدین اور مفسرین میں مولانا عبید اللہ سندھی بھی ہیں مگر ان کے اور ان کے افکار میں فرق ہے گو جاں سپاری کا جذبہ دونوں جگہ موجود ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی سیالکوٹ کے ایک سکھ گھرانے میں سنہ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے تھے لڑکپن ہی سے انقلابی طبیعت پائی تھی چنانچہ ۱۶ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ دیوبند میں تعلیم پائی اور مولانا محمود حسن علیہ الرحمہ کی رہنمائی میں کام کرتے رہے سنہ ۹۰۰ اھ میں مولانائے موصوف کے ارشاد پر کابل پہنچے اور وہاں امیر حبیب اللہ کی

حکومت اور بعد کے انقلابات میں پورا پورا حصہ لیا۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں ترکی جانے کے لیے ماسکو پہنچے اور وہاں سوشلسٹ انقلاب کا بہت قریب سے مطالعہ کیا۔ ترکی پہنچ کر کمال اتاترک کے انقلاب کا پورے چار برس تک پوری بصیرت کے ساتھ مطالعہ کیا۔ اس کے بعد حجاز تشریف لے گئے اور بارہ برس تک شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے اصولوں کا بغور مطالعہ کیا اور قرآن حکیم پر انقلابی نقطہ نظر سے نظر ڈالی۔ عرصہ دراز تک درس تفسیر ہوتا رہا۔ ان کے شاگرد رشید مولانا عبداللہ مرحوم نے ان کی اردو تقاریر کو (جو خالص تفسیر سے متعلق تھیں) قلم بند کیا تھا۔ جو پورے قرآن پاک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ سورہ بقرہ کی تفسیر الہام الرحمن کے نام سے ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان کی تصحیح تحشیہ کے ساتھ سندھ یونیورسٹی پریس۔ حیدرآباد سے شائع بھی ہوچکی ہے۔ یہ تفسیر سفر حجاز کی ایک عظیم یادگار ہے۔

مولانا عبیداللہ سندھی ۷۔ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء کو حجاز سے وطن عزیز واپس آگئے اور زندگی کے باقی ایام شاہ ولی اللہ کے فلسفہ اور اپنے نظریات کی نشر و اشاعت میں صرف کیے اور بالآخر بکم رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۳ھ کو بحالت صوم وصال فرما گئے۔

جیسا کہ عرض کیا مولانا عبیداللہ سندھی چونکہ مجاہدانہ جذبہ کے مالک تھے اس لیے ان کے ہاں پوری تفسیر میں یہی جذبہ کارفرما ہے۔ مولانا نے موصوف نے اپنی تالیف "جنگ انقلاب" میں قرآنی تعلیمات کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔

(۱) قرآن کا انقلاب سرمایہ دارانہ ذہنیت کے خلاف ہے۔

(۲) قرآن کی تعلیم بین الاقوامی تعلیم ہے۔

(۳) یہ تعلیم اصل میں کل نوعی تعلیم ہے۔ لیکن پہلے یہ قومی درجہ میں کامیاب ہوگی اور پھر کل نوعی درجے میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تنظیم کرے گی۔ دونوں منزلوں میں یہ تعلیم اپنے ماننے والوں کا تعلق اللہ سے قائم کرےگی۔ اس تعلیم کے مخالف کبھی کامیاب نہ ہوں گے[1]

۱۔ مولانا عبیداللہ سندھی۔ جنگ انقلاب۔ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۴۷ء ص۔ ۶ تا ۲۱۵

مولانا عبید اللہ سندھی کی مذکورہ بالا تفسیر سے پہلے سورہ قتال اور سورہ فتح وغیرہ کی تفاسیر بھی "جنگ انقلاب" (۱۹۳۵ء) اور عنوان انقلاب (۱۹۳۶ء) کے عنوان سے شائع ہوچکی ہیں۔ اول الذکر تفسیر میں شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کے مطابق بین الاقوامی انقلاب کی ضرورت واضح کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق جنگ دراصل اجتماعی جنگ ہے اس میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ قرآنی انقلاب کس طرح قومی پیمانے سے ترقی کر کے کل قومی انقلاب میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ اور کل قومی میدان میں اس انقلاب کا نصب العین کیا ہے۔ ثانی الذکر تفسیر میں قومی انقلاب۔ ارتقائی ذہنیت کل قومی انقلاب کی تیاری۔ صلح حدیبیہ کی حکمت۔ قرآنی انقلاب کے نصب العین وغیرہ پر بحث کرتے ہوئے سورہ فتح کا خلاصہ لکھا ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی کے گو افکار انقلاب انگیز ہیں مگر زبان و اسلوب بیان میں سادگی ہے۔ ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ اپنے پیغام کو خواص و عوام دونوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ دوسرے یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ ان کی مادری زبان پنجابی تھی۔ بہر کیف ان کی تحریر کا نمونہ یہ ہے۔

نمونہ

قرآن کا مقصد

جس طرح حدیبیہ۔ خیبر اور فتح مکہ کے واقعات ہیں۔ ان کی جزئیات کو یاد رکھو اور ان کے مطابق تمام دنیا پر غلبہ حاصل کرو۔ اس قسم کے ضبط اور ایثار والی جماعت ہی غلبہ حاصل کر سکتی ہے۔ خداوند تعالی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تم ہی غالب رہو گے چنانچہ بعد کے واقعات نے اسے صحیح ثابت کر دیا۔ "ھدی" دین کی اصلی روح اور حکمت "دین الحق" سچا دین جو دائمی قانون پر مشتمل ہے کیونکہ وہ انسانیت کے

اصلی تقاضوں کو پورا کرتا ہے " لیظہرہ علی الدین کلہ " اس دین (قرآن) کو باقی تمام دینوں پر غالب کرنا ضروری ہے اور اسے ہمیشہ غالب رہنا چاہیئے یہ نہیں کہ پہلے رسول صلعم کے زمانے میں غالب آیا پھر قیامت سے پہلے غالب آجائیگا اور غلبہ میں محض علمی غلبہ ہی مراد نہیں بلکہ سیاسی غلبہ بھی اس میں شامل ہے یعنی قرآنی قانون۔ قانون کی حیثیت سے بھی ہمیشہ غالب اور نافذ رہے اور علمی لحاظ سے بھی ہر ایک دین پر فوقیت حاصل رہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کا خیال رکھیں۔ اگر مسلمان اس سورت کو اپنی سیاست کی بنیاد بنالیں تو یہ ساری دنیا میں کام کرنے کے لیے کافی ہے۔[1]

مندرجہ بالا اقتباس سے مولانا کے انداز فکر اور انداز بیان دونوں کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے افسوس مولانا کے نظریات دیرپا زندگی پیدا نہ کرسکے۔ ۲۱۔ اگست سنہ ۱۹۴۴ء کو مولانا کا انتقال ہوگیا۔

مولانا مناظر احسن گیلانی۔

دور جدید کے مفسرین میں مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم علمی اور ادبی لحاظ سے خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ گو موصوف نے تفسیر سے متعلق کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی تاہم ان کی سورہ کہف کی تفسیر جو ماہنامہ " الفرقان " (لکھنؤ) کے مختلف شماروں میں چھپتی رہی اور آخر میں ان کے انتقال کے بعد " الفرقان " کے خاص نمبر " افادات گیلانی " (جولائی سنہ ۱۹۵۷ء میں ایک جگہ شائع ہوئی) ایک مستقل تصنیف کہی جاسکتی ہے۔

۱۔ مولانا عبید اللہ سندھی۔ عنوان انقلاب۔ مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۹۴۶ء ص ۲۰۔ ۱۱۹

مولانا مناظر احسن گیلانی ۔ گیلانی (ضلع پٹنہ صوبہ بہار) کے ایک متمول اور ذی علم خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ولادت ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد کافی عرصہ ٹونک رہے اور پھر دارالعلوم دیوبند پہنچ کر علوم عقلیہ نقلیہ کی تکمیل کی سنہ ۱۹۲۰ء میں مولانا کا تقرر عثمانیہ یونیورسٹی ۔ حیدرآباد دکن میں دینیات کے استاد کی حیثیت سے ہوگیا۔ ترقی کرکے شعبہ کے صدر ہوگئے۔ سنہ ۱۹۴۹ء میں پنشن پاکر واپس گیلانی (بہار) تشریف لے آئے۔ اور تصنیف و تالیف میں ہمہ تن متوجہ ہوگئے سنہ ۱۹۵۲ء تک علمی دنیا کو سیراب کرتے رہے۔ اس کے بعد قلب کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے تھے بالآخر سنہ ۱۹۵۶ء کو رحلت فرمائی۔

مولانا عتیق الرحمن سنبھلی جنہوں نے مولانائے مرحوم کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"مرحوم اپنے وقت کے فرد فرید اور اپنی بعض خصوصیات کے تو بظاہر خاتم تھے۔ ان کا علم ہمہ جہت تھا اور قلم ہر دم رواں دواں چنانچہ ان کے قلم سے اسلامی لٹریچر میں جو گراں قدر اضافہ ہوا ہے ممکن نہیں ہے کہ اسے نظر انداز کیا جاسکے۔ ابوذر غفاری ۔ النبی الخاتم ۔ الدین القیم ۔ اسلامی معاشیات ۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ۔ اور تدوین حدیث ۔ ان کی ایسی تصنیفات ہیں جن سے مدتوں علم و تحقیق کے چراغ روشن ہوتے رہیں گے۔"[1]

---

۱ ۔ مولانا عتیق الرحمن سنبھلی ۔ نگاہ اولین ۔ الفرقان لکھنؤ بابت ۱۹۵۷ء ص ۵

مولانا کی تفسیر سورہ کہف (جو "دجال فتنہ اور سورہ کہف" کے عنوان سے مختلف قسطوں میں شائع ہوئی تھی اور جس کو تصحیح و ترمیم کے بعد افادات میں شامل کیا گیا) کے بارے میں موتمر کی رائے یہ ہے۔

مولانا نے اس مضمون (تفسیر) میں سورہ کہف کی تفسیر ایک نئے انداز سے کی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس سورت پر انہوں نے ایک خاص نقطہ نظر سے مدتوں غور کیا تھا۔ اور اسی غور و فکر کے سرمایہ کو اس مضمون میں پیش کیا ________ حقیقت یہ ہے کہ یہ مضمون تدبر قرآن کی ایک نئی راہ کھولتا ہے۔ اور چاہے مولانا کے نتائج فکر سے پورا اتفاق کیا جائے مگر زمانے کے نت نئے حالات و مسائل میں قرآن سے ایک زندہ کتاب کی طرح استفادہ کرنے کا ایک ڈھنگ ضرور ان کے مطالعہ سے ہاتھ آتا ہے۔[۱]

(۱) مولانا کے انداز تحریر کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے۔ چراغ سے چراغ جلتے چلے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ ضمنی باتیں بجائے خود کارآمد ہوتی ہیں لیکن بعض اوقات قاری کا ذہن پورے موضوع کا احاطہ نہیں کر سکتا تو وہ حیرت کدہ گلائی میں ششدر و حیران کھڑا ہو جاتا ہے۔ مگر جلد ہی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

---

۱ - مولانا عتیق الرحمن سنبھلی - نگاہ اولین - الفرقان لکھنؤ سنہ ۱۹۵۷ء ص - ۱۳

(۲) دوسری صفت یہ ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے موضوعات کا اچانک آغاز کرتے ہیں۔ ابتداء کو انتہاء سے شروع کرتے ہیں۔ گویا کہ روایت قدیمہ کے متوالوں سے کہہ رہے ہوں

ع۔ ہے ابتداء ہماری تری انتہا کے بعد

(۳) تیسری خصوصیت جو سب سے اہم اور ممتاز ہے مولانا کی برجستگی اور بے ساختگی ہے۔ وہ اپنی الہامی ترکیبوں سے نئے نئے معنی پیدا کرتے ہیں۔ ان کی زبان اور اسلوب بیان میں جلال و جمال دونوں ہیں وہ دل سے لکھتے ہیں۔ اور دل میں اترتے ہیں۔

(۴) چوتھی خصوصیت ان کی سلاست و روانی ہے۔ بعض اوقات تو ان کی تحاریر " سہل روان " معلوم ہوتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ یہ کہہ رہے ہوں۔

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کاروان ہمارا

طوالت کے خوف سے ہم یہاں ان کی تحریر کا ایک مختصر نمونہ پیش کرتے ہیں۔ یہ اقتباس ساری خصوصیات کا توحامل نہیں پھر بھی مولانا کے اسلوب بیان اور دوز بیان کے متعلق کچھ نہ کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

سورہ کہف کی ایک آیت " انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا الخ " میں " ما علی الارض " کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ما علی الارض " یعنی وہ ساری چیزیں جو زمین پر پائی جاتی ہیں جن سے مٹی اور کیچڑ کے اس ڈھیر کو جس کا نام زمین ہے۔ زینت بخشی گئی

ان میں جہاں اونچے اونچے پہاڑ۔ سرسبز وادیوں کے آغوش میں

بہنے والی ندیاں۔ ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر۔ لہلہاتے ہوئے پھول

سے لدے درخت۔ ہرے بھرے باغ۔ گھنے جنگل۔ کھلی ہوئی فضا میدان

یہ اور اسی قسم کی بے شمار چیزیں ہیں ان ہی میں یقیناً گرد وغبار

کے اس تودہ کی آرائش و زیبائش کی شایانہ خود انسانی وجود میں

میں بھی مستور ہے۔وہ خود بھی زمین کی زینت ہے اور اس کے اندر

قدرتی سلیقہ اس بات کا جو رکھا گیا ہے کہ معمولی معمولی چیزوں کو

اپنی ذہانت اور صنعتی چابک دستیوں کی مدد سے حسن و جمال کے

بہترین دلاویز سانچوں میں ڈھال کر رکھ دیتا ہے۔ بلاشبہ زمین

کی سجاوٹ و بناوٹ و حسن و رعنائی کو انسان کے اس فطری سلیقہ سے

غیر معمولی فروغ حاصل ہوا ہے۔ اور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہمیں یہ ماننا

چاہیئے کہ فاعلی الارض " پشت زمین کی دوسری چیزوں کے ساتھ خود

انسانی وجود کے پہلو نے جنت سے نکالے ہوئے یا جنت کے وقت انسان

کے رہنے بسنے کے قابل زمین کے اس کرے کو بنا دیا ہے۔ گویا یوں

سمجھئے کہ گونہ ایک شوئی کی صورت عارضی مستقر کی اس شکل میں

اس آدمی کے لیے نکل آئی ہے جو بہشت بریں کا باشندہ اور متوطن تھا۔

ڈاکٹر میر ولی الدین۔

مولانا مناظر احسن گیلانی جس جامعہ یونیورسٹی میں صدر شعبہ دینیات

تھے وہاں ڈاکٹر میر ولی الدین صدر شعبہ فلسفہ رہے ہیں۔ گو موصوف نے تفسیر پر کوئی

خاص کتاب نہیں لکھی تاہم قرآن کا ایک نئے نقطہ نظر سے مطالعہ کیا ہے اس کا اندازہ

ان توسیعی لیکچروں سے ہوتا ہے جو " قرآن اور سیرت سازی " کے عنوان سے شائع ہوچکے ھین (انتظامیہ پریس - حیدر آباد دکن سنہ ۹۳۲ اھ) جہاں ان کے افکار و خیالات مین گہرائی اور گیرائی ہے۔ وہاں ان کے انداز تحریر مین خاص دلکشی و رعنائی ہے۔ ہم یہاں ان کے لیکچر " قرآن اور علاج خوف " سے ایک اقتباس پیش کرتے ھین۔ یہ مقالہ جو شعبہ علوم اسلامیہ - جامعہ عثمانیہ مین پڑھا گیا اور سنہ ۹۳۲ اھ مین معارف مین شائع ہوا۔

نمونہ

تم روحانی کائنات مین زندگی بسر کر رہے ہو - روحانی قوانین کی تم پر حکمرانی ہے۔ یہ قوانین کورانہ نہین۔ ان کی ایک غایت اور مقصد ہے اور تم ان کی توجیہ کو سمجھ کر ان کے ساتھ توافق پیدا کروگے تو تم ان کو اپنا رفیق کار پاوگے اور تمہیں طمانیت اور تسکین قلب ہوگا۔ اگر تم نادانی اور جہل سے ان کی خلاف ورزی کروگے تو نقصان تمہارا ہی ہوگا۔ خوف و غم مین مبتلا ہوگے - حزن و یاس سے نجات نہین ملے گی اور اس کا باعث خود تمہارا جہل ہوگا۔ اور جہل سے پیدا شدہ غلط عمل - یقین و ایمان کی شاہانہ قوت سے قطعی طور پر مان لو کہ دنیا اچھی چیز ہے کیونکہ اس کا مبداء خیر ہے۔ یہ مبدء حق تعالی ھین۔ جو حکیم بھی ھین اور رحیم بھی - حق تعالی خالق کائنات ھین۔ جن کو کائنات کو پیدا کیا ہے۔ وہ جو کچھ کرتے ھین حق ہے۔ بجا ہے سر اسر حکمت سے مملو ہے۔ باطل کا وہاں کوئی شائبہ نہین۔

ما صنع اللہ فھو خیر - ع
زنیکو ہر چہ صادر گشت نیکو است[1]

۱- میر ولی الدین - قرآن اور تعمیر سیرت - مطبوعہ حیدر آباد دکن - سنہ ۹۳۲ اھ - ص - ۱۲۶-۲۷

مولانا حمید الدین فراہی

ادھر مصر میں شیخ محمد عبدہ نے تفسیر جواہر لکھی۔ ادھر ہندوستان میں سر سید احمد خان نے تفسیر القرآن لکھی۔ ادھر مصر میں شیخ محمد عبدہ کے تلمیذ و شیدا و شاگرد رشید رضا نے ایک نئے انداز سے حقائق قرآنیہ کو پیش کیا اور ادھر ہندوستان میں سر سید احمد خان کے رفیق کار علامہ شبلی مرحوم کے ماموں زاد مولانا حمید الدین فراہی نے ایک نئے انداز سے تفسیر نظام القرآن لکھی۔

مولانا حمید الدین فراہی علامہ شبلی نعمانی کے تلمیذ رشید تھے۔ اور مولانا کی تعلیمات کا ایک نمونہ تھے۔ موصوف نے ہندوستان کے مشہور عالم صاحب نزہۃ الخواطر مولانا عبد الحی لکھنوی سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ تکمیل عربی کے بعد سر سید کے زمانے میں علی گڑھ کالج میں انگریزی تعلیم کی۔ اسی زمانے میں سر سید کی فرمائش سے بدء الاسلام اور طبقات ابن سعد کے ایک ٹکڑے کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ یہ دونوں رسالے اسی وقت چھپ گئے تھے۔ تکمیل انگریزی کے بعد مدرسۃ الاسلام کراچی میں عربی پروفیسر مقرر ہوئے۔ وہ عربی کے بہت اچھے فاضل تھے چنانچہ لارڈ کرزن جب سواحل عرب کا دورہ کر رہے تھے۔ شیوخ عرب کے سامنے لارڈ موصوف نے جو ایڈریس دیا تھا اس کا عربی ترجمہ مولانا ہی نے کیا تھا۔ کراچی کے بعد مولانا نے موصوف علی گڑھ کالج میں عربی پروفیسر مقرر ہوئے پھر میور کالج الہ آباد میں اسی عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔ اس کے بعد حیدر آباد دکن کے اورینٹل کالج دار العلوم کے پرنسپل مقرر ہوئے ان کا سب سے عظیم کارنامہ تفسیر نظام القرآن ہے جو ان کی سالہا سال کی محنتوں کا نچوڑ ہے اس کے بعض حصے خود مولانا کی زندگی میں شائع ہوگئے تھے۔ تفسیر سورہ اخلاص خود مولانا نے اردو میں لکھی تھی دیگر سورتوں کا ترجمہ ان کے تلمیذ رشید مولانا امین احسن اصلاحی نے کیا ہے جو لاہور سے مجموعہ تفاسیر فراہی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

"مکاتیب شبلی" میں مولانا فراہی کے نام بہت سے خطوط ہیں۔ بعض خطوط میں تفسیر نظام القرآن کا ذکر ملتا ہے۔ مولانا شبلی نے اس تفسیر کا نام نظم القرآن تجویز کیا تھا۔[1] مگر مولف نے نظام القرآن ہی رکھا۔ اس تفسیر کے مسودات مولانا فراہی نے علامہ شبلی نعمانی کو بھیجے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"نظام القرآن کو اول سے آخر تک دیکھا۔ عبارت اور عربی زبان کی خوبی میں کلام نہیں"[2]

اس تفسیر کے بعض حصے مولانا شبلی کے مشورے پر مصر کے مشہور جریدے المنار کے لیے بھی بھیجے گئے تھے[3] جس پر مدیر علامہ رشید رضا نے مولف موصوف کو بڑی داد دی تھی۔ خود ان کے استاد مولانا شبلی بھی بڑے مداح تھے۔ ایک خط میں تحریر کرتے ہیں۔

تفسیر سورہ لہب اور جمہرۃ البلاغہ کے اجزاء بغور دیکھے۔
تفسیر پر تم کو مبارکباد دیتا ہوں۔ تمام مسلمانوں کو تمہارا ممنون ہونا چاہئے۔[4]

تفسیر کے بعض حصوں پر علامہ شبلی نے تنقید بھی کی ہے۔ چنانچہ سورہ شمس کی تفسیر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

۱۔ علامہ شبلی نعمانی۔ مکاتیب شبلی۔ مکتوب نمبر ۱۸۔ مطبوعہ اعظم گڑھ سنہ ۱۹۲۷ء
جلد دوم۔ ص۔ ۱۳
۲۔ مکتوب نمبر ۱۹۔ ص۔ ۱۴
۳۔ مکتوب نمبر ۲۰۔ ص۔ ۱۵
۴۔ مکتوب نمبر ۱۸۔ ص۔ ۲۰

والشمس میں کوئی اہم بات نہ تھی بعض جگہ وہم ہو سکتی
کی جھلک تھی۔ حضرت عثمان اور امام حسین کی شہادت
کو سبب عذاب قرار دینا اس کو میں نے تمہاری متاثرانہ
طبیعت کا اثر سمجھا اور کچھ تعرض نہ کیا۔[1]

خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ تفسیر نظام القرآن جزءً جزءً شائع ہونے لگی تھی۔
چنانچہ ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"سورہ تحریم کی تفسیر جو تم نے شائع کی ہے۔ وہ بھیجدو"[2]

مولانا حمید الدین فراہی کے انداز تفسیر و تشریح پر علامہ سید سلیمان ندوی نے جن جامع
خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ کافی ہیں۔ علامہ موصوف شیخ محمد عبدہ اور سرسید کے
دور کا ذکر کرکے لکھتے ہیں۔

اس کے بعد مصر میں سید رشید رضا اور ہندوستان میں مولانا
عبد الحمید فراہی کا دور شروع ہوا۔ یہ دونوں گو اصول میں
مختلف تھے مگر نتیجہ میں بہت حد تک متفق تھے۔ سید رشید
مرحوم آثار و روایات کی چھان بین کرکے آیات کو روح عصری
سے مطابق کرتے تھے۔ اور فراہی رحمۃ اللہ خود قرآن پاک
کے نظم و نسق اور قرآن پاک کی دوسری آیتوں کی تطبیق اور کلام
عرب کی تصدیق سے مطالب حل کرتے تھے۔[3]

۱۔ مکتوب نمبر ۳۲۔ ص۔ ۲۲
۲۔ مکتوب نمبر ۵۶ و ۶۶ ۔ ص۔ ۲۷ و ۴۵
۳۔ علامہ طنطاوی۔ تفسیر جواہر (اردو) جزء اول مترجمہ عبد الرحمن رحمانی
مقدمہ از سید سلیمان ندوی۔ مطبوعہ اعظم گڑھ سنہ ۱۳۵۶ھ۔ ص۔ ۴

مولانا حمید الدین فراہی نے زمانہ کے تقاضوں سے بے خبر ہو کر قلم نہیں اٹھایا۔ تقاضوں کو سامنے رکھ کر لکھا ہے ان کے ہاں محترم غلام احمد پرویز کی طرح احادیث سے فرار نہیں۔

تفسیر نظام القرآن تو عربی میں ہے اس تفسیر کا صرف سورہ اخلاص کا حصہ خود مولانا کا نوشتہ اردو میں طبع ہو چکا تھا۔ مولانا شبلی کی طرح ان کی تحریر میں دلاویزی اور شگفتگی ہے۔ خشک مباحث نہیں۔ کیوں نہ ہو مولانا شبلی کے تلمیذ رشید اور ان کی تعلیم کا نمونہ تھے۔ ان کی تحریر کا نمونہ تفسیر کے باب میں نقل کیا جا چکا ہے۔ یہاں اس کی تکرار غیر ضروری سمجھی گئی۔

سید سلیمان ندوی

عصر جدید کے مفسروں میں سید سلیمان ندوی مرحوم (م۔ سنہ ۱۹۵۳ء) کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ تفسیر یا ترجمہ کے سلسلے میں ان کی کوئی علیحدہ تالیف نہیں۔ تاہم ان کی علیہ ناز تالیفات ارض القرآن اور سیرۃ النبی سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ کہ ان کو قرآن مجید سے سچی محبت تھی۔ مولانا اویس ندوی (استاذ تفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء) نے لکھا ہے۔

> سید صاحب کو اسلامی علوم میں حقیقی شغف قرآن مجید سے تھا۔ آیات قرآنی سے کلامی۔ فقہی۔ اخلاقی اور سیاسی اسلامی کے مسائل کا استنباط اس کے ادبی لطائف کی تشریح و توضیح اور تاریخی مباحث کی تحقیق ان کی زندگی کا دلچسپ موضوع تھا۔ ارض القرآن اور سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضخیم جلدیں ان کے اس مذاق کی شاہد عادل ہیں۔[1] (ص۔ ۲۴۵)

۱۔ معارف (سلیمان نمبر) مطبوعہ اعظم گڑھ مئی سنہ ۱۹۵۵ء ص۔ ۲۴۵

سید صاحب نے خطائد القرآن اور فقہ القرآن کے نام سے دو عنوان قائم کر کے کام شروع کر دیا تھا۔ جو افسوس ادھورا رہ گیا۔ سید صاحب کی فکر میں ندرت تھی اور مقصد خوب سے خوب تر تلاش میں رہتے تھے۔ انہوں نے جب لکھا روش عام سے ہٹ کر ان کی بیشمار تالیفات، مضامین و مقالات مقدمات و شذرات عظیم دعوی کی تصدیق کرتی ہیں گے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی ۔ نے ارض القرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ۔

سید علامہ مولانا سلیمان ندوی قدس اللہ سرہ جوار قرب یزدان کے "اعظم المصنفین" بجا طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے بعد ہزار ہا ہزار صفحات کی شکل میں اپنی تالیفی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ آپ ان کو پڑھ جائیے سب سے بڑی خصوصیت سید صاحب مرحوم کی تصنیفات میں کم از کم اس فقیر کو تو یہی نظر آتی ہے کہ انہوں نے جو کچھ بھی تحریر فرمایا ہے اس میں نئی بات ۔ نئے معلومات پڑھنے والوں کو ملتے چلے جاتے ہیں ۔[2] (ص ۔ ۲۱٦)

سیرۃ النبی کی تیسری جلد (۱۳۴۲ھ) میں بعض عنوانات ایسے قائم کیے ہیں جن کو خالص تفسیر کے تحت شمار کیا جاسکتا ہے۔ ویسے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجائے خود تفسیر قرآن ہے۔ اس لیے سیرت نبوی پر قلم اٹھانے کی جرات اسی کو ہو سکتی ہے۔ جو سوانح نگار نہیں بلکہ مفسر قرآن ہو۔۔۔

تیسری جلد میں ہم کو یہ عنوانات ملتے ہیں۔ آیات و دلائل اور قرآن مجید ۔ قرآن مجید

ا ۔ معارف (سلیمان نمبر) مطبوعہ اعظم گڑھ ش سنہ ۱۹۵۵ء ص ۔ ۲۲۵

اور معراج شق صدر یا شرح صدر۔ آیات و دلائل نبوی قرآن مجید میں۔ شق قمر

معجزہ قرآن وغیرہ وغیرہ

اردو ادب میں مولانا کا ایک خاص مقام ہے۔ سید صاحب نے تاریخ و سیر شعر و ادب۔ جغرافیہ وغیرہ پر لکھا اور بہت خوب لکھا۔ حقائق کی تحقیق و تدقیق میں وہ اپنا جواب آپ ہیں۔ ان کی تحقیق میں خشکی نہیں رنگینی ہے۔ تلخی نہیں شیرینی ہے۔ شدت نہیں نرمی ہے۔ ارض القرآن کو دیکھئے۔ نقوش سلیمانی کو پڑھئے۔ سیرۃ النبی کا جائزہ لیجئے ہر جگہ وہ یگانہ نظر آئیں گے۔ ہم یہاں سیرۃ النبی سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ جو واقعہ معراج سے متعلق ہے۔

معراج کا پر اسرار منظر

سورہ اسراء کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے معراج کے روحانی منظر کا بیان صرف دو لفظوں میں ختم کر دیا ہے۔

لنریہ من آیتنا — ہم نے اپنے بندے کو یہ سیر اس لیے کرائی کہ ہم اپنی کچھ نشانیاں اس کو دکھائیں۔

یہ نشانیاں کیا تھیں۔ کیا ان کی تفصیل کے لیے عاجز و درماندہ انسان کی زبان میں کچھ الفاظ ہیں۔ ہاں ہیں مگر ناتمام۔ ہماری فہم۔ ہمارا علم۔ ہمارا خیال ہمارا قیاس غرض کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے اس کا دائرہ ہمارے محسوسات اور ہمارے تعلقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور ہمارے ذخیرہ لغت میں صرف انہی کے لیے کچھ الفاظ ہیں۔ اس بنا پر وہ معانی جو نہ عام محسوسات انسانی کی حدود میں داخل ہیں اور نہ تعقل و تصور کے احاطہ کے اندر ہیں۔ وہ الفاظ و کلمات میں کیونکر سما سکتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے کمال قدرت سے ان کو حروف و کلمات کا جامہ پہنا بھی دے تو دماغ انسانی ان

کے فہم و تحمل کی قدرت کہاں سے لائے گا۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (اسراء) انسانوں کو
علم کا بہت تھوڑا حصہ عطا کیا گیا۔

اس لیے سورہ والنجم میں جہاں ان اسرار کے چھیڑنے سے کچھ پردہ ہٹایا گیا ہے۔ ایسی تفصیل ہے جو تمام تر اجمال ہے۔ اور ایسی توضیح ہے جو سرتاپا ابہام ہے دو دو لفظ کے فقرے ہیں۔ ضمیریں محذوف ہیں۔ فاعل کا ذکر ہے تو مفعول کا نہیں۔ مفعول بیان ہوا ہے تو فاعل نہیں۔ متعلقات فعل کی تصریح نہیں۔ ضمائر کے مرجعوں کی تعیین نہیں کیوں۔ اس لیے کہ اس مقام کا مقتضا یہی ہے۔[1]

ع۔ عبارت از سخندان هم نہ گنجد

مرزا حیرت دہلوی

عصر جدید کے مفسروں میں مرزا حیرت دہلوی۔ خواجہ حسن نظامی اور مولوی احمد سعید بھی قابل ذکر ہیں۔ مگر ان حضرات نے فکر و نظر کے لیے نئی راہیں نہیں کھولیں البتہ ان اپنا اپنا ایک اسلوب نگارش ہے۔ اردو ادب میں ان کی کوششیں فراموش نہیں کی جا سکتیں۔

مرزا حیرت دہلوی نے جن امور کا لحاظ رکھا ہے اس کا اندازہ مقدمہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے جو ۱۰ ۶ سائز کے ۸۱۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں مولف نے قرآن مجید کا انضباط و ترتیب۔ اختلاف قرأت۔ یورپین مصنفین کے الزامات کی تردید۔ الہام اور وحی۔ سحر و جادو۔ دعا و اجابت دعا۔ روح۔ مسئلہ تقدیر۔ ناسخ و منسوخ۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت۔ جہاد۔ معجزہ اور نبوت کثرت ازدواج احل البیع و حرم الربو وغیرہ پر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

ان کے اسلوب تحریر میں لوست کی چاشنی ہے۔ ان کے اشعار میں خلوص
کی جھلک ہے۔ یہاں دیباچہ مقدمۃ القرآن سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

نمونہ

تیری تعلیمیں عام ہیں جس طرح ترکی سلطان اعظم کو شرف بخشتا
ہے اسی طرح ایک فقیر بے یار و مددگار کی حمایت پر آمادہ ہے۔
تو ایسا خوشہ جیسی مسجد میں اور بیت الحرام جیسی سجدہ گاہ جہاں
میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور غریب بڑھیا کی جھونپڑی میں سے بھی
تیری مقدس آوازیں سنی جاتی ہیں۔

تو نے یتیموں کی حفاظت کی ہے اور والدوں کی سرپرستی تیرا عام
قانون ہے۔ دنیا کو تمدن تو نے ہی سکھایا اور ساری تہذیب
کا بانی تو ہی ہے۔

جب خداوند کریم رحم کے پاس سے تو آیا تھا تیری منادی بہت خاموشی
سے کی جاتی تھی۔ تجھ کو صرف چند افراد نے قبول کیا تھا مگر اب
$\frac{1}{2}$ دنیا تیری شیدا بنی ہوئی ہے اور روز بروز بڑھتا ہی قانون قدرت
بنتی جاتی ہے۔ ایک پاک اور جو شیلا تو تیری محبت میں بیخود ہو رہا
ہو یار یار تجھے حفاظت بنا کر بے اختیار پڑھتا ہے۔

اے قول پاک یزدان اے معجزہ تبیان — اے نقش لوح محفوظ اے جان روح انسان
ہر لفظ میں ہے تیرے اک شان کبریائی — ہر قول میں ہے تیرے سو معجزے درخشان
تیرا شرف ہے بالا وہم وخیال سے بھی — ہے تیری وہ بزرگی جس کا نہیں ہے امکان

سر چشمہ ہدایت کہنا تجھے بجا ہے —— ہے اصل دین و ایمان اے پر جلال فرقان

اسرار وہ ہزاروں تجھ میں چھپے ہوئے ہیں۔ کنہہ کو جھلک ابتک پہنچا نہیں ہے انسان

دل سے فدا ہیں تجھ پر دین خدا کے پیرو —— ہے تو ہی فخر ان کا ہیں تجھ پہ ہی وہ نازاں

طرز بیان نے تیرے رام ان کو کر لیا ہے —— ناطق ہے اور حجت ان پر ترا ہے فرمان

پتہ ہے کس کا اتنا کھولے زبان جو تجھ پر

زہرہ یہ کس نے پایا جو دو بدو ہو آ کر

(ص۔ ۲)

خواجہ حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی مرحوم صوفی منش عالم تھے ان تفسیری فکر ہمہ طور سے انقلاب انگیز نہیں البتہ ان کی تحریر سلیس و سادہ۔ دل پذیر و دل نشین ہوتی ہے۔ بیشمار تصانیف ان سے یادگار ہیں۔ ان کی تحریر میں درد و غم بھی ہے اور سرور و انبساط بھی۔ ان کے مخاطب عام لوگ ہیں وہ طبقہ بالا سے مخاطب نہیں۔ اس لیے ان کے ہاں ہمدردی و خلوص پایا جاتا ہے۔ وہ بات کو توڑ موڑ کر کہنے کے عادی نہیں۔ سیدھی سادی طرز پر مافی الضمیر ادا کر دیتے ہیں۔ یہاں سورہ نمل سے ان کے ترجمہ کا ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

نمونہ

(مشرکو۔ سوچو تو) آسمان کو اور زمین کو بھلا کس نے پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے واسطے پانی (کس نے) اتارا (یعنی تمہاری زندگی کے اسباب مہیا کرنے کے لیے مینہ کون برساتا ہے۔ کیا خدا کے سوا کوئی اور

تمہارے علم میں ہے) پھر اس (پانی) سے ہم نے بارونق (اور خوشنما) باغ لگائے (بے جان اور بے شعور بت تو کچھ شئے ہی نہیں خود) تم میں یہ طاقت نہ تھی کہ (باغ تو باغ) ان (باغوں) کے درختوں (میں کا ایک درخت بلکہ درخت کی ایک پتی یا ایک کونپل) کو (بھی) پیدا کر دیتے (تو شرک بنتا نہیں) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (جو ایسی قدرت رکھتا ہو اور جس کی پرستش کی جائے۔ کوئی نہیں لیکن مشرک ان باتوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے) بلکہ یہ (تو) وہ لوگ ہیں کہ (سمجھ بھی جاتے ہیں تو سمجھ کر اور جان کر) راہ حق سے پھرتے ہیں (اور کج روی اختیار کرتے ہیں۔ ان کو کج روی کی عادت پڑ گئی ہے[1]

جو اقتباس پیش کیا گیا اس میں کہیں جھول نظر نہیں آتا۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مصنف کو زبان اردو پر پوری پوری قدرت ہے۔ اس میں شک نہیں اردو ادب خواجہ صاحب کا مرہون منت رہے گا۔

مولانا احمد سعید

مولانا احمد سعید مرحوم نے جو جمعیۃ العلماء ہند کے سرگرم کارکن رہے ہیں اور جن کا تعلق مسلک دیوبند سے ہے قرآن پاک کی تفسیر لکھی ہے۔ مگر اس میں مسلک سلف سے کہیں گریز نہیں کیا اس لیے معنوی لحاظ سے کوئی خاص بات ذکر کے قابل نہیں البتہ ان کی زبان بہت منجھی ہوئی ہے۔ جن لوگوں نے ان کی تقریریں سنی ہیں وہ اس کی شیرینی و سلاست حلاوت فراموش نہیں کر سکتے۔ لیکن مولانا کی تحریریں تقریروں سے مختلف ہیں۔ پھر بھی ان کی تحاریر کو اردو ادب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ ان کی تقریروں میں بیساختگی ہے جو تحریروں میں نہیں۔ یہاں سورہ بنی اسرائیل سے ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ خواجہ حسن نظامی ۔ عام فہم تفسیر ۔ مطبوعہ دہلی ۔ ص ۔ ۱۳۵۹ (سورہ نمل ۔ رکوع ۔ ۱)

نمونہ

واقعہ معراج کا یہاں اجمالی ذکر فرمایا ہے کعبہ کی مسجد سے بیت المقدس تک جانے کو اسرا کہتے ہیں اور بیت المقدس سے عرش تک کے سفر کو "معراج" کہتے ہیں۔ اگرچہ ایک کا اطلاق دوسرے پر یا مجموعہ پر ہوا کرتا ہے۔ چونکہ واقعہ میں ندرت ہے اس لیے لفظ "سبحان" سے ابتداء فرمائی جو تنزیہ و تقدیس اور تعجب کے لیے ہے استعمال ہوتا ہے۔ رات کے تھوڑے وقت میں اس طویل سفر کا طے ہونا واقعی عجیب ہے اور اللہ تعالی کی قدرت کے اعتبار سے کچھ مستبعد نہیں۔ مسجد اقصی کے چاروں طرف ظاہری اور باطنی برکتیں ہیں یعنی ملک شام کی سرزمین پھلوں اور میووں سے لبریز ہے اور بے شمار انبیاء اس سرزمین میں دفن ہیں۔ عجائبات قدرت اور حضرت حق کی خاص نشانیاں ان گنت ہیں۔ ان میں سے کچھ دکھا دیں اور یہ واقعہ ہے کہ اس سفر میں جو واقعات پیش آئے اور حضور نے جن باتوں کو ملاحظہ فرمایا وہ سب آیات الہی تھیں۔[1]

مولانا عبدالماجد دریا آبادی

دور حاضر کے مفسرین میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ علوم مشرقیہ اور علوم مغربیہ کے فاضل ہیں۔ ان کی تفسیر میں افکار نو کی بازگشت تو سنائی نہیں دیتی البتہ انہوں نے اس تفسیر میں دور جدید کے ذہنی اور طبعی تقاضوں کو پورا کرنے کی سعی کی ہے۔ جدید تعلیم کے مسموم اثرات نے نوجوانوں کے

۱۔ مولانا احمد سعید۔ تفسیر سورہ بنی اسرائیل۔ مطبوعہ دہلی۔ ص ۶

ذہنوں میں جو خلجان پیدا کر دیا ہے۔ یہاں اس کا علاج ہے۔ اور ہر شک کا مسکت جواب ہے اس تفسیر کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ قرآن کے اعجاز اور وحی محمدی کی صداقت کو تاریخی پس منظر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآنی واقعات و قصص اور مقامات و امکنہ، نیز اشخاص و اقوام اور مذاہب و فرق سے متعلق اتنا تحقیقی مواد جمع کر دیا ہے جو یکجا ملنا مشکل ہے۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے اسلاف کے مسلک سے قدم آگے نہیں بڑھا اس لیے دور جدید کو انہوں نے نئے فکر سے آشنا نہیں کیا بلکہ اسلاف کے افکار کا نئے انداز سے اعادہ کیا ہے۔

ادبی حیثیت سے ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ان کی تحریر میں جامعیت و کاملیت دونوں یکجا ہیں (تفسیر کے باب میں۔ تفسیر ماجدی۔ کے ذیل میں مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیں)

~~مولانا ابو الکلام آزاد~~

مولانا ابو الاعلی مودودی

عصر جدید کے مفسرون میں مولانا ابوالاعلی مودودی بھی ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں موصوف نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن عام لوگوں کے لیے لکھی۔ یہی اس کی خاص صفت ہے۔ سر سید احمد خان۔ حمید الدین فراہی ابوالکلام آزاد۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی غلام احمد پرویز وغیرہ کا خطاب اونچے درجہ کے پڑھے لکھے لوگوں سے ہے مگر مولانا کا خطاب اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں سے ہے وہ خود تحریر فرماتے ہیں۔

"اس کام میں میرے پیش نظر علماء اور محققین کی ضروریات نہیں ہیں اور نہ ان لوگوں کی ضروریات ہیں جو عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے حضرات کے پاس پیاس بجھانے کے لیے بہت کچھ سامان پہلے سے موجود ہے۔ میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔"[1]

1- مولانا مودودی تفہیم القرآن۔ جلد اول مطبوعہ لاہور۔ سنہ 1951ء ص۔ 5 و 6

تفسیر اور انداز تفسیر کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کے حالات زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈال جائے۔ تاکہ اصل صورت کا علم ہو سکے۔

مولانا مودودی سنہ ۱۹۰۳ء میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ وہ جس خاندان کے چشم و چراغ ہیں وہ دہلی میں ہمایوں کے مقبرے کے قریب عرب سرائے میں سکونت پذیر تھا۔ مغل سلطنت کے زوال کے بعد مولانا کے والد ترک سکونت کر کے حیدر آباد دکن چلے گئے تھے جہاں مولانا کی ولادت ہوئی۔ مولانا نو عمری ہی میں والد کے سائے سے محروم ہو گئے اور خاندان کا بار ان کے کاندھوں پر آگیا۔ چنانچہ چناں چہ دسویں جماعت سے اسکول کو خیر باد کہا اور ۱۶ برس کی عمر میں جبل پور کے ایک مقامی اخبار "تاج" کے پہلے تو نمائندہ مقرر ہوئے پھر مدیر ــــ سنہ ۱۹۲۰ء میں دہلی گئے اور جمعیۃ العلماء ہند کے ترجمان "الجمعیۃ" کے نائب مدیر مقرر ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب تحریک خلافت شباب پر تھی۔ یقیناً مولانا کی طبیعت پر علماء دیوبند کی صحبت اور ملک کے سیاسی حالات کے اثرات ہوئے ہوں گے سنہ ۱۹۲۷ء میں مولانا بیماری کی وجہ سے اورنگ آباد آگئے۔ پھر سنہ ۱۹۲۹ء میں دہلی گئے اور سنہ ۱۹۳۲ء تک وہاں رہے۔ اس کے بعد حیدر آباد آگئے اور یہاں "ترجمان القرآن" کا ساتواں شمارہ شائع کیا (پہلے چھ شمارے ابو صالح نے مرتب کئے تھے) ــ قیام دہلی کے زمانہ میں مولانا پر تحریک خلافت کے جو اثرات ہوئے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان دنوں مولانا نے ان تین انگریزی کتابوں کا ترجمہ کیا۔

1. What Happened at Samarquand.
2. The Conditions of Christians in Turkey.
3. Greek Atrocities in Smyrna.

سنہ ۱۹۲۶ء میں قیام دہلی کے زمانہ میں ایک اور واقعہ پیش آیا جس نے مولانا کے دل اور ذہن پر دیرپا اثر چھوڑا۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ سوامی شردھانند کے پیرو سوامی دیانند سرسوتی نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں آں حضرت پر گستاخانہ الزام لگائے تھے۔ ایک مرد غازی عبدالرشید نامی نے اس شخص کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے قتل پر جو شورش اٹھی اس پر مسٹر گاندھی تک نے یہ کہا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اور تشدد پسند ہے۔ مولانا نے اس الزام کا سختی کے ساتھ جواب دیا اور ایک کتاب " الجہاد فی الاسلام" لکھ کر حقیقت کو واشگاف کیا۔ اس کے بعد سے مولانا نے علوم اسلامیہ کے مطالعہ کے لیے خود کو ہمہ تن وقف کر دیا۔ حیدر آباد دکن کے زمانہ قیام میں نظام سرکار کی درخواست پر "رسالہ دینیات" لکھا جو اتنا مقبول ہوا کہ اس کا ترجمہ سنہ ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا اور ادھر مصر میں اخوان المسلمین نے مولانا کی دیگر کتابوں کے ساتھ اس کا بھی عربی ترجمہ شائع کیا۔

اس تمام عرصہ مولانا مودودی ـــ مولانا " کم تھے " مسٹر " زیادہ تھے سنہ ۱۹۳۷ء تک مولانا کے چہرے پر داڑھی نہ تھی اور مغربی لباس پہنتے تھے۔ گو دل سے مسلمان تھے۔ چنانچہ ۲۲ سال کی عمر میں انگریزی صرف اس لیے سیکھی تاکہ مولانا محمد علی لاہوری کی انگریزی تفسیر القرآن سے استفادہ کر سکیں۔ جنوری سنہ ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر اقبال کی دعوت پر حیدر آباد سے پنجاب آگئے اور یہاں ضلع گورداسپور میں آباد ہوگئے۔ تجویز یہ تھی کہ یہاں دارالسلام اسلامک اکیڈمی قائم کی جائے۔ مگر اپریل سنہ ۱۹۳۸ء میں علامہ کا انتقال ہوگیا اور مولانا مودودی گورداسپور سے اسلامیہ کالج لاہور میں بلا معاوضہ ڈین آف تھیولاجی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ارباب حل و عقد کے دباؤ کی وجہ سے مولانا نے اس کالج کو خیر آباد کہا اور گورداسپور آکر تصنیف و تالیف میں مصروف ہوگئے ـــ سنہ ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ کے لاہور ریزولیشن کے بعد اگست سنہ ۱۹۴۱ء میں مولانا نے جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ جو ابتک کام کر رہی ہے۔[1]

---

1. Leonard Binder. Religion and Politics in Pakistan Unir of California, U.S.A PP. 78—83.

مولانا کی ذہنی تعمیر ہے۔ میں مندرجہ ذیل عوامل نظر آتے ہیں

اول۔ مولانا کے والد سر سید احمد خان کے ہمنواؤں میں تھے۔ اور علی گڑھ تحریک کے مؤید۔ اس لیے فطرتاً مولانا کی طبیعت پر اس تعلق اور اس تحریک کا مثبت یا منفی اثر پڑا ہے۔ عام تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے تفسیر کا لکھنا اس اثر کی غمازی کرتا ہے۔

دوم۔ تحریک خلافت سے سیاسی اثرات کا مرتب ہونا۔

سوم۔ دیانند سرسوتی کا قتل۔ اسلام پر الزام تراشی اور مولانا کا مسکت جواب لکھنا۔

چہارم۔ مولانا محمد علی لاہوری کی انگریزی تفسیر القرآن کا مطالعہ کرنا۔

پنجم۔ علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب آنا۔

ششم۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ کا ریزولیشن پاس ہونا۔

یہ تمام عوامل مولانا کی سیاسی اور دینی راہ کو متعین کرنے میں کام کرتے رہے۔ مولانا نے جس دینی نظریہ کو سامنے رکھا ہے وہ سیاست سے ہم آہنگ ہے۔ ان کی نظر میں دین و سیاست علیحدہ علیحدہ چیز نہیں۔ وہ علامہ اقبال کی طرح فرد کی اصلاح پر زور دیتے ہیں اور عالم کی نجات اسلامی حکومت میں مضمر قرار دیتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اسی نظر سے قرآن کا مطالعہ کیا ہے اور اسی نظر سے اس کو پیش کیا ہے۔ ہم نے مولانا کے نظریات کے بارے میں ایک اور باب میں بھی بحث کی ہے اس طرف رجوع کیا جائے۔

مولانا کی طرز تحریر بہت سادہ اور صاف ہوتی ہے۔ اس میں یکسانیت ہے۔ مولانا آزاد کی تحریر کی طرح زیر و بم کی سی کیفیت نہیں۔ اور نہ مولانا مناظر احسن گیلانی کی طرح تلاطم و تموج کی سی کیفیت ہے۔ اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ ان کا خطاب متوسط درجے کے تعلیم یافتہ لوگوں سے تھا۔ لکھتے وقت ان کو اس کا احساس رہتا ہے اور غالباً یہی احساس ان کو بلند پروازی کی طرف مائل نہیں کرتا۔ ان کی تحریر میں

اپنی سادگی اور صفائی کے لحاظ سے اسلامی ادب میں یادگار رہیں گی۔ عصر جدید میں انہوں نے اپنی تصانیف سے اردو ادب کی جو خدمت کی ہے وہ ناقابل فراموش ہے۔ ان کی تحریر کا انداز یہ ہے۔

> یہ وہی واقعہ ہے جو اصطلاحاً " معراج " اور " اسراء " کے نام سے مشہور ہے اکثر اور معتبر روایات کی رو سے یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس واقع کی تفصیلات بکثرت صحابہ سے مروی ہیں۔ جن کی تعداد ۲۵ تک پہنچتی ہے ـــــ
>
> ـــــ قرآن مجید یہاں صرف مسجد حرام (یعنی بیت اللہ) سے مسجد اقصی (یعنی بیت المقدس) تک حضور کے جانے کی تصریح کرتا ہے۔ اور اس سفر کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندے کو کچھ نشانیاں دکھانا چاہتا ہے ـــــ[1]

۱۔ مولانا مودودی۔ تفہیم القرآن۔ جلد دوم سنہ ۱۹۵۲ء مطبوعہ لاہور۔ ص۔۹۔۵۸۸

ـــــ

اردو تراجم کا عہد بہ عہد ارتقاء

آٹھواں باب

تیرھویں صدی ہجری کے مترجمین قرآن

آٹھواں باب

تیرھویں صدی ہجری کے تراجم

تیرھویں صدی ہجری میں خالص قرآنی تراجم کا آغاز شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر کے ترجموں سے ہوتا ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاندان ولی اللہی کا تفصیلی تعارف کرا دیا جائے۔ حق یہ ہے کہ اردو میں علوم قرآنیہ کی تاریخ شاہ صاحب اور ان کے لائق فرزندان ارجمند کی مرہون منت ہے۔

شاہ ولی اللہ۔

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب والد بزرگوار کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی جانب سے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ اس کے متعلق شاہ صاحب نے خود اپنے رسالہ مسمی بہ "امداد فی ماثر الاجداد" میں تصریح کر دی ہے۔

آپ کے اسلاف میں سب سے پہلے شیخ شمس الدین ہندوستان تشریف لائے جو غالباً اسلامی حکومت کے آغاز ہی میں رہتک میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ انہیں کی اولاد میں شیخ وجیہ الدین تھے جو صاحب حال اور عالم دین ہوتے ہوئے بڑے مجاہد بھی تھے موصوف کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم تھے جو سنہ ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ سن رشد ہی میں بحر مواج تھے۔ جملہ معاصرین پر سبقت لے گئے تھے۔ ان کے درس کا غلغلہ ہند اور بیرون ہند پھیل چکا تھا۔ ان کی علمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے فتاوی عالمگیری پر نظر ثانی فرمائی شاہ اورنگ زیب نے بہت سراہا اور پسند فرمایا[1]۔ شاہ عبد الرحیم کے ہاں ۶۰ سال تک کوئی

۱۔ ابو یحیی امام خان نوشہروی۔ تراجم علمائے حدیث ہند۔ مطبوعہ دہلی ۱۳۵۶ھ ص۹۰

اولاد نہیں ہوئی تھی لیکن جب انہوں نے ابو الرضا شیخ محمد کی صاحبزادی سے نکاح کیا تو ان کے بطن سے شاہ ولی اللہ تولد ہوئے۔ "ولی اللہ" نام رکھا گیا۔ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ سے شاہ عبد الرحیم کو بڑی عقیدت تھی اس لیے شاہ ولی اللہ کا دوسرا نام "قطب الدین" رکھا گیا اور مادہ تاریخ کی مناسبت سے "عظیم الدین" (۱۱۱۴ھ) رکھا گیا۔ شاہ صاحب خود اپنا نام "احمد" تحریر فرماتے ہیں۔[1] شاہ صاحب کے دو بھائی اور تھے ایک شاہ اہل اللہ۔ اور دوسرے شاہ حبیب اللہ۔[2]

شاہ ولی اللہ پانچ سال کی عمر میں پڑھنے بیٹھ گئے۔ ساتویں سال قرآن حمید ختم کر لیا۔ اسی سال درسیات شروع کر دیں۔ دس سال کی عمر میں معقولات پڑھ رہے تھے اور منقولات اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں۔ شاہ صاحب کے اساتذہ بے شمار ہیں۔ سنہ ۱۱۴۳ھ میں شاہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور شیخ ابو طاہر الکردی (م ۱۱۴۵ھ) وغیرہ سے استفادہ کیا۔ موصوف کو شاہ صاحب پر بڑا فخر تھا۔ فرماتے تھے کہ۔

> "ولی اللہ لفظ کی سند مجھ سے لیتا ہے اور میں معنی کی سند اس سے حاصل کرتا ہوں"

۱۔ مولانا رحمان علی۔ تذکرہ علما کے ہند۔ ص ۱۱۹

۲۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی۔ تذکرہ الکرام ص ۱۲۸

پندرھویں سال میں شاہ عبد الرحیم نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی۔ سترہ سال کی عمر میں بیعت و ارشاد کی اجازت دے دی گئی۔ اور خود اسی سال (۱۱۳۱ھ) رحلت فرمائی۔ والد بزرگوار کی رحلت کے بعد شاہ ولی اللہ نے ۲۵ سال تک (۱۱۳۱ھ — ۱۱۵۶ھ) اس مسند ارشاد کو زینت فرمایا۔

تکمیل درسیات کے بعد شاہ صاحب درس و تدریس میں مصروف و مشغول ہوگئے۔ ہندو بیرون ہند کے طلبہ شریک درس ہوتے تھے۔ اور اس طرح فیضان ولی اللہی دور و نزدیک پھیلتا چلا گیا۔ شاہ صاحب کا عظیم کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے ہندوستان میں قرآن فہمی کا ذوق و شوق پیدا کیا اور "بھٹکے ہوئے آہو کو" "پھر سوئے حرم" لے آئے۔

سنہ ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۲ء میں مدینہ منورہ سے واپس دہلی تشریف لائے تو مہندیوں کے مکان میں درس دینا شروع کیا بعد میں محمد شاہ بادشاہ نے شہر میں ایک حویلی دے دی تھی اس میں درس دینے رہے۔ یہ حویلی انقلاب سنہ ۱۸۵۷ء میں تباہ ہوگئی۔ شاہ صاحب نے اس کے ساتھ ساتھ اپنا فارسی ترجمہ قرآن مکمل فرمایا پھر سنہ ۱۱۵۶ھ / ۱۷۴۳ء سے اس کی باقاعدہ تدریس شروع کی۔ اس ترجمے کی وجہ سے دہلی کے کوتاہ اندیش آپ کے دشمن ہوگئے تھے اور ایک موقع پر مسجد فتحپوری دہلی میں آپ کو دشمنوں نے گھیر لیا تھا مگر جو خدا کو منظور تھا ہو کر رہا۔ شاہ صاحب نے ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۳ء کو دہلی میں وفات پائی اور دہلی دروازہ کے باہر مہندیوں میں سپرد خاک کیے گئے۔

اصلاحی کارنامے۔

(۱) شاہ صاحب نے اپنی تصانیف میں تقلید اور عمل بالحدیث کے مقابلے میں عمل بالحدیث کو ترجیح دی ہے۔ ان رسائل میں اپنے ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔

(الف) المسوی (ب) المصفی (ج) عقد الجید

(د) الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (ھ) حجۃ

اللہ البالغہ (و) ازالۃ الخفاء (ز) القالۃ

الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ ۔

(۲) قرآن فہمی کا ذوق پیدا کیا اور قرآن و حدیث کے تراجم وو جہ فارسی زبان میں کیے ۔

(۳) طریقہ تعلیم قدیم درس نظامیہ سے مختلف قائم کیا اور اسطرح درس دنیا میں ایک انقلاب پیدا کیا ۔

(۴) مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو نقطہ اعتدال پر لانے کی سعی کی اور ایک درمیانہ راستہ قائم کیا ۔

(۵) معقولیین کے جواب میں ایسے فلسفہ کی بنیاد رکھی جس کا تعلق عملی زندگی سے ہو ۔

(٦) عجمی تصوف کا خاکہ اڑایا اور حجازی تصوف کو وسعت دی ۔

(۷) مغربی نظریات کے جواب میں دلائل و براہین کا وافر ذخیرہ جمع کیا ۔

علوم قرآنی اور شاہ ولی اللہ ۔

شاہ ولی اللہ کے زمانے میں چونکہ پڑھے لکھے لوگوں کی نظر میں فارسی کی وقعت تھی اس لیے انہوں نے قرآن حکیم کا فارسی میں ترجمہ اور مختصر تفسیر لکھی جو تفسیر فتح الرحمن کے نام سے مشہور ہوئی ۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں

شاہ صاحب نے سب سے پہلے فارسی ترجمہ کیا چنانچہ مولوی عبد الحق مرحوم نے ایسا
ہی خیال ظاہر کیا ہے[1]۔ حقیقۃ حال اس کے خلاف ہے۔ مخدوم نوح ہالائی (م ۹۹۸ھ)
نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا جس کے ایک پارے کا فارسی متن بھی حیدرآباد (مغربی
پاکستان) سے شائع ہو چکا ہے[2]۔ اس سے پہلے ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی
(م ۸۴۹ھ) جو شیر شاہ سوری کے استاد بھی تھے۔ انہوں نے فارسی میں اپنی مشہور
تفسیر بحر مواج لکھی ہے لیکن اس کے متعلق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی
علیہ الرحمہ نے اچھے خیالات کا اظہار نہیں فرمایا[3]۔ تزک جہانگیری میں شہنشاہ
جہانگیر نے بھی ایک فارسی ترجمہ کرانے کا ذکر کیا ہے[4]۔ ان تراجم کے علاوہ شاہ ولی اللہ
سے پہلے اور تراجم بھی ہوئے ہیں۔ جن کا ذکر مقدمہ میں کر دیا گیا ہے۔

ہندوستان میں عربی مدارس میں تفسیر کی تعلیم کا تو بقدر ضرورت اہتمام
تھا مگر براہ راست قرآن سامنے رکھ کر خود طالب علم کو دعوت فکر دینا۔ یہ طریقہ حضرت
شاہ ولی اللہ کے والد بزرگوار شاہ عبد الرحیم نے متعارف فرمایا۔ جو افسوس ہے اتنا
نہ پھیل سکا جتنا پھیلنا چاہیئے تھا۔ خود شاہ صاحب کے وطن دہلی میں عام عربی مدارس

۱۔ مولوی عبد الحق۔ قدیم اردو۔ ص ۱۲۰

۲۔ مخدوم نوح۔ ترجمہ قرآن

۳۔ شیخ عبد الحق۔ اخبار الاخیار ( )

ــــ بحوالہ "شاہ ولی اللہ کی تعلیم" مولفہ غلام حسین جلبانی
مطبوعہ حیدرآباد سنہ ۱۹۶۳ حاشیہ ص ۱۰

۴۔ نور الدین جہانگیر۔ تزک جہانگیری

میں سارا زور مختلف فنون اور حدیث و فقہ پر دیا جاتا ہے۔ تفسیر برائے نام پڑھائی جاتی ہے چند پارے پڑھا کر یہ سمجھ لینا کہ قرآن کا حق ادا کر دیا ہے۔ عجیب سی بات ہے۔ ہاں البتہ دہلی کی مساجد میں درس قرآن کے سلسلے دیکھے ہیں۔ شاہ صاحب کا مقصود اسناد کا حصول نہیں تھا بلکہ وہ افراد کے کردار کو بلند کرنا چاہتے تھے۔

شاہ صاحب اس کے حامی ہیں کہ قرآن پاک میں خود غور و فکر کیا جائے بشرطیکہ عربی پر کامل عبور ہو۔ اور اگر ضرورت پڑے تو تفسیر سے کام لیا جائے مگر عادت نہ ڈالی جائے اس سے طالب کی قوت فکر کند ہو کر رہ جاتی ہے۔

شاہ صاحب نے قرآنی علوم کو پانچ شقوں میں تقسیم کیا ہے یعنی علم احکام۔ علم مناظرہ۔ علم تذکیر بآلاء اللہ۔ علم تذکیر[۴] بایام اللہ اور علم تذکیر بموت[۵]

(۱) علم احکام کے اندر فرائض۔ واجبات۔ مستحبات اور حلال و حرام وغیرہ آجاتے ہیں۔ اس کا تعلق فقہائے سے ہے۔

(۲) علم مناظرہ کا تعلق چار گروہوں سے ہے یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین و منافقین۔ اس علم کا تعلق متکلمین اسلام سے ہے۔

(۳) علم تذکیر بآلاء اللہ کے ذریعہ مخلوق کو آیات الہی میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ اس علم کا تعلق صوفیہ کرام سے ہے۔

۴۔ نور الدین جہانگیر۔ تزک جہانگیری۔

۵۔ غلام حسین جلبانی۔ شاہ ولی اللہ کی تعلیم۔ ص۔ ۱۲

(۴) علم تذکیر بایام اللہ - اس میں زمانہ ماضی کے قصوں کا ذکر ہے اور اس علم کا تعلق مورخین اور مصلحین سے ہے -

(۵) علم تذکیر موت - اس میں موت اور اس کے بعد پیش آنیوالے واقعات کا ذکر ہے - اس علم کا تعلق مابعد الطبیعیات یا صوفیاء کرام سے ہے جنہوں نے اس کی حقیقت کو واشگاف کیا ہے -[1]

(ملخصاً و تشریحاً)

شاہ صاحب کے نزدیک قرآن پاک کی اور تفسیر کی تعلیم دو علیحدہ چیزیں تھیں - تفاسیر خاص حالات اور خاص تقاضوں کے تحت لکھی گئیں ہیں - اس لیے وہ قرآن نہیں قرآن کی ایک جھلک ہے - شاہ صاحب ہر آیت کو شان نزول سے وابستہ نہیں کرنا چاہتے تھے ان کے نزدیک ہر آیت کے شان نزول کے دو پہلو ہیں اک خصوصی جو خاص اس زمانے اور اس وقت کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرا عمومی جو ہر زمانہ اور ہر حال سے متعلق ہے - اس پہلو کو ہمیشہ شان نزول سے علیحدہ رکھ کر غور کیا جائیگا - شاہ صاحب کا اصرار ہے کہ آیات کے معنی و مفہوم کی خود تلاش کی جائے مگر خلوص نیت کے ساتھ اور جس نتیجہ پر پہنچے اس کو اپنا مسلک بنالے خواہ وہ قدماء مفسرین کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں -

---

۱ - ایضاً - ص - ۱۴ ((۱) الفوز الکبیر ص - ۲ (۲) حجتہ اللہ البالغہ ص - ۶ - ۵۵ الجزء الاول (۳) کلمات طیبات ص - ۱۶۶ (۴) قرۃ العینین ص - ۳۱۲)

۲ - عبید اللہ سندھی - قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے (پیش لفظ)

شاہ ولی اللہ - المسوی - جلد ثانی - ص - ۳۱۲ (شرح الموطا)

ابتداء میں تفسیر کا وجود نہیں تھا۔ صحابہ کرام براہ راست آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آن حضرت سے سورہ بقرہ آٹھ سال میں پڑھی[1]۔ ان کا پڑھنا ہماری طرح نہ تھا وہ پڑھتے اور عمل کرتے گویا خون جگر سے قرآن عظیم کی تفسیر صفحہ کائنات پر لکھتے۔ جب اسلام عجمی ممالک میں پہنچا تو تفہیم قرآن کے لیے علماء قرآن نے تفسیری جملے کہنے شروع کیے جو پڑھتے پڑھتے کتابی صورت میں آگئے۔ جوں جوں اسلام پھیلتا گیا اور نو مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے ان کے افکار و خیالات بھی ان کے ساتھ آئے اور انہوں نے بعض تفاسیر کو اپنے رنگ میں رنگا۔ تفاسیر میں اسرائیلیات کا پس منظر یہی حقیقت ہے۔

طرز فکر۔

(۱) اسلام کے نظری، فکری، اخلاقی اور اقتصادی نظام کو ایک منظم و مربوط شکل میں پیش کرنے میں آپ کو شرف اولیت حاصل ہے۔

(۲) آپ نے شرعی حکمتیں بیان کیں اور نظام شریعت کو دلائل کے ساتھ فطرت کے عین مطابق ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہ آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔

طرز تحریر۔

(۱) مروجہ پر تکلف اور ثقیل طرز نگارش کو ترک کیا اور اس کی جگہ آسان اور سہل زبان میں حکیمانہ خیالات اور علمی مقالات اور مدعا میں بیان فرمائے۔
عربی میں ابن خلدون نے اور اردو میں مرزا غالب اور سر سید احمد خان نے بھی طرز عمل اختیار کیا تھا۔

۱۔ عبیداللہ سندھی۔ قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے (پیش لفظ)
شاہ ولی اللہ۔ المسوی۔ جلد ثانی۔ ص۔ ۳۱۲ (شرح الموطا)

(۲) آپ نے نئے نئے گوشے تلاش کیے اور نئے اسلوب کی بنیاد رکھی بقول مولانا مناظر احسن گیلانی آپ کا اسلوب زیادہ تر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لذات اور محاورات پر مشتمل ہوتا تھا۔ یہ کیفیت حج کے بعد ہوگئی تھی۔

(۳) تحقیقی فکر و نظر کے ساتھ آپ کی تحریر میں سوز و اخلاص کا نمونہ تھیں جس نے ملفانہ شان کے ساتھ اثر انگیزی پیدا کر دی تھی۔

(۴) بقول سید سلیمان ندوی مرحوم آپ اگر چہ پر آشوب زمانے میں پیدا ہوئے مگر آپ کی تصانیف سے ایسا کچھ سکون و اطمنان ظاہر ہوتا ہے جس کا اس زمانے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہ آپ کے عزم صمیم اور قلب سلیم کی دلیل ہے۔ خواجہ میر درد کی بھی یہی کیفیت تھی۔

منصب ولی اللہی۔

۱۔ مرزا مظہر جان جانان فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمتہ اللہ علیہ
طریقہ جدید بیان نمودہ اند۔ در تحقیق اسرار
معارف وغوامض علوم طرز خاص دارند۔
بہ این ہمہ علوم وکمالات از علماء ربانی اند۔
مثل ایشان در محققان صوفیہ چند کس گزشتہ اند"

۲ - نواب صدیق حسن خان "ابجد العلوم" میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس "بیت العلم" کے تمام افراد جملہ علوم نقلیہ و عقلیہ میں
کامل ہونے کے ساتھ مشائخ وقت بھی تھے حتی کہ ہندوستان
بھر میں کوئی ایک گھرانہ بھی اس کا ہم پلہ نہ ہو سکا اور ایک
دو خاندان جو معقولات میں کچھ اس طرح مشہور ہوا کہ
عوام بغیر سوچے سمجھے اس پر جھکنے لگے تو کوئی تعجب
کی بات ہے[1] کیونکہ اگر اس خاندان (معقولی) کی اس
حیثیت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی وہ (خاندان
ولی اللہی) علم حدیث - تفسیر - فقہ - اصول و دیگر متعلقات
دین سے اس حد تک مستفید ہوا کہ جس سے وہی شخص انکار
کر سکتا ہے جس کی بصیرت زائل ہو چکی ہو یا تعصب نے اس
کی آنکھیں بند کر دی ہوں بس جو تفاوت ثری اور ثریا میں
ہے اور جو فرق شراب خالص اور کھولتے ہوئے پانی میں ہے
وہی فرق خاندان ولی اللہی اور اس خاندان میں ہے۔[1]

نواب صاحب مرحوم ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

و انصاف این است کہ اگر وجود او در صدر اول و زمانہ ماضی
می بود "امام الائمہ" و "تاج المجتہدین" شمردہ می شود
ثنائے علمائے عصر و مشائخ آن بروئے چندان است کہ این
مختصر نقل آن را برنمی تابد - جمعے بے شمار از حاشیہ بساط

---

۱ - نواب صدیق حسن خان - ابجد العلوم

او تبحر تام در علوم ظاهر و باطن حاصل نمودند و با علائے مدارج کمالات صوری و معنوی فائز شدند خصوصاً اولاد امجاد او که هر یکے ازیشان بے نظیر وقت و فرید دهر و وحید عصر در علم و عمل و عقل و فهم و قوت تقریر و فصاحت تحریر و تقوی و دیانت و مراتب ولایت بود و همچنین اولاد اولاد ع -

این خانه تمام آفتاب است د این سلسله از طلائے ناب است[1]

مولانا فضل حق خیر آبادی نے ازالۃ الخفاء دیکھ کر فرمایا۔ جس شخص کی یہ تصنیف ہے وہ تو ایک بحر بیکراں ہے"۔

تصانیف

شاہ صاحب کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ایک اندازہ کے مطابق سو دو سو سے اوپر ہوتی ہیں۔ مگر جو تصانیف معلوم و مشہور ہیں ان کی تعداد ۵۱ ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن (فارسی) تشریحی ترجمہ قرآن مع مختصر تفسیر۔

(۲) الفوز الکبیر (عربی) جلد اول اصول تفسیر

(۳) فتح الخبیر (عربی) جلد دوم۔ اصول تفسیر

---

۱ - نواب صدیق حسن خان - اتحاف النبلاء المتقین باحیاء ماثر الفقہاء والمحدثین - ص - ۴۳۰

(۴) حجۃ اللہ البالغہ

(۵) ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

(۶) تفہیمات الہیہ

(۷) الخیر الکثیر

(۸) فیوض الحرمین

(۹) البلاغ المبین

(۱۰) القول الجمیل وغیرہ وغیرہ ۔[1]

اولاد امجاد ۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحب زادے تھے

(۱) شاہ عبد العزیز محدث	م ۱۲۳۹ھ /
(۲) شاہ عبد الغنی محدث	م ۱۲۲۷ھ /
(۳) شاہ عبد القادر محدث	م ۱۲۴۳ھ /
(۴) شاہ رفیع الدین محدث	م ۱۲۴۹ھ /

اور ایک لڑکی ۔

شاہ عبد العزیز رح

سنہ ولادت سنہ ۱۱۵۹ھ تاریخی نام "غلام حلیم" (۱۱۵۹ھ)

اپنے تمام بھائیوں میں بڑے تھے مگر وفات شاہ عبد الغنی کے بعد ہوئی ۔

---

۱ ۔ شاہ ولی اللہ کی تصانیف کی تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں " تراجم علمائے حدیث ھند" از ابو یحییٰ امام خان نوشہروی ۔ مطبوعہ دھلی سنہ ۱۳۵۶ھ از ص ۔ ۲۱ تا ۴۶

(۵) سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھنے بیٹھے اور جلد ہی ختم کیا۔ گیارہویں سال سے باقاعدہ تعلیم شروع ہوئی اور چار سال کے اندر اندر معقولات ۔ جغرافیہ ۔ فقہ و حدیث اور تاریخ سے فارغ ہوگئے ۔ غرض پندرہ سال کی عمر میں جملہ علوم اسمیہ سے فارغ ہوگئے ۔ جب آپ کی عمر سترہ سال تھی کہ حضرت شاہ ولی اللہ وصال فرما گئے ۔ چنانچہ آپ ہی اپنے والد کی مسند تحدیث و خلافت پر متمکن ہوئے ۔ تدریس میں فقہ و علوم فقہ اور حدیث و علوم قرآنیہ کا زیادہ التزام تھا ۔ آپ کا غلغلہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرون ہند میں پھیل چکا تھا ۔ اس کا اندازہ ملا رشید مدنی کے مکتوب کا خط سے (جو قسطنطنیہ سے دھلی بھیجا تھا) ہوتا ہے ۔ وہ تحریر فرماتے ہیں ۔

> شاہ صاحب آپ کا کچھ ایسا اثر بلاد اسلامیہ میں ہو رہا ہے کہ جب کوئی فتوی دیا جاتا ہے اور علما اس پر اپنی مہریں کرتے ہیں تو ہر شخص فتوی میں آپ کی مہر تلاش کرتا ہے ——
> اگر آپ یہاں تشریف لے آئیں ہم لوگوں کے لیے بڑے فخر کی بات ہے اور سلطان ترکی بھی آپ کی بڑی عزت کریں[1] ۔
>
> (از حیات طیبہ)

قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ طلبا کو عبارات حافظہ کی بنیاد پر لکھواتے تھے ۔ مولوی خادم علی سندیلوی (جو ایک واسطے سے آپ کے شاگرد ہیں) تحریر فرماتے ہیں ۔

---

۱ ۔ ابو یحیی امام خان نوشہروی ۔ تراجم علمائے حدیث ہند ۔ ص ۔ ۵

" اور حافظہ آپ کا نسخہ لوح تقدیر تھا۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہ کی طرح آپ کے طلبہ کا احاطہ بھی مشکل ہے۔ چند مشہور و معروف شاگردوں کے نام یہاں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) شاہ رفیع الدین (برادر خورد)　　(۲) شاہ محمد اسحاق (نواسے)

(۳) شاہ محمد یعقوب (نواسے)　　(۴) مفتی صدر الدین خان صاحب دہلوی

(۵) حضرت شاہ غلام علی دہلوی　　(۶) شاہ مخصوص اللہ ابن شاہ رفیع الدین

(۷) مولوی اسمعیل شہید　　(۸) شاہ عبد الحئی بڑھانوی

(۹) مولانا فضل حق خیر آبادی　　(۱۰) مولانا رؤف احمد مجددی

(۱۱) شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی　　(۱۲) قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہ وغیرہ

تصانیف۔

آپ بکثرت تصانیف ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں۔

(۱) فتح العزیز المعروف بہ تفسیر عزیزی　　۲ حصے (فارسی)

حصہ اول میں سورہ فاتحہ سے پارہ سیقول کے ربع اول تک کی تفسیر ہے۔ حصہ دوم میں پارہ پارہ تبارک الذی و عم یتساءلون کی تفسیر ہے۔

یہ تفسیر نہایت جامع اور مختصر ہے۔

۱۔ خادم علی سندیلوی ۔ تاریخ حدیث ۔ ص ۔ ۹۴

(۲) بستان المحدثین ۔

محدثین اسلام کے حالات پر مختصر فارسی کتاب ہے۔

(۳) عجالہ نافعہ ۔

اصول حدیث میں فارسی کتاب ہے۔ مولوی
عبد الحلیم چشتی (انچارج عربی سیکشن ۔ لیاقت
نیشنل لائبریری ۔ کراچی) نے اس کی بہت خوب
توضیح و تشریح لکھی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔

(۴) فتاوی عزیزی ۔

آپ کے فارسی فتووں کا مجموعہ ہے۔

(۵) تحفہ اثنا عشریہ ۔

روافض کے رد میں فارسی تصنیف ہے۔ وغیرہ وغیرہ

وفات

تبلیغ و ارشاد کا اتنا وفا و شوق تھا کہ مرض الموت میں بھی جب
کہ نقاہت کی وجہ سے اٹھنا مشکل تھا۔ خادموں سے کہا کہ مجھے اٹھا کر بٹھا دو
اور جب تقریر شروع کروں تو چھوڑ دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ تقریر فرماتے
رہے اس کے بعد سب مسلمانوں کے لیے نہایت خضوع و خشوع سے دعا کی۔ پھر فرمایا
کہ جس قدر میری ملکیت میں سامان ہے سب یہاں لاکر رکھ دو۔ گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔
آپ نے تمام عزیز و اقارب میں شریعت کے لحاظ سے تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے
معرفت الہی میں عربی اور فارسی کے چند اشعار پڑھے جو درد انگیز تھے۔ ایک سانس
پھول گئی اور بدن پر رونگٹھے کھڑے ہو گئے۔ بالآخر بروز یکشنبہ ۷۔ شوال المکرم
سنہ ۱۲۳۹ھ کو وفات پائی اور مہندیوں کے قبرستان میں اپنے والد حضرت شاہ ولی اللہ
کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

اردو کے مشہور شاعر حکیم مومن خان مرحوم نے ذیل کا قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے۔

شاہ عبد العزیز فخر زمن	حجۃ اللہ و ناطق و گویا
در میان پسین ساخت وطن	روز یکشنبہ ہشتمین شوال
مثل بدر منیر در ہمہ فن	نصف النہار و عرفان
رضی اللہ عنہ گفتہ حسن	از سر لطف و علم تاریخش

مومن خان نے اردو میں جو قطعہ تاریخ وفات لکھا تھا اس کے دو شعر یہ ہیں۔

آگیا تھا کیا کہیں تو دون کے ایمان میں خلل	جا کے ملک عدم تشریف فرما کون ہوئے
فقر و دین۔ فضل و ہنر۔ لطف و کرم علم و عمل	دست بیداد اجل سے بے سروپا ہوگئے۔
۱۲۳۹ھ	

شاہ رفیع الدین۔

شاہ رفیع الدین۔ شاہ عبد العزیز سے چھوٹے تھے۔ سنہ ۱۱۶۳ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ حضرت شاہ ولی اللہ سے علوم مروجہ کی تعلیم حاصل کی جب حضرت شاہ عبد العزیز بوجہ کبر سنی درس و تدریس کے کام کو جاری نہ رکھ سکے تو یہ کام آپ کے سپرد کیا گیا۔ شاہ رفیع الدین صاحب علم و فضل کے علاوہ صاحب تقوی بزرگ تھے۔ اس کے ساتھ سخن گوئی اور سخن سنجی کا بڑا اچھا ذوق تھا۔ عربی اور فارسی کلام آپ سے یادگار ہے۔ جو شائع بھی ہو چکا ہے۔ لیکن سب سے اہم کام جو آپ نے کیا وہ قرآن پاک کا لفظی ترجمہ ہے[2]۔ جو مولانا محسن مارہروی مرحوم کے قیاس کے مطابق سنہ ۱۲۰۳ھ

۱۔ محمد یحیی تنہا۔ سیر المصنفین۔ مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۹۲۸ء۔ ص۔ ۳۹

۲۔ ایضاً۔ ص۔ ۵

میں ہوا ہوگا۔[1] آپ نے سنہ ۱۲۳۳ھ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔ مزار مبارک دہلی میں شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے مزار مبارک کے پہلو میں قبرستان مہندیوں میں واقع ہے۔

تصانیف۔

آپ کی تصانیف میں یہ قابل ذکر ہیں۔

(۱) ترجمہ اردو قرآن کریم (۲) رسالہ اسرار المحبۃ (۳) تفسیر نور

(۴) کتاب التکمیل (۵) رسالہ دفع الباطل اور رسالہ عروض وغیرہ وغیرہ

شاہ عبد القادر۔

شاہ عبد القادر، شاہ رفیع الدین سے چھوٹے تھے۔ موصوف نے اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ سے علوم و فنون حاصل کئے۔ علم ظاہری کے ساتھ فیضان باطنی بھی انہیں کی بدولت حاصل ہوا۔ عمر کا اکثر حصہ مسجد اکبر آبادی (دہلی) کے ایک حجرہ میں بسر کر دیا۔ تحدیث و تدریس قرآن و تلقین فقہ سے جو وقت بچتا ذکر و فکر میں گزارتے۔ علی الصبح علماء و رؤسا شہر ہمہ وقت حاضر خدمت رہتے۔ جلال کا یہ عالم تھا کہ حلقہ میں کسی کو آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مزاج میں استغنا حد درجہ تک تھا۔

۱۔ احسن مارہروی۔ تاریخ نثر اردو۔ مطبوعہ ۱۳۴۸ھ۔ علی گڑھ۔ ص ۷۷

سہارنپور میں بھی درس دیتے تھے۔[1]

آپ کی تصانیف میں قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تفسیر ہزار تصانیف پر بھاری ہے۔ تنہا نے صحیح لکھا ہے۔

قرآن شریف کا بامحاورہ ترجمہ اردو یا موضح القرآن آپ سے یادگار ہے جس پر بلا مبالغہ ہزار کتابیں نثار ہیں۔ ترجمہ ظاہر میں سیدھا سادا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں صاحب ترجمہ کی بالغ نظری بھی عیاں ہے۔ جواہر کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں۔ اس کا لطف وہی جانتے ہیں جو ادب اور علم تفسیر و حدیث سے بہرہ ور ہیں۔[2]

شمس العلماء مولوی نذیر احمد نے اپنے ترجمہ القرآن کے دیباچے میں خاندان ولی اللہی پر اس انداز میں تبصرہ کیا ہے۔

مگر خاندان شاہ ولی اللہ کے سوا کوئی شخص مترجم ہونے کا دعوی نہیں کر سکتا۔ وہ ہرگز قرآن کا مترجم نہیں بلکہ مولانا شاہ ولی اللہ اور ان کے بیٹوں کے ترجموں کا مترجم ہے کہ انہیں ترجموں میں اس نے ردوبدل، تقدیم و تاخیر کر کے جدید ترجمہ کا نام کر دیا۔ مولانا شاہ رفیع الدین کے ترجمے زبان کے پرانے ہونے کی وجہ سے ایسے اکھڑے اکھڑے معلوم نہیں ہوتے جیسے یہ تو تہی الفاظ کی وجہ سے یہ نہیں کہ ان بزرگوں کو بے تو تہی الفاظ کا علم نہیں ہوا یا ان کے

---

۱ ۔ تراجم علمائے حدیث ہند ۔ ص ۔ ۶۳

۲ ۔ محمد یحیی تنہا ۔ سیر المصنفین ۔ ص ۔ ۱۲۲

وقت میں ایسی ہی ترتیب اردو فصیح سمجھی جاتی تھی ۔ نیہیں یہ لوگ
بجائے خود اردو کے لیے سند تھے ۔ مگر بات یہ ہے کہ ایک طرف
ترتیب الفاظ قرآن کا پاس اور دوسری طرف اردو کی فصاحت ۔
ان کی دیانت داری نے اجازت نہ دی کہ ترتیب الفاظ قرآن
کے مقابلے میں اردو کی فصاحت کا پاس کرتیں ۔[1]

مولانا فقیر محمد جلہمی نے شاہ صاحب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار
کرتے ہوئے ایک عجیب بات لکھی ہے ۔ جو اہل تحقیق کے لئے محل نظر ہو سکتی ہے ۔
وہ لکھتے ہیں ۔

" شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ ۔ عالم عامل ۔ فقیہ فاضل
زاہد عابد ۔ خصوصاً حدیث و تفسیر میں یگانہ روزگار ۔ صاحب
ورع و اتقاء ۔ صادق الفراست تھے ۔ علوم آپ نے بھائی شاہ
عبد العزیز سے حاصل کئے ۔ تمام عمر تدریس و تفسیر علوم میں
رہ کر خاص و عام کو اپنے چشمہ فیض سے سیراب کیا اور اپنے والد
ماجد کی تفسیر فتح الرحمن کو جو فارسی میں ہے نہایت
فصاحت و بلاغت سے اردو میں موضح القرآن سے ترجمہ کیا جو
مطبوع انام ہوا ۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۴۲ھ میں ہوئی ۔ اور
" منظور الہی " (۱۲۴۲ھ) تاریخ وفات ہے ۔[2]

---

۱ ۔ ایضاً ۔ ص ۔ ٦ ۔ ۱۲۵

۲ ۔ فقیر محمد جلہمی ۔ حدائق الحنفیہ ۔ مطبوعہ نول کشور ۔ لکھنو ۔ سنہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰٦ء
ص ۔ ۴۷۱

استدراک ۔

فقیر محمد جہلمی نے " موضح قرآن " کو " تفسیر فتح الرحمن " بتایا ہے ۔ خود شاہ عبدالقادر نے " توضح قرآن " کے دیباچہ میں اس کو اپنا ترجمہ قرار دیا ہے ۔ البتہ کا اردو ترجمہ/تحریر کا ہے میں " تفسیر فتح الرحمن " کا ذکر کیا ہے ۔ پھر " موضح قرآن "[۲] کا مل اٹھارہ سال میں مکمل ہوا جیسا کہ ابو یحییٰ امام خان نے تصریح و توضیح کی ہے ۔ ممکن ہے کہ " موضح قرآن " کے اس قسم کے قلمی نسخوں سے جن میں آیات کے بعد فارسی ترجمہ اور پھر اردو ترجمہ اور فوائد ہیں ۔ فقیر محمد کو غلط فہمی ہوگی ۔ اس قسم کے ایک نسخہ کا تعارف " نقوش " (لاہور) میں کیا گیا ہے[۳] ۔

پروفیسر حامد حسن قادری مرحوم نے شاہ عبدالقادر کے ترجمے کے متعلق لکھا ہے ۔

" اسی زمانے میں دو تین سال سنہ ۱۲۰۵ھ / ۱۷۹۰ء میں شاہ عبدالقادر صاحب نے ترجمہ کیا ۔ یہ ترجمہ بھی سلیس و با محاورہ نہیں ۔ تاہم شاہ صاحب نے لفظ بلفظ اور حرف حرف کا ترجمہ کرنے کے مقابلے میں ادائے مفہوم اور فصاحت مطلب کو زیادہ پیش نظر رکھا ہے اس لیے ان کا ترجمہ پہلے ترجمہ کی نسبت مختصر اور صاف ہوگیا ہے اس لیے نہایت مقبول ہوا "[۵]

---

۱ ۔ شاہ عبدالقادر ۔ موضح قرآن ۔ قلمی سنہ ۱۲۰۵ھ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو ۔ حیدر آباد دکن ۔

۲ ۔ ابو یحییٰ امام خان نوشہروی ۔ تراجم علمائے حدیث ۔ ص ۔ ۶۴

۳ ۔ شیخ محمد اسمعیل پانی پتی ۔ قرآن کریم کا سب سے پہلا ترجمہ " نقوش " (لاہور) مئی سنہ ۱۹۶۵ء ص ۔ ۲۳۰

۴ ۔ حامد حسن قادری ۔ داستان تاریخ اردو ۔ مطبوعہ آگرہ ۔ سنہ ۱۹۴۱ء ۔ ص ۔ ۵۶

قادری صاحب نے شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ کو مقدم تو اردیا ہے۔ اس اقتباس میں اسی طرف اشارہ ہے۔ مگر یہ ان کا قیاس ہے۔ البتہ بنیاد مستحکم ہے وہ یہ کہ اگر شاہ رفیع الدین کا ترجمہ شاہ عبدالقادر کے بعد ہوتا تو زیادہ صاف ہوتا کیوں کہ نقش ثانی ہمیشہ زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

شاہ رفیع الدین۔ ترجمہ قرآن۔ تالیف سنہ ۱۲۰۲ھ/۱۷۸۸ء

شاہ رفیع الدین (م۔ سنہ ۱۲۴۹) کا اردو ترجمہ وہ مقبولیت حاصل نہ کر سکا۔ جو شاہ عبدالقادر کے ترجمے کو نصیب ہوئی۔ یہ ترجمہ شاہ رفیع الدین کے تلمیذ رشید سید نجف علی نے جمع کیا تھا۔ او شاہ صاحب کی اصلاح اور نظر ثانی کے بعد اس کو آخری شکل دی گئی۔ تفسیر رفیعی (سنہ ۱۲۷۲ھ) کے دیباچہ میں یہ تصریح موجود ہے۔ دیباچہ کی عبارت یہ ہے۔

"کہتا ہے خاکسار میر عبدالرزاق بن سید نجف علی المعروف بہ فوجدار خان کہ والد بزرگوار نے بخدمت جناب عالم باعمل و فاضل بے بدل۔ واقف علوم معقول و منقول۔ خلاصہ علمائے متاخرین مولوی رفیع الدین کے عرض کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ ترجمہ کلام تحت لفظی آپ سے پڑھ کر زبان اردو میں لکھوں۔ پھر اس کو ملاحظہ فرما کر اصلاح دیکر درست فرما دیا کریں چنانچہ آپ نے قبول فرمایا اور تمام کلام اللہ اسی طرح سے مرتب ہوا اور رواج پایا"۔[1]

۱۔ شاہ رفیع الدین۔ تفسیر رفیعی۔ سنہ ۱۲۷۲ھ۔ص۔۲

مندرجہ بالا اقتباس سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں ۔

(۱) سید تیغ علی خان نے شاہ رفیع الدین سے قرآن پاک صحت اللفظ پڑھا ۔ سبقاً سبقاً اور اس کو بعد میں اپنے لفظوں میں لکھتے چلے گئے ۔

(۲) لفظی ترجمہ کے بعد حضرت شاہ رفیع الدین نے اس پر نظر ثانی فرمائی گویا شاہ صاحب نے شاہ عبدالقادر کی طرح ترجمہ براہ راست نہیں کیا بلکہ یہ بالواسطہ پایہ تکمیل تک پہنچا ۔ اس سے دو اور امور پر روشنی پڑتی ہے ۔

(الف) خالص لفظی ترجمے کے لیے شاہ صاحب جوابدہ نہیں کیونکہ طالب علم کی خواہش پر ایسا کیا گیا ۔

(ب) ممکن ہے یہ ترجمہ سید تیغ علی نے شاہ عبدالقادر کے ترجمے سے پہلے کیا ہو کیونکہ اگر شاہ صاحب کا ترجمہ موجود ہوتا تو پھر تحصیل حاصل کے کیا معنی ۔ ہم آگے چل کر شاہ رفیع الدین کی ترجمہ کی اولیت پر سیر حاصل بحث کریں گے ۔

شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کا کوئی قلمی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا ۔ البتہ انڈیا آفس لائبریری ۔ لندن میں انیسویں صدی عیسوی کے دو تین قلمی نسخے ہیں جن کی تفصیل آگے آئیگی ۔ شاہ صاحب کا ترجمہ سب سے پہلے اسلام پریس ۔ کلکتہ میں طبع ہوا ۔ جلد اول ۸ × ۱۲ سائز کے ۲۸۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس میں آخر میں جو ترقیمہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنہ ۱۲۵۲ھ میں شائع ہوا ۔ عبارت کے ضروری حصے یہاں نقل کئے جاتے ہیں ۔

"الله الحمد کہ پہلی جلد فرقان حمید قرآن مجید کی جو —

حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی نے زبان سلیس ہندی میں ساتھ

ملحظہ رعایت لفظوں کے ترجمہ کی تھی — سوا بیک چھاپی

نہ گئی تھی — بندہ ناچیز عبد العزیز نے ساتھ فوائد

مفسر ماہر مولانا عبد القادر کی مدد سے تصحیح فاضل محقق —

مولوی احمد کبیر اور فاضل المعی — مولوی حافظ محمد

موتی کے سنہ ۱۲۵۴ ھجری میں طبع کی"[1]

ترقیمے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا رفیع الدین کا ترجمہ سنہ ۱۲۵۴ھ تک طبع نہ ہوا تھا اور یہ کہ اس کے حاشیے پر مولوی عبد القادر کی موضح قرآن (۱۲۰۵ھ) سے فوائد بھی شامل کیے ہیں۔ شاہ رفیع الدین کا انتقال سنہ ۱۲۴۹ھ میں ہوا تھا۔ اس طرح یہ ترجمہ ان کے انتقال کے صرف چار برس بعد طبع ہوا ہے۔

جلد اول کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

سورۃ الفاتحہ مکیہ و قیل مدنیہ و ھی سبع آیات

سورہ فاتحہ مکہ میں نازل ہوا اور بعضوں نے کہا کہ مدینے میں۔ وہ سات آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے بخشش کرنے والے مہربان کے

(ترجمہ سورہ فاتحہ) سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا۔ مہربان۔ خاوند دن جزا کا۔ تجھی کو بندگی کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ دکھا ہم کو راہ سیدھی راہ ان کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے سوا انکے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر انکے اور نہ راہ گمراہوں کی۔

دوسری جلد ۱۴ × ۸ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں سورہ مریم سے لے کر سورہ ناس تک کی تفسیر ہے۔ یہ بھی اسلام پریس کلکتہ میں شائع ہوئی ہے۔ خاتمۃ الطبع سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۵۶ھ میں طبع ہوئی۔ ترجمہ کی آخری عبارت یہ ہے۔

بیسویں شہر شوال مکرم سنہ ایکہزار دو سو چھپن
ہجری میں شہر کلکتہ محلہ مرزا پور۔ اسلام پریس میں
چھپا گیا۔[1]

جلد دوم کی ابتداء صفحہ ۴۸۵ سے ہوتی ہے اور صفحہ ۹۸۴ پر یہ جلد ختم ہوجاتی ہے۔ یہ دونوں جلدوں کے مجموعی صفحات کی تعداد ہے۔

نمونہ سورہ ضحی از جلد دوم

"قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانک لیوے
نہیں چھوڑ دیا تجھکو پروردگار تیرے نے اور نہیں ناخوش
رکھا۔ اور البتہ پچھلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے پہلی حالت
سے۔ اور البتہ دیویگا تجھکو پروردگار تو پس راضی ہوگا۔
کیا نہ پایا تجھکو یتیم پس جگہ دی۔ اور پایا تجھکو گمراہ یعنی
راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی اور پایا تجھکو فقیر پس غنی کیا۔
پس جو یتیم ہو پس مت قہر کرو۔ اور جو مانگنے والا ہو پس مت
دوا نٹو اور جو نعمت ہے پروردگار تیرے کی بیان کر"[2]

اس ترجمے کے متعلق بابائے اردو مولوی عبد الحق مرحوم نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔

۱۔ شاہ رفیع الدین۔ ترجمہ قرآن۔ جلد دوم سنہ ۱۲۵۶ھ۔ ص۔ ۹۸۴
۲۔ ایضاً ص۔ ۲۔ ۹۸۱

"یوں تو دونوں ترجمے لفظی ہیں لیکن شاہ رفیع الدین نے ترجمے میں
عربی جملے کی ترکیب اور ساخت کی بہت زیادہ پابندی کی ہے۔ ایک
حرف ادھر سے ادھر نہیں ہونے پاتا۔ ہر عربی لفظ بلکہ ہر حرف
کا ترجمہ خواہ اردو زبان کے محاورے (میں) کھپے یا نہ کھپے انہیں
کرنا ضروری ہے۔ شاہ عبد القادر کے ترجمے میں اس قدر لفظی
پابندی نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ وہ مفہوم کی صحت اور اصل لفظ
کے حسن کو برقرار رکھنے کے علاوہ اردو زبان کے روز مرے اور محاورے
کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ دوسری خوبی ان کے ترجمہ میں ایجاز کی
ہے یعنی وہ ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھتے ہیں کہ جہاں تک
ممکن ہو کم سے کم الفاظ میں پورا مفہوم صحت کے ساتھ ادا ہو جائے۔[1]

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ بالواسطہ معرض وجود
میں آیا ہے۔ اگر وہ خود تحریر فرماتے تو یہ خامی نہ ہوتی۔ اس کے علاوہ لفظی ترجمہ سے غرض
طلبہ کو قرآن ذہن نشین کرانا تھا اور ساتھ ہی ساتھ تمام تر ان کو عربی الفاظ و معانی
سے آشنا کرانا مقصود تھا۔ بغیر استاد کے یہ بات اسی وقت حاصل ہو سکتی تھی جب کہ
بغیر کسی رعایت کے ٹھیٹ لفظی ترجمہ کیا جائے۔

شاہ رفیع الدین کے ترجمے کے دو مخطوطات کا پتا چلا ہے۔ یہ انڈیا
آفس لائبریری۔ لندن میں محفوظ ہیں۔ ذیل میں ان کا اجمالی تعارف کرایا جاتا ہے۔

۱۔ مولوی عبد الحق۔ قدیم اردو۔ ص۔ ۱۳۲

(1) No. 6

V.3. Fol. 208, 13½ X 7½ in, ll. 14.,

Naskhi and Nastaliq, 19th Cent.

اس مخطوطے میں سورہ فاتحہ سے لے کر سورہ انعام تک بین السطور

میں شاہ صاحب کا ہندوستانی ترجمہ ہے اور حواشی پر موضح قرآن سے فوائد شامل کئے

گئے ہیں اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا

مہربان۔ خاوند دن جزا کا۔ تجھے عبادت کرتے ہیں ہم اور

تجھ سے مدد چاہتے ہیں ہم" [1]

(2) No.7.

V.4. Foll. 83, 13 X 8½ in, ll. 14.,

large Naskhi and Nastaliq dated A.H. 1239

(A.D. 1823 - 24)

یہ مخطوطہ آخری دو پاروں کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ یعنی ۲۹ اور ۳۰

یہ اس لیے زیادہ اہم ہے کہ خود مولف و مترجم کے عہد میں لکھا گیا مترجم کے انتقال

(۱۲۴۹ھ) سے تقریباً دس سال پہلے لکھا گیا ہے۔ ترقیمہ کی عبارت اس طرح ہے۔

الحمد للہ علی الاختتام ۔ کتبہ حافظ نجیب اللہ ———

برائے خاطر عاطر والدہ سیف الرحمن خان نوشتہ شد

سنہ ۱۲۳۹ھ [2]

---

1. J.F. Blum hardt. The Cataloge of the Manuscripts in the Library of the India office, London. PP.4-6
2. Ibid. PP.4-6

شاہ عبد القادر دہلوی ۔ تفسیر موضح قرآن ۔ تالیف سنہ ۱۲۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء

شاہ عبد القادر صاحب (م ۔ ۱۲۴۲ھ) کا ترجمہ قرآن مع فوائد جو موسوم بہ موضح قرآن ہو سنہ ۱۲۰۵ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچا مگر اس کا آغاز[1] سنہ ۱۱۸۷ھ میں ہو چکا تھا ۔ اٹھارہ سال کی کاوش کے بعد یہ ترجمہ مکمل ہوا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات نے کس حزم و احتیاط اور کس عرق ریزی اور محنت کے ساتھ قرآن پاک کے ترجمے کیے ۔ موضح قرآن کے شروع میں دیباچہ ہے جس سے بعض اہم امور پر روشنی پڑتی ہے ۔ متعلقہ اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے ۔

> کلام پاک اوس کا عربی زبان میں ہے اور ہندوستانی کو اس کا ادراک محال ۔ اس واسطے اس بندہ عاجز عبد القادر کو خیال آیا کہ جس طرح ہمارے والد بزرگوار حضرت شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم محدث دہلوی نے ترجمہ فارسی کر گئے ہیں ۔ سہل و آسان اب ہندی زبان میں قرآن شریف کو ترجمہ کرے ۔ الحمد اللہ کہ سنہ ۱۲۰۵ھ بارہ سو پانچ میں میسر ہوا ۔ اب کئی باتیں معلوم رکھیے ———— اول فقط ترجمہ قرآن کا ہوا تھا بعد اس کے لوگوں نے خواہش کی تو بعضے فوائد زائد بھی متعلق تفسیر داخل کیے ۔ اوس فائدے کے امتیاز کو " ف " نشان رکھا ۔ اگر کوئی مختصر چاہے صرف ترجمہ لکھے ———— اور اس کتاب کا نام

---

۱ ۔ ابو یحییٰ امام خان نوشہروی نے لکھا ہے ۔

" ابتدا ہو اور یہ ترجمہ ۱۸ سال میں تکمیل تک پہنچا "

(تراجم علمائے حدیث ہند " جلد اول مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۸ء ص ۔ ۶۲

"موضح قرآن" ہے اور یہی اس کی صفت ہے اور یہی اس کی تاریخ ہے۔[1]

مندرجہ بالا اقتباس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ اس ترجمے کے دو محرکات تھے ایک تو یہ کہ عام لوگ عربی سے ناواقف ہیں اس لیے ان تک پیغام محمدی کو پہنچایا جائے دوسرے والد بزرگوار شاہ ولی اللہ (م۔ سنہ ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) کا فارسی ترجمہ موسومہ فتح الرحمن بترجمۃ القران (۱۱۵۱ھ / ۱۷۳۸ء)[2]

۲۔ شاہ عبدالقادر نے لفظ "ہندی زبان" استعمال کیا ہے اس سے مراد وہ زبان ہے جس میں عربی و فارسی الفاظ کی جگہ ملکی الفاظ کو ترجیح دی جاتی تھی۔ یہ اصل میں اردو ہی ہے۔ یہاں اردو یا ریختہ اس لیے استعمال نہیں کیا کہ زبان کی اس شکل میں عربی و فارسی الفاظ ملتے ہیں۔

۳۔ ترجمہ مع فوائد سنہ ۱۲۰۵ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔ پہلے ترجمہ کیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں کی خواہش پر فوائد کا اضافہ کیا گیا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ترجمہ سنہ ۱۲۰۵ھ سے پہلے ہو چکا ہوگا۔

۱۔ ابویحیی امام خان نوشہروی نے لکھا ہے۔
"اور یہ ترجمہ ۱۸ سال میں تکمیل تک پہنچا"
("تراجم علمائے حدیث ہند" جلد اول۔ مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۸ء ص۔ ۶۲

۲۔ شاہ عبدالقادر۔ موضح قرآن مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن۔ قلمی محررہ سنہ ۱۲۰۵ھ

(۲) اس ترجمہ اور تشریحی فوائد کا نام " موضح قرآن " رکھا۔ یہ نام
تاریخی ہے اور اس سے سنہ ۱۲۰۵ھ مستنبط ہوتا ہے۔

بعض حضرات نے اس ترجمہ و تفسیر کا نام عربی اضافت[1] کے ساتھ
موضح القرآن لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ چنانچہ مولانا احسن مارہروی اور مولانا
حامد حسن قادری وغیرہ[2] نے اس کا نام " موضح القرآن" لکھا ہے۔

ہندوپاک اور انگلستان میں موضح قرآن کے متعدد قلمی نسخے ہیں
جو نسخے ہمارے علم میں آچکے ہیں ان کو یہاں تاریخی ترتیب کے ساتھ پیش کیا جاتا
ہے۔

(الف) مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن
(بھارت) یہ مخطوطہ اسی سال لکھا گیا ہے جس سال
موضح قرآن پایہ تکمیل تک پہنچا یعنی سنہ ۱۲۰۵ھ میں ۔
جیسا کہ ترقیمہ کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔
" تمت تمام شد نسخہ تفسیر کلام اللہ در زبان ہندی گفتہ
حضرت مولوی صاحب قبلہ شاہ عبدالقادر صاحب برادر
حضرت مولوی صاحب قبلہ مولوی عبدالعزیز صاحب سلمہ
اللہ تعالی۔ بتاریخ بست و دویم شہر جمادی الثانی
سنہ ۱۲۰۵ ہجری بوقت چہار گھڑی شب گزشتہ باتمام
رسید[3] "

۱۔ مولانا احسن مارہروی ۔ تاریخ نثر اردو (سنہ ۱۳۲۸ھ) مطبوعہ علی گڑھ
سنہ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء ص ۔ ۶۹
۲۔ مولانا حامد حسن قادری ۔ داستان تاریخ اردو۔ مطبوعہ اردو
۳۔ محی الدین زور قادری ۔ تذکرہ مخطوطات کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو
جلد پنجم۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۷۹ھ /
سنہ ۱۹۵۹ء۔ ص ۔ ۱۲۷ نمبر ۹۶۱

مندرجہ بالا ترقیمے سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱- ہندی زبان (سہل اردو) میں ترجمہ کیا گیا۔

۲- شاہ عبدالقادر کو بھائی کی نسبت سے لکھا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں ہندوستان میں شاہ عبدالعزیز زیادہ مشہور و متعارف تھے۔

۳- لکھنے والا کوئی عقیدت مند معلوم ہوتا ہے۔

۴- ۲۲ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۵ھ کو یہ نسخہ پایہ تکمیل تک پہنچا جو نصف تفسیر پر مشتمل ہے۔ (غالباً نصف اول)

یہ مخطوطہ ۷ x ۹ ۱/۲ سائز کے ۱۴ سطری ۲۱۳ اوراق یعنی ۴۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اردو عبارات عمدہ خط نستعلیق میں لکھی گئی ہیں اور قرآنی آیات پاکیزہ خط نسخ میں اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" الہی شکر تیرے احسان کا ادا کون کس زبان سے کہ ہماری زبان گویا کی اپنے نام کو اور دل کو روشنی دے اپنے کلام کو " ___ ۱

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

" پھر جس کو امید ہے ملنے کی اپنے رب سے سو کرے کچھ کام نیک اور ساجھا نہ رکھے اپنے رب کی بندگی میں کسی کا " ___ ۲

۱- ایضاً - ص - ۱۲۷

۲- ایضاً - ص - ۱۲۷

(ب) مخطوطہ کتب خانہ مظہریہ ۔ مسجد جامع فتحپوری دہلی

یہ مخطوطہ سنہ ۱۲۰۵ھ سے بالکل قریب معلوم ہوتا ہے

ترجمہ جس انداز سے لکھا گیا ہے وہ اسی دور کا پتا دیتا ہے

یہ صرف متن ترجمہ پر مشتمل ہے ۔ فوائد شامل نہیں

پورے قرآن کا ترجمہ تھا مگر آخری حصہ کو دیمک نے کھا لیا

اس لیے کچھ اوراق ضائع ہوگئے ۔

نمونہ کے طور پر اس مخطوطے سے آغاز قرآن کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے ۔

یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

سورہ الفاتحہ الکتاب مکیہ وھی سبع آیتہ ۔ الحمد للہ

رب العالمین سب تعریف اللہ کو جو صاحب ساری جہان کا

الرحمن الرحیم بہت مہربان نہایت رحم والا ۔ ملک یوم الدین

مالک انصاف کی دن کا ایاک نعبد وایاک نستعین تجھی کو ہم

بندگی کریں اور تجھی سی مدد چاہیں اھدنا الصراط المستقیم

چلا ہمکو راہ سیدھے ہی صراط الذین انعمت علیہم واہ تیکی

اونکی جن پر تو نے فضل کیا ۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

نہ جن پر غضب ہوا اور نہ کھلتی والی ف یہ سورہ اللہ

صاحب نے بندوں کی زبانی فرمائی کہ اسطرح کہا کریں ۔

<u>بعض املائی خصوصیات ۔</u>

۱ ۔ یائے مجہول کی جگہ یائے معروف استعمال کی ہے اور نیچے دو نقطے بھی لگائے ہیں ۔

۲ ۔ نون ملفوظہ ۔ غیر ملفوظہ کی جگہ استعمال کیا ہے ۔

۳ ۔ کاف ۔ ہندی جگہ کاف فارسی استعمال کیا ہے ۔

۴ ۔ ہائے مخلوطی کی جگہ ہائے ہوز استعمال کی ہے ۔

(ج) مخطوطہ نیشنل میوزیم کراچی ۔ نمبر ۱/۶۵۲ ، ۱۹۵۷ء

یہ نسخہ بھی کاغذ اور روشنائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے

سنہ ۱۲۰۵ھ سے کچھ ہی بعد کا معلوم ہوتا ہے۔ آیات خط نسخ میں سیاہ روشنائی سے لکھی گئی ہیں اور ترجمہ خط نستعلیق میں یہ مخطوطہ قرآن پاک کے کچھ آخری سولہ پاروں پر مشتمل ہے۔ یعنی سورہ بنی اسرائیل سے شروع ہوتا ہے اور سورہ ناس پر ختم ہوتا ہے۔ یہ ۱۲ × ۶ سائز کے ۳۵۵ اوراق یعنی ۷۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ترجمے کے ساتھ فوائد بھی ہیں ۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

سورۃ الاسری مکیتہ و ہی مائتہ احد و عشر آیتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی۔

پاک ذات ہے جو لی گیا اپنی بندے کو رات ہی رات ادب والی مسجد سی پرلی مسجد تک جسمیں ہمنے خوبیاں رکھیں ہیں کہ دیکھاویں اوسکو کچھہ اپنی قدرتکی نشانیاں یعنی نمونے ہی ہے سنتا دیکھتا۔

فائدہ ۔ حق تعالی اپنی رسول کو معراج کی رات لیگیا مکہ سی بیت المقدس تلک براق پر اور آگی لیگیا آسمانوں پر۔ یہاں اتنا ہی بیان ہی باقی سورہ نجم میں ہی ۔ (ص ۔ ۱)

اختتامی عبارت یہ ہے۔

قل اعوذ برب الناس توکہ میں آیا پناہ میں آیا لوگوں کی ایکی۔ ملک الناس ۔ لوگونکی بادشاہ کی الہ الناس لوگونکی پوجی کی۔ من شر وسواس الخناس بدلی اوسکے جو سٹکارے اور چھپ

جاوی شیطان گناہ پر سنکاروے اور آپ نظر نہ آوے۔

الذی یوسوس فی صدور الناس وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوںکی

دلمین۔ من الجنتہ والناس جنونمین یا آدمیونمین ف

حدیث فرمایا ان سوتونکی برابر کوئی دعا نہین پناہ کی واسطی

املائی خصوصیات

۱۔ یائے مجہول و معروف مین کوئی امتیاز نہین

۲۔ کاف ہندی کی جگہ کاف فارسی استعمال کیاگیا ہے۔

(د) مخطوطہ سنٹرل اسٹیٹ لائبریری (کتب خانہ آصفیہ)

حیدرآباد دکن (آندھرا پردیش)

یہ مخطوطہ نصف قرآن پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ

ادارہ ادبیات اردو۔(حیدرآباد دکن) کے اس مخطوطہ کی نقل ہے جو

سنہ ۱۲۰۵ھ مین لکھا گیا ہے۔ اور جس کا مفصل ذکر پیچھے آچکا ہے۔ یہ ۱۷ سطری

۱۳ × ۶ سائز کے ۵۲۰ اوراق پر مشتمل ہے۔ آیات خط نسخ مین ہین اور ترجمہ خط

نستعلیق مین۔ یہ مخطوطہ محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ حکومت مین (سنہ ۱۲ جلوس)

سنہ ۱۲۲۲ھ مین لکھا گیا۔ جیسا کہ ترقیمے کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔
۹۔ جمادی الاول

نصف تفسیر کلام است در زبان ہندی گفتہ حضرت مولوی صاحب قبلہ

شاہ عبدالقادر صاحب برادر حضرت مولوی صاحب قبلہ مولوی

عبدالعزیز صاحب سلمہ اللہ تعالی بہ دستخط بندہ گنہ گار

خاکپائے درویشان بلکہ لعل کفش ایشان محمد شرف الدین چشتی

تحریر یافتہ بتاریخ نہم شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۲۲ھ در زمان

محمد اکبر بادشاہ شمسہ موہ سلطنتہ سنہ ۱۲ جلوس ہر کہ خواند

بہ دعائے خیر یاد کند۔

بہ دعائے خیر یاد کند [۱]

شاہ عبدالقادر کا وصال سنہ ۱۲۴۳ھ میں ہوا اس طرح یہ مخطوطہ خود ان زندگی میں لکھا گیا۔ اس کا شمار اہم مخطوطات میں ہے۔ کاتب محمد شرف الدین مولف کا عقیدت مند معلوم ہوتا ہے۔

اس نسخہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" الہی شکر تیرے احسان کا ادا کروں کس زبان سے کہ ہماری زبان گویا کی اپنی نام کو اور دل کو روشنی دی۔ اپنی کلام کو اور امہ میں کیا اپنے رسول مقبول کی جو اشرف انبیاء اور نبی الرحمۃ جس کی شفاعت سے امید وار ہوں کہ پاویں دو جہان کی نعمت "

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

" تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم۔ حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے۔ پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو کرے کچھ کام نیک اور ساجھا نہ رکھے اپنی بندگی میں کسی کا "۔ تمام شد

(ھ) مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری (مجموعہ شیرانی)
عربی سیکشن۔ لاہور نمبر ۱۹۰۱

یہ مخطوطہ سنہ ۱۲۴۹ھ میں لاہور میں لکھا گیا ہے۔ یعنی مولف کی وفات (سنہ ۱۲۴۳ھ) کے صرف چھ سال بعد۔ حافظ خدا بخش لاہوری اس کے کاتب ہیں۔ ترقیمے کی اس عبارت سے ان حقائق کا علم ہوتا ہے۔

" نسخہ تمام شد تفسیر در زبان اردو یعنی ہندی من تصنیف مولانا عبدالقادر دہلوی تمام شد بتاریخ دوم ماہ صفر نوزدہ بطرف سیپارہ اخیر و بعد آن بطرف اول شروع کردہ بتاریخ پانزدہم ماہ ربیع الاول تمام شد۔ بدست فقیر حافظ خدا بخش متوطن لاہور۔

۱۔ نصیر الدین ہاشمی۔ اردو مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری۔ حیدرآباد۔ جلد دوم
مطبوعہ حیدرآباد دکن، سنہ ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء ص ۸۰۔ ۲ نمبر ۱۹
(تفسیر ۶۸۴) ص ۲۹

در امیر گنج در ڈیرہ مولوی صاحب حافظ شہاب اللہ ین

جو تحریر یافتہ در سنہ ۱۲۴۹ ھجری "

اس ترقیمے سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) کاتب نے " اردو " کے ساتھ تشریحاً یعنی " ھندی "
لکھا ہے جو معنی خیز ہے۔ اس وقت تک ھندی متعارف
تھی لفظ اردو عام نہ تھا۔

(۲) کاتب حافظ خدا بخش لاھوری نے مولوی شہاب الدین
کے ڈیرہ واقع امیر گنج (لاھور) میں بیٹھ کر ۲ صفر کو
پارہ عم سے ابتداء کی اور اس کے بعد پارہ الم سے
شروع کر کے ۱۵۔ ربیع الاول کو سنہ ۱۲۴۹ھ میں پایہ
اتمام تک پہنچایا۔

یہ مخطوطہ ۱۹ سطری ۶ × ۱۱ سائز کے ۹۷۰ صفحات پر
مشتمل ہے۔ آیات قرآنی خط نسخ میں سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں اور تشریح
و تفسیر سیاہ روشنائی سے خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے۔ اس مخطوطہ کا آغاز
اس طرح ہوتا ہے۔

رب یسر　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　وتمم بالخیر

" الٰہی شکر تیرے احسان کا ادا کروں کس زبان سے کہ عطا کی
زبان کو پاکی اپنے نام کو اور دل کی روشنی دے اپنے کلام کو " ——

اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

" الذی یوسوس فی صدور الناس وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل
میں من الجنۃ والناس جنوں میں یا آدمیوں میں ف حدیث میں
فرمایا ان سورتوں برابر کوئی نہیں پناہ کے واسطے "

(و) مخطوطہ سنٹرل اسٹیٹ لائبریری بہاولپور۔

یہ مخطوطہ حافظ عبد اللہ رامپور میں سنہ ۱۲۵۲ھ میں مکمل کیا جیسا کہ ترقیمے کی اس عبارت سے اندازہ ہوتا ہے۔

"تمام شد ترجمہ کلام رحمن مسمی موضح القرآن بپاس خاطر عاطر عمدہ دودمان شان کبیر شاہ خان ھداہ اللہ علی صراط المستقیم از دست فقیر حقیر خیر خواہ خلق اللہ حافظ عبد اللہ عفی عنہ بتاریخ چہاردہم رمضان المبارک سنہ ۱۲۵۲ھ ہجری در قصبہ مصطفے آباد عرف رامپور"

کاتب نے غلطی سے "موضح القرآن" لکھدیا ہے اصل میں موضح قرآن (۱۲۰۵ھ) ہے جس کے متعلق تفصیلات معلوم نہیں۔ جو تاریخی نام ہے۔ خود مولف نے دیباچے میں اس کی صراحت کر دی ہے پھر نہ معلوم علماء سے کیوں سہو ہوگیا

محولہ بالا نسخہ ۱۰ × ۸ سائز کے ہزار سے اوپر صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مخطوطہ مولف کی وفات کے صرف نو سال بعد لکھا گیا ہے اس لیے اہمیت سے خالی نہیں۔

اسی زمانے میں سنہ ۱۲۵۲ھ میں مطبع انوری (غالباً بمبئی) میں موضح قرآن کی طباعت بھی ہوئی تھی۔ اس سے قبل حاجی سید عبد اللہ نے تفسیر موضح قرآن چھپوائی تھی۔ یہ مطبوعہ نسخہ ۱۲ × ۱۰ سائز کے ۷۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ شیخ نور اللہ بن شیخ برکۃ اللہ بن شیخ شیخ خیر اللہ نے اس نسخہ کو نور محمد تاجر کی شراکت سے ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۲ھ میں مطبع انوری میں طبع کرایا حافظ کمال صاحب نے نہایت جانفشانی کے ساتھ جواہر الکنوز اور درۃ الفرید سے تحقیق کر کے سابق غلطیوں کی تصحیح فرمائی۔

(ز) مخطوطہ نیشنل میوزیم۔ کراچی نمبر ۲/ ۱۹۵۸۰۵۴

یہ مخطوطہ ۱۲ × ۸ سائز کے ۳۰۷ اوراق یعنی ۶۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں قرآن کا متن نہیں صرف شاہ عبد القادر کا ترجمہ اور فوائد ہیں۔ یہ نسخہ خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ سورت کی ابتدائی آیات کا ترجمہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے باقی سیاہ روشنائی سے۔ حاشیہ پر نوٹس بھی ہیں۔ یہ مخطوطہ ۱۲۔ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۱ھ میں عبد الرحمن بن محمد ملقوم نے لکھا تھا۔ یہ نسخہ کسی زمانے میں حیدر آباد دکن میں رہا ہے۔ اس کا کاغذ پیلا ہے۔ اس کے ابتدائی ورق کی پشت پر "مکتبہ صدیقیہ عربیہ حیدر آباد دکن" مہر ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس علاقہ میں بھی رہا ہے ممکن ہے کہ یہاں لکھا گیا ہو۔ ترجمہ کو عربی رسم الخط میں لکھنے سے بھی اس قیاس کی تائید ہوتی ہے۔ اکثر دکنی مخطوطات خط نسخ میں دیہکھے گئے ہیں۔ ترقیمے کی اس عبارت سے کاتب اور سنہ کتابت کا علم ہوتا ہے۔

"تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بید الاقل عبد الرحمن بن
محمد ملقوم ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۱ ہجری عفی اللہ عنہ
و لوالدیہ"

اس مخطوطے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

سورۃ فاتحہ مکی ہے سات آیتوں کی
بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا۔ بہت مہربان نہایت رحم والا۔ مالک انصاف کے دن کا۔ تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ چلا ہم کو سیدھی راہ انکی جن پر تونے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے[1]

[1] جنپر تونے فضل کیا انسے چار قرآنی مراد ہیں نبیین و صدیقین و شہدا و صالحین اور جنپر غصہ ہوا انسے یہود اور گمراہوں سے نصاری مراد ہیں۔ ۱۲

املائی خصوصیات

۱۔ ہائے ہوز کی جگہ ہائے مخلوطی کا استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ یائے مجہول کی جگہ یائے معروف کا استعمال کیا گیا ہے۔

۳۔ یائے مجہول جہاں استعمال کی گئی ہے وہاں نیچے دو نقطے دیئے گئے ہیں۔

اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل اعوذ برب الناس تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگونکی و یکی لوگونکی بادشاہ کے۔ لوگونکی پوجی ہوئی کی۔ بدی سی اسکی جو سنکاری اور چھپ جائی۔ وہ جو خیال ڈالتا ہی لوگونکی دلمین جنون یا آدمیون سی۔

وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰت و ہو السمیع العلیم

(ج) مخطوطہ حکیم نور الدین مرحوم (م۔ ۱۹۱۴ھ) طبیب شاہی ریاست جموں و کشمیر۔

ابتداء میں یہ نسخہ حکیم صاحب موصوف کے کتب خانے میں تھا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے ورثاء نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دے دیا۔ اب غالباً یہ خلافت لائبریری جماعت احمدیہ ربوہ میں ہوگا شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی ایک زمانے میں کتب خانہ انجمن احمدیہ قادیان۔ کے لائبریرین تھے انہوں نے اس مخطوطہ پر ایک مختصر تعارفی مضمون لکھا ہے جو رسالہ "نقوش" کے ایک شمارے (شی سنہ ۱۹۶۵ء) کے صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۲ چھپ چکا ہے۔ اس میں موصوف نے

دیباچہ جسکی نقل کی ہے اور نمونتاً سورہ فاتحہ کا ترجمہ دیا ہے۔ یہاں دیباچہ
سے ضروری اقتباس اور ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

دیباچہ موضح قرآن

الٰہی شکر تیرے احسان کا ادا کون کس زبان سے کرے ہماری زبان کو
پاکی اپنی نام کو ——— پر کلام پاک اوسکا عربی زبان ہے اور
ہندوستانی کو اوسکا ادراک محال اسواسطے اس بندہ عاجز
عبد القادر کو خیال آیا کہ جس طرح ہمارے والد بزرگوار حضرت
شیخ ولی اللہ بن عبد الرحیم محدث دہلوی ترجمہ فارسی کر
گئے ہیں سہل و آسان اب ہندی زبان میں قرآن شریف کو ترجمہ کرئیے
الحمد للہ کہ سنہ ۱۲۰۵ھ بارہ سو پانچ میں میسر ہوا۔ اب کئی
باتیں معلوم رکھیئے اول یہ کہ اس جگہ ترجمہ لفظ بلفظ ضرور نہیں
کیونکہ ترکیب ہندی ترکیب عربی سے بہت بعید ہے اگر بعینہٖ وہ
ترکیب رہے تو معنی مفہوم نہوں۔ دوسرے یہ کہ اسمیں زبان
ریختہ نہیں بولی بلکہ ہندی متعارف تا عوام کو بے تکلیف دریافت
ہو تیسرے یہ کہ ہر چند ہندوستانیوں کو معنی قرآن اس سے آسان
ہوئی لیکن اب بھی استاد سے سند کرنا لازم ہے۔ اول معنی
قرآن بغیر سند معتبر نہیں دوسرے ربط کلام ماقبل و مابعد سے
پہچاننا اور قطع کلام سے پہچاننا بغیر استاد نہیں آتا چنانچہ قرآن
زبان عربی ہے پر عرب بھی محتاج استاد کی تھے۔ چوتھے یہ کہ
اول فقط ترجمہ قرآن ہوا تھا اور بعد اسکے لوگوں کی خواہش کے
تو بعض فواید زاید بھی متعلق تفسیر داخل کئے اوس فائدہ کے امتیاز
کو حرف ف نشان رکھا اگر کوئی مختصر چاہے صرف ترجمہ لکھے
اگر مفصل چاہے فواید بھی داخل کرے باقی قواعد ہندی لکھنے

میں طول ہی استاد سی معلوم ہوتی البتہ ھندیمیں یعنی چیز
لکھنی چونکہ فارسی میں نہیں اس سبب سی فارسی خوان اول
اتکا ہی دو جز دیکھی توظاہر ہوجاوئی اوراس کتاب کا نام موضح
قرآن ہی اور یہی اسکی صفت ہی اور یہی اسکی تاریخ ہی ۔ الہی
وسیدی ومولائی تیری عنایت اور تو ہی قبول کر اپنی فضل سی یا رؤف
یا رحیم یا مالک الملک ذالجلال والاکرام ۔

آغاز ترجمہ وتفسیر اس طرح ہوتاہے۔

سورۃ الفاتحہ مکیتہ ومدنیتہ وہی سبع آیات

سورہ فاتحہ مکی مدینی میں نازل ہوا۔ سات آیات کا ہی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام خدای بخشایندہ مہربان ھندی شروع اللہ کی نام سی
جو بڑا مہربان نہایت دینی والا الحمد للہ رب العالمین ۔
ستائش خدا تیرواسطے پروردگار عالمہا یعنی انس وعالم جن وعالم
ملایکہ وعلی ھذا القیاس ھندی سب تعریف اللہ کوہی جو صاحب
ساری جہان کا الرحمن الرحیم بخشایندہ مہربان ھندی بہت
مہربان نہایت رحم والا ۔ ملک یوم الدین ۔ خداوند روز جزا
ھندی مالک انصاف کی دن کا ایاک نعبدو ایاک نستعین۔
ترا میپرستیم و از تو مدو میطلبیم ھندی تجھی کوہم بندگی کرین اور
تجھی سی مدد چاہیں اھدنا الصراط المستقیم۔ بنما مارا راہ
راست ھندی چلاہم کوراہ سیدھی صراط الذین انعمت علیہم۔

راہ آنا نکہ انعام کردہ پر ایشان ہندی راہ اونکی جن پر تونی فضل
کیا غیر المغضوب علیھم ولاالضالین۔ بجز انا نکہ خشم کرفتہ شد
بر آنہا و بجز گمراہان ہندی نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنی والی۔

ف[۲] یہ سورہ اللہ تعالی نی بندونکی زبان سی فرمائی ۔ کہ اسطرح
کہا کریں۔

املائی خصوصیات

۱۔ یائے مجہول کی جگہ یائے معروف کا استعمال
۲۔ کاف ہندی کی جگہ کاف فارسی کا استعمال۔
۳۔ ہائے مخلوطی کی جگہ ہائے غیر مخلوطی کا استعمال
۴۔ نون غیر منقوطہ کی جگہ نون منقوطہ کا استعمال
۵۔ یائے معروف کے نیچے دو نقطوں کا استعمال۔

دیباچہ سے مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ عام لوگوں کی عربی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر مولف نے اس طرف
توجہ کی۔

۲۔ اصل محرک حضرت شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ قرآن تھا۔

۳۔ ترجمہ لفظ بلفظ نہیں کیا گیا کیونکہ ترکیب و ترتیب کے لحاظ
سے عربی اور اردو تحریروں میں فرق ہے۔

۴۔ ترجمہ کے لیے زبان " ریختہ " استعمال نہیں کی بلکہ
" ہندی متعارف " تاکہ عوام بے تکلفی کے ساتھ معانی و
مطالب قرآنی کو سمجھ سکیں۔

۵ - ہندی ترجمہ سے ہندوستانیوں کو قرآن فہمی میں گو آسانی
ہوگئی مگر پھر بھی معتبر استاد سے پڑھنا لازم ہے - کیونکہ
آیات کا باہمی تعلق اور ربط و ضبط بغیر استاد کے سمجھ
میں نہیں آسکتا - عرب لوگوں کی گو کہ زبان عربی تھی
لیکن پھر بھی وہ استاد کے محتاج تھے -

٦ - اول ترجمہ قرآن لکھا تھا بعد میں لوگوں کی فرمائش پر
فوائد ایزاد کیے گئے -

۷ - ہندی قواعد اس لیے نہیں لکھے گئے کہ وہ طول لاطائل ہے -
اس میں شک نہیں کہ فارسی خوان حضرات ترجمہ پڑھنے میں
اول اول اٹکیں گے لیکن ایک دو جز پڑھنے کے بعد ترجمہ
کا انداز ان کے ذہن نشین ہوجائیگا -

ترجمہ سورہ فاتحہ سے مندرجہ ذیل امور پر
روشنی پڑتی ہے -

۱ - آیات قرآنی کے ساتھ پہلے فارسی ترجمہ دیا گیا ہے -

۲ - فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا معلوم ہوتا ہے -
ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ فارسی خوان حضرات اس کی
مدد سے ہندی ترجمے کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں -

۳ - فارسی ترجمہ کے بعد لفظ " ہندی " لکھدیا گیا ہے جس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہندی ترجمہ شروع ہوتا ہے -

(ط) مخطوطات انڈیا آفس لائبریری - لندن

ڈاکٹر بلوم ہارٹ (Blumhardt) نے انڈیا آفس لائبریری
کے ہندوستانی مخطوطات موضح قرآن کے کئی مکمل اور نامکمل نسخوں کا ذکر کیا ہے - یہ
مخطوطات انقلاب سنہ ۱۸۵۷ء کے موقع پر لارڈ کیننگ (Lord Canning)
نے شاہان دہلی کے کتب خانوں سے حکومت برطانیہ کے لیے حاصل کئے تھے - یہاں
ترتیب کے ساتھ ان مخطوطات کا ذکر کیا جاتا ہے -

(۱)

No. 5
V.2. Foll. 141, 11½ X7 in 11. 15,
Naskhi and Nastaliq, Water- stained,
19th Cetury.

اس مخطوطہ میں پہلی چار سورتوں شامل ہیں - اس میں ترجمہ اور فواید دونوں شامل
ہیں - اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے -

الٰہی شکر تیرے احسان کا ادا کرون کس زبان سے کہ عطری زبان گویا
کی اپنے نام کو اور دل کو روشنی دی اپنے کلام کو -

پھر دیباچہ کے بعد متن اور ترجمہ اس طرح شروع ہوتا ہے -

" بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے رحم والا
الحمد للہ رب العالمین سب تعریف اللہ کو ہی جو صاحب سارے جہان کا "
الخ ڈاکٹر بلوم ہارٹ مولف حضرت شاہ عبدالقادر اور موضح
قرآن کا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے -

شاہ عبدالقادر - شاہ ولی اللہ ابن عبدالرحیم کے تیسرے صاحبزادے
ہیں - شاہ ولی اللہ دہلی کے مشہور و معروف ہیں - آپ نے تالیفات
اسلامی پر بہت سی فارسی تصانیف چھوڑی ہیں - قرآن کریم کا فارسی
ترجمہ بھی کیا ہے - شاہ عبدالقادر کے ترجمہ قرآن کا نام موضح قرآن

اس کی تاریخ تکمیل یعنی سنہ ۱۲۰۵ھ مطابق سنہ ۱۷۹۰ء کو ظاہر
کرتا ہے۔ آیات قرآنی خط نسخ میں لکھی گئی ہیں اور ترجمہ اور فوائد
خط نستعلیق میں۔ اس ترجمے کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا
جاتا ہے۔ عام طور پر ترجمہ بین السطور میں ہوتا ہے اور فوائد حاشیہ پر
اس ترجمہ کا ایک ایڈیشن بغیر متن قرآن کے رومن رسم الخط میں سنہ ۱۸۴۶ء

(میں لدھیانہ سے شائع ہوا تھا۔ (

نے اس پر دیباچہ اور مقدمہ لکھا تھا اور (

نے اشاریہ ترتیب دیا تھا۔ ایک دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۸۸۱ء میں خط
نستعلیق میں لدھیانہ سے شائع ہوا تھا جس کا نام "آئینہ قرآن"
رکھا گیا تھا۔

(۲)

No. 8
V, 5 Foll 29, 12 x 8 in , ll. 18 to 26
Naskhi and Nastaliq, 19th Century.

اس مخطوطے میں صرف دو پارے ہیں ۲۹ واں اور ۳۰ واں۔ پہلے
پارے میں بین السطور میں شاہ رفیع الدین کا ترجمہ ہے اور دوسرے پارے میں شاہ
عبد القادر علیہ الرحمہ کا۔

No. 9
V. 6. Foll. 40, 8x5 in , ll. 14, Naskhi
and Nastaliq, 19th Century.

[illegible] (۳)

یہ مخطوطہ قرآن پاک کے تیسویں پارے پر مشتمل ہے۔ متن قرآن سورہ
فاتحہ کے بعد سورہ ناس سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

J.F. Blumhardt, The Catlogue of the Hindustani Manuscriptin the Library of the India office, London. PP. 3-6

شروع الله کے نام جو مہربان ہے رحم والا۔ سب تعریف الله کو

جواب ہے ساری جہان کا مہربان نہایت رحم والا۔

No. 10
V. 7b. Foll. 37, 8 x 5½ in 11. 11, (۴)
Naskhi and Nastaliq , 19th Century.

یہ مخطوطہ بھی قرآن پاک کے تیسویں پارے پر مشتمل ہے۔ اس میں ترجمہ بین السطور میں نہیں ہے بلکہ آیات کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اس میں ترجمے کے ساتھ ساتھ فوائد بھی شامل ہیں۔

No. 11 (۵)
V. 8. Foll 41, 12½ x 8½ in , 11. 22
Naskhi and Nastaliq, 19th Century.

یہ مخطوطہ قرآن پاک کی دوسری سورۃ اور تیسری سورۃ کے کچھ حصے پر مشتمل ہے۔ بین السطور میں شاہ عبد القادر کا ترجمہ ہے۔ اور حاشیہ پر نوٹس ہیں۔ ترجمہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" اس کتاب میں کچھ شک نہیں راہ بتاتی ہے ڈر والوں کو جو یقین کرتے ہیں بن دیکھا اور درست کرتے ہیں نماز اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں "

(ی) مخطوطہ محمود شیرانی مرحوم۔ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور۔ نمبر ۱۳۰۲
(عربی سیکشن) یہ مخطوطہ صرف پارہ عم پر مشتمل ہے۔ متن قرآن خط نسخ میں ہے
اور ترجمہ و تفسیر خط نستعلیق میں۔ سیاہ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ البتہ
سورتوں کی سرخی اور اوقاف کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی ہے۔ یہ مخطوطہ
۳ ۱/۲ × ۶ ۱/۲ سائز کے ۱۵ سطری ۱۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز اس
طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"عم یتساءلون۔ کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں عن النباء
العظیم الذی ہم فیہ مختلفون۔ وہ بڑی خبر جس میں وہ کئی طرف
ہو رہے ہیں۔ فائدہ یعنی کوئی مانتا ہے کوئی منکر ہے۔ کوئی کہتا
ہے کہ بدن اٹھے گا۔ کوئی کہتا ہے کہ روح پر خوشی اور غم گزرے گا"——

اور اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

الذی یوسوس فی صدور الناس۔ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں
من الجنۃ والناس جنوں یا آدمیوں میں سے۔ فائدہ حدیث شریف
میں فرمایا ان سورتوں برابر کوئی دعا نہیں پناہ واسطے۔
تمام شد۔

املائی خصوصیات

۱۔ یائے مجہول کی جگہ یائے معروف استعمال کی گئی ہے۔
۲۔ نون غیر منقوطہ کی جگہ نون منقوطہ استعمال کیا گیا ہے۔
۳۔ کہ ہندی کی جگہ کہ فارسی استعمال کیا گیا ہے۔

۴ ۔ چ هندی کی جگہ چ عربی استعمال کیا گیا هے۔

۵ ۔ الف ممدوده کے آگے واو لایا گیا هے۔

٦ ۔ حاشیه پر تفسیر عزیزی سے تفسیر لکھی گئی هے اور فواید لکھے گئے هین۔

۷۔ یائے معروف کی جگه دو نقطون کا استعمال کیا گیا هے۔

متروکات

١ ۔ تمهاری کنائی پہچانته هے (ص ۔ ۲۴)

۲ ۔ بدی سے اوسکی جوشکاوے اور جسپر جاوے (ص۔ ۳۵)

۳ ۔ جس نے کو کانی تیری پہنچه (ص ۔ ۲۲)

۴ ۔ تیچون سے تیچے (ص۔ ۲۵) وغیره وغیره

مندرجه بالا مخطوطه اپنی املائی خصوصیات کی وجه سے سنه ۱۲۰۵ھ کے کچھ هی بعد کا معلوم هوتا هے ۔ مخطوطه کے ترجمه مین کوئی صراحت نهین نه کوئی ترجمه هے۔

کراچی مین مجلس علمی کے کتب خانے مین موضح قرآن کا ایک مطبوعه نسخه هے جس کی تفصیل یه هے۔

موضح قرآن ۔ مطبوعه جوهر هند ۔ دهلی سنه ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء ساءز ۹ × ٦ هر منزل کے علیحده صفحات هین جن کی مجموعی تعداد ۱۳۱۱ (تیره سو گیاره هے)

——— ایک معرکۃ الآراء بحث یہ ہے کہ آیا شاہ رفیع الدین

کا ترجمہ پہلے ہوا یا شاہ عبد القادر کا۔ چند فضلاء کا خیال ہے کہ شاہ رفیع الدین

کے ترجمے کو شرف اولیت حاصل ہے۔ چنانچہ مولانا احسن مارہروی کا قیاس ہے کہ یہ

ترجمہ سنہ ۱۲۰۳ھ تک مکمل ہو چکا تھا۔ موصوف نے اس ترجمے کی اس طرح صراحت

کی ہے۔

دونوں مترجم علی الترتیب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے

فرزندان رشید اور شاہ عبد العزیز کے برادران خورد ہیں۔

ترجمۂ اول کا سنہ تحریر معلوم نہ ہو سکا۔ صرف اتنا علم ہوا کہ

ترجمۂ ثانی سے پہلے کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کا نمبر اول قائم

کیا گیا[1]

مولوی عبد الحق مرحوم نے بھی ایک جگہ لکھا ہے۔

"اردو میں عام طور پر قرآن شریف کا پہلا ترجمہ مولانا رفیع الدین

کا اور دوسرا شاہ عبد القادر کا خیال کیا جاتا ہے[2]

۱۔ احسن مارہروی۔ تاریخ نثر اردو (۱۳۴۸ھ) مطبوعہ علی گڑھ
سنہ ۱۳۴۹ھ ص۔ ۸۰

۲۔ مولوی عبد الحق مرحوم۔ قدیم اردو۔ ص۔ ۱۲۱

مگر آگے چل کر ڈاکٹر صاحب نے اس خیال پر تنقید کی ہے۔ اور ان کے نزدیک قول مرجح یہی ہے کہ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ پہلے ہوا۔

جرمنی کی مشہور فاضلہ نے تو غضب کیا۔ موصوفہ نے شاہ عبدالعزیز رحمہ کو اردو کا سب سے پہلا مترجم قرآن قرار دیا ہے۔ قاضی عزیز اللہ کے سندھی ترجمہ کے ذیل میں انہوں نے لکھا ہے۔

> ——— the first translation in prose of the Qur'an was made by Qadi Azizullah Muta'alawi (1160/1747- 1240/1824) just as the Urdu translation of the Quran by Shah Abdul-Aziz, the son of Shah Waliullah Dihlawi, animated Urdu Prose etc.

---

٣ - Dr. Annemarie Schimmel. Translations and Commentaries of the Quran in Sindhi Language, P.8

شاہ عبد العزیز (م ۔ ۱۸۲۳/ ۱۲۳۹) نے فارسی میں تفسیر فتح العزیز کے نام سے تین پاروں کی تفسیر لکھی ہے۔ اول قرآن سے سوا پارہ اور آخر قرآن سے دو پارے اس کا اردو ترجمہ سنہ ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء میں ہوگیا تھا۔ بہرحال ڈاکٹر شبل کا یہ بیان غیر محققانہ ہے کہ شاہ عبد العزیز اردو کے پہلے مترجم ہیں۔

پروفیسر حامد حسن قادری نے شاہ رفیع الدین کے ترجمے کو سنہ ۱۲۰۰ھ کے لگ بھگ بتایا ہے گویا شاہ عبد القادر کے ترجمے سے پہلے ۔ موصوف نے لکھا ہے۔

"شاہ ولی اللہ صاحب نے علاوہ اور تصانیف کے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ سنہ ۱۱۵۰ھ / ۱۷۳۷ء میں کیا تھا۔ ان کے دوسرے صاحب زادے شاہ رفیع الدین نے اردو کا ترجمہ سنہ ۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۶ء کے قریب قریب کیا" [1]

قادری صاحب نے بھی حتمی طور پر نہیں لکھا بلکہ قیاساً تو جیح دی ہے۔ انہوں نے آگے چل کر شاہ صاحب کے ترجمے پر اس انداز سے تنقید و تبصرہ کیا ہے۔

" ترجمہ اس قدر لفظی اور بے محاورہ ہے کہ ہطور زمانے میں کیا اس زمانے میں بھی بول چال کی زبان ایسی نہ تھی " [2]

---

۱ ۔ حامد حسن قادری ۔ داستان تاریخ اردو ۔ مطبوعہ آگرہ ۔ سنہ ۱۹۴۱ء ص ۔ ۵۵
۲ ۔ ایضاً ۔ ص ۔ ۵۵

شاہ صاحب نے جو ایسا کیا اس کی کی وجوہات ہین۔

۱۔ عربی زبان کی وسعت اور قرآن عظیم کی بلاغت بیان ترجمہ کی گرفت مین نہین آسکتی۔

۲۔ شاہ صاحب کی حزم و احتیاط۔ لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ لکھدیا اور اپنی طرف سے محاورے کو درست کرنے کے لیے کچھ اضافہ نہ کیا کہ وہ اللہ کے کلام د خل تھا۔

۳۔ ترجمہ اہل زبان کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور ان کے لیے ایسی تحریرون کا سمجھنا زیادہ مشکل نہین جسمین الفاظ مقدم و موخر ہون۔

۴۔ اس طرح کے ترجمہ کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے جو لوگ عربی زبان سے واقف نہین ان کے لیے عربی الفاظ کے اردو معنی سمجھنے مین آسانی ہوتی ہے۔ بر خلاف اور تراجم کے کہ ان مین عربی نہ سمجھنے والے کے لیے ایک ایک لفظ معنی سمجھنا دشوار ہی نہین تقریباً ناممکن ہے۔

مولانا عبد الجلیل نعمانی نے اس نظریہ کے خلاف لکھا ہے۔ موصوف نے شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کا سنہ ۱۲۲۲ھ لکھاہے۔ مگر اس کے لیے کوئی حوالہ نہین دیا ہے[1] مولوی عبد الحق مرحوم بھی شاہ عبد القادر کے ترجمہ کو اولیت کا شرف بخشتے ہین۔ انہون نے لکھا ہے۔

۱۔ مولوی عبد الحق۔ قدیم اردو۔ ص۔ ۱۳۲

"عام طور پر مصنفین نے اس خیال کہ یہ شاہ عبد القادر سے عمر میں بڑے تھے ان کے ترجمے کو زمانے کے لحاظ سے مقدم رکھا ہے۔ لیکن یہ بھی محض قیاس ہے۔ اور جب تک کوئی قطعی ثبوت نہ ملے اس کی صحت مشتبہ ہے۔ البتہ ایک بات ایسی ہے جس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ بعد کا ہے۔ شاہ عبد القادر نے اپنے ترجمے کے دیباچے میں اپنے والد شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ کا ذکر تو کیا ہے لیکن اپنے کے ترجمے کا کہیں اشارہ نہیں کیا۔ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ اس وقت تک انہوں نے کوئی ترجمہ نہیں کیا تھا۔"[1]

دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولوی سید محبوب رضوی نے اپنے ایک مقالہ میں مندرجہ بالا نظریہ کی تائید کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔

"یہاں یہ عرض کرنا غالباً مناسب نہ ہوگا کہ بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ شاہ رفیع الدین دہلوی کے تحت اللفظ ترجمہ کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ غالباً یہ خیال شاہ رفیع الدین صاحب کی بزرگی عمر کے پیش نظر قائم ہوگیا ہے۔ جو بظاہر روایتاً اور درایتاً صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اگر شاہ رفیع الدین کا ترجمہ پہلے ہوچکا ہوتا تو موضح قرآن میں جہاں شاہ عبد القادر نے شاہ ولی اللہ صاحب کے فارسی ترجمہ کا ذکر کیا ہے۔ کوئی وجہ نہ تھی کہ بڑے بھائی کے ترجمہ کو نظر انداز کر جاتے"[2]

۱۔ مولوی عبد الحق۔ قدیم اردو ص۔ ۱۳۲

۲۔ سید محبوب رضوی۔ ماہنامہ "دارالعلوم" شمارہ اگست سنہ ۱۹۵۵ء

مطبوعہ دیوبند۔ مقالہ "قرآن مجید کے اردو تراجم"۔ ص۔ ۲۸

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (اردو) کے مقالہ نگار سید مرتضی حسین و عبد المنان عمر نے بھی شاہ عبد القادر کے ترجمہ کو پہلا بتایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔

سنہ ۱۲۰۵ھ / ۷۹۰ اء میں شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ م۔ ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ اء نے موضح القرآن کے نام سے ترجمہ و حواشی لکھے۔ پھر ان کے بھائی شاہ رفیع الدین (م۔ ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸اء) نے ترجمہ لکھا ہے (طبع اول سنہ ۱۲۵۴ھ۔ طبع دوم سنہ ۱۲۶۶ھ) [1]

یہاں مقالہ نگار نے دو فاحش غلطیاں کی ہیں۔ شاہ عبد القادر کا تحریری ترجمہ "موضح قرآن" کے نام سے موسوم ہے جو تاریخی نام ہے [2] اور شاہ رفیع الدین کا سنہ وفات سنہ ۱۲۴۹ھ [3]

بحث

جو حضرات اس خیال کے مؤید ہیں کہ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ مقدم ہے اور شاہ عبد القادر کا ترجمہ موخر ان کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر شاہ صاحب کا ترجمہ موخر ہوتا تو اس کی زبان شاہ عبد القادر کے ترجمے سے نسبتاً بہتر ہوتی کہ نقش ثانی۔ نقش اول سے بہتر ہوتا ہے۔ نمونہ کے طور پر یہاں دونوں حضرات کے ترجمے پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اردو) مطبوعہ اکتوبر سنہ ۹۶۰ اء۔ کراسہ ۹۔ ص۔ ۵۳۲ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

۲۔ شاہ عبد القادر۔ موضح قرآن (دیباچہ) سنہ ۱۲۰۵ھ کتب خانہ ادارہ ادبیات حیدر آباد دکن۔

۳۔ ابو یحیی امام خان نوشہروی۔ تراجم علمائے حدیث ہند۔ ۶۵

شاہ رفیع الدین

(اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس
پیغمبر تمہیں سے۔ بیان کرتے تھے اوپر تمہارے نشانیاں میری
اور ڈراتے تھے تم کو ملاقات اس دن سے تمہارے کی سے۔ یہ
کہا انہوں نے گواہی دی ہم نے اوپر جانوں اپنی کے اور فریب دیا
تھا ان کو زندگانی دنیا نے اور گواہی دی انہوں نے اوپر جانوں
اپنی کے یہ کہ تھے وہ کافر[1]

(پارہ ۸ - رکوع ۱۶ سورۃ الانعام)

شاہ عبد القادر

"اے جماعت جنوں اور انسانوں کے۔ کیا تم کو نہیں پہنچے تھی رسول
تمہارے اندر کے۔ سناتی تمکو میری حکم اور ڈرتی - یہہ دن سامنی
ائی سی - بولی ہم نی مانی اپنی گناہ اور اونکو بہکایا دنیا کی
زندگانی نی اور قائل ہوی اپنی گناہ پر کہ وہ تھی منکر"[2]

آجکل کے املا کے لحاظ سے یہ اقتباس اس طرح لکھا جائیگا۔

"اے جماعت جنوں اور انسانوں کی - کیا تم کو نہیں پہنچے تھے
رسول تمہارے اندر کے سناتے تمکو میرے حکم اور ڈراتے یہ دن
سامنے آئے سے - بولے ہم نے مانے اپنے گناہ اور ان کو بہکایا
دنیا کی زندگانی نے اور قائل ہوئے اپنے گناہ پر کہ وہ تھے کافر"

---

۱ - احسن مارہروی - تاریخ نثر اردو - ص ۴۴

۲ - شاہ عبد القادر - ترجمہ قرآن (قلمی) تحریر سنہ ۱۲۰۵ھ کتب خانہ ظاہریہ دہلی

مندرجہ بالا اقتباس کے تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول الذکر

مقدم ہے اور ثانی الذکر موخر۔

جو حضرات اس رائے کے خلاف ہیں اور شاہ عبد القادر کے ترجمہ کو اولیت کا شرف دیتے ہیں ان کی سب بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر شاہ رفیع الدین کا ترجمہ پہلے ہوچکا ہے تو پھر کیا ایسا نہیں ہوسکتا تھا کہ شاہ عبد القادر موضح قرآن کے دیباچے میں شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمے کا تذکرہ خود ذکر تے اور شاہ رفیع الدین کے ترجمے کو نظر انداز کر دیتے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ دونوں کے خیالات اپنی جگہ صحیح ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ شاہ رفیع الدین کے تلمیذ رشید سید نجف علی نے شاہ صاحب سے ترجمہ قرآن تحت اللفظ سبقاً سبقاً پڑھ کر اس کو لکھا اور بعد میں شاہ صاحب نے اس پر نظر ثانی فرمائی[1] ظاہر ہے کہ بالواسطہ ترجمہ میں خامیاں رہ سکتی ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سید نجف علی نے عرصہ تک مسودہ اپنے پاس رکھا اور شاہ عبد القادر کے ترجمے کے بعد یہ منظر عام پر آیا۔ کیوں کہ اگر شاہ صاحب کا ترجمہ پہلے ہوچکا ہوتا تو شاہ رفیع الدین کو ترجمہ لکھوانے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ یہ عمل تو تحصیل حاصل سے کم نہیں۔

۱۔ شاہ رفیع الدین۔ تفسیر رفیعی۔ (سنہ ۱۲۷۲ھ) ص۔ ۲

نوٹ۔ یہ پورا اقتباس پیچھے لکھا جاچکا ہے۔

حکیم محمد شریف خان۔ ترجمہ قرآن۔ تالیف قبل سنہ ۱۲۱۶ھ / ۱۸۰۱ء

حکیم محمد شریف خان نے شاہ عالم ثانی (سنہ ۱۱۷۳ھ/ ۱۷۵۹ء تا سنہ ۱۲۲۱ھ/ ۱۸۰۶ء)[1] کے دورِ حکومت قرآن پاک کا ترجمہ کیا تھا۔ اس ذکر مفتی انتظام اللہ شہابی نے اپنے ایک مضمون میں کیا تھا اور چند آیات کا نمونہ بھی دیا تھا۔[2] عرصہ ہوا مولوی عبدالحق مرحوم نے اپنے ایک ~~مضمون میں کیا تھا~~ مقالہ میں اس ترجمہ کا ذرا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا تھا۔ اور ترجمہ کا نمونہ بھی نقل کیا تھا۔ مولوی صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔

شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں قرآن پاک کے کئی ترجمے ہوئے شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجمے بھی اسی زمانے کے ہیں ایک اور ترجمہ جو بادشاہ کے ایما سے ہوا وہ دلی کے نامور طبیب حکیم محمد شریف خان مرحوم کا کیا ہوا ہے۔ یہ ترجمہ قلمی ہے اس وقت حکیم محمد احمد خان صاحب کے کتب خانے میں موجود ہے اور مولانا ابوالکلام آزاد کی وساطت سے ہمیں اس کی زیارت نصیب ہوئی۔ فاضل مترجم نے ترجمہ کے آخر میں جو عبارت تحریر کی ہے اس سے اس ترجمے کی کیفیت معلوم ہوگی ——
وہ عبارت یہ ہے۔

1۔ Elliot and Dowson, Studies in India History, Part III, Calcutta, 1954, P-86

۲۔ مفتی انتظام اللہ شہابی۔ رسالہ "کنول" (آگرہ) مطبوعہ ۶ کسہ ۱۹۳۵ء
مقالہ بعنوان "یوپی میں اردو"

نوٹ۔ مولوی سخاوت مرزا نے لکھا ہے کہ شہابی صاحب نے اس ترجمہ کا ذکر اپنے مضمون سخنوران اکبرآباد" مطبوعہ رسالہ "کنول" میں کیا ہے۔
("قومی زبان" شمارہ ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء ص ۱۹) یہ صحیح نہیں

للہ الحمد والمنۃ کہ این تفسیر سلاست تحریر حسب الامر والا رفیع
اشرف اعلیٰ بادشاہ جمجاہ دین پناہ السلطان ابن السلطان
الخاقان ابن الخاقان اسد العالم کرد و المظفر غازی جلال الدین
محمد شاہ عالم بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ
و فاض علی العالمین برہ و احسانہ۔ ذرہ خاکسار بے مقدار
حکیم محمد شریف خان ابن حاذق الملک حکیم محمد اکمل خان
مرحوم شروع در تسوید و تحریر آن نمودہ بود۔ بمحض عنایت
توفیق الٰہی و مساعدت اقبال شہنشاہی در نیکو ترین از منہ
و بہترین آن زیب و زینت اختتام پذیرفتہ۔ الحمد اللہ الذی
بتوفیقہ۔ تمت ہذا التفسیر یوم الجمعہ فی التاسع من ذی القعدہ
بیدالحقیر محمد بدر الدین عفی اللہ عن فیض اللہ[1]

اس نسخہ سے اس کا اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ کس زمانے میں لکھا گیا۔ بعض حضرات کا قیاس ہے کہ یہ ترجمہ شاہ عبد القادر کے ترجمے سے قبل کیا گیا تھا۔ چنانچہ پروفیسر حامد حسن قادری نے لکھا ہے۔

" و نثار اردو کے سلسلے میں حکیم شریف خان کا بڑا کارنامہ قرآن مجید کا اردو ترجمہ ہے جو حضرت شاہ عبد القادر دہلوی کے ترجمے اردو سے تقریباً" بیس سال پہلے کا ہے۔ لیکن آج تک قلمی و گمنام ہے۔ حکیم محمد احمد خان دہلوی مرحوم (متوفی سنہ ۱۳۴۷ھ) کے پاس یہ پورا ترجمہ مترجم کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود تھا۔ اور

۱۔ مولوی عبد الحق۔ قدیم اردو۔ ص۔ ۱۳۶ (مقالہ مطبوعہ سنہ ۱۹۲۷ء)

مفتی انتظام اللہ شہابی نے دیکھا تھا۔ مفتی صاحب نے اپنی
تالیف "یورپ میں اردو" میں اس ترجمے میں سے سورہ فاتحہ
کی صرف پہلی آیت کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ [1]

قادری صاحب کے انداز کے مطابق یہ ترجمہ سنہ ۱۷۷۰ء میں مکمل
ہو جانا چاہیئے۔ لیکن جب یہ حقیقت ہے کہ یہ ترجمہ شاہ عالم کے ایما سے لکھا گیا
تو اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس وقت تو شاہ عالم دہلی میں موجود بھی نہ تھا۔

دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اردو) میں بھی مقالہ نگار سید وثیق
حسین اور عبد المنان عمر نے اس ترجمے کو نہ صرف شاہ عبد القادر کے ترجمے پر اولیت
بخشی بلکہ اردو زبان میں پہلا ترجمہ قرار دیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

اردو میں پہلا تشریحی ترجمہ حکیم محمد شریف خان (م۔ ۱۲۲۲ھ /
۱۸۰۷ء) نے لکھا [2]

مقالہ نگار نے یہاں ایک فاحش غلطی کی ہے۔ حکیم محمد شریف خان کا سنہ
وفات سنہ ۱۲۲۲ھ تحریر کیا ہے۔ حالانکہ ان کا انتقال سنہ ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) میں
ہوا۔ اس بارے میں مختلف فضلا سے شائع ہو گیا ہے۔ چنانچہ نظامی بدایونی۔

۱۔ حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو۔ آگرہ سنہ ۱۹۴۱ء ص۔ ۲۔ ۱۵۲

۲۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اردو) پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء
کراسہ ۹۔ ص۔ ۵۳۴

۳۔ نظامی بدایونی۔ قاموس المشاہیر۔ بحوالہ محمد ایوب قادری "قومی زبان"
نومبر سنہ ۱۹۶۰ء ص۔ ۳۰

قاضی عبد الغفار مراد آبادی[1] اور مولانا عبد الحی لکھنوی[2] ~~سے سہو ہوگیا ہے۔ چنانچہ مغالطہ~~ نے سنہ ۱۲۲۲ھ لکھا ہے اور مولانا ~~رحمان~~ رحمان علی نے سنہ ۱۲۳۱ھ لکھا ہے[3] لیکن یہ دونوں سنہ صحیح نہیں۔ مولوی عبد الحق مرحوم کو حکیم محمد احمد خان نے سنہ ۱۲۱۶ھ بتایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے۔

"حکیم صاحب کا انتقال جیسا کہ حکیم محمد احمد خان صاحب کی زبانی معلوم ہوا۔ سنہ ۱۲۱۶ھ (سنہ ۱۸۰۱ء) میں ہوا۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ اس سے قبل کا ہوگا۔[5]

سید محبوب رضوی نے بھی اس ترجمہ قرآن کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اردو کے قدیم تراجم میں ایک ترجمہ دہلی کے مشہور طبیب حکیم شریف خان (وفات سنہ ۱۲۳۲ھ) کا بھی بتلایا ہے۔ لیکن یہ ترجمہ ابھی تک شائع نہیں ہو سکا[6]

۱۔ قاضی عبد الغفار مراد آبادی۔ حیات اجمل۔ بحوالہ قادری ص۔ ۳۰

۲۔ عبد الحی الکھنوی۔ نزہتہ الخواطر۔ جلد ہفتم۔ بحوالہ قادری۔ ص۔ ۳۰

۳۔ مولانا رحمان علی۔ تذکرہ علمائے ہند۔ بحوالہ قادری ص۔ ۳۰

۴۔ مولوی عبد الحق۔ قدیم اردو۔ ص۔ ۱۳۶

۵۔ سید محبوب رضوی۔ رسالہ "دار العلوم" شمارہ اگست سنہ ۱۹۵۵ء ص۔ ۲۸ (الف)

(ب) حکیم محمد شریف خان۔ حیات قانون (مقدمہ شرح) ص۔ ۱۲

بہر حال مختلف فضلاء نے اس ترجمہ کا ذکر کیا ہے لیکن کوئی یہ حتمی فیصلہ نہ کرسکا کہ آیا یہ ترجمہ شاہ عبد القادر کے ترجمے سے پہلے کا ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر کے تراجم کی موجودگی میں شاہ عالم کا ایک نیا ترجمہ کرانا کچھ عجیب سی بات ہے۔

(۲) شاہ عبد القادر کا وصال سنہ ۱۲۴۳ھ میں ہوا اور شاہ رفیع الدین کا انتقال سنہ ۱۲۴۹ھ میں ہوا اور حکیم صاحب کا انتقال سنہ ۱۲۱٦ھ میں ہوا گویا شاہ عبد القادر سے ۲۷ برس پہلے اور شاہ رفیع الدین سے ۳۳ سال قبل حکیم صاحب کا انتقال ہوچکا تھا۔

(۳) شاہ عبد القادر یا شاہ رفیع الدین کا ترجمہ ہوچکا ہوتا تو حکیم صاحب اس کا ضرور ذکر فرماتے۔ بلکہ ان علمائے قرآن کے سامنے ترجمہ کرنے کی جراءت بھی نہ فرماتے۔

حکیم محمد شریف خان نے اس ترجمہ کو "تفسیر سلاست تحریر" فرمایا ہے مگر ڈاکٹر عبد الحق مرحوم کا اس کے متعلق یہ خیال ہے۔

"حکیم صاحب اسے تفسیر کہتے ہیں لیکن در حقیقت ترجمہ ہے۔ البتہ موقع سے کہیں کہیں ایک آدھ لفظ ترجمہ کی صراحت کے لیے بڑھا دیا گیا ہے ———

اس کی زبان شاہ عبد القادر مرحوم کے ترجمے کے مقابلے میں زیادہ صاف ہے اور لفظی پابندی میں اتنی سختی نہیں کی گئی ہے۔ اردو زبان کی ترکیب کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ نیز شاہ صاحب کی طرح ہندی میں نہیں بلکہ ریختے میں ترجمہ کیا ہے۔

نمونہ سورہ فاتحہ

(اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) پناہ پکڑتا ہوں میں اور التجا کرتا ہوں میں ساتھ اللہ کے بدی شیطان وسوسہ ڈالنے والے کی سے کہ دور رحمت سے ہے اور نکالا گیا بہشت سے (بسم اللہ الرحمن الرحیم) شروع کرتا ہوں میں قرآن کو ساتھ نام اللہ لائق بندگی کے بہت بخشنے والا اوپر خلق کے وجود دینے سے دنیا میں مہربان ہے اوپر اون کے آخرت میں

(ترجمہ سورہ فاتحہ)

جو تعریف کہ اول سے آخر تک موجود ہے۔ لائق ہے واسطے اللہ کے کہ پالنا والا ہے تمام عالموں کو بخشنے والا وجود کا آخرت میں مہربان داخل کرے بہشت کے سے۔ مالک دن قیامت کے کا تصرف کرنے والا اوس دن جو چاہے گا کرے گا۔ خاص تجھی کو بندگی کرتے ہیں ہم اور خاص تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور پر بندہ کی تیری کے دکھا تو ہم کو راہ سیدھی۔ بیچ قول کے اور فعل کے اور اخلاق کے اور راہ اون ٦د ہون کی ——— اور نہ راہ گمراہوں کی۔

مندرجہ بالا اقتباس کے پیش نظر ڈاکٹر عبدالحق کا یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ اس کی زبان شاہ عبدالقادر کے ترجمے سے ذرا صاف ہے۔ اس میں تو کچھ شاہ رفیع الدین کا رنگ نظر آتا ہے۔ اور عدم احتیاط کی وجہ سے اصل ترجمے کے ساتھ فصاحت تفہیم کے لیے اپنی طرف سے الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جس کا نام تفسیر ہے۔

مولوی عبدالحق مرحوم۔ قدیم اردو ص ۔ ۱۲۷

اور اس تفسیر کے لیے کوئی مابہ الامتیاز نشان نہیں رکھا۔

راقم نے بھی اس ترجمہ کو دیکھنے کی کوشش کی۔ چنانچہ سنہ ۶۲ء میں دہلی جانا ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ ترجمہ حکیم اجمل خان کے صاحب زادے حکیم محمد جمیل خان کے پاس ہے مگر معلوم کرنے پر پتا چلا کہ انہوں نے مختلف مخطوطات جن میں یہ ترجمہ بھی شامل تھا۔ کسی صاحب کو ہدیتاً دے دیئے۔ نہایت ہی افسوس ہوا۔ اور محرومی و ناکامی کے ساتھ واپس آنا پڑا۔

ترجمہ قرآن مجید۔ زمانہ تالیف سنہ ۱۲۱۷ھ/ ۱۸۰۲ء تا ۱۲۱۹ھ/ ۱۸۰۴ء

مولفین۔

(۱) مولوی امانت اللہ۔ مترجمہ فورٹ ولیم کالج کلکتہ

(۲) مولوی فضل اللہ۔ مترجم فورٹ ولیم کالج کلکتہ

(۳) میر بہادر علی حسینی (بمشاہرہ ۸۰ روپے ماہوار بحیثیت
چیف منشی ۲۔ مئی سنہ ۱۸۰۱ء کو
فورٹ ولیم کالج میں تقرر ہوا۔

(۴) کاظم علی جوان۔ (بمشاہرہ ۸۰ روپے ماہوار بحیثیت
مترجم ۱۰۔ نومبر سنہ ۱۸۰۰ء کو
فورٹ ولیم کالج میں تقرر ہوا۔

(۵) حافظ غوث علی (مترجم فورٹ ولیم کالج۔ کلکتہ)

اس ترجمہ کا آغاز جان گل کرسٹ کی نگرانی میں فورٹ ولیم کالج کے کلکتہ میں ہوا۔ ابتداء میں مولوی امانت اللہ نے ترجمہ کیا اور میر بہادر علی اور کاظم علی جوان نے محاورہ درست کیا۔ مولوی فضل اللہ بھی ترجمہ میں مولوی امانت اللہ کے معاون رہے۔ جب پانچ پاروں تک ترجمہ ہوچکا تو کسی نزاع لفظی کی بنا پر مولوی امانت اللہ کی جگہ حافظ غوث علی کا تقرر ہوا۔ انہوں نے پانچویں پارے سے اکیسویں پارے تک ترجمہ کیا۔ آخر میں صرف دو صاحبان رہ گئے۔ مولوی فضل اللہ ترجمہ کرتے تھے اور محاورہ کاظم علی جوان درست کرتے تھے۔ اس طرح یہ ترجمہ سنہ ۱۲۱۹ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔

کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد (آندھرا پردیش) میں اس ترجمہ کا مخطوطہ محفوظ ہے جو ۴۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔[1] اس ترجمے کے متعلق ابتداء میں خلاف نے بہت غلط نظر قائم کر لیے تھے۔ مگر حقائق سامنے آگئے گئے اور بات کھلتی چلی گئی۔

علوی مولوی سید محمد مولف "ارباب نثر اردو" نے اس ترجمہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کا ملخص یہ ہے۔

(۱) مولوی امانت اللہ نے ڈاکٹر جان گل کرسٹ کے حکم سے میر بہادر علی حسینی کے ساتھ قرآن پاک کے ترجمہ کا آغاز کیا بعد میں اور مولوی صاحبان بھی لگا دیئے گئے تھے۔

(۲) ابھی اس کام کو شروع ہوئے چند ہی روز ہوئے تھے کہ سنہ ۱۸۰۲ء کے اواخر میں گل کرسٹ خرابی صحت کی وجہ سے کالج سے سبکدوش ہوگئے۔

۱۔ نصیر الدین ہاشمی۔ "اسلامیات کے متعلق کتب خانہ سالار جنگ کے اردو مخطوطات" مضمون مطبوعہ رسالہ "برہان" (دہلی) شمارہ طوع ۱۹۵۹ء ص۔ ۱۶۹-۷۱
۲۔ سید محمد۔ ارباب نثر اردو۔ مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۹۵۰ء (تیسرا ایڈیشن) ص ۱۵۵-۱۵۶

(۳) گل کرسٹ کے جانشینوں نے ترجمہ کا کام موقوف کرا دیا

(۴) قرآن کا ترجمہ شدہ حصہ بھی کالج کی طرف سے شائع
نہ ہو سکا۔

(۵) اشاعت کی سعادت کسی اور صاحب نے حاصل کی۔

(٦) مطبوعہ نسخہ بمبئی کے ایک قدیم کتب خانے میں دریافت ہوا ہے
جو سورہ نحل سے آخر قرآن تک ہے۔[1]

مولف مذکور مولوی سید محمد نے ترجمہ کا نمونہ بھی دیا ہے۔ جو سورہ
ہود کی ابتدائی آیات کا ترجمہ ہے۔ پھر صفحہ قرآن بھی ۲٦۹ دیا ہے۔ مندرجہ
بالا بیان پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔

(۱) جب ترجمہ مطبوع سورہ نحل سے سورہ ناس تک ہے تو پیش کردہ
نمونہ کس نسخہ کا ہے۔

(۲) نمونے سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ قرآن نصف قرآن سے
بھی زیادہ ہو چکا تھا۔

(۳) اس نتیجے کے بعد دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ جب ترجمہ
کا کام چند روز جاری رہا تو یہ نصف کلام مجید کیسے ترجمہ کر لیا گیا۔

(۴) اس سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ کافی عرصہ تک ہوتا رہا۔

ان اعتراضات کے جوابات اگلے صفحات پر بحث سے واضح ہو جائیں گے
سید محبوب رضوی نے مولوی سید محمد کے بیان پر نکتہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

۱۔ سید محمد۔ ارباب نثر اردو۔ مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۹۵۰ء
(تیسرا ایڈیشن) ص ۔ ٦ ۔ ۱۵۵

مولوی امانت اللہ نے بھی سنہ ۱۲۱۹ھ میں فورٹ ولیم کالج۔ میں

ڈاکٹر گل کرسٹ کے حکم سے ایک ترجمہ کیا تھا۔ مگر یہ ترجمہ پورا

نہیں ہوسکا اور نہ یہ معلوم ہے کہ قرآن کے کس قدر حصہ کا ہو پایا

تھا۔ البتہ سورہ نبا سے آخر تک دس سورتوں کا ترجمہ شائع

ہوگیا ہے [1]

صاحب سیر المصنفین۔ محمد یحیی تنہا نے میر بہادر علی حسینی کے حالات کے ذیل

میں لکھا ہے۔

میر بہادر علی نام اور حسینی تخلص ہے۔ سید عبداللہ کاظم

کے صاحب زادے ہیں جنہوں نے اپنے اہتمام سے حضرت شاہ عبدالقادر

دہلوی کا اردو ترجمہ قرآن شریف پہلی بار شائع کیا تھا۔ جنھوں

نے دہلی ہی میں تعلیم و تربیت اور نشو و نما پائی بعد کو فورٹ

ولیم کالج سے منسلک ہوگئے [2]

مؤلف مذکور نے مولوی امانت اللہ کے ترجمہ قرآن کا ذکر کیا ہے۔ مگر

بہت سرسری اور مولوی سید محمد کے بیان کی تقلید کی ہے۔ جو نمونہ دیا ہے وہ بھی

اسی کا ایک حصہ ہے جو " ارباب نثر اردو " میں دیا گیا ہے [3]

۱۔ سید محبوب رضوی۔ " قرآن مجید کے اردو تراجم " مطبوعہ رسالہ دارالعلوم

شمارہ اگست سنہ ۱۹۵۵ء۔ دیوبند۔ ص ۲۸

۲۔ محمد یحیی تنہا۔ سیر المصنفین۔ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۲۹ء۔ ص ۷۶

۳۔ ایضاً۔ ص ۱۸۵

پروفیسر حامد حسن قادری مرحوم نے مولوی امانت اللہ شیدا کے حالات کے ذیل میں لکھا ہے۔

مولوی امانت اللہ شیدا عالم تھے۔ فورٹ ولیم کالج سے متعلق ہونے سے پہلے انہوں نے عربی زبان میں فقہ اسلام پر ایک ضخیم کتاب ہدایہ اسلام کے نام سے لکھی تھی اس کے بعد اس کا ترجمہ بھی کیا۔[1]

مؤلف موصوف نے ترجمہ قرآن پر مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے۔

ہدایۃ الاسلام کی جلد کا ترجمہ ختم کرنے کے بعد ڈاکٹر گل کرائسٹ کے حکم کے مطابق میر بہادر علی حسینی کے ساتھ مل کر قرآن مجید کا ترجمہ شروع کیا لیکن اسی دوران میں ڈاکٹر صاحب بسبب علالت پنشن لے کر سنہ ۱۸۰۴ء میں ولایت چلے گئے۔ ان کے بعد کپتان جیمس مونٹ مقرر ہوئے۔ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ موقوف کرا دیا اور جتنا ترجمہ ہوا تھا اس کو بھی شائع کرنا گوارا نہ کیا لیکن بعد کو کسی نے مولوی امانت اللہ کا مترجم حصہ شائع کر دیا۔[2]

یہ خیالات بھی وہی ہیں جو مولوی سید محمد نے اظہار فرمائے۔

مولوی نصیر الدین ہاشمی نے کتب خانہ سالار جنگ (حیدرآباد دکن) کے اردو مخطوطات پر تبصرہ کرتے ہوئے اس ترجمے کے ایک قلمی نسخہ پر بھی یہ نوٹ لکھا ہے۔

"یہ ترجمہ قرآن ڈاکٹر گل کرائسٹ کے دارالترجمہ فورٹ ولیم کالج میں بہادر علی حسن اور امانت اللہ علی نے مل کر کیا ہے"[3]

۱۔ حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو۔ مطبوعہ آگرہ۔ سنہ ۱۹۴۱ء۔ ص۔ ۱۲۳

۲۔ ایضاً ص۔ ۱۲۴

۳۔ نصیر الدین ہاشمی "اسلامیات کے متعلق کتب خانہ سالار جنگ کے اردو مخطوطات" مطبوعہ رسالہ "برہان" (دہلی) مارچ سنہ ۱۹۵۹ء
ص۔ ۱۶۹۔۱۷۰

مو لانا نصیر الدین ہاشمی نے فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ میں اس

ترجمہ قرآن کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

ترجمہ قرآن مجید ۔ نمبر ۵۲۷ سائز $\frac{1}{2}$ ۹ × ۸ صفحات ۴۸۶

سطر ۱۶ ام کاغذ ولایتی ۔ خط نستعلیق ۔

ہاشمی صاحب نے اس ترجمہ کے ابتدائی صفحہ کا عکس بھی دیا ہے۔

ہم یہاں اس کی من و عن نقل کرتے ہیں۔

سورہ فاتحہ مدینی میں نازل ہوا۔ سات آیت کا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی نام سی کہ وہ مالک سب کا بخشنے ہارا ہی

ہر ایک حمد خدا کی لئی ہی کہ وہ مالک سب کا بخشنی ہارا روزی

دینی والا۔ خاوند روز قیامت کا ہی۔ ہم تیری ہی بندگی کرتی

ہیں اور تجھی سی مدد چاہتی ہیں۔ دکھا ہم کو سیدھی راہ

ان کی راہ جنکو تو نی نعمت دی۔ نہ ان کی جن پر غضب کیا گیا ہی

اور نہ گمرا ہوں کے۔

سورۃ بقر مدینی میں نازل ہوا دو سو چھیا سی یا ستاسی

آیت کا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ع ۱ الم ۔ وہ یہ کتاب ہی اس میں کچھ شک نہیں راہ دکھانی

والی ان پرہیز گاروں کی ہی ۔ جو بن دیکھی ایمان لاتی ہیں۔

اور نماز کیا کرتی ہیں اور جو کچھ کہ ہم نی روزی دی اس میں

سی خیرات[1]

---

۱ ۔ نصیر الدین ہاشمی ۔ "کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست" مطبوعہ مطبع ابراہیمیہ ۔ حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء ۔ ص ۳۸

اختتام اس طرح ہوتا ہے۔

"کہہ کہ میں آدمیوں کی رب کی پناہ لیتا ہوں جو بادشاہ ہی آدمیوں کا۔ معبود ہی آدمیوں کا۔ خناس کی وسواس کی بدی سی جو کہ آدمیوں کی سینوں میں وسواس ڈالتا ہی اور دو میوں میں سی" [1]

حال ہی میں محمد عتیق صدیقی نے ایک کتاب بعنوان "گل کرائسٹ اور اس کا عہد" لکھی ہے۔ اس سے اس ترجمہ کے متعلق بہت کچھ معلومات ہوتی ہیں۔ ہم ذیل میں انہیں کے مندرجات سے اہم اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

قرآن کے اردو ترجمے کے مکمل ہونے کا جہاں تک تعلق ہے وہ گل کرائسٹ ہی کے زمانے میں مکمل ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کی طباعت کا کام بھی شروع ہوگیا تھا۔ کالج کونسل کی سنہ ۱۸۰۷ء کی کارروائیوں سے ہماری معلومات میں یہ قابل قدر اضافہ ہوتا ہے۔ کہ فورٹ ولیم کالج کو قرآن کے ترجمے سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ گل کرائسٹ نے ہندوستانی پریس سے شائع کرنے کی نیت سے یہ ترجمہ تیار کرایا تھا۔

کالج کونسل کی کارروائیوں میں گل کرائسٹ کی جو تحریریں محفوظ ہیں ان میں ۹ اگست اور ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ء کے دو خطوط کے ساتھ ان ہندوستانی مصنفین کی اور ان کی تخلیقات کی فہرستیں بھی منسلک ہیں جو گل کرائسٹ کی تحریر کے مطابق انعام کے مستحق تھے۔ ان ہی فہرستوں میں قرآن کے اردو ترجمے کا ذکر پہلی بار ہم کو ملتا ہے [2]

۱۔ ایضاً۔ ص۔ ۳۸

۲۔ محمد عتیق صدیقی۔ "گل کرائسٹ اور اس کا عہد" مطبوعہ دہلی سنہ ۱۹۶۰ء ص ۹-۱۶۸

نوٹ: اس ترجمہ قرآن کا ذکر پہلی بار ہمارے سامنے نہیں بلکہ دیگر مولفین نے عتیق صاحب سے قبل اپنی تحقیقات و تصنیفات میں اشارہ کیا ہے گو نامکمل و ناقص ہے۔

کالج کونسل کے سامنے گل کرائسٹ نے ایک مفصل فہرست پیش کی جس میں مصنفین اور ان کی تصنیفات وغیرہ کی تفصیلات موجود تھی کہ جس میں اس فہرست میں قرآن پاک کے ترجمے اور مترجمین وغیرہ کا اس طرح ذکر ہے۔

نام کتاب	صفحات	انعام	مصنفین	کیفیت
قرآن شریف	۵۰۰	۵۰۰	میر بہادر علی۔ مولوی امانت اللہ مولوی فضل اللہ اور مرزا کاظم علی	اس انعام پر کچھ اعتراض ہو تو میں کہوں گا کہ دونوں مولوی کم از کم اسی اسی روپے ماہوار کے اور مرزا جوان بھائے اسی کے سو روپے ماہوار کے مستحق ہیں یہ ترجمہ میر بہادر علی کی عمدہ قابلیت کا بھی آئینہ دار ہے۔[1]

۹ آ۔ اگست سنہ ۱۸۰۳ء کو گل کرائسٹ نے مسٹر لمسڈن (Lumsien) چیف سکریٹری گورنمنٹ کو ایک طویل خط لکھا جس میں ان کتابوں کی فہرست پیش کی تھی جو کالج قائم ہونے کے بعد سے اس وقت تک اپنی نیز دوسرے مصنفین کی اس نے شائع کی تھیں۔ اس فہرست میں گل کرائسٹ نے ہندوستانی زبان کی ان کتابوں کے نام گنائے تھے جو اس وقت چھپ رہی تھیں۔ اس میں " ہندوستانی قرآن " کا بھی ذکر ہے۔

---

۱ - محمد عتیق صدیقی - گل کرائسٹ اور اس کا عہد " ص - ۲۶۱

۲ - ایضاً ص - ۱۸۲

گل کرائسٹ نے ہندوستان سے چلتے وقت ڈاکٹر ہنٹر کو اپنا قائم

مقام اور مختار مقرر کیا تھا۔ موصوف نے ملوچ سنہ ۱۸۰۶ء کے

اوائل میں ایک خط کے ساتھ ان کتابوں کی تفصیلی فہرست کالج

کونسل کے سامنے پیش کی جو سنہ ۱۸۰۴ء میں گل کرائسٹ کی روانگی

کے وقت زیر طبع تھیں۔ اس فہرست میں قرآن کے ترجمے کا حسب

ذیل ذکر موجود ہے۔

"قرآن حجم ۵۰۰ صفحات - ۳۰ پارے

۵۶ صفحات چھپ چکے ہیں۔[۲]

کالج کونسل نے ڈاکٹر ہنٹر کے اس خط کو چیف سکریٹری کی

وساطت سے گورنر جنرل کے ~~جلسے میں کالج کونسل نے یہ حاشیہ بھی بڑھایا~~

ملاحظہ اور فیصلے کے لیے بھیجا۔ قرآن کے ترجمے کے باب میں کالج کونسل نے

یہ حاشیہ بھی چڑھایا۔

"کالج کونسل نے قرآن کے ترجمے کے لیے نہ تو کوئی تجویز ہی

منظور کی تھی اور نہ اس کام کی ہمت افزائی کی کوئی امید ہی

گل کرائسٹ کو دلائی تھی۔ اس لیے کالج کونسل کا خیال

ہے کہ اس سلسلے میں مسٹر گل کرائسٹ کسی معاوضے کے

مستحق نہیں ہیں۔ لیکن گورنر جنرل اس ترجمہ کی اشاعت کو

قابل اعتراض سمجھ کر اس کی طباعت کی مخالفت مناسب

اگر ضروری سمجھیں تو اس حالت میں یہ قرین انصاف ہوگا کہ اس

چھوٹے سے حصے (۵۶ صفحات) کی طباعت پر جو رقم گل

کرائسٹ نے صرف کی ہے وہ ان کو ادا کی جائے۔[۳]"

۲- ایضاً ص- ۱۶۹

Proceedings of the College PP-268-9

بحوالہ مذکور ص - ۱۶۹

گورنر جنرل نے ۱۹ – مارچ سنہ ۱۸۰۴ء کو کالج کو اپنے فیصلے سے مطلع کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> گورنر جنرل اجلاس کونسل قرآن کے ترجمے کی اشاعت کو جسے گل کرسٹ نے تیار کرایا تھا۔ قابل اعتراض سمجھتے ہیں لیکن یہ تجویز گورنر جنرل با اجلاس کونسل کو منظور ہے کہ اس کام کے سلسلے میں گل کرسٹ کو جو تفصیلہ زیر باری ہوئی ہے اس کا معاوضہ ادا کر دیا جائے۔[1]

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کا یہ ترجمہ کل کا کل نہ چھپ سکا اور اس کے صرف ۵۶ صفحات چھپے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مکمل ہو چکا تھا۔

مولوی عبد الحق مرحوم نے سنہ ۱۹۳۷ء میں ایک مقالہ لکھا تھا[2]۔ اس میں اس ترجمہ قرآن کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ غالباً ان کے سامنے کتب خانہ نواب سالار جنگ والا مخطوطہ ہوگا۔ محمد عتیق صدیقی نے اس ترجمہ کا ترقیمہ اپنی کتاب کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر شامل کیا ہے۔ اگر ان کی نظر سے مولوی صاحب کا مقالہ گزر جاتا تو یہ ترقیمہ جو نہایت اہم ہے۔ متن میں شامل ہوتا۔

مولوی صاحب نے اس ترجمے کے آغاز و اختتام سے اہم اقتباسات نوٹ کیے ہیں۔ اس ترجمہ کے سرورق پر لکھا ہے۔

---

۱ – I bid., P. 208

۲ – مولوی عبد الحق – "پرانی اردو میں قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیریں" مطبوعہ قدیم اردو – ص – ۱۲۸

" ترجمہ قرآن شریف بزبان ہندی "

اس کے شروع کی تاریخ موافق سنہ ہجری کے تمام اس مصرع سے نکلتی ہے۔ ع

" صراط المستقیم الحق سے بالکل "
۱۷ ۱۲ ھ

" ترجمہ قرآن شریف کا ہند کے اہل اسلام کی خاطر سلطنت میں
ظل سبحانی (شاہ) عالم غازی خلداللہ ملکہ اور حکومت میں
زبدہ نوئینان عظیم الشان۔ شیر خاص شاہ کیوان بلو گاہ
انگلستان مارکوئس و لزلی گورنر جنرل بہادر دام ظلہ کے
حسب الحکم صاحب والا قدر عالیشان مشرس ——— جان گل
کرسٹ صاحب دام حشمتہ ۔ کے کیا اور ابتداء سے انتہا تک جو جو
احوال گزرا ہے خاتمے میں لکھا ہے۔ اسکے مطالعہ کرنے
سے تمام حقیقت معلوم ہوگی [1]

مولوی عبد الحق مرحوم نے اس ترجمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی بجنسہ
نقل کر دی ہے جو بہت طویل ہے ہم اس میں سے چیدہ اور چیدہ چیدہ اقتباسات
پیش کرتے ہیں۔ خاتمہ کاظم علی جوان نے لکھا ہے۔

الحمد اللہ والمنتہ کہ ماہ مبارک رمضان کی نویں تاریخ سنہ
۱۲۱۹ بارہ سے انیس ہجری میں پنجشنبے کے روز ظہر کے اول وقت
قرآن شریف کا ترجمہ زبان ریختہ میں تمام ہوا ———
شروع اس کی حسب الحکم صاحب عالیشان جان گل کرسٹ صاحب
دام اقبالہ کے ذالحجہ میں کہ سن بارہ سے سترہ تھے ہوئی تھی

۱۔ ایضاً ص۔ ۱۳۸

مولوی امانت الله صاحب اور میر بہادر علی صاحب میر منشی اور اکثر
ترجمے اور محاورے کے لیے مقرر تھے۔ اور چندے مولوی فضل الله
کو بھی ارشاد حضور ہوا کہ تم بھی شریک ہو کہ بغیر ان دو مولویوں
کے یہ امر عظیم ترجمے کا بخوبی سر انجام نہ ہو سکے
گا۔ چنانچہ تمام ان کا شروع میں مندرج ہے۔ پانچ سیپارے جب
ترجمہ ہوئے۔ ایسی کچھ نزاع لفظی ان دونوں صاحبوں کے
درمیان آئی کہ ان میں سے مولوی فضل الله صاحب رہے اور دوسرے
صاحب کے عوض حافظ غوث علی صاحب مقرر ہوئے۔ یہ دونوں
بدستور ترجمہ کرتے تھے۔ جب صاحب ممدوح ذیقعدہ کی دسویں
تاریخ سنہ بارہ سے انیس (۲۲۔ فروری سنہ ۱۸۰۴) میں ولایت
کو تشریف لے گئے۔ اور اتفاقاً مدرسی کپتان روبک صاحب دام
حشمتہ۔ کو حضور پرنور سے مقرر ہوئی۔ اسی طور سے موافق ان
کے ارشاد کے کام ترجمہ کا جاری رہا۔ چنانچہ اس عرصہ
اکیس سیپارے ہوئے کہ صاحب عالیشان نے بندہ فرمایا۔
مولویوں میں سے ایک مولوی ترجمہ کرے اور بندہ محاورہ کرتا رہا
اور اب حق سبحانہ و تعالیٰ کے فضل سے وہ کام سرانجام کو
پہنچا پر مگر نظر ثانی باقی ہے ———

الحق کہ کہاں کلام خالق کا اور کہاں زبان کا مخلوق کی۔
پس جو جو صنائع بدائع اس میں ہیں من و عن اس کا ترجمہ کس
سے ہو سکتا ہے۔ مگر فارسی ترجمے اور تفسیروں سے جس لفظ کے
جو معنی مترجموں اور مفسروں نے لکھے ہیں زبان ریختہ میں ان کے
موافق لکھنے میں آیا ہے۔ تفسیر بیضاوی اور مدارک و جلالین

تین عربی تفسیر میں۔ بحر مواج اور تفسیر حسینی کہ یہ دو فارسی

ھیں ان سے ترجمہ کیا ھے۔ جہاں کہیں جو کوئی اختلاف سمجھے

ان یا تینوں تفسیروں میں سے دیکھ لے ———

———

مگر جہاں کہیں زبانے کی مطابقت سے ھندی عبارت کے مطالب

میں اختلاف نظر آیا۔ چار ونا چار بطور محاورے کے رکھنے دیا

اور اگرچہ لفظ کے ترجمہ کی رعایت سراسر رکھی ھے۔ پر کہیں

کہیں اصل مطلب لیا ھے۔ کیونکہ لفظ کی مناسبت سے معنوں

کا فوت ہوتا تھا جو معلوم ھے ———

———

جز و فقرات کا ترجمہ جو یا لا لفاظ نہ پایا نہ کیا اور مفعول

مطلق ھندی میں شاذ و نادر ھے۔ کہیں جو رہ سکا تو رکھا والا نہ

یا چھوڑ دیا لفظ تاکید زیادہ کیا کہ اس سے تاکید غرض ھے

اور عربی میں التفات بہت سا ھے اور ھندی میں کم لیکن وہ

قاعدہ رہنے دیا کہ بہت بتکرار ھے۔ واو "عاطفہ اور حرف" ف "

اور وہ الفاظ کہ معنے میں " تحقیق " کے آئے ھیں قرآن شریف

میں بہت ھیں اور زبان عربی میں فصاحت رکھتے ھیں۔ ھندی

میں گو کہ ان کی کثرت محاورے کی روسے اس قدر نہیں لیکن ترک

کرنا ان کا جائز نہ دیکھا اس سبب سے جس جملے میں جس قدر

آئے ترجمہ کیا " ———

پہلے جس صاحب ممدوح کی فرمائش تھی انہوں نے ارشاد

کیا کہ یہ ترجمہ کلام اللہ اگرچہ ھندی زبان میں ھے۔

ھند کے لوگ بخوبی سمجھیں گے تاہم جب تک معلومات بوجہ

احسن نہ ہوگی کیونکہ مطلب کو پہنچیں گے ———

ان کی آسانی کے لیے بطور حاشیہ ایک خط فرنس کو کے مطلب
کو بڑھا دیا ہے تاکہ اس نشان سے معلوم ہو کہ یہ ترجمہ سے
جو زیادہ ہے ہندی زبان کے ربط کے لیے بڑھا دیا ہے ۔
پھر یہ اپنی طرف سے تصرف نہیں کیا مضمون کے رد سے ہے۔
اور شروع ترجمے میں خلقت نے اس بات میں بہت سی شورش
کی تھی کہ بنا اس ترجمے کی ہوتی ہے نہایت دین و آئین سے
بر خلاف ہے کہ قرآن شریف کا ترجمہ ہندی زبان میں ہوتا ہے۔
آخر ان جو اہل فہم و فراست تھے انہوں نے جواب دیا کہ اگر
فارسی میں ترجمہ ہوا ہے تو ہندی میں کیا ڈر ہے " ———

اور پہلے اس کی صلاح و مشورت بہت سی ہوئی کہ ہر ایک
صفحہ پر کلام اللہ لکھا جائے اور اس مقابل دوسرے صفحے پر
ترجمہ مثبت ہو لیکن صحت کے لیے یہ امر موقوف رکھا ———

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ امور مستفاد ہوتے ہیں۔

(۱) اس ترجمہ قرآن کا اختتام ۹- رمضان المبارک بروز
جمعرات سنہ ۱۲۱۹ھ ہوا اور آغاز حسب الحکم
جان گل کرسٹ ذی الحجہ سنہ ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔

(۲) ابتداء میں مولوی امانت اللہ ۔ کاظم علی جوان اور میر بہادر علی صاحب ترجمہ اور محاورہ ٹھیک کرتے رہے مولوی فضل اللہ بھی شامل ہوگئے۔

(۳) بعد میں مولوی امانت اللہ کی جگہ حافظ غوث علی صاحب کو رکھا گیا۔

(۴) جب جان گل کرسٹ ۱۰ ذی القعدہ سنہ ۱۲۱۹ھ کو انگلستان چلے گئے اور مدرسی کپتان ٹیلر کو منتقل ہوئی تو ترجمہ کا کام جاری رہا۔

(۵) ان کے زمانے میں اکثر بیمار ہوجانے کے بعد صرف دو آدمی رہ گئے۔ مولوی فضل اللہ ترجمہ کرتے رہے اور کاظم علی جوان محاورہ درست کرتے رہے۔

(٦) ترجمے اور حواشی کے لیے مترجمین نے تفسیر بیضاوی تفسیر مدارک ۔ تفسیر جلالین۔ تفسیر بحر مواج اور تفسیر حسینی سے استفادہ کیا ہے۔

(۷) بالعموم لفظی ترجمہ کی رعایت رکھی گئی ہے۔ لیکن بعض مقامات پر مطلب خبط ہونے کی وجہ سے محاورے کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۸) ابتداء میں خیال تھا کہ ترجمہ بالمقابل شائع ہوگا لیکن بعد میں بین السطور شائع کیا گیا تاکہ صحت مشکوک نہ ہو ———

مولوی عبدالحق نے اس ترجمے پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔

جہاں تک اردو زبان کی ساخت اور ترکیب کا تعلق ہے یہ ترجمہ پہلے کے تمام ترجموں کے مقابلے میں زیادہ با محاورہ اور سلیس ہے اگرچہ الفاظ کی رعایت مد نظر رکھی ہے کیونکہ ایسے صحیفوں کے ترجمے میں اس کے بغیر چارہ نہیں۔ تاہم حتی الامکان اردو کے روزمرہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور جملے کی ترکیب عربی کے نہج پر نہیں بلکہ اردو کے ڈھنگ پر ہے یہی وجہ ہے کہ یہ ترجمہ بغیر کسی وقت کے صاف صاف سمجھ میں آتا ہے[1]

نمونہ قرآن پاک بزبان ہندی

(الف) یہ وہ کتاب ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں راہ دکھانے والی ان پرہیزگاروں کی ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز کیا کرتے ہیں اور جو کچھ کہ ہم نے روزی ان کو دی اس میں سے خیرات کرتے ہیں اور جو کہ ایمان لاتے ہیں اس چیز پر جو تجھے بھیجی گئی۔ اور اس پر جو تجھ سے آگے نازل کی گئی۔ اور قیامت پر وے ہی یقین لاتے ہیں وے اپنے پروردگار کے فضل سے سیدھی راہ پر ہیں اور وے ہی مطلب کو پہنچیں گے۔ تحقیق وہ لوگ جو کافر ہوئے۔

1۔ مولوی عبدالحق۔ قدیم اردو۔ ص۔ ۱۳۸

انہین پر ابر ہے خواہ تو ان کو ڈراوے یا نہ ڈراوے۔ ایمان
نہ لاوین گے۔ خدا نے ان دلون کو اور ان کے کانون پر مہر کی ہے
اور پردے ان کی آنکھون پر ہین۔ انہین کے لیے بڑا عذاب ہے[1]

(ب) اور نہین کوئی چلنے پھرنے والا مگر زمین مین مگر خدا ہی پر ہے
اس کی روزی اور جانتا ہے وہ اس کے ٹھہراو کو اور اس کے سونپے
جانے کی جگہ کو سب کچھ روشن کتاب مین ہے۔ اور وہی تو وہ
خدا ہے جس نے بنا ڈالا آسمانون کو اور زمین کو چھ دن مین
اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ تاکہ آزمائے تمہین کہ کون ہے تم مین
سے بہتر چال چلن کی راہ سے ———— اور جس کا لگا دیتے
ہین ہم آدمی کو اپنی رحمت کا پھر چھین لیتے ہین اس سے تو
ضرور وہ بڑا ناشکر ہوجاتا ہے۔ اور اگر چکھا دیتے ہین ہم ان
نعمتین ہزارون کے بعد وہ ضرور کہ چھو جاتے ہین اسے تو
کہنے لگتا ہے گئے گزری ہوئین سب برائیان مجھ سے اور ضرور
وہ بہت مگن اور بڑا ہوجاتا ہے مگر وہی لوگ جو جھیل جاتے ہین
دور کو تے رہتے ہین جو کیے کام تو انہین کے لیے تو بخشش ہے اور
بہت کھری مزدوری[2]

---

۱ - مولوی عبدالحق - قدیم اردو - ص - ۱۲۳
۲ - حامد حسن قادری - داستان تاریخ اردو - ص - ۶ - ۱۵۶
بحوالہ قرآن مجید - ص - ۲۶۹

نواں باب

چودھویں صدی ہجری کے مترجمین قرآن

نواں باب

چودھویں صدی ہجری کے تراجم

(۱۳۰۱ھ ـــــ ۱۳۲۰ھ)

سر سید احمد خاں۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر القرآن۔ ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء تا ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء

یہ ترجمہ سر سید احمد خان نے اپنی مشہور تفسیر القرآن کے ساتھ کیا ہے جس کا ہم نے اردو تفاسیر کے باب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ ترجمہ نصف قرآن سے کچھ ہی زیادہ ہوگا۔ اسلوب بیان کے لحاظ سے اچھا خاصا سلیس، رواں اور سادہ و عام فہم ہے۔ معنویت کے لحاظ سے اس کا پایہ زیادہ بلند نہیں۔ مولانا الطاف حسین جنہوں نے حیات جاوید لکھ کر سر سید کو زندہ جاوید بنایا ہے اور جس کتاب کے متعلق مولانا شبلی کی رائے تھی کہ سر سید کی مدح سرائی ہے سوانح نگاری نہیں، اس حیات جاوید میں حالی لکھتے ہیں۔

"سر سید نے اس تفسیر میں جا بجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض بعض مقامات پر ان سے ر کیک لغزشیں ہوئی ہیں" [1]

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

سب بڑا ایمان خدا ہی کے لیے ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان ہے اور بڑا رحم والا۔ حاکم ہے انصاف کے دن کا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تونے بخشش کی ہے۔ نہ ان کی راہ پر جن پر غصہ تیرا غصہ ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والوں کی راہ پر۔

۱۔ مولانا حالی ۔ حیات جاوید حصہ اول ص۔ ۱۸۲ مطبوعہ مفید عام آگرہ

سید محمد حسن امروہوی - ترجمہ قرآن مع تفسیر غایتہ البرہان
فی تاویل القران طبع اول سنہ ۱۳۰۵ ھ / ۱۸۸۷ ء
-.-

یہ ترجمہ تفسیر قرآن کے ساتھ ہے - تفسیر کے باب میں غایتہ البرہان

کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے - اس ترجمہ کا انداز یہ ہے -

سورہ فاتحہ

الحمد للہ ــــــ ہر ایک حمد و کمال ذات وجود حق

کو خاص ہے ــــــ

وہی قابل آخرت اور وہی اس میں رحیم ہے ــــــ

مالک روز دین یعنی جزا کا ہے ــــــ تجھکو ہی ہم عبادت

کرتے ہیں ــــــ

خاص تجھی سے تیری عبادت خاصہ میں ہم استعانت

چاہتے ہیں ــــــ

راہ بتا ہمکو سیدھی ــــــ ان بزرگوں کی راہ جن

پر تو نے احسان کیا ہے ــــــ نہ راہ انکی جن پر غضب

کیا گیا ہے -

(ص ۶ و ۷)

سنہ ۱۳۰۷ ھ میں مولوی حسن خان کا ترجمہ تفسیر فتح العزیز

(عم) موسوم بہ بستان التفاسیر شائع ہوا -

نواب صدیق حسن خان۔ ترجمان القرآن بلطائف البیان
مع ترجمہ قرآن مجید۔ زمانہ تالیف سنہ ۱۳۰۶ھ/ ۹۰-۱۸۸۸ء
=-=

یہ ترجمہ نواب صدیق حسن خان کی تفسیر کے ساتھ ہے جس کی پندرہ جلدیں ہیں۔ ابتدائی چھ جلد میں خود نواب صاحب مرحوم نے لکھی ہیں اور بعد کی جلدیں مولوی محمد بن ہاشم اور مولوی ذوالفقار احمد نے پوری کیں۔ مولف کی تفسیر ترجمہ سے علیحدہ نہیں بلکہ ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ یہاں تفسیر خارج کر کے صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ تفسیر پر تفصیلی بحث تفسیر کے باب میں کی گئی ہے۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

الحمد للہ رب العالمین۔ سب تعریف اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہان کا ـــــ

الرحمن الرحیم۔ بہت مہربان نہایت رحم والا ـــــ

مالک یوم الدین۔ مالک انصاف کے دن کا ـــــ

ایاک نعبد وایاک نستعین۔ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں ـــــ

اھدنا الصراط المستقیم۔ دکھا ہم کو راہ سیدھی ـــــ

صراط الذین انعمت علیھم۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا ـــــ

غیر المغضوب علیھم والا الضالین۔ نہ جن پر تو نے غصہ کیا اور نہ بھٹکنے والے۔ (ص۔ ۱۶ ـــ ۱۸)

(جلد اول مطبوعہ مطبع الانصاری۔ دہلی سنہ ۱۳۰۶ھ)

سنہ ۱۳۰۸ھ میں محمد عبدالحکیم لکھنوی نے جواہر التفسیر لکھی۔ جس کا ذکر تفسیر کے باب ۲ میں کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۳۰۹ھ میں ایک اور تفسیر "کاشف المکنون عن مطالب عم یتساءلون" اسلامیہ پریس لاہور میں چھپی تھی۔ سنہ ۱۳۱۱ھ میں ابی القاسم محمد عبدالرحمن کی تفسیر سورہ اخلاص جو ابن سینا کی تفسیر کا اردو ترجمہ ہے مطبع شمس المطابع دہلی سے شائع ہوئی۔ ان تفسیروں میں اپنے اپنے ترجمے لکھے ہیں۔

فتح محمد تائب۔ خلاصۃ التفاسیر مع ترجمہ قرآن
طبع اول سنہ ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء

-.-

یہ ترجمہ تفسیر کے ساتھ سنہ ۱۳۱۱ھ میں مطبع انوار احمدی لکھنؤ میں طبع ہوا۔ اس تفسیر کا تفسیر کے باب ۲ میں تفصیل کے ساتھ کیا جائیگا۔

نمونہ سورہ ضحی

قسم ہے دن چڑھے کی۔ قسم ہے رات کی جب چھپا لے۔ نہ چھوڑا تمہیں رب نے تیرے اور نہ ناخوش ہوا اور بیشک آخرت بہتر ہے تیرے لیے دنیا سے اور اب دیگا تمہیں رب تیرا پس خوش ہوگا تو کیا نہیں پایا تجھ کو یتیم پس ٹھکانا دیا۔ اور پایا تجھے گم ہوجانے والا پس راہ دکھائی اور پایا تجھے مفلس پس توانگر کیا۔ لیکن یتیم پر نہ غصہ کر اور سوال کرنیوالے کا نہ جھڑک اور نعمتیں اپنے رب کی بیان کر۔ ص۔ ۲۳ ــ ۶۱۸

ترجمہ صاف اور شستہ اور سلیس ہے۔

سنہ ۱۳۱۲ھ میں مولوی عبدالغفور نے اپنے ترجمے کے ساتھ ذخیرۂ عقبیٰ تفسیر الم نشرح لکھی۔

محمد رحیم بخش دہلوی - ترجمہ قرآن مع تفسیر اعظم التفاسیر طبع اول ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء
=*=

یہ ترجمہ تفسیر کے ساتھ مطبع مو پریس - دہلی میں سنہ ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوا - اس تفسیر میں مفسر نے آیات کے نیچے پہلے دو فارسی ترجمے دیئے ہیں اس کے بعد دو اردو ترجمے دیئے ہیں - یہاں نمونہ پیش کیا جاتا ہے - تفسیر کا تفصیلی ذکر تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے -

نمونہ سورہ بنی اسرائیل

ترجمہ اول - اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو نعمت میری جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور یہ کہ بزرگی دی میں نے تم کو اوپر عالموں کے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے کچھ اور نہ قبول کیا جاوے گا اس سے بدلا اور نہ فائدہ دے گی اس کی شفاعت اور نہ وہ مدد دیے جاوینگے -

ترجمہ ثانی - اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے تم پر کیا اور وہ کہ بڑا کیا تم کو سارے جہان پر اور بچو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص کے ایک ذرہ اور نہ قبول ہو اس کی طرف سے بدلا اور نہ کام آوے اس کو سفارش اور نہ ان کو مدد پہونچے -

(جزو اول ص ۲۲)

سنہ ۱۳۱۴ھ میں غلام محمد غوث نے اپنے ترجمے کے ساتھ تفسیر منتہی الموعظہ لکھی جو سنہ ۱۳۱۴ھ میں مطبع نول کشور - لکھنؤ میں چھپی - اس تفسیر کا ذکر تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے - سنہ ۱۳۱۲ھ میں آغا علی صاحب بن سید دلدار علی صاحب شیعی کا ترجمہ مطبع اعجاز محمدی - آگرہ سے شائع ہوا تھا - چونکہ مترجم شیعہ ہیں اس لیے کہیں کہیں ذاتی معتقدات کی جھلک نظر آتی ہے -

عبدالحق حقانی ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر فتح المنان سنہ ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء
تا سنہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء

یہ ترجمہ تفسیر فتح المنان کے ساتھ ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہم نے تفسیر کے باب میں اس پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ مولوی عبدالحق دہلوی کا یہ ترجمہ گو نصف صدی سے زیادہ پرانا ہوچکا ہے۔ مگر زبان اور انداز بیان کے لحاظ سے شستہ و صاف ہے۔ مفہوم کے لحاظ سے مطلب خیز ہے۔

<u>نمونہ سورہ فاتحہ</u>

ہر طرح کی ستائش اللہ ہی کے لیے ہے جو کل جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے جو نہایت رحم کرنے والا ۔ جزا کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے (ہر کام میں) مدد مانگتے ہیں ۔ ہم کو سیدھے رستہ پر چلا ۔ ان کے رستہ پر جن پر تونے فضل کیا ۔ نہ ان کے رستہ پر جن پر تیرا غضب نازل ہوا نہ گمراہوں کے رستہ پر ۔

سنہ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں خلیل احمد اسرائیلی نے تفسیر کبیر کی جلد اول کا ترجمہ کیا جو اسی سنہ میں مطبع شمس الاسلام امرتسر سے شائع ہوا ۔ سنہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم کی تفسیر القرآن بالقرآن شائع ہوئی سنہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں شیخ علی تراب (احمدی) کی تفسیر القرآن شائع ہوئی ۔ سنہ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں ابوالحسن محمد محی الدین خان کی تفسیر عین الیقین مطبع صدیقی ۔ لاہور میں چھپی یہ تفسیر امام حسن علیہ السلام سے منسوب تفسیر مرآۃ العارفین کا اردو ترجمہ ہے۔ ان تفاسیر کا اجمالی ذکر تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے۔ ان حضرات نے آیات کے بامحاورہ ترجمہ لکھے ہیں۔

مولوی نذیر احمد۔ ترجمہ قرآن طبع اول سنہ ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء

اس ترجمہ کا ایک نسخہ راقم کو مؤلف کے پوتے محترم محمد مسلم (دھلی) نے عطا کیا تھا۔ یہ ۵ × ۱۱ سائز کے ۱۱۱۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ پیش نظر اڈیشن مطبع قاسمی۔ دھلی میں سنہ ۱۳۲۲ھ میں طبع ہوا تھا۔

مؤلف طبع اول کے دیباچہ میں ترجمہ سے متعلق جن باتوں کی صراحت کی ہے ان میں چند ایک یہ ہیں۔

(۱) بین السطور میں ترجمہ کے طریقہ کو چھوڑ کر صفحہ مقابل پر ترجمہ لکھا گیا ہے۔

نوٹ۔ فورٹ ولیم کالج میں جو ترجمہ ہوا تھا اس کے دیباچہ میں کاظم علی جوان نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ابتداء میں خیال یہی تھا کہ ایک طرف قرآن شریف کا متن لکھا جائے اور دوسری طرف ترجمہ لکھا جائے لیکن بعد میں یہ خیال ترک کر دیا تھا۔ ہمارے خیال میں سب سے پہلے ڈپٹی نذیر احمد نے یہ طریقہ اختیار کیا۔

(۲) حاشیہ پر اکثر الفاظ کا لغوی حل۔ مضمون کی تسہیل اور عبارت کی نحوی اور صرفی ترکیب بھی بیان کی گئی ہے۔

(۳) ہر آیت کا نمبر علیحدہ دیا گیا ہے۔

(۴) ابتداء میں مضامین قرآن کی فہرست دی گئی ہے جس میں مندرجہ ذیل جلی عنوانات ہیں۔

(الف) عقائد (ب) آں حضورؐ اور آپ کے معاصرین

(ج) احکام قرآن مجید و معتقدات و عبادات و حسن
معاملات و اخلاق تہذیب نفس وغیرہ۔

(د) قصص (ھ) عالم معاد (و) متفرقات

(۵) ان جلی عنوانات کے تحت بہت سے ذیلی عنوانات بھی دیئے
گئے ہیں۔ اور اس طرح پورے قرآن عظیم کے مضامین کو سلسلہ وار
مرتب کر دیا گیا ہے۔ جس سے استفادہ میں بے انتہا سہولت
ہو گئی ہے۔

(٦) قرآن پاک کے وضاحت طلب مقامات پر ضروری توضیحات بھی
کر دی گئی ہیں۔ جن کو حاشیہ پر بیان کیا گیا ہے۔

(٧) مترجم کے قول کے مطابق یہ ترجمہ با محاورہ و فصیح اور
شستہ ہے۔ مطالب کی توضیح کے لیے جابجا خطوط وحدانی
میں مترجم نے عبارات کا اضافہ کیا ہے۔ ترجمہ کے متعلق
مترجم کا یہ بیان اہمیت سے خالی نہیں۔

"لوگوں نے بین السطور ترجمہ کو لفظی ترجمہ سمجھ رکھا ہے۔
اور یہ ان کی غلطی ہے۔ عربی اور اردو میں ترتیب الفاظ کا اسلوب
ایک نہیں پس لفظی ترجمہ ہو نہیں سکتا مثلاً "ذالک الکتاب
لاریب فیہ" کا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب کا کیا ہوا لفظی
ترجمہ تو یہ ہے کہ "یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے۔ لیکن یہ

صحیح اور محاورہ اردو نہیں۔ مولوی شاہ عبد القادر نے

با محاورہ ترجمہ کیا ہے " اس کتاب میں کچھ شک نہیں

" تو یہ لفظی ترجمہ نہیں۔ عطرا ترجمہ ہے۔ یہ وہ کتاب

ہے جس (کے کلام الہی ہونے) میں کچھ بھی شک نہیں "۔

مولوی نذیر احمد مرحوم کے پوتے مسلم احمد دہلوی نے ۔ اگست

سنہ ۱۹٦۳ء کو راقم کے تیام دہلی کے زمانے میں اس ترجمہ کے متعلق عجیب انکشاف

کیا۔ چونکہ یہ اہمیت سے خالی نہیں اس لیے ہم ان کے بیان کو اپنے الفاظ میں

مختصراً لکھتے ہیں۔

مولوی نذیر احمد کی ہمشیرہ ام علیمہ بڑی عالمہ اور فاضلہ تھیں۔

دیوان حماسہ ازبر یاد تھا۔ اور قرآن کریم پر خاص عبور تھا۔ ایک

مرتبہ مولوی صاحب نے ایک آیت کا ترجمہ لکھ کر اپنی صاحب زادی

سکینہ بیگم کو یاد کرنے کیلئے کے لیے دیا۔ وہ یہ پرچہ لے

کر اپنی پھوپھی جان ام علیمہ کے پاس آئیں اور ان کو دکھا دیا۔

موصوفہ نے اپنی بھتیجی کو مولوی صاحب کے پاس واپس بھیجا اور

فرمایا کہ ترجمہ صحیح لکھیں۔ مولوی صاحب نے پھر وہی ترجمہ

لکھ کر واپس کر دیا۔ چنانچہ اس کے بعد موصوفہ نے مولوی صاحب

کو مشورہ دیا کہ تراجم و تفاسیر قرآن اور احادیث سے متعلق

یہ کتابیں دیکھیں اور فرمایا کہ مطالعہ کے بعد پھر ترجمہ لکھیں

مولوی صاحب کو جب اپنی کم علمی کا علم ہوا تو انہوں نے ترجمہ

کا ارادہ ترک کر دیا۔ مگر جب اس کا علم ام علیمہ کو ہوا تو مولوی

صاحب کو بلا کر فرمایا کہ ترجمہ شروع کرو۔ چنانچہ طے پایا

کہ مولوی صاحب روزانہ ترجمہ کر کے اپنی ہمشیرہ کے پاس

بھیجیں اور نظر ثانی کریں۔ مولوی صاحب نے ترجمہ لکھوانے

کے لیے پانچ ۶ آدمی مقرر کیے جن میں مولوی فتح محمد جالندھری بھی
تھے۔ وہ ہر اتوار کو ترجمہ کا مسودہ اصلاح کے واسطے لے جایا کرتے
تھے۔ جب تسوید کامکمل ہوگیا تو بحث کے لیے تمام مسودات مولوی
فتح محمد کو دے دیئے گئے لیکن مولوی صاحب موصوف نے چھ ماہ تک
کوئی خبر نہیں دی اور بالآخر معلوم ہوا کہ انہوں نے یہ ترجمہ
اپنے نام سے چھپوا دیا ہے۔ مولوی نذیر احمد کو اس واقعہ سے سخت
تکلیف پہنچی۔ اور ان کی ہمت ٹوٹ گئی۔ لیکن ان کی ہمشیرہ نے
پھر ہمت بندھائی اور فرمایا کہ دوبارہ ترجمہ کا کام شروع کیا جائے
انشاء اللہ یہ ترجمہ پہلے ترجمہ سے بہتر ہوگا۔ چنانچہ کام
شروع ہوا اور ایک نیا ترجمہ لکھنے کے لیے دس آدمی مقرر
کیے گئے اور نظر ثانی اصلاح نے فرمائی۔ اس طرح ترجمہ مکمل
ہوا۔ تو سمجھ میں اکثر و بیشتر عبارات مولوی صاحب کی نہیں بلکہ
ان کی ہمشیرہ کی ہیں"

پروفیسر حامد حسین قادری مرحوم نے داستان تاریخ اردو میں اس
ترجمہ پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ڈپٹی نذیر احمد کی سب سے
بڑی اسلامی خدمت قرآن کا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ ان سے پہلے شاہ رفیع الدین اور
شاہ عبدالقادر کے تراجم موجود تھے۔ مگر ان کی زبان سو برس پرانی ہوچکی تھی۔
مولوی نذیر احمد نے اپنے ترجمہ میں چند اضافے کیے[1]

۱۔ حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو ص۔ ۵۴۶

آگے چل کر لکھا ہے۔

"ڈپٹی صاحب نے ترجمے کی جدتوں اور خوبیوں سے بعد کے مترجمین نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ خطوط ہلالی کے تشریحی الفاظ تو بلا استثناء تمام مترجمین نے اپنے ترجمہ میں بڑھائے۔ تفسیری حاشیے بھی اکثر نے لکھے چند مشہور مترجمین یہ ہیں:

مولوی فتح محمد جالندھری۔ مولوی عاشق الٰہی۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ ان کے ترجمے اپنے اپنے دائروں میں مقبول ہیں لیکن یہ سب مولوی نذیر احمد سے مستفیض ہیں۔

اگرچہ سب نہیں تو ان میں اکثر وہ لوگ ہیں جنہوں نے نذیر احمد پر ترجمہ کی خامیوں اور زبان و محاورے کی آزادیوں کے سبب سے کفر تک کے فتوے لگا دیئے تھے۔ اس ہنگامہ آرائی کی حقیقت یہ ہے کہ ڈپٹی نذیر احمد باوجود وضع قدیم کے بہت کچھ آزاد خیال تھے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اپنے آپ کو مجتہد سمجھتے تھے اس لئے عقائد و اعمال میں بعض وہ باتیں بھی شامل تھیں جو مذہب جمہور کے خلاف ہیں۔ یہ بنائے فساد تھی۔ اور اس بنا پر علماء کا ڈپٹی صاحب سے اختلاف بےجا نہ تھا لیکن اصل یہ ہے کہ جن مترجمین کے نام اوپر لکھے گئے ان میں سے بھی بعض بزرگ عقیدہ و مسلک کے اعتبار سے باہم تخالف و تضاد رکھتے ہیں۔ اور ایک کا ترجمہ دوسرے کے نزدیک نامعتبر ہے۔ اس قسم کا اختلاف ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا ہم کو اس وقت ترجمہ کی جدتوں اور خوبیوں سے بحث ہے اس میں ڈپٹی صاحب کا فضل تقدم مسلم ہے[1]

قادری صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ علمائے نے نذیر احمد مرحوم سے استفادہ کیا ہے۔ مترجمین جن کا ذکر انہوں نے فرمایا۔ بلند پایہ علماء میں سے تھے۔ اصل یہ ہے کہ بقول نذیر احمد مرحوم سب مترجمین نے شاہ عبد القادر سے استفادہ کیا ہے۔ جو بھی ترجمہ کرے اس پر خاندان ولی اللہی کا عظیم احسان ہے۔

نمونہ ترجمہ از سورہ بنی اسرائیل

وہ (خدا عیب اور درماندگی کے عیب سے) پاک ہے۔ جو اپنے بندے (محمد) کو راتوں رات مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک لے گیا۔ جس کے گرد اگر ہم نے (دنیا و دین) کی برکتیں دے رکھی ہیں۔ اور اس لیجانے سے مقصود یہ تھا کہ ہم ان کو اپنی (قدرت کے) کچھ نمونے مشاہدہ کرائیں (اور ان کو بعض اسرار غیب معلوم ہوں) وہ (در اصل) سننے والا۔ دیکھنے والا (یعنی غیب دان) وہی خدا ہے[1]

دنیا کی برکتوں سے مراد۔ یہ ہے کہ وہاں کی زمین نہایت درجہ کی سیر حاصل ہے اس میں عمدہ سے عمدہ پیداوار اور بکثرت ہوتی ہے اور دین کی برکتوں سے مراد ہے اس مکان کی متبرکیت کہ بیت المقدس تمام اہل کتاب کا قبلہ رہا ہے۔ سینکڑوں پیغمبر اس سرزمین میں پیدا ہوئے اور وہیں دفن کئے گئے۔

مولوی نذیر احمد نے توسین میں جن توضیحی عبارات کو رکھا ہے اس قسم کی عبارت پچھلے ترجموں میں فائدہ یا تشریح کے ذیل میں بیان کی جاتی تھی۔ بس فرق صرف اتنا تھا کہ وہ توسین نہیں لگاتے تھے۔ اور اس قسم کے تراجم کو تفسیر کہا گیا ہے۔ مولوی نذیر احمد کا ترجمہ بھی ہمارے خیال میں صرف ترجمہ نہیں بلکہ تشریحی ترجمہ ہے۔

[illegible]

مولوی نذیر احمد کے ترجمے کے دیکھا دیکھی بعد کے ترجمے بھی اس انداز پر شائع ہونے لگے یعنی ایک طرف متن اور دوسری طرف ترجمہ - بعض واقعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے علاوہ میں اس انداز سے ایک ترجمہ شائع کیا گیا تھا انگریزی تراجم تو اس انداز سے کافی شائع ہوئے ہیں -

---

ترجمہ قرآن مجید بغیر متن - مولف نامعلوم تالیف
اوائل چودھویں صدی ہجری انیسویں صدی عیسوی (قلمی)

یہ قلمی نسخہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری - حیدرآباد دکن - میں موجود ہے[1] ۱۲ سطری ۸½ × ۶ سائز کے ۱۱۳۱ صفحات پر مشتمل ہے - خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے -

ہر پارہ کا ترجمہ اور ترتیب صفحات علیحدہ علیحدہ ہے -

اس نسخہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے -

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو قرات کے لیے ہاتھ میں اٹھائے اور قرات سے پہلے یہ دعا پڑھے ———

اختتام ان سطور پر ہوتا ہے -

" اور خود ان پر اور ان کے پاکیزہ اولاد پر سلام خاص اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں تحت "

---

۱ - نصیر الدین ہاشمی - فہرست اردو مخطوطات سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد دکن ج - ۲ سنہ ۱۳۸۱ھ ص - ۴۲ نمبر ۴۴ ترجمہ قرآن مجید نمبر ۱۸۵۲

عاشق الٰہی میرٹھی – ترجمہ قرآن پاک – تالیف
سنہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء – سنہ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء (طبع اول)

یہ ترجمہ سنہ ۱۳۱۸ھ تالیف کیا گیا اور سنہ ۱۳۲۰ھ میں پہلی بار مطبع خیر المطابع – لکھنؤ سے شائع ہوا – اس ترجمے کی معنوی عمدگی کے متعلق مولانا محمود حسن مرحوم کی یہ رائے کافی ہے –

بندہ کے احباب میں اول مولوی عاشق الٰہی صاحب ساکن میرٹھ نے ترجمہ کیا – اس کے بعد مولینا اشرف علی صاحب سلمہ اللہ نے ترجمہ کیا – احقر نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے – جو جملہ خرابیوں سے پاک و صاف اور عمدہ ترجمے ہیں[1]

زبان و اسلوب بیان کے لحاظ سے بھی عام فہم اور مطلب خیز ہے – سورہ فاتحہ کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے –

"ہر تعریف اللہ ہی کو (زیبا ہے) جو تمام جہان کا پروردگار نہایت مہربان – رحم والا – مالک ہے اور روز جزا (یعنی قیامت) کا خداوندا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں – اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں – دکھا ہم کو سیدھا راستہ – ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے فضل فرمایا ہے – نہ ان کا جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والوں کا"

---

۱ – مقدمہ ترجمہ قرآن از مولانا محمود حسن مرحوم – بحوالہ "دار العلوم" ستمبر سنہ ۱۹۵۵ء ص – ۲۰

فتح محمد جالندھری - ترجمہ قرآن مجید - طبع اول سنہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء

یہ ترجمہ قرآن جیسا کہ مولوی نذیر احمد مرحوم کے پوتے مسلم (ایم اے) نے فرمایا تھا اصل میں مولوی نذیر احمد مرحوم کا تھا جس کا مسودہ انہوں نے مولوی فتح محمد کو تبییض کے لیے دیا تھا وہ انہوں نے اپنے نام سے چھپوا دیا۔ مگر ہمارے نزدیک یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ یہ ترجمہ بعد میں چھپا ہے یہ ترجمہ نہ بہت صاف و شستہ ہے اور نہ بہت گنجلک ہے۔ اوسط درجہ کا ترجمہ ہے۔ البتہ عام فہم اور سلیس ہونے میں کلام نہیں۔

نمونہ ترجمہ سورہ الفاتحہ

سب طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ انصاف کے دن کا حاکم (اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمکو سیدھے رستہ چلا۔ ان لوگوں کے رستہ جن پر تیرا فضل و کرم رہا۔ نہ ان کے جن پر غصہ ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے۔

پاکستان میں یہ ترجمہ بغیر متن "نور ہدایت" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں شاہ عبدالقادر کی موضح قرآن سے جابجا حواشی شامل کیے گئے ہیں۔ یہ نسخہ ۱۰ × ۵ سائز کے ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس ترجمہ کے تتمہ میں مترجم نے لکھا ہے کہ ان کی تالیفات "ارشادات القرآن" اور "نفائس القصص" کے شائع ہونے کے بعد لوگوں نے پورے قرآن کریم کے ترجمہ کی فرمائش کی چنانچہ ترجمہ کیا گیا اور اس میں ان باتوں کا التزام رکھا۔

۱۔ ترجمہ سہل، سلیس اور سادہ و با محاورہ ہو۔ اس کے ساتھ مطالب قرآن کی صحیح ادا ہوں۔ نیز الفاظ و معانی میں مناسبت اور مطابقت تام ہو۔

(۲) نظم آیات کا ترجمہ جدا جدا ہو۔ نہ ان میں تقدیم و تاخیر ہو اور نہ وہ باہم مخلوط اور ممتزج ہوں۔

(۳) ترجمہ کے لفظ لفظ میں روز مرہ و محاورہ اردو کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس لیے کہیں کہیں بحکم ضرورت متن کے الفاظ کی پابندی ترک کر دینا پڑی۔

(۴) چوں کہ اہل تنقید نے بعض نئے ترجموں کی نسبت یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان میں اپنی طرف سے اس کثرت سے عبارتیں زیادہ کی گئی ہیں کہ ترجمہ حد ترجمہ سے نکل گیا ہے۔ لہٰذا یہ ترجمہ، حد ترجمہ کے اندر رکھا گیا۔

(۵) مخدوفات اور مقدرات سے چوں کہ چارہ نہیں اس لیے انہیں مقامات کی وضاحت کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ جہاں عبارت کی لطافت اور روانی اور توضیح مطالب و معانی کے لیے ایسا کرنا ضرور تھا۔

(۶) زبان ایسی اختیار کی گئی ہے جو خدائے ذوالجلال کے کلام کے شایان شان ہو نہ وہ کہ جس پر طالی دماغ لوگ ناک بھوں چڑھائیں۔

مترجم نے شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کو سراہا ہے۔ بقول مولوی

نذیر احمد مرحوم ہر مترجم پر شاہ صاحب کا عظیم احسان ہے۔ یقیناً مترجم موصوف نے پورا پورا استفادہ کیا ہے۔ مترجم نے لکھا ہے۔

"اور حقیقۃ ہےاس کے چھوٹے چھوٹے جملے - میٹھے میٹھے الفاظ
اس کی پیاری پیاری زبان - ایسی ہے کہ جوبھی اس کو سنتا ہے -
سر دھنتا ہے" -

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ -

"کہا جاتا ہے کہ ایک تو آجکل زبان بہت بدل گئی ہے ——
دوسرے لفظوں کی تقدیم و تاخیر سے ترجمہ میں اغتباطی
اس قدر ہے کہ اکثر جگہ مطلب سمجھ میں نہیں آتا ——

اس لیے جو روش اس ترجمہ میں اختیار کی گئی ہے اس میں
زبان حال کی کی شستگی زبان کے لحاظ سے جو جو خوبیاں
ترجمے میں ہونی چاہئیں وہ سب اس میں موجود ہیں - یوں
سمجھنا چاہیئے کہ شاہ صاحب کا ترجمہ صوری کی ڈلیاں ہیں -
تو یہ ترجمہ شربت کے گھونٹ —— لیا یہ آسان سریع
الفہم - پڑھے جائے - اور مطالب سمجھے جائے -

مترجم نے تتمہ میں ترجمہ کی دشواریوں کو اس انداز سے بیان کیا ہے -

حق یہ ہے کہ قرآن مجید کا شستہ اور شگفتہ اور لطیف اور
شیریں اور دل نشین اور اجلی اور اعلی اور ادبی ترجمہ
کرنا جوئے شیر لانا ہے - اور میں نے جہاں تک میرے امکان میں
تھا اسی طرح کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے - بعض اوقات
ایسے بھی اتفاقات پیش آئے رہے کہ فکر جلد کام نہیں کرتا
تھا - اور ترجمہ کا اسلوب مطبوع و دل پسند - یہ جملہ ذہن میں
نہیں آتا تھا - تو میں افسردہ ہوجاتا تھا -

مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس دشوار گزار گھاٹی میں جہاں
ہمت کا قدم ڈگمگانے اور حوصلے کا پاؤں لڑکھڑانے لگا۔ تائید
غیبی نے میری دستگیری فرمائی اور جس جگہ غور و فکر کی آنکھوں
کے سامنے کسی طرح کی دقت اور دشواری کی تاریکی چھانے لگی
فیض روح القدس نے تسہیل و تیسیر کی شمع لے کر روشنی کر دی۔
یہاں تک کہ میں منزل مقصود کو پہنچ گیا۔

تتمہ کے بعد اس کے متعلق مختلف علمائے کرام کی آراء کو زیب
قرطاس کیا گیا ہے۔ اس سے ترجمہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جن علمائے کرام
نے تقریظات قلمبند کی ہیں ان میں دہلی کے مشہور عالم مفتی کفایت اللہ مرحوم،
سید شاہ محمد بدر الدین۔ امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولوی سید ممتاز علی
دیوبندی۔ مولوی عبد اللہ الصطاوی۔ مولوی محمد حلیم انصاری۔ اور مولوی
عبد القیوم جالندھری قابل ذکر ہیں۔

مولوی شیخ احمد قادری ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر کشف القلوب ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء

یہ ترجمہ اصل میں محمد عمر قادری خلیق کا ہے جس کو شیخ احمد قادری نے غالباً فارسی سے اردو میں منتقل کیا ہے ۔ یہ ترجمہ سنہ ۱۳۱۹ھ میں کیا گیا ۔

نمونہ ترجمہ

امن خلق ــــــــــــــــــ یعدلون ۔

بلکہ (وہ بہتر ہے) جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے پانی اتارا ۔ پھر ہم نے اس (پانی) سے رونق والے باغ اگائے ۔ تم سے ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں کے) درختوں کو اگا دیتے ۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے ہرگز نہیں ۔ بلکہ وہی لوگ کج روی کو تے ہیں ۔
(ص ۔ ۱۴۴۴)

ترجمہ نہایت صاف اور شستہ اور با محاورہ ہے ۔

محمد عبد المجید دہلوی ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر البیان
طبع اول سنہ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء

یہ ترجمہ ۔ تفسیر کے ساتھ سنہ ۱۳۲۰ھ میں مطبع انصاری ۔ دہلی میں طبع ہوا ۔ تفسیر کے باب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ۔

نمونہ ترجمہ

اے ایمان والوں تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا تاکہ تم ـــــــــــ پہر چند روز ہیں گنتی کے ۔ ـــ

پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر میں ہو تو دوسری دنوں

میں گنتی پوری کر دے اور جن کو طاقت ـــــ ہو تو بدلا ـــــ

ایک محتاج کو کھانا کھلانا ہے۔ پھر کوئی خوشی سے نیکی کرے

تو اس کے لیے بہتر ہے اور اگر تم ـــــــــ سمجھو تو

ـــــــ بہتر ہے۔

(ص ۔ ۲)

ڈاکٹر محمد عبد الحکیم۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر حمایل التفسیر ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء

-

یہ ترجمہ تفسیر کے ساتھ سنہ ۱۳۲۱ھ میں مکمل ہوا اور سنہ ۱۳۲۲ھ

میں پہلی بار مطبع عزیزی تراوڑی (کرنال) میں چھپا۔ اس کا ذکر تفسیر کے باب میں

کیا گیا ہے۔

نمونہ ترجمہ سورہ العصر

والعصر ـــــــــــــــــــ وتواصوا بالصبر۔

زمانہ گواہ ہے کہ انسان ٹوٹے میں ہے مگر وہ خوش نصیب جوں

جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو

حق بات کی نصیحت کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی

نصیحت کرتے رہے۔

(ص ۔ ۱ ۔ ۱۱۳۰)

ترجمہ صاف اور شستہ ہے لیکن چوں کہ مولف احمدی جماعت سے متعلق ہیں اس لیے انہوں نے جابجا موقع ہو تو اپنے معتقدات کو پیش نظر رکھا ہے۔

غالباً سنہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں مولوی وحید الزمان کی "تفسیر مبوب القرآن لضبط مضامین القرآن" مع ترجمہ قرآن حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ یہ ترجمہ مسلسل نہیں بلکہ مذا میں کے اعتبار سے آیات کو جمع کر کے مسلسل وار کیا گیا ہے۔

نمونہ ترجمہ

(اے پیغمبر) کہدے اگر تم کو اللہ کی محبت ہے تو میری راہ پر چلو اللہ بھی تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہ بخشدے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے پیغمبر) کہدے (ہر مقدمہ میں دین کا ہو یا دنیا کا) اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

(ص ۱۳۶)

ترجمہ نہایت شستہ اور صاف ہے۔

وحید الزماں ۔ موضح القرآن بتفسیر وحیدی ۔ تالیف سنہ ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء

-*-

یہ ترجمہ وحید الزماں نواب وقار نواز جنگ (حیدرآباد دکن) نے سنہ ۱۳۲۱ھ میں مکمل کیا تھا اس کے حاشیہ پر مترجم نے تفسیر بھی لکھی ہے ۔ یہ ۱۵×۱۲ سائز کے ۸۰۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔ سنہ ۱۳۲۱ھ / ۱۹۳۲ء میں پہلی بار گیلانی پریس (لاہور) سے شائع ہوئی مترجم نے خود ترجمہ و تفسیر کے اتمام پر یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے ۔

جب کہ کل ہوئی تفسیر بہ فضل رحمن ۔
اچھی تاریخ کا پیدا ہوا دل میں ارماں

ہاتف غیب سے اک دم یہ صدا آئی ۔
کیوں نہیں کہتا یہ ہے "موضحۃ القرآن"

۱۳۲۱ھ

اس ترجمہ کے آخر میں مولوی عبد الجبار غزنوی کی تقریظ ہے جس میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ۔

عاجز نے تفسیر وحیدی ——— واضح متعددہ اور اکثر متفرقہ سے دیکھی ترجمہ با محاورہ و تفسیر بر طرز محقق اہل اسلام پایا آجکل کے تراجم اور تفاسیر اکثر جو دیکھے جاتے ہیں ان میں خیالات فلسفیانہ اور اختراعات مبر و شبہ جابجا موجود ہیں ۔ جن کے دیکھنے سے خواہ مخواہ یہ کہنا پڑتا ہے "لیتہ لم یصنف" یعنی کاش کہ یہ تفسیر نہ بنتی —— تفسیر تو یہ تفسیر وحیدی ہے جو ترجمہ با محاورہ میں بھی سبقت لے گئی ہے اور طریقہ ابتداع کو چھوڑ کر اتباع سبیل المومنین وراہ سلف صالحین کو اختیار کیا ——— ہر چند نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کی تفسیر بھی اسی قسم کی تفسیر ہے مگر اس میں طول طوالہ ہے" [۱]

---

۱ ۔ وحید الزماں ۔ ترجمہ موضحۃ القرآن ۔ ص ۸۰۲

یہ ترجمہ اور تفسیر مسلک اہل حدیث سے متعلق ہے۔ نواب وحید الزماں کے حالات کے سلسلے میں مولوی عبد الحلیم چشتی کی "حیات وحید الزمان" اور مولوی امام خان نوشہروی کی تالیف "تراجم علمائے حدیث ہند" مطالعہ کی جائے۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

اصل تعریف اللہ ہی کو سزا وار ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان رحم والا ـــــ انصاف کے دن کا مالک ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں (یعنی تیرا ہی پوجا کرتے ہیں) اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ ان کا راستہ جن پر تونے کرم کیا نہ ان کا جن پر غصہ ہوا اور نہ ان کا جو بہک گئے ـــ[1]

۱۔ وحید الزمان۔ موضحۃ القرآن۔ ص۔ ۲

عبداللہ چکڑالوی - ترجمۃ القرآن بآیات القرآن - طبع اول ۶ - ۱۳۲۵ھ/۸-۱۹۰۷ء

یہ ترجمہ تین جلدوں پر مشتمل ہے - پروفیسر منظور الحق (گورنمنٹ کالج حسن ابدال) کی عنایت سے ان کے دولت خانے پر مطالعہ کے لیے ملا - اس کی تین جلدوں کی تفصیل یہ ہے -

۱ - جلد اول (پارہ اول و دوم) مطبوعہ اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سنہ ۱۹۰۷ء صفحات ۲۳۲ سائز ۱۲ × ۸ -

۲ - جلد دوم (پارہ سوم تا پارہ ہشتم) مطبوعہ ہندوستانی اسٹیم پریس - لاہور سنہ ۸-۱۹۰۷ء صفحات ۷۱۰

۳ - جلد سوم (پارہ نہم تا سیزدہم) مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۰۸ء صفحات - ۹۴۲

~~[illegible]~~ مترجم نے اس ترجمہ میں جو طریقہ ملحوظ رکھا ہے اس کا خاکہ یہ ہے -

(۱) قرآن مجید کی تعلیم فطرت انسانی کے خلاف نہیں - اس کا لحاظ رکھا گیا ہے -

(۲) الفاظ قرآن کے معانی کسی خاص زمانہ سے مختص نہیں -

(۳) قرآن پاک معانی ایک فصیح عربی زبان کے لیے ہیں جس میں استعارہ - مجاز - کنایہ - تشبیہ و تمثیل وغیرہ سب کچھ شامل ہے -

(۴) قرآن مجید کی ہر آیت کا ماقبل اور مابعد کے ساتھ ربط ہے

(۵) کسی آیت کا ترجمہ قواعد صرف و نحو و لغت عرب کے خلاف بیان نہیں ہوا ہے -

(٦) قرآن پر جملہ اعتراضات کے مدلل اور محقق جوابات دئیے گئے ہیں

(٧) ہر ایک لفظ اور ہر ایک آیت کا ایک ہی ترجمہ ہی تذبذب نہیں

(٨) احکامات و اعتقادات قرآنی کے عقلی اصول بیان کئے گئے ہیں۔

پہلی جلد میں تیسرے پارے کے رکوع ١٦ تک ترجمہ ہے۔ ایک ہی صفحہ پر پہلے بین السطور میں اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ پھر نیچے حاشیہ میں ضروری تشریحی نوٹس ہیں۔

<u>نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ</u>

سب قسم اور ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے مختص ہے۔ جو پروردگار ہے تمام مخلوقات کا اور عام بخشش کرنیوالا (تمام مخلوق پر) اور بہت ہی مہربان (فرمان بردار بندوں پر)

(اور) حکم حاکم دن جزائے اعمال ذوی العقول کا (اے اللہ) خاص تیری ہی ہم تعظیم کرتے ہیں اور صرف تجھی سے بلا اسباب ہم مدد مانگتے ہیں۔ چلائیے رکھ ہم کو اوپر رستہ اپنے کے جو ہر طرح سیدھا اور پختہ ہے [1]

١۔ عبداللہ۔ ترجمۃ القرآن۔ ص۔ ٨

مولوی عبداللہ چکڑالوی - ترجمۃ القرآن بآیات القرآن - طبع اول ۶ - ۱۳۲۵ھ / ۸ - ۱۹۰۷ء
- -

یہ ترجمہ - تفسیر کے ساتھ تین جلدوں میں اسلامیہ اسٹیم پریس - لاہور میں
سنہ ۶ - ۱۳۲۵ھ کے دوران شائع ہوا - اس کا تفصیلی ذکر تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے -

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ
- - - - - - - - - - - - - - - -

سب قسم اور ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے مختص ہے جو
پروردگار ہے تمام مخلوقات کا اور عام بخشش کرنیوالا ہے
(تمام مخلوق پر) اور بہت ہی مہربان (فرمانبردار
بندوں پر) اور حاکم دین جزائے اعمال ذوی العقول کا (اے
اللہ) خاص تیری ہی ہم تعظیم کرتے ہیں اور صرف تجھی
سے بلا اسباب ہم مدد مانگتے ہیں -
چلائیے رکھ ہم کو اوپر رستہ اپنے کے جو خوب طرح سیدھا اور
پختہ ہے -
(ص - ۸)

ترجمہ گو صاف اور سلیس ہے مگر کہیں کہیں محاورہ اور روزمرہ
کا خیال نہیں رکھا گیا اور پڑھنے والے کو ایک پیچیدگی سی محسوس ہوتی ہے -

سید احمد حسن دہلوی ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر احسن التفاسیر ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

یہ ترجمہ ، تفسیر کے ساتھ سات جلدوں میں شائع ہوا ۔ مطبع الفضل المطابع دہلی میں اس کی ساتوں جلدیں طبع ہوئیں ۔ تفسیر کے باب میں ہم نے اس کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔

نمونہ سورہ فاتحہ

سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا ۔ بہت ہی مہربان نہایت ہی رحم والا ۔ مالک انصاف کے دن کا تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں سجلا ہم کو راہ سیدھی ۔ راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا ۔ نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بھٹکنے والے ۔

(جلد اول ص ۱ ۔ ۲)

سنہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں مولوی محمد داؤد کا ترجمہ تفسیر کبیر (جلد اول) حمیدیہ اسٹیم پریس ۔ لاہور میں طبع ہوا ۔ اس کا تفصیلی ذکر تفسیر کے باب میں کر دیا گیا ہے ۔

غلام رسول ۔ ترجمہ سورہ یوسف مع تفسیر ۔ قلمی ۔ تالیف ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

یہ تفسیر منظوم ہے مگر اس میں آیات قرآنی کے ساتھ منثور ترجمہ بھی
ہے ۔ اس پر تفصیلی بحث تفسیر کے باب میں کی گئی ہے ۔

نمونہ ترجمہ

الر تلک ــــــــــــــ لعلکم تعقلون ۔

الر ۔ یہ (سورت) کتاب واضح (یعنی قرآن مجید) کی چند
آیتیں ہیں ۔ ہم نے اس قرآن کو زبان عربی میں (اس لیے)
اتارا ہے تاکہ تم (عرب کے لوگ مادری زبان ہونے کی وجہ
سے اس کو بخوبی سمجھ سکو (اور تمہارے ذریعہ سے
دوسرے لوگ سمجھیں ۔

(ص ۔ ۳)

سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں غلام محمد غوث صفوی کی تفسیر
سلطنۃ المرجان (فاتحہ) ان کے اپنے ترجمہ کے ساتھ مطبع نول کشور ۔ لکھنؤ سے
شائع ہوئی ۔

ثناء اللہ امرتسری ۔ ترجمہ قرآن مجید مع تفسیر ثنائی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء طباعت

یہ ترجمہ تفسیر ثنائی کے ساتھ سات جلدوں میں شائع ہوا ہے ۔ تفسیر کے باب میں تفسیر ثنائی پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے ۔ یہ ترجمہ و تفسیر ثنائی خود مترجم نے مطبع اہل حدیث ۔ امرتسر میں ایک عرصہ میں مکمل طبع کی تھی ۔ زبان اور انداز بیان نیز معنوی طور پر کوئی ندرت نہیں ۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں والوں کا پرورش
کرنے والا ۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا ۔ قیامت کے دن کا ۔
مالک ۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد
مانگتے ہیں ۔ ہمیں سیدھی راہ پر پہنچا ۔ ان لوگوں کی
راہ جن پر تو نے انعام کیے ۔ نہ ان لوگوں کی جن پر غضب
کیا گیا نہ ان کی جو گمراہ ہیں ۔

محمد انشاء اللہ خان ۔ تفسیر القرآن ۔ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء تا ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء

یہ ترجمہ تفسیر کے ساتھ آٹھ جلدوں میں سنہ ۱۳۳۷ھ کو مکمل ہوا ۔ اور حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا ۔ اس کا تفصیلی ذکر تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے ۔

نمونہ سورۃ العصر

قسم ہے عصر کے وقت کی بیشک انسان ٹوٹے میں ہے لیکن نہ
وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور ایک
دوسرے کو حق کی تاکید کرتے رہے اور نیز ایک دوسرے کو
صبر کی تاکید کرتے رہے ۔

جلد ہشتم (ص ۔ ۱۶۸)

اس ترجمہ کی زبان صاف اور شستہ اور با محاورہ ہے ۔

سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں حکیم شمس اللہ قادری نے " الجوہر الفرید فی تفسیر التوحید " لکھی جو سنہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں افضل المطابع پریس مراد آباد میں طبع ہوئی ۔

نمونہ ترجمہ

قل ھو اللہ ——— کفوا احد ۔

اے محمد کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے (۱) اللہ بے نیاز ہے
ہے (۲) نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا
(۳) اور نہ کوئی اس کا جوڑ ہمسر ہے ۔ (ص ۔ ۱۰)

ترجمہ با محاورہ ہے ۔ اور صاف و شستہ ہے ۔

سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں محمد حلیم انصاری فیروز پوری کا

ترجمہ تفسیر القرآن ۔ فیروز پور سے شائع ہوا ۔

اشرف علی تھانوی ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر بیان القرآن طباعت
سنہ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء

یہ ترجمہ تفسیر بیان القرآن کے ساتھ بارہ جلدوں میں شائع ہوا ہے
تفسیر بیان القرآن پر تفسیر کے باب میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے ۔ یہ ترجمہ
سنہ ۱۳۲۲ھ میں مکمل ہوا اور پھر سنہ ۱۳۲۶ھ میں دہلی سے بارہ جلدوں میں تفسیر
کے ساتھ شائع ہوا ۔ ترجمہ کا انداز سادہ شستہ ہے ۔ گو تحت اللفظ ہے مگر پھر بھی
بامحاورہ اور مطلب خیز ہے ۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی نظر میں اس کا
پایہ بلند ہے ۔ تفسیر موضح قرآن کے بعد اس ترجمہ اور تفسیر کو قبول عام کا شرف حاصل
ہوا ہے ۔ اور اس کے بیشمار ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں ۔ اس حقیقت سے اس ترجمہ کے
مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے
جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں ۔ جو مالک ہیں روز جزا
کے ۔ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں ۔ اور آپ ہی سے درخواست
اعانت کی کرتے ہیں ۔ بتلا دیجئے ہم کو سیدھا رستہ ۔ رستہ
ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں
کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہوگئے ۔

مرزا حیرت دہلوی - ترجمہ قرآن مجید - طبع اول سنہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء

مرزا حیرت دہلوی علمی حلقوں میں کافی شہرت کے مالک ہیں۔ ان کا ترجمہ قرآن با محاورہ رواں اور سلیس و شستہ ہے۔ مترجم نے خود اپنے حواشی کے ساتھ اپنے مطبع کرزن پریس (دہلی) میں طبع کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے مقدمۃ القرآن بھی لکھا ہے۔ جو ایک علیحدہ جلد میں کافی ضخیم ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ اردو ترقیاتی بورڈ (کراچی) میں موجود ہے۔

نفس ترجمہ کے لحاظ سے مرزا صاحب کے ترجمہ میں کافی غلطیاں ہیں۔ مولانا اشرف علی مرحوم نے ایک رسالہ بہ عنوان اصلاح ترجمہ حیرت" لکھا ہے۔ جسمیں اس ترجمہ کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ مولانا مرحوم کا یہ رسالہ مطبع قیومی۔ کانپور میں سنہ ۱۳۳۰ھ میں طبع ہوا تھا۔ ۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ مرزا حیرت کے ترجمہ کے ابتدائی دو پاروں پر لغوی اور تفسیری بحث ہے۔

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

سب تعریف اللہ کو (سزاوار) ہے۔ جو سارے جہان کا پروردگار

بہت مہربان نہایت رحم والا۔ انصاف کے دن کا مالک (ہے)

ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

ہمیں سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے فضل کیا۔

نہ ان کی جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کی

احمد رضا خان بریلوی - ترجمہ قرآن موسوم بہ کنز الایمان
فی ترجمۃ القرآن - تالیف سنہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء

مولانا احمد رضا خان علماء کے اس طبقے کے سرگروہ ہیں جو خود کو بریلوی مسلک سے متعلق کہتا ہے۔ مولانا ایک اچھے شاعر اور اچھے مصنف تھے۔ قرآن پاک کا اردو ترجمہ بھی ان سے یادگار ہے۔ اس کے ترجمہ پر مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے مختصر حواشی لکھے ہیں۔ یہ ترجمہ پہلی بار مطبع نعیمی مرادآبادی اور مطبع اہل سنت مرادآباد میں علی الترتیب دو مرتبہ چھپا۔ اس کا تاریخی نام "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" ہے۔ (۱۳۳۰ھ)۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ بہت مہربان رحمت والا۔ روز جزا کا مالک۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔ نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

مقبول احمد - ترجمہ قرآن پاک - تالیف سنہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

مترجم کا تعلق شیعی مسلک فکر سے ہے - اس ترجمہ کا نسخہ پنجاب پبلک لائبریری (لاہور) اور سندھ یونیورسٹی لائبریری (حیدرآباد) میں بھی ہے - یہ ۱۴ × ۸ سائز کے ۹۹۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے - سنہ تالیف ۱۳۳۱ھ ہے - مرزا کاظم حسین لکھنوی المتخلص بہ محشر نے قطعہ تاریخ ترجمہ لکھا ہے - جس کا مقطع ہے -

محشر نے کہا جوش میں یوں مصرع تاریخ
یہ ترجمہ قرآن کا ہے مقبول زمانہ
۳۱ ۱۳ ھ

ترجمہ بین السطور میں ہے اور حاشیہ پر فوائد بھی درج ہیں جن میں ان کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے - تفسیر قمی - تفسیر صافی - تفسیر مجمع البیان - طبری تفسیر عیاشی - تفسیر [illegible] - العیون وغیرہ وغیرہ - ترجمہ میں جابجا شیعی خیالات و عقائد کا اظہار کیا گیا ہے - اس پر مختلف علماء شیعہ نے تبصرے کیے ہیں - سید آقا حسن نے تحریر فرمایا ہے -

------ اس مختصر مجموعہ میں کیا کچھ نہیں ایک ایک لفظ سے جو نکات پیدا ہوتے ہیں وہ اہل مذاق سلیم و ماہرین علوم عربیہ پر مخفی نہیں ہیں -------- یوں تو بہت ترجمے فارسی اور اردو میں موجود ہیں - لیکن جس قدر خیال و لحاظ -------- سید مقبول احمد صاحب [1]

---

۱ - سید مقبول احمد - ترجمہ قرآن پاک - مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی - ص - پیش سرورق

بہر حال یہ تبصرہ نگار کا اپنا ذاتی خیال ہے۔ ناظر اپنی اپنی
خیال اپنا اپنا ——— یہاں نمونہ کے طور پر سورہ عصر کا ترجمہ اور فوائد نقل کیے
جاتے ہیں۔

وقت عصر کی قسم[1] انسان ٹوٹے[2] میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے
جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق
کی پیروی کی تاکید کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت
کرتے رہے[3]

محمود حسن دیوبندی۔ ترجمہ قرآن مجید۔ زمانہ تالیف ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء
سنہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء۔ طبع اول سنہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء
- -

مولانا محمود حسن اس طبقے کے سرگروہ ہیں جو خود کو مسلک
دیوبند سے متعلق کہتا ہے۔ مولانا کے سیاسی اور علمی کارنامے محتاج تعارف نہیں۔
مولانا ایک بڑا علمی کارنامہ قرآن پاک کا اردو ترجمہ تھا گو وہ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ
کی تنقیح و توضیح سہی مگر اہم کام ہے۔ یہ ترجمہ سنہ ۱۳۲۷ھ میں شروع ہوچکا تھا
مگر اس کی تکمیل اسارت مالٹا کے زمانے میں سنہ ۱۳۳۸ھ میں ہوئی۔ مولانا کے انتقال
(سنہ ۱۳۳۹ھ) کے بعد یہ ترجمہ پہلی بار سنہ ۱۳۴۲ھ میں مدینہ پریس بجنور

۱۔ سید مقبول احمد۔ ترجمہ قرآن پاک مطبوعہ یوسفی دہلی۔ ص۔ بعد سورۃ ص۔۹۶۴
۲۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ العصر سے مراد ہے قائم آل
محمد کے خروج و ظہور کا زمانہ ———
۳۔ الاکمال میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس آیت میں "انسان" سے مراد
ہمارے دشمن ہیں۔

سے شائع ہوا ۔ ترجمہ پورا ہوا تھا خود مترجم نے سورہ نساء تک لکھے تھے ۔ ان کی
وفات کے بعد ساڑھے چھبیس پاروں کے حواشی مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے لکھے
جو جامعیت اور اختصار کے لحاظ سے قابل تعریف ہیں ۔

یہ ترجمہ جیسا کہ خود فاضل مترجم نے تحریر فرمایا ہے شاہ عبد القادر
کے ترجمہ کی تنقیح و توضیح ہے ۔ مترجم فرماتے ہیں ۔

" میں نے ترمیم صرف دو امر میں کی ہے اول لفظ
متروک کو بدل دیا اور کہیں کہیں حسب ضرورت
اجمال کو کھول دیا ہے " [1]

ترجمہ بلحاظ زبان اور اسلوب بیان با محاورہ اور سلیس ہوگیا ہے ۔
اور اس کا شمار اردو کے مستند تراجم میں ہے ------ یہ بات قابل غور ہے کہ شیخ
شاہ عبد القادر نے ترجمہ کو تقریباً چالیس سال میں پایہ تکمیل تک پہنچایا جس سے
ان کے کمال حزم و احتیاط کا پتہ چلتا ہے ۔ اسی اس کی تنقیح کا کام بھی کوئی تیس سال
میں مکمل ہوا ۔ اس سے بھی کمال تقوی و احتیاط کا اندازہ ہوتا ہے ۔ ورنہ تو یہی
کام (بزعم خود) بعض مترجمین نے چند مہینوں میں کر دیا ہے سو جیسے ہیں اہل علم
سے ان کی حالت پوشیدہ نہیں ۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

" سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا ۔
بے حد مہربان نہایت رحم والا مالک روز جزا کا ۔ تیری ہی ہم
بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ۔ بتلا ہم کو راہ
سیدھی ۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تونے فضل فرمایا جن پر نہ
تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے ۔

---

۱ ۔ مقدمہ ۔ ترجمہ قرآن مولانا محمود حسن مرحوم ۔

ظہور علی شاہ۔ اصح الکلام (ترجمہ اردو پارہ عم) طبع اول ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

اس تفسیر کا نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہے جو ۵ ۱/۸ × ۷ سائز کے ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی طباعت حسن پریس (حیدرآباد) میں ۱۱۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۰ھ کو ہوئی۔

مقدمہ میں مولف نے چند ضروری باتیں لکھی ہیں جو یہاں لکھی جاتی ہیں۔

بدون حصول علم عربی مسلمانوں کو حاوی کرانے کے لیے آٹھ طرح سے تالیف کیا اور نام کتاب "اصح الکلام" لکھا ہے یعنی۔

(۱) ترجمہ قرآن شریف بزبان اردو (۳۰ پارے)

(۲) قرآن شریف مع ترجمہ لفظی بزبان اردو (۳۰ پارے)

(۳) قرآن شریف مع ترجمہ اردو (۳۰ پارے)

(۴) ترجمہ قرآن شریف بزبان اردو مع تفسیر ظہوری (۳۰ پارے)

علاوہ اس کے حقیر نے مسلمانوں اور طالبان علم و واعظین کی سہولت کے لیے متنا میں کلام مجید کو سلسلہ کے ساتھ ایک مقام پر بلا خلط پارہ و سورہ و رکوع بطور فہرست جمع کیا اور نام کتاب "احسن الادب" لکھا ہے یعنی۔

(۱) ترجمہ قرآن شریف بزبان اردو (۳۰ پارے)

(۲) قرآن شریف مع ترجمہ لفظی بزبان اردو (۳۰ پارے)

(۳) قرآن شریف مع ترجمہ اردو (۳۰ پارے)

(۴) ترجمہ قرآن شریف بزبان اردو مع تفسیر تیموری (۳۰ پارے)

اس تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ پارہ عم بزبان اردو
سورۃ الفاتحہ مکیہ

ہر طرح کی ستائش اللہ ہی کے لیے ہے ۔

(شروع) اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا بڑا مہربان

———))((———

(۱) ہر طرح کی ستائش اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش
کرنے والا ہے ۔

(۲) نہایت رحم والا بڑا مہربان ۔

(۳) روز جزا کا مالک ہے ۔

(۴) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں ۔ اور تجھی سے مدد
مانگتے ہیں ۔

(۵) ہم کو سیدھے راستہ پر چلا ۔

(۶) اون کے راستہ پر جن پر تو نے فضل کیا

(۷) نہ اون کے راستہ پر کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا نہ
گمراہوں کے راستہ پر ۔

(ص ۱)

اور اختتام اس انداز پر ہوتا ہے ۔

(۴) ہم نے تم کو ایک عنقریب آنوالے عذاب سے ڈرایا ہے
جس دن کہ انسان دیکھ لے گا کہ اس نے کیا آگے بھیجا
تھا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں خاک ہوجاتا ۔

(ص ۲۸)

ترجمہ صفحہ ۲۸ پر ختم ہوجاتا ہے ۔ صفحہ ۲۹ اور ۳۰ پر مترجم
کی دیگر تصانیف کا ذکر ہے ۔

مترجم نے مقدمہ میں جو فہرست مضامین کا ذکر کیا ہے اس کا
انداز یہ ہے ۔

سورۃ الفاتحہ مکیہ
ہر طرح کی ستائش اللہ ہی کے لیے ہے ۔
سورۃ الناس مدینہ
پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی
سورۃ الفلق مدینہ
تمام مخلوقات کے شر سے صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں
وغیرہ وغیرہ

محمد علی لاہوری - ترجمہ قرآن مع تفسیر بیان القرآن
سنہ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء تا ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء

یہ ترجمہ تفسیر بیان القرآن کے ساتھ طبع کرکے لاہور سے تین جلدوں میں شائع ہوا ہے - اس تفسیر کا ذکر تفسیر کے باب میں تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے - مترجم مذکور عقیدتاً جماعت احمدیہ کے لاہوری فرقے سے متعلق ہیں اس لیے انہوں نے ترجمہ میں اپنے معتقدات کو پیش نظر رکھا ہے - ویسے ترجمہ بلحاظ زبان و اسلوب بیان صاف اور شستہ اور عام فہم ہے -

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے (تمام) جہانوں کا رب -
بے انتہا رحم والا - بار بار رحم کرنے والا - جزا
کے وقت کا مالک - ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں -
اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں - تو ہم کو سیدھے
رستے پر چلا - ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام
کیا - نہ ان کا جن پر غضب ہوا - اور نہ گمراہوں کا -

شمس الدین شائق ایزوی - ترجمہ قرآن پاک - تالیف ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

اس ترجمہ کا نسخہ پنجاب پبلک لائبریری (لاہور) میں ہے ایک نسخہ کتب خانہ خاص (کراچی) میں ہے۔ اس ترجمے کے چار حصے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

حصہ اول - (از ابتداء تا سورہ توبہ فہم لا یعلمون)
سائز ۷ × ۵ صفحات ۸۴۴ - مطبوعہ کریمی
پریس - لاہور -

حصہ دوم - (از سورہ توبہ یعتذرون تا من خلق عنکبوت)
سائز ۷ × ۵ صفحات ۸۴۴ ——— ۱۸۴۰

حصہ سوم - (از سورہ عنکبوت اتل ما اوحی تا ختم سورۃ الذاریات)
سائز ۷ × ۵ صفحات ۱۸۴۱ ——— ۲۵۱۰

حصہ چہارم - (از قال فی خطبکم سورۃ الذاریات تا والناس)
سائز ۷ × ۵ صفحات ۲۵۱۱ ——— ۲۹۶۴

چاروں حصوں کے صفحات کی مجموعی تعداد ۲۹۶۴ ہے۔

مترجم لاہور کے رہنے والے ہیں جیسا کہ انہوں نے جلد اول میں خود صراحت کردی ہے۔

راقم العاجز فقیر سرحدی ——— بندہ شمس الدین شائق ایزوی
عرف شمس الحق صوفی معنوی ——— ساکن لاہور پنجاب اکبری
پنجم ذیحجہ و شنبہ روان ——— سی و شش بر سیزدہ صد سال زان
بندہ کمترین غلام رسول ——— این کتاب بنود بہر قبول
(ص - ۴)

ان اشعار میں اس کی بھی صراحت موجود ہے کہ ترجمہ کی پہلی جلد سنہ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء میں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی تھی ۔

پہلے پہل مترجم نے تقریباً سنہ ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء میں پہلے پارے کا منظوم ترجمہ موسوم بہ "نظم البیان فی مطالب القرآن" لکھا تھا ۔ یہ ترجمہ مقبول ہوا اور مختلف شہروں میں شائع ہوا ۔ مثلاً دہلی ۔ لکھنؤ ۔ آگرہ ۔ کانپور ۔ کلکتہ ۔ پٹنہ ۔ بانکی پور ۔ بھاگل پور ۔ حیدرآباد ۔ میسور ۔ بنگلور وغیرہ ---- اس ترجمہ کے دیباچہ میں مترجم نے لکھا تھا ----

"سردست قرآن کریم کے پارہ اول کا ترجمہ اور اس کی تفسیر موجودہ زمانے کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ------ میں نے اپنے اس زمانے کے حالات اور علوم جدیدہ کو جو آج کل دنیا پر طاری ہو رہے ہیں مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے ۔ میں نے فرسودہ تعبیر اور اسرائیلی روایات کو جو ہماری تفاسیر میں راہ پا گئی ہیں بالکل نظر انداز کر دیا ہے"[1]

بہرحال اس پہلے پارے کی مقبولیت کے بعد مترجم کا حوصلہ بڑھا اور انہوں نے پورے قرآن کا ترجمہ نظم کے اندر کر ڈالا ۔ جو یقیناً بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے ۔ یہ کام سنہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں پایہ تکمیل تک پہنچا جیسا کہ ان اشعار میں خود مترجم نے اس کی صراحت کی ہے ۔

---

۱ ۔ شمس الدین شائق ۔ ترجمہ کلام پاک منظوم پارہ اول مطبوعہ شمس المطابع پریس ۔ لاہور ص ۔ ۳ و ۴ ۔

ہو گیا جب ختم یہ نظم البیان — شائق از فضل و ربّ انس و جان
لکھ یہ سال ختم ترجمۃ الکتاب — آج پورا ہو گیا نظم البیان
۱۳۴۲ھ

ترجمہ کے متعلق مولف نے اس کی صراحت کی ہے۔

"بڑی احتیاط اس ترجمہ میں یہ رکھی گئی ہے کہ ترجمہ ہذا بالکل مطابق ان ہی مسلمہ و مقبول ترجموں کے ہے جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبد القادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرما گئے ہیں۔ اور حتی الامکان اور حتی الوسع اصل ترجمہ سے زائد الفاظ کا کوئی استعمال نہیں کیا گیا اور بجز اس کے جو کچھ الفاظ کسی جگہ کسی ضرورت[1] سے لیے گئے ہیں وہ خاص اسی مطلب کو ادا کر رہے ہیں۔
(ص ج)

ترجمہ کے متعلق نظم میں بھی یہ خیالات ملتے ہیں۔

من کہ ایں نظم بہ قرآن داشتم — ہر حدیث خود را بگذاشتم
معنی قرآن ز قرآن یافتم — دین ز قرآن مغز را برداشتم [2]
جملہ باطل ہا کہ دور ساختم — استخوان پیش سگان انداختم

۱۔ شمس الدین شائق۔ ترجمہ کلام پاک منظوم پارہ اول۔ مطبوعہ شمس المطابع پریس، لاہور۔ ص ج
۲۔ ایضاً۔ ا

آگے چل کر اردو میں یہ اشعار ملتے ہیں ۔

واسطے قرآن کی تشریح کے ــــــ اور زیادہ واسطے توضیح کے
دوسرے قسموں کی کچھ حاجت نہیں ۔ اور سوا اللہ باتوں کی کہیں
وہ پذیرائی و بوخوانی قصص ــــــ مرغ جانہ تک آیہ دو قفس
(ص ۔ ۱)

مترجم نے جو فرمایا ہے کہ ترجمہ میں زائد باتیں بیان نہیں کی گئی ہیں ۔ ایسا نہیں ہے ۔ اکثر جگہ ترجمہ سے زیادہ عبارت ہے ۔ توضیح کے لیے حاشا ضرور ہے شعری کے لیے زیادہ ۔ کہیں تو تکرار بھی ہے ۔ مثلاً یہ مثالیں ملاحظہ ہوں ۔

(۱) وان تغفر لہم (المائدہ)
اور اگر (با لفرض اپنے فضل سے) ۔ تو انہیں بخشے معاف
ان کو کرے ۔
(ص ۔ ۵۱۰)

(۲) قال اللہ (المائدہ) (۲

اس پہ تب ارشاد یوں فرمائے گا ۔ حق تعالیٰ (مالک روز جزا)ص ۵۱۰

(۳) وما فیہن (المائدہ)
اور ہے جو جو کچھ بھی موجودات سے ۔
درمیان ان جملہ مخلوقات کے ۔
(ص ۔ ۵۱۰)

اسی طرح اور مقامات پر بھی عبارات زائد ہیں ۔ اور نظم میں یہ بات ناگزیر ہے ۔ صرف معانی کو نظم کرنا بہت مشکل ہے ۔

محمد عبد الباری ۔ الطاف الرحمن بتفسیر القرآن

مع ترجمہ قرآن ۔ طبع اول سنہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء

یہ ترجمہ ۔ تفسیر کے ساتھ سنہ ۱۳۴۳ھ میں مطبع نامی ۔ لکھنؤ سے

شائع ہوا اس ترجمہ کو مولوی الطاف الرحمن قدوائی نے مرتب کر کے شائع کرایا ہے ۔ اصل

ترجمہ مولانا عبد الباری فرنگی محل کا ہے ۔ جو دو جلدوں میں مکمل ہوا ہے ۔

سورۂ فاتحہ

سب تعریفیں اللہ کو ہے ۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ۔

بہت مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ مالک انصاف کے دن کا ۔

تیری ہی بندگی ہم کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے

ہیں ۔ چلا ہم کو سیدھی راہ ۔ راہ ان کی جن پر تو نے فضل

کیا نہ جن پر غصہ کیا گیا ۔ نہ جو بھٹکے ہوئے ہیں ۔

(ص ۔ ۱۱)

ترجمہ نہایت صاف اور سلیس ۔ روزمرہ اور محاورہ کے مطابق ہے ۔

سنہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں محمد سلطان فاروقی کی تفسیر توضیح

القرآن (م) امرتسر سے ان کے ترجمے کے ساتھ شائع ہوئی ۔

نمونہ سورۃ العصر

قسم ہے زمانے کی کہ انسان بڑے خسارے میں ہے مگر جو لوگ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کیے اور ایک دوسرے کو

(دین) حق پر قائم رکھنے کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے

کو (ایمان کی) پابندی کی ہدایت کرتے رہے البتہ وہ خسارے

میں نہیں ہیں ۔ (ص ۔ ۱۲۰)

سنہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۲۶ء میں خواجہ عبد الحئی فاروقی کی تفسیر سورہ یوسف موسوم بہ صورت دہلی سے شائع ہوئی ۔ موصوف کی ایک اور تفسیر پارہ عم موسوم بہ ذکری بھی دہلی سے شائع ہوئی تھی ۔ ان تفاسیر کا ذکر تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے ۔ خواجہ صاحب نے ان تفاسیر میں اپنا ترجمہ لکھا ہے ۔

خواجہ حسن نظامی ۔ ترجمہ قرآن موسوم بہ عام فہم تفسیر
طبع اول پارہ اول سنہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء

خواجہ حسن نظامی کا یہ تشریحی ترجمہ ۳۰ حصوں میں علیحدہ علیحدہ ملا واحدی کے اہتمام سے شائع ہوا ۔ پہلا حصہ سنہ ۱۳۴۳ھ میں طبع ہوا تھا ۔ خواجہ صاحب نے ترجمہ کے بعد قوسین لگا کر تشریح کر دی ہے ۔ زبان و اسلوب بیان بہت آسان ہے کہ عام لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ۔ اردو نثر میں خواجہ صاحب کا جو مقام ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ۔ خواجہ صاحب نے اس ترجمہ کا نام تفسیر رکھا ہے یہ کوئی مستقل تفسیر نہیں بلکہ سلف مترجمین اور مفسرین کے اجمال کی تفصیل نثر رکھا گیا ہے ۔

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

ہر طرح کی تعریف (خاص الخاص تا اور اعلیٰ سے اعلیٰ بڑائی جو ازل سے اب تک ہوئی اور اب سے ابد تک ہونی ممکن ہے) اللہ ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام جہانوں (یعنی ساری اور سب طرح کی خلقت) کا پروردگار (پالنے والا ہے) (اور جو) بہت بخشش کرنے والا (اور) از حد مہربان ہے (اور جس کی مہربانیاں ہر مخلوق پر ہر طرح سے ظاہر اور باطن رہی ہیں) ۔ (اور جو)

روز جزا کا مالک (یعنی قیامت کے دن کا بادشاه) هے (اے خدا
جب تو هی همارا خالق - تو هی همارا پالنے والا اور تو هی همارا
مالک و آقا هے تو تیرے سوا سب سے آنکهین بند کرکے اور سب سے
منه موڑ کر اور سب سے دل هٹا کر) هم تیری هی بندگی کرتے هین
اور تجھ هی سے هم مدد کے طلبگار رهین (هر بات اور هر کام مین)
همین سیدها رسته دکها (ایسا رسته جو تجهے پسند هے اور جس پر
چلنے سے هماری دین و دنیا کی بهلائی هو) ان لوگون کا رسته جن
پر تو نے فضل (و کرم) کیا اور تیرے انعام سے وه نعمت والے هوئے)
ان کا نهین جن پر غصه کیا گیا (یعنی جو بے راه هین) اور نه ان کا
جو گمراه هین (اور یه دونون گروه اپنی نافرمانی کے سبب تیرے
عذاب مین رهتے هین)

قرآن پاک پانچ ترجمون والا - طبع اول ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء

اس قرآن مین پانچ ترجمه هین - پہلے دو فارسی کے هین اور باقی تین
اردو کے مترجمین کی صراحت نهین کی گئی - حاشیه پر "تفسیر مائل" هے - اس نسخه
کا حجم ۱۴ × ۱۲ سائز کے ۸۳۴ صفحات پر مشتمل هے - سنه ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء
کو اقبال پرنٹنگ پریس - دهلی مین طبع هوا - قاری محمد رفیق واحظ نے مادہ
طباعت سنه هجری یه لکها هے -

هے تا باب صحت مین مخط کا بحر زیبا
۱۳۴۴ھ

اور سنہ عیسوی میں بہ اعداد ہ تاریخ نکالا ہے۔

ہے کاغذ بھی اچھا چھپائی بھی عمدہ ۔

۱۳۲۶ھ

اس قرآن کے شروع میں بشیر الدین احمد دہلوی (خلف نذیر احمد) کی طرف سے " التماس " ہے اور اس کے مولوی نذیر احمد کا لکھا ہوا ۔ دیباچہ طبع اول جو انہوں نے اپنے ترجمے کے لیے لکھا ہوگا ۔ اس کے ساتھ لگا دیا ہے ۔ یہ ۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد فہرست مشکلات مترجم اور فہرست مضامین قرآنی دی گئی ہے۔ جو ۶۳ صفحہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ پھر اصل قرآن کا مقدمہ وغیرہ شروع ہوتا ہے ۔

اس قرآن کے ساتھ مقدمہ " احسن التفاسیر " بھی لگا یا گیا ہے ۔ اور آخر میں صفحہ ۸ پر تقیمہ ہے ۔

<u>نمونہ ترجمہ</u>

ایاک نعبد وایاک نستعین

۱ ۔ ترا می پرستیم و از تو یاری می خواہیم

۲ ۔ ترا می پرستیم و از تو مدد می طلبیم

۳ ۔ تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم

۴ ۔ تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں ۔

۵ ۔ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں ۔

یعقوب حسن ۔ کتاب الہدی ۔ طبع اول سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء

یہ کتاب لیاقت نیشنل لائبریری ۔کراچی میں موجود ہے۔اس کی

دو جلدیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے ۔

۱ ۔ جلد اول ۔ تقطیع ۱۰ × ۶ صفحات ۴۵۹ مطبوعہ حیدرآباد دکن

۲ ۔جلد دوم ۔ تقطیع ۱۰×۶ صفحات ۴۱۲ مطبوعہ حیدرآباد دکن

جلد اول کے شروع میں سید سلیمان ندوی مرحوم کا دیباچہ ہے جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ جلد اول پہلی بار سنہ ۱۳۴۵ھ میں منظرعام پر آئی ۔ سیٹھ یعقوب حسن

نے اپنے دیباچے ان علماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ان کی اس تصنیف کو سراہا ہے ۔ان میں یہ

علماء قابل ذکر ہیں ۔

مولانا عبد الباری فرنگی محلی ۔ مولانا حسین احمد مدنی ۔

مولانا احمد سعید دہلوی ۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری

مولوی محمد علی لاہوری ۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی

وغیرہ وغیرہ

سید سلیمان ندوی مرحوم نے جلد اول کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے

اس حصے میں کل گیارہ ابواب ہیں پہلے باب میں سورہ فاتحہ پر

بحث ہے ––––––––– دوسرے باب میں خدا کی ذات و صفات کی

آیتیں جمع کی گئی ہیں ۔تیسرے میں آسمان و زمین اور ساری کائنات

کی پیدائش کی آیتیں ہیں ۔سا تھ ہی سائنس نے ان کے متعلق جو

معلومات پیش کیے ہیں ۔ مصنف نے ان کو اپنی تفسیر میں لکھا ہے ۔

چوتھے باب میں حضرت آدم کی تکوین کی آیتیں ہیں
———— پانچویں باب میں روح اور ذی روح کی
حقیقت کی آیتیں جمع کی ہیں ۔ چھٹا باب انسان پر ہے ———
ساتواں باب حیوانات کی پیدائش کا ہے ————
آٹھویں باب میں فرشتوں کا تذکرہ ہے ———— نویں باب
میں حور و غلمان کے متعلق آیتیں فراہم کی گئی ہیں ———
نویں باب میں دسویں باب میں شیطان کے تذکرے میں ہے
———— گیارھویں باب میں جنات کی آیتوں میں ہے
———— (ص ۔ ۱۴ و ۱۵)

اعظم گڑھ ۲۲ ۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ ء

دوسری جلد کے شروع میں مولف کی اطلاع کا ایک لفظ ہے جس سے ان امور کا علم ہوتا ہے ۔

(۱) مسودات کے بیشتر حصے پریس میں بھیجنے سے قبل
۱۴ ۔ صفر سنہ ۱۳۵۹ ھ کو سید یعقوب حسن کا انتقال ہوگیا ۔

(۲) جلد ثانی کی اشاعت نواب میر عثمان علی خان کی سرپرستی
میں ہوئی ۔

(۳) کتاب الھدیٰ کی پوری اسکیم کشاف الھدیٰ کے ساتھ
شائع کردی گئی تھی ۔ اس تجویز کے مطابق اس کتاب کے ستائیس
ہیں ۔ ان ستائیس حصوں کے خاکے مرحوم نے جلدیں میں تیار
کر لیے تھے ۔ حصہ دوم "قصص" زیر طبع تھا کہ ایک روز اچانک
حرکت قلب بند ہونے سے مولف کا انتقال ہوگیا ۔
(ص ۔ ۱)

(۴) سید محبوب حسن مدراس قانون ساز اسمبلی کے ممبر تھے ۔

(۵) ان کی اہلیہ کا نام خدیجہ حسنہ ہے ۔

(۶) مدراس میں سکونت پذیر تھے ۔ پتہ یہ ہے

" حسنہ " ہٹ لینڈ گیٹ ۔ تنگمبا کم مدراس

مؤلف کی اہلیہ نے دیباچہ ۱۲ ۔ صفر سنہ ۱۳۶۴ھ کو لکھا ہے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلد ثانی کی اشاعت عرصہ دراز کے بعد سنہ ۱۳۶۰ھ میں ہوئی ۔

مؤلف کی اہلیہ نے پیش لفظ میں کتاب الہدیٰ کے مقدمہ کشاف الہدیٰ
کا ذکر کیا ہے وہ سنہ ۱۳۴۲ھ میں مدراس میں طبع ہوا تھا ۔ اور ۱۰ × ۶ سائز کے
۲۰۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔ اس کے مقدمہ میں مؤلف نے یہ صراحت کی ہے کہ وہ
سنہ ۱۹۲۱ء سے سنہ ۱۹۲۲ء تک قید و بند کے زمانے میں کنانور ، کوئمبتور ،
ترچناپلی ، اور کالی کٹ وغیرہ کے جیل خانوں میں رہے ۔ وہاں انہوں نے قرآن حکیم کا
مطالعہ کیا اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اسکو ترتیب دیا اور اس کا نام کتاب الہدیٰ رکھا ۔
مؤلف رقمطراز ہیں ۔

" قرآن کی نزولی ترتیب اپنے تمام معنا میں پر منقسم ہوکر
تقریباً تین سو ابواب کا مرقع بن گئی اور ہر مضمون کی
تمام آیتیں اپنی اپنی اصلی ترتیب کے ساتھ اپنے اپنے
مضمون میں اکٹھی ہوگئیں " (ص ۔ ۷)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا کہ مؤلف نے پورے قرآن پاک کو نزولی
ترتیب کے ساتھ مدون کیا ہے ۔ آیات کا ترجمہ بھی اسی ترتیب کے ساتھ ہے ۔ ترجمہ
کے متعلق سید سلیمان ندوی مرحوم نے لکھا ہے ۔

" ترجمہ میں غالباً " مہتد صاحب، شاہ " صاحب اور ڈپٹی صاحب
کے ترجموں کو سامنے رکھا ہے " ۔

(ص ۔ ۲)

یہ تالیف ترتیب کے اعتبار سے تفسیر کے ذیل میں آسکتی ہے ۔ مگر
چونکہ اس میں زیادہ تر ترجمہ ہی ہو اکتفا کیا گیا ہے اس لیے اس کو قرآن پاک کا ترتیب
نزولی کے اعتبار سے ترجمہ کہا جاسکتا ہے ۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

سب تعریفیں اللہ ہی کو (سزاوار) ہیں جو تمام جہان
کا پروردگار ہے جو نہایت رحم والا مہربان ہے ۔
جو روز جزا کا مالک ہے ۔ (اے خدا) ہم تیری ہی عبادت
کرتے ہیں ۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ۔ ہم کو
سیدھا رستہ دکھا ۔ ان لوگوں کا رستہ جن پر تونے
فضل کیا ہے نہ ان کا جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کا ۔

(ص ۔ ۴)

کتاب الہدیٰ کا نسخہ راقم کے پاس موجود ہے ۔

حبیب احمد کیرانوی - حل القرآن مع ترجمہ قرآن - طبع اول ۱۳۲۶ھ / ۱۹۲۸ء

یہ ترجمہ - تفسیر کے ساتھ سورہ نساء تک دو جلدوں میں

سنہ ۱۳۵۰ھ میں طبع ہوا - جلد اول سنہ ۱۳۲۶ھ میں تھا ز بچوں میں چھپی -

نمونہ سورۂ فاتحہ

مستحق ستائش صرف ————— اللہ ہے (اور) جو کہ تمام

اجناس عالم کا پروردگار ہے (اور) نہایت مہربان (اور)

رحمت والا (اور) جزا کے دن ————— کا مالک ہے -

ہم سب آپ ہی پرستش کرتے ہیں اور صرف آپ ہی سے —

مدد چاہتے ہیں ————— آپ —————

سیدھے راستہ سے نہ بھٹکنے دیجئے - (اور) ہمیں

سیدھے راستہ پر چلائے رکھئے (یعنی) ان لوگوں کی راہ

پر جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے جو کہ نہ وہ لوگ ہیں جن

پر ————— آپ کا غضب ہے -

(ص - ۲)

مترجم نے توضیحات کے لیے تو سین میں عبارات کو بڑھایا ہے - یہاں

ان عبارات کو حذف کر کے اصل ترجمہ پیش کیا گیا ہے - تفسیر کے باب میں ترجمہ و تشریح

دونوں نقل کر دیئے گئے ہیں -

احمد الدین امرتسری ۔ تفسیر بیان الناس مع ترجمہ قرآن ۔ ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۸ء
۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء

یہ ترجمہ ۔ تفسیر کے ساتھ سات جلدوں میں شائع ہوئی پہلی امرتسر

سے طبع ہو کر شائع ہوا ۔ مؤلف کا تعلق جماعت اہل قرآن سے ہے ۔

ترجمہ سورہ فاتحہ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ۔ تمام جہانوں کا پروردگار ۔
رحمان (اور) رحیم ۔ (اور) جزا کے دن کا (اکیلا) مالک
(ہے) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد
مانگتے ہیں ۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا ۔ ان کا رستہ جن
پر تو نے انعام کیا ۔ جو وہ لوگ نہیں جن پر غضب کیا
گیا اور جو گمراہ نہیں (ص ۔ ۳)

سنہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں مولانا حمید الدین فراہی کی تفسیر
نظام القرآن سے سورہ لہب کا ترجمہ جو مولانا احسن اصلاحی نے کیا تھا جو سرائے میر
(اعظم گڑھ) سے شائع ہوا ۔ اس کے علاوہ سورہ فیل اور سورہ کوثر وغیرہ کے ترجمے
بھی شائع ہوئے ۔

نجم الدین سیواروی ۔ تفصیل البیان فی مقاصد القرآن
مع ترجمہ قرآن ۔ طبع اول سنہ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء

یہ ترجمہ تفصیل البیان کے ساتھ دو جلدوں میں سنہ ۱۳۴۸ھ / اور سنہ ۱۳۴۹ھ میں لاہور سے شائع ہوا ۔ یہ قرآن کا مسلسل ترجمہ نہیں ۔ اس میں موضوعات کا انتخاب کرکے پھر سلسلہ وار ترجمہ کیا گیا ہے ۔ اور اس طرح پورے قرآن کا ترجمہ ہوگیا ہے ۔

نمونے

(۱) وہ (اللہ) وہ ہے جس نے تمہارے لیے وہ کچھ
پیدا کیا جو زمین میں ہے پھر آسمانوں کی طرف متوجہ
کیا تو ان کو سات آسمان بنا دیا ۔ (۲۹ / ۲)

(۲) وہ آسمان اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے (۱۱۷ / ۲)

(۳) اور وہ (اللہ) وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو
حق کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن وہ کہتا ہے کہ
ہو جا تو ہو جاتا ہے ۔ (۷۳ / ۲)

(ص ۔ ۱)

ترجمہ سلیس اور روزمرہ کے مطابق ہے ۔

سنہ ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں ابو محمد مصلح کی ترجمان القرآن حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ۔ مولف موصوف نے بعض کی تفسیر بھی لکھی ہے ۔ اور اس میں اپنا ترجمہ استعمال کیا ہے ۔ اسی سنہ میں محمد عبد الحکیم کی تفسیر سورہ یوسف

لکھنو سے شائع ہوئی ۔ سنہ ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر

سورہ حجرات جو ڈھابیل میں سنہ ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں پایہ تکمیل تک پہنچی تھی

شائع ہوئی ۔ سنہ ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں مولانا حمید الدین فراہی کی تفسیر سورہ

اخلاص ان کے اپنے ترجمے کے ساتھ شائع ہوئی ۔

سید راحت حسین گیاوی ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر

انوار القرآن ۔ تالیف سنہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء

یہ ترجمہ ، تفسیر کے ساتھ مطبع اصلاح کھجوا (بہار) میں کئی

جلدوں میں شائع ہوئی تھی میرا تجزیہ جلد جس میں سورہ بقرہ تک کی تفسیر ہے ۔

سنہ ۱۳۵۷ھ میں چھپ کر شائع ہوئی ۔ اس تفسیر کا ذکر تفسیر کے باب میں تفصیل کے

ساتھ کیا گیا ہے ۔

<u>نمونہ ترجمہ</u>

ان اللہ لا یستحی ———— خاسرون ۔

البتہ خدا مچھر یا اوس سے بھی بڑی چیز کو مثال میں ذکر کرنے

سے باز نہیں آتا ———— پس جو لوگ ایمان لاچکے ہیں وہ یقین

رکھتے ہیں کہ یہ مثال جس کو ان کے پروردگار نے ذکر کیا ہے ۔

ٹھیک ہے لیکن کافر یہ کہتے ہیں کہ اس کو مثال میں لانے سے خدا

نے کیا چاہا ہے ۔ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیگا

(اور) بہت سے لوگوں کو ہدایت بھی کرے گا (صفحہ ۲۲۵)

ترجمہ بامحاورہ ہے اور تشریح و توضیح کے لیے قوسین میں عبارتوں کا اضافہ کیا گیا ہے ۔

ابوالکلام آزاد ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر ترجمان القرآن ۔ ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء — ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء

یہ ترجمہ ۔ تفسیر ترجمان القرآن کے ساتھ دو جلدوں میں شائع ہوا ۔ تیسری جلد کو مکمل ہونی تھی ۔ مگر نہ معلوم کن مواضعات کی وجہ سے چھپ نہ سکی ۔ پھر کیف تفسیر کے متعلق تفصیل کے ساتھ تفسیر کے باب میں عرض کیا گیا ہے ۔ ترجمان القرآن کی پہلی جلد سنہ ۱۹۳۱ء/ ۱۳۵۰ھ میں جید برقی پریس دہلی میں طبع ہوئی اور دوسری جلد سنہ ۱۹۳۶ء / ۱۳۵۵ھ میں مدینہ پریس بجنور میں چھپی ۔ تیسری جلد جو مولانا کے تفسیری یادداشتوں پر مشتمل ہے مولانا غلام رسول مہر نے لاہور سے شائع کی ہے ۔

مولانا کی زبان اور انداز بیان تو بڑا دلکش اور دلفریب ہوتا ہے ۔ مگر اتنا عرض کرنا ہے کہ عبارت کی دلکشی مختلف مقامات پر مختلف ہے ۔ جس کی وجہ موضوع سے ان کی مناسبت اور موضوع پر آمادگی ۔ میں کمی اور بیشی ہو سکتی ہے ۔ سورہ فاتحہ کی جو مستقل تفسیر مولانا نے لکھی ہے وہ یقیناً مولانا ہی کی معلوم ہوتی ہے ۔ مگر ترجمان القرآن میں ہر جگہ مولانا نظر نہیں آتے بلکہ کہیں کہیں تو وہ قاری کی آنکھوں سے اوجھل اور دور بہت دور چلے جاتے ہیں ۔ بات یہ ہے کہ قرآن کے ترجمہ اور تفسیر کے لیے حضور قلب کی ضرورت ہے ۔ مولانا کی زندگی کا ایک حصہ قید و بند کی نذر ہو گیا وہی زمانہ تفسیر کی تیاری کا تھا غالباً اس وجہ سے یہاں رنگ کچھ پھیکا پھیکا سا ہے ۔

مولانا نے نہ تو مجرد ترجمہ کو اختیار کیا ہے اور نہ مطول تفسیر کے طریقے پر عمل کیا بلکہ بیچ بیچ میں راستہ نکالا ہے ۔ اور وہ یہ کہ سلف مفسرین کی طرح مطالب ومعانی کی توضیح و تشریح کے لیے جابجا توسین کے ساتھ عبارات کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ پھر حواشی میں تفسیری نوٹس لکھے ہیں ۔

نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ

ہر طرح کی ستائش (یعنی حسن وجمال کے اعترافات اور کبریائی و کمال کے اعتقاد کے ساتھ جو کچھ بھی اور جیسا کچھ بھی کہا جائے)

صرف اللہ ہی کے لیے ہے ۔ اللہ ہی کے لیے جو تمام کائنات
خلقت کے پروردگار ہے ۔ (جس کی پروردگاری کائنات خلقت
کے ہر وجود کو زندگی اور بقا کا سروسامان بخشتی اور پرورش
کی ساری ضرورتیں مہیا کرتی رہتی ہے) جو رحمت والا ہے ۔
(اور جس کی رحمت تمام کائنات ہستی کو اپنی بخششوں سے مالامال
کر رہی ہے) جو جزا اور سزا کے دن کا مالک ہے (اور جس کی عدالت
نے ہر کام کا کچھ بدلہ اور ہر بات کے لیے نتیجہ ٹھہرا دیا ہے)
خدایا ۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تو ہی
ہے جس سے (زندگی اور آخرت کی ساری احتیاجوں میں) مدد
مانگتے ہیں ۔ (تیرے سوا کوئی معبود نہیں جس کی بندگی کی جائے ۔
اور طاقت و بخشش کا کوئی سہارا نہیں جس سے مدد مانگی جائے)
خدایا ۔ ہم پر (فلاح و سعادت کی) سیدھی راہ کھول دے
اور راہ ۔ جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہوا ۔ ان کی نہیں
جو تیرے غضب و مغضوب ہوئے اور نہ ان کی جو راہ سے بھٹک گئے اور
منزل کا سراغ ان پر گم ہوگیا ۔

جلنے پھرنے کے قابل رہا نہیں ہوں ۔ جو کہیں جا کر لوگوں
کو مخاطب کروں ۔ اللہ نے یہ نیک صلاح یوں پوری کر دی کہ
میرے عزیز بھتیجے مرزا تسیم بیگ چغتائی بی ۔اے ۔ ایل ایل بی
وکیل جو ڈسٹرکٹ کورٹ جودھپور نے مجھے کہا کہ بڑے ابا
سب کام چھوڑ یے اور قرآن مجید کا ترجمہ نظم کیجئے جس کی
بڑی ضرورت ہے ۔ یہ رائے نیک میرے لیے حصہ الہامی ہوئی اور
اللہ کا نام لے کر میں نے شعبان سنہ ۱۳۵۱ ھ میں ترجمہ
شروع کر دیا ۔۔۔۔۔۔۔

(دیباچہ)

اس پر مختلف حضرات نے اظہار خیال کیا ہے اور تبصرے
لکھے ہیں ۔ مثلاً حضرات نے مرزا مقبل بیگ ۔ کرنل شیخ
محمد حسین جی ۔ حکیم محمد حیات خان دہلوی نے مولوی
سید محمد شفیع اور حضرت سید احمد علی شاہ جے پوری وغیرہ
یہ پارہ سنہ ۱۳۵۱ ھ میں شروع ہو کر سنہ ۱۳۵۵ ھ میں پایہ
تکمیل تک پہنچا ۔ مؤلف نے خود یہ مادہ ء تاریخ لکھا ہے ۔

پئے یادگار نکو مرزا ۔۔ بگو سال ابیات توحید پاک
۱۳۵۵ ھ

کرنل شیخ محمد حسین جی نے بھی یہ مادہ ء تاریخ نکالا ہے ۔

سال طبع شی محمد شاہ ۔۔ گوش قرآن خدا نما باشد
۱۳۵۵ ھ

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

۱	۲
الحمد للہ	رب العالمین
ہے بس اللہ ہی کو حمد و ثنا ۔	ہے وہی رب ہر ایک عالم کا
۳ الرحمن الرحیم	مالک یوم الدین
ہے وہ رحمن بڑا رحم والا ۔	وہی حاکم ہے روز محشر کا
ایاک نعبد	و ایاک نستعین
بندگی کرتے ہیں فقط تیری	اور مدد مانگتے ہیں تجھ سے ہی
اہدنا الصراط المستقیم	صراط الذین انعمت علیہم
راہ سیدھی ہی ہو ہمیں دیے لگا ۔	راہ ان کی انعام جن پہ ہوا
غیر المغضوب علیہم	ولا الضالین ۔
نہ کہ ان کی غضب ہوا جن پر ۔	جو راہ راستہ سے چلے ہٹ کر

تشریح ۔ (۱) تمام تعریف ہے اللہ کے لیے وہ ذات واحد جو جمیع صفات حسنہ
خدا وندی کے ساتھ ہمیشہ سے خود بخود موجود ہے ۔ اور
ہمیشہ رہے گا ۔ حی القیوم ازلی و ابدی ۔

(۲) عالمین عالم کی جمع ہے ۔ جیسے عالم ملائکہ، عالم جنات، عالم
انسان و حیوان ۔

(۳) لفظ رحمن کے مفہوم میں ظہور شان رحم خدا وندی قبل تخلیق
انسان ان تمام لوازمات اور اشیاء کی تخلیق سے جو موجب بقائے
انسانی مراد ہے یہ لفظ اس بے حد و انتہا شفقت کو ظاہر
کرتا ہے ۔ جو خالق عالم اللہ تعالی کو تمام مخلوقات کے ساتھ
ہے ۔ یعنی صفت الرحیم کا ظہور اور عمل برابر یکساں جاری رہتا
ہے جب کبھی کبھی کوئی بندہ اپنے تئیں مستحق رحم خداوندی
ثابت کرے ۔

مرزا بشیر الدین محمود ۔ تفسیر کبیر مع ترجمہ قرآن ۔ تالیف ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

یہ ترجمہ ۔ تفسیر کبیر کے ساتھ کئی مجلدات میں شائع ہوا ۔ اس تفسیر کا تفصیلی ذکر تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے ۔ چوں کہ مولف کا تعلق فرقہ احمدیہ سے ہے اس لیے انہوں نے ترجمہ و تفسیر میں کہیں کہیں اپنے معتقدات کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ بحیثیت مجموعی ترجمہ سلیس اور با محاورہ ہے ۔

نمونہ ترجمہ

الر تک ——————— میں

یہ کامل (اور) پر حکمت کتاب کی آیتیں ہیں ۔ کیا
لوگوں کے نزدیک ہمارا ان میں سے ایک شخص پر
یہ وحی کرنا کہ لوگوں کو ہشیار کر اور جو لوگ ایمان
لائے ہیں انہیں بشارت دے کہ ان کے لیے ان
کے رب کے حضور میں ایک ظاہر و باطن طور پر
پورا کامل درجہ ہے (ایسا) عجیب (امر بن گیا ہے)
ان کافروں نے کہہ دیا کہ یہ (شخص) یقیناً
کھلا کھلا دھوکہ باز ہے ۔

(جلد سوم)

سنہ ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء میں خواجہ حسن نظامی کا ترجمہ پارہ عم محبوب العطایا دہلی میں چھپا تھا۔ اور سنہ ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء کے لگ بھگ قاضی عبد الصمد قریشی کی دروس القرآن (پارہ عم) ولائل پور سے شائع ہوئی۔ اس تفسیر میں ترجمہ غالباً شاہ رفیع الدین کا اختیار کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں علامہ حسام الدین فاضل کی تفسیر فاضل شائع ہوئی مگر غالباً یہ آغاز کے بعد ہی ختم ہو گئی یا ابتدائی حصہ سنہ ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ ان کا انداز سلیس اور بامحاورہ ہے۔ سنہ ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ء کو عبد السلام رداری نے لکھنؤ میں پہلے پارے کی تفسیر لکھی۔ جو لکھنؤ میں چھپی۔ اس کا انداز بھی صاف و شستہ ہے۔ سنہ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء میں شمع ہدایت قرآن (کراچی) سے تیسویں پارے کا ترجمہ اور تفسیر شائع ہوئی۔

سورۃ العصر

قسم ہے زمانہ کی بیشک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور ایک دوسرے کو سچائی کی تاکید کرتے رہے اور صبر کی فہمائش کرتے رہے۔

—

اقبال خانم - آسان قرآن مع تفسیر القرآن بہ آیات القرآن - طبع اول
سنہ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء

یہ ترجمہ شاہ عبد القادر کے اردو ترجمہ کا سلیس نمونہ ہے۔ اس میں تفسیری نوٹس بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس کا نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری (لاہور) میں موجود ہے۔ یہ سنہ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء میں گیلانی پریس۔ لاہور میں طبع ہوا۔ یہ ۱۱ × ۸ سائز کے ۱۲۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس ترجمہ کی ابتداء میں مضامین قرآن کی فہرست ہے اور آخر میں جملہ نوٹس ہیں۔ ان کے نمبر شمار علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یہ ۱۸۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ مولفہ نے قرآن کے مضامین کی دو فہرستیں شامل کی ہیں۔ پہلی فہرست کا عنوان ہے "خاص کامن قرآن کی فہرست" اس میں چند عنوانات یہ ہیں۔

اطاعت کے بارے میں۔ خلافت کے بارے میں۔ شہادت کے بارے میں
رشوت کی ممانعت تحقیق کے بارے میں۔ خودکشی کے بارے میں۔
شراب و قمار بازی اور پانسہ وغیرہ۔ سود کے بارے میں۔ پردہ
کے بارے میں۔ نکاح کے بارے میں۔ آزدواجی معاملات لونڈی باندی
کے بارے میں۔ [illegible] کے بارے میں وغیرہ وغیرہ

اس تفسیر میں ہر صفحہ کے نصف پر عربی متن قرآن ہے اور نصف پر ترجمہ۔ حاشیہ پر علیحدہ تفسیری نوٹس ہیں۔ اس ترجمے اور تفسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مترجمہ و مفسرہ کچھ آزاد خیال ہیں۔ مثلاً ابتداء ہی میں وہ لکھتی ہیں ——

"زنا کی سزا قرآن کریم میں کہیں سنگساری اور قتل نہیں رکھی
اور یہ قرآن کے خلاف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سزا قائم کر سکتے ہیں ۔ اگر کوئی احادیث پیش کریں کہ
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود یہ سزا سنگساری
سے دی تو احادیث ہرگز صحیح نہیں بلکہ غلط روایت ہیں جو دشمنان
اسلام کا لگایا ہوا بہتان عظیم ہے ۔ قرآن پاک کے اندر دیکھو جو
زنا کی سزا ہے ۔"

اس ترجمہ و تفسیر کو مطالعہ کرنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ مترجمہ اور
مفسرہ عربی علم و زبان پر کافی عبور نہیں رکھتیں ۔ گو انہوں نے دعویٰ کیا ہے ۔ ترجمہ خود
نہیں کیا بلکہ شاہ عبد القادر کے ترجمہ پر تکیہ کیا ہے ۔ اسی سے ان کی عربی دانی کا
پتا چل جاتا ہے ۔

اپنی عقل سے کسی چیز کی الٹی سیدھی تفسیر و تشریح کرنا مشکل
کام نہیں ۔ البتہ حقیقی تشریح و تفسیر کے لیے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے ۔ اور بڑی وسعت
نظری کی ضرورت ہے ۔ مفسرہ نے جس انداز سے تفسیری نوٹس لکھے ہیں ۔ ان میں نہ کہیں
شان نزول کا پتا ہے ۔ نہ الفاظ کی تشریح ہے ۔ نہ محاورات کی توضیح ہے ۔ " عرض حال "
کے عنوان سے مفسرہ نے آخر میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے ان کی سطحیت کا علم
ہوتا ہے ۔ وہ لکھتی ہیں ۔

> میں نے سنہ ۱۹۴۳ء کے شروع ماہ جنوری میں قرآن کریم کی تفسیر
> لکھنی شروع کی جو جولائی سنہ ۱۹۴۴ء کے ماہ میں ختم ہوئی ۔ میں
> نے اپنے نوٹ قرآن مجید پر جو لکھے ہیں تو قرآن کریم کی آیات کے
> حوالے دے کر لکھے ہیں ۔ گویا ہر نوٹ تصدیق کے لیے قرآن کی
> آیات کو پیش کر دیا ہے ۔ میں نے ہاتھ سے کوئی چیز نہیں لی ۔
> بعض علماء کا خیال ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ احادیث کو
> لینا ضروری ہے لیکن میرے خیال میں یہ خیال غلط ہے ۔ حد یہ

قرآن کریم کے نزول کے کئی سو سال بعد ظہور میں آئیں ۔

قرآن کریم ہماری تمام ضرورت کو پورا کرسکتا ہے ———

مگر شومئی قسمت کہ ہمارے ملک میں بعض غلطیوں نے اس کے

ترجمے اور تفسیر کرتے وقت پہلے احادیث شریف کو پیش

نظر رکھا اور احادیث کی رو سے اس کے ترجمے اور تفسیر

کیں ۔ نہ ہی صرف نحو کا خیال کیا اور نہ تفسیر لکھتے

وقت قرآن سے مدد لی ——— یہ امر مسلمہ ہے کہ احادیث

شریف کا بیشتر حصہ دشمنان اسلام کا بنایا ہوا ہے ———

میں نے جو تفسیر لکھی تو قرآن پاک کی مدد سے لکھی ۔ میں نے

صرف اس قدر کام انجام دیا ہے کہ ہمارے علماء نے جو

سہواً خلاف قرآن مجید کی روشن آیات پر غلو کرکے احادیث

اور غلط روایات اور عجیب و غریب عقائد اور اس باطل کی

تاویلوں کی رو سے جو اپنی اصل تفسیروں میں ٹھونس رکھا ۔

چڑھا دیئے تھے ۔ ان کو ایک ایک کرکے اتار دیا ———

میں نے اگر ترجمہ کی اصلاح کی یا تفسیر کی تو پہلے قرآن پاک

کو سامنے رکھا پھر لغات اور صرف و نحو کو ———

ترجمہ تو شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ۔

جسے صرف سلیس کیا گیا ہے ۔ ——— میں نے جو ترجمہ

کی اصلاح کی وہ نہایت خفیف سی اصلاح ہے اور جو اصلاح کی وہ

صرف القرآن کی مدد سے کی ——— میں نے جو تفسیر

لکھی ہے تو زمانہ ماضی حال اور مستقبل کے پیش نظر لکھی

ہے میری کوشش ہے کہ مسلمانوں کو موجودہ قسم کے رہنماؤں

لیٹ رو ن کے جنگل سے نکا ل کر حضرت محمد الرسو ل ا للہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صا ب حقیقی سالا ر اعظم کی وعظ ای میں لے کر نکلو ن [1]

مندرجہ بالا اقتبا سات سے یہ معلو مات اور خیالات معلوم ہوتے ہیں ۔

ا ۔ تفسیر کا کام جنو ری سنہ ۹۴۲ اھ میں شروع ہوکر جولائی سنہ ۹۴۲ اھ میں تقریباً سات مہینے میں مکمل ہوگیا ۔

(۲) تفسیر ی نوٹس آیا ت کی روشنی میں لکھے گئے ہیں ۔

(۳) یہ خیا ل غلط ہے کہ تفسیر کے لیے احا د یث کی ضرو رت ہے ۔

(۴) احا د یث نزو ل قرآن کے کئی صدی بعد مرتب کی گئیں ۔

(۵) یہ ا مر مسلم ہے کہ احا د یث کا بیشتر حصہ د شمنا ن اسلام کا مدو ن کیا ہوا ہے ۔

(۶) مفسرین سلف نے قرآنی آیا ت پر مبا لغہ آمیز احا د یث روا یا ت عجیبہ اورتاویلا ت غریبہ سے جو سوا ء خلاف چڑ ھا دیا ہے مولف نے اتا ر پھینکا ۔

(۷) ترجمہ شا ہ عبد القا در کا ہے ۔ جسے صرف سلیس کیا گیا ہے ۔

(۸) کوشش کی ہے کہ موجود ہ وعظا و ٔں کے جنگل سے نکال کر آ ن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وعظا ای میں لے جایا جائے ۔

مولف کی علمیت کا انداز ہ تو ترجمہ و تفسیر کے مطا لعہ سے ہوتا ہے ۔ مگر ان کے ا تباع سنت کے جذ بے اورمحبت الہی یا خشیت الہی کاانداز ہ ان ا قتبا سات سے ہوتا ہے جو ا نہوں نے ا پنی بجائی امتہ خانم سے انتسا ب کرتے ہوئے شروع اپریل سنہ ۹۴۲ اھ

---

[1] ا متہ ا ل خانم ۔ آسا ن قرآن مع تفسیر القرا ن ۔ لاہو ر سنہ ۱۳۶۲ھ ۔ ص ۔ ا ۔ ۴

کو اس حادثہ موت کے بارے میں کہے ہیں ۔ ہمارا خیال ہے مہجوری تفسیر کی تاریخ میں کسی
مترجم یا مفسر نے اس قسم کے خیالات اور اس قسم کی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا ——— یہاں
چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں ۔

آہ ! زندگی اس جہنم میں داخل ہوگئی جہاں موت کو پکارتے ہیں
لیکن ہمارے لیے نجات کی دیوی کہاں ۔ آہ وہ کوہ الم کیا ہے ———
اور اپنا دامن ہمارے کفر و ہاتھوں سے چھڑا لے گئی ۔ حسرت و یاس
نے ہمیں چاروں طرف سے ڈھانپ لیا ۔ تاریکی ہی تاریکی کا عالم
ہے ——— آہ وہ میرا دایاں بازو تھا جس سے میں نے اس تفسیر
کا انگریزی ترجمہ کروایا تھا ۔ لیکن نہیں معلوم تھا کہ ایسے
ہوتے کیوں ناگاہ ۔ ہمارے دلوں کی بستی اجڑ گئی ———[۱]

یہ اور اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ۔ یہ خیالات نہ کسی
مفسر کے معلوم ہوتے ہیں نہ کسی عالم کے ۔ یہ تو خالصتہ الحاد کے جذبات ہیں ۔ اس سے
بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مولف کے قول و عمل میں کہاں تک تضاد پایا جاتا ہے ۔ خلفائے
سلف پر اعتراضات کرنے آسان ہیں ۔ سیرت و کردار کا نمونہ پیش کرنا بہت مشکل ہے ۔

نمونہ ترجمہ سورہ عصر

قسم ہے زمانہ کی (۱) تحقیق انسان البتہ نقصان میں ہے (۲)

سوائے ان لوگون کے جوایمان لائے اور ایسے اچھے عمل کیے اور ایک
دوسرے کوحق کی نصیحت کرتے ہین اور ایک دوسرے کو صبر کی
نصیحت کرتے ہین (۳)

تفسیری نوٹ :- آج بھی ایسا ہی زمانہ ہے انسان نقصان مین نظر آرہا ہے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو وہ زمانہ بھی ایسا
ہے -

عبد الرزاق ملیح آبادی - بیان القرآن (تشریحی ترجمہ پارہ عم)
تالیف سنہ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء
= =

اس کا مطبوعہ نسخہ پنجاب پبلک لائبریری - لاہور مین موجود ہے یہ
نسخہ ۸ × ۶ سائز کے ۱۱۰ صفحات پر مشتمل ہے - ستارہ ہند پریس - کلکتہ مین چھپا تھا -
اس کے شروع مین مترجم نے " گزارش " کے عنوان سے دیباچہ لکھا ہے
جس کے آخر مین رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۲ھ لکھا ہے - اس سے مولف کے مصدرکات اور فکر
خیالات کا بھی علم ہوتا ہے - یہان اس کے ضروری اقتباسات پیش کیے جاتے ہین -

---

۱ - ایضاً - ص - ۱۲ - ۱۳
۲ - ایضا - ص - ۱۳۲۰

مدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ قرآن مجید کا ایک نیا
اور مستقل ترجمہ اردو زبان میں شائع ہو کیونکہ موجودہ تراجم
قابل اطمینان نہیں ہیں۔ بعض کی عبارت پرانی ہو چکی ہیں۔ اور
نئی نسل کے دل کو لگتی نہیں اور بعض ترجمے نہیں تشریح کی حیثیت
رکھتے ہیں اور کوئی ترجمہ بھی ایسا نہیں جو غلطی شائع اور کئی خامیوں
سے خالی ہو ——— اس سلسلے میں پہلا کام یہ ہے کہ قرآن
کے مفرد الفاظ کا زیادہ سے زیادہ صحیح ترجمہ اردو میں تلاش
کیا جائے۔ قرآنی الفاظ نہایت جامع ہیں۔ ایک ایک لفظ کئی کئی
معنی رکھتا ہے ایسے الفاظ اردو میں بھی ڈھونڈے جائیں ———
بڑی مشکل یہ ہے کہ بہت سے قرآنی لفظ ایسے بھی ہیں جن کے ہم
معنی لفظ اردو میں سرے سے موجود ہی نہیں ——— پھر ترجمہ
قرآن کے لیے علوم آلیہ کے علاوہ تفسیر، حدیث، لغت عرب،
معانی و بیان تاریخ، تورات و انجیل اور موجودہ زمانے کے علوم
پر بھی گہری نظر ہونا ضروری ہے ——— ترجمہ قرآن میں
یہ بھی از بس ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ترجمہ میں بھی
قرآن کا اصلی اسلوب اور زور پیدا کیا جائے ———
میں نے کوشش کی ہے کہ ترجمہ کی عبارت زیادہ سے زیادہ آسان
اسلوب قرآنی کے زیادہ سے زیادہ قریب ہو ———
——— ہر قرآنی لفظ کی لغت عرب اور کتب تفسیر سے تحقیق
کی اور اس کا مطلب ادا کرنے کے لیے اردو کا زیادہ سے زیادہ
موزون لفظ منتخب کیا۔ مطالب قرآنی ذہن نشین ہونے کی
غرض سے ہر سورۃ کا پہلے موضوع بتا دیا ہے پھر سورۃ کی مختصر
حتی الامکان جامع تشریح کر دی ہے۔ یاد رہے کہ تشریح کی ہے
تفسیر نہیں۔ تفسیر کا ناظرین کو بھی انتظار کرنا ہوگا۔
(صفحہ ۵) (رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ [illegible]

مترجم نے دیباچہ میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے اس میں صلا بہ
پائی جاتی ہے۔ سوائے اس ایک خیال کے کہ پچھلے تراجم میں جو خامیاں تھیں اس لیے
نئے ترجمہ کی تحریک کی۔ ہر مفسر اور مترجم اپنی ترجمہ یا تفسیر کے جواز کے لیے پچھلی
تمام تفسیروں پر حرف گیری کرتا ہے۔ یہ کچھ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی اپنی
خیال اپنا اپنا۔ سیدھی سادی بات ہے کہ اپنے خیال کا خلوص سے اظہار کردے۔ پھر
اگر علماء حرف گیری کریں تو کچھ مضائقہ نہیں بسا اوقات تو تقابل مترجموں نے اس روش
کو اپنایا ہے۔ تاکہ اپنے علمی تفوق کو ظاہر کر سکیں۔

<u>نمونہ تشریح و ترجمہ سورۃ العصر</u>

سورۃ العصر ——————— زمانہ

(مکہ میں اتری ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں)

موضوع — اصلی چیز یہ ہے کہ آدمی عمل صالح انجام دے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتا رہے۔

تشریح — انسان اپنی غفلت اور بے توفیقی کی وجہ سے نقصان میں ہے لیکن وہ لوگ منافع میں
اور نفع میں ہے جو ایمان لائے ہیں۔ نیک عمل انجام دیتے رہتے ہیں۔ اور حق
کی اور صبر کی راہ پر استوار رہیں۔ اس لیے ایمان۔ نیکی۔ اور حق و صبر پر
استواری ہی میں کامیابی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو رحمان رحیم ہے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق
وتواصوا بالصبر۔

قسم زمانہ کی بیشک انسان ٹوٹے میں ہے۔ بجز ان کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے
کیے نیک کام اور آپس میں تاکید کی حق کی اور آپس میں تاکید کی صبر کی[1]

۱۔ عبدالرزاق۔ بیان القرآن۔ کلکتہ سنہ ۱۳۶۲ھ ص ۹۵

عاشق حسین سیماب اکبرآبادی ـ وحی منظوم (ترجمہ پارہ عم) تالیف
سنہ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء

یہ نسخہ صرف پارہ عم کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔ یہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری ـ لاہور اور دیگر کتب خانوں میں موجود ہے۔ ۸ × ۷ سائز کے ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع وغیرہ کی تفصیلات درج نہیں۔

اس کا انداز یہ ہے کہ ایک طرف متن قرآن ہے اور دوسری طرف منظوم ترجمہ ہے۔ اس کا آغاز سورہ اخلاص سے کیا گیا ہے۔ اس ترجمہ کے آخر میں مختلف علماء کی تقریظیں ہیں جس سے اس کی اہمیت کا علم ہوتا ہے۔ مثلاً یہ علماء کرام۔

(۱) مولانا حسین احمد مدنی مرحوم — محررہ ۲۲ ـ شوال سنہ ۱۳۶۵ھ

(۲) مولوی محمد میاں ناظم جمعیۃ علمائے ہند۔

(۳) مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی مرحوم۔ — محررہ ۱۳ ـ شوال سنہ ۱۳۶۵ھ

(۴) مولوی سعید احمد اکبرآبادی۔ — صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی۔

(۵) مفتی عتیق الرحمن ـ رفیق ندوۃ المصنفین ـ دہلی محررہ ۱۲ شوال ۱۳۶۵ھ

(۶) خواجہ حسن نظامی مرحوم۔ — محررہ شوال ۱۳۶۵ھ

(۷) مولوی احمد علی لاہوری مرحوم ـ وغیرہ وغیرہ

مولانا حفظ الرحمن مرحوم نے اس منظوم ترجمہ کے متعلق ان خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

"موصوف نے قدرت کلام سے فائدہ اٹھا کر حضرت شاہ عبد اللہ قدس اللہ سرہ کے ترجمہ کا حق الوسع پورا تتبع کیا ہے —— سیماب صاحب کی قدرت کلام ـ حسن نظم و انسجام ـ لطافت و سلاست زبان ـ ادائے مفہوم میں لفظی ترجمے کی رعایت کا التزام ایسے امور ہیں ـ جن کے پیش نظر اس کو مستند اور لائق اعتماد کہا جاسکتا ہے"۔ (ص ـ ۵۴)

اور خواجہ حسن نظامی مرحوم نے تحریر فرمایا تھا۔

"منظوم انہوں نے حضرت شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ
کی زبان درست کرکے ترجمہ منظوم کیا ہے اور حضرت شاہ
صاحب نے جتنی احتیاطیں ترجمہ میں کی ہیں اتنی احتیاطیں
دوسرے مترجموں سے نہیں ہوسکتی تھیں" (ص۔ ۵۵)

نمونہ ترجمہ سورۃ العصر

(۱۳) سورہ عصر

یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تین
آیتیں ہیں۔

نام سے اللہ کے کرتا ہوں آغاز (بیان) —— جو بڑا ہی رحم والا ہے نہایت مہربان

(اے مومنو) ہم قسم کھاتے ہیں تم سے عصر کی —— بالیقین ٹوٹے میں ہیں سارے جہان کے آدمی

ہاں مگر جو لائے ایمان اور عمل اچھے کیے —— اور وصیت (دین) حق کی باہم کرتے رہے

اور جو کرتے رہے تاکید باہم صبر کی —————— (وہ نہیں ٹوٹے میں بیشک فائدے میں ہیں وہی)

(ص۔ ۱۱-۱۲)

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

ابتدا ہے مری بنام خدا —— مہربان و رحیم ہے جو بڑا

ہے خدا کے لیے ثنا ساری —— سب جہانوں کا ہے وہی والی

مہربان و رحیم ہے جو بڑا —— مالک روز حشر و روز جزا

ہم عبادت کریں تیرے ہی —— چاہتے ہیں مدد بھی تجھ سے ہی

راہ سیدھی ہمیں (خدا) بتلا —— راہ ان کی کہ جن پہ فضل کیا

جن پہ غصے ہوا نہ، ان کی راہ —— اور نہ ان کی جو ہو گئے گمراہ

(س ۔ ۱)

عبد الرحیم عرشی مرحوم - ترجمہ قرآن مجید - تالیف ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء (گوالیار)

عرشی صاحب چند پاروں کا ترجمہ کر رہے تھے کہ سنہ ۱۹۴۹ء میں ان کا انتقال ہوگیا - یہ ترجمہ منظوم ہے - پارۂ عم کے مسودہ کے ترقیمے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۲۰ - ربیع الاول سنہ ۱۳۶۶ھ کو پایۂ تکمیل تک پہنچا تھا - عبارت یہ ہے -

" الحمد للہ و المنۃ ۲۰ - ربیع الاول ہجریہ مطابق ۱۲ - فروری سنہ ۱۹۴۷ء بروز چہارشنبہ وقت نماز ظہر پارۂ عم بشمولیت ترجمہ منظوم و خلاصہ مفہوم پایان تحریر و تسطیر کو پہنچا "

العبد عاصی پر معاصی آغا
عبد الرحیم عرشی عفی عنہ

مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد مرحوم (لاہور) نے اس پر تقریظ لکھی ہے جس کی عبارت یہ ہے -

" آغا عبد الرحیم صاحب عرشی کو منجانب اللہ طبع موزون ودیعت ہوئی ہے - ممدوح کی اکثر نظمیں دیکھ چکا ہوں ہر نظم سلاست میں پائی -

آج میرے سامنے ترجمہ قرآن منظوم عرشی صاحب کی طبع موزون کا نمونہ ہے - میں نے سورۂ ناس - سورۂ فاتحہ تک جستہ جستہ مقامات دیکھے نظم میں الفاظ متن کے مفہوم کو ملحوظ رکھا ہے - یہ خاص بات ہے اور اعتقاد دیانت کے اطمینان کی بنا پر میرا خیال ہے کہ تمام ہی صحیح ہے -

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ممدوح کی اس جگر کاوی
کو مقبول فرمائیے۔ اور ترجمہ منظوم کو مطبوع خلائق بنائیے
اور عوام کو مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق رفیق کرے۔ آمین
ثم آمین۔ بحرمۃ النبی الامین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

اس ترجمہ کی اطلاع اور اس کے متعلق تفصیلات ہمارا دوست رضا محمد صاحب
حضوری دام ظلہم نے کرائی ہے جو اپنے مکتوب مرسلہ محررہ ۰ اپریل سنہ ۱۹۶۲ء میں
دی تھی۔ انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ یہ ترجمہ چھپ نہیں سکا اور انہوں نے۔

"آغا افضل صاحب برادر مرحوم ہوشی کو ملایا تھا وہ
قرآن مجید کے پانچ چھ سپاروں کا علیحدہ علیحدہ
بڑا خوشخط لکھا ہوا ترجمہ لائے تھے"۔

پھر لکھا ہے۔

"سنہ ۱۹۴۹ء میں ہوشی صاحب کا انتقال ہوگیا بدیں
وجہ یہ سپارے طبع نہیں ہوسکے"۔

نمونہ سورۃ الفاتحہ

خوبیاں سب ہیں خدا کے واسطے = کل جہاں کے کبریا کے واسطے
صاحب جود و سخا و مہربان = مالک روز جزا کے واسطے
ہم عبادت کرتے ہیں تیری مدام = تیری امداد و عطا کے واسطے
راستہ سیدھا چلا ان کا کہ ہے = انبیاء و اولیاء کے واسطے
راستہ ان کا نہ جن پر تھا غضب = جو بنا ہے اشقیا کے واسطے

محمد حسین پالوا ۔ ترجمہ قرآن مع مضامین القرآن ۔ طبع اول
سنہ ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ترجمہ ۔ مضامین القرآن کے ساتھ ہے ۔ سلسلہ وار نہیں ۔ مولف نے آیات کو موضوعات کے لحاظ سے تقسیم کیا ہے بعد پھر ہر موضوع کا مسلسل ترجمہ کیا ہے ۔ گویا اس طرح تمام آیات قرآنی کا ترجمہ کر دیا گیا ۔ یہ ترجمہ مشہور آفسٹ پریس ۔ کراچی میں سنہ ۱۳۶۸ھ میں شائع ہوا ۔ تفصیل کے لیے تفسیر کا حصہ ملاحظہ فرمائیں ۔

<u>نمونہ ترجمہ</u> ۔

(۱) لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو بغیر علم ہدایت
اور کتاب منیر کے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور یہ
نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لیے زمین و آسمان
کو مسخر کیا اور ظاہری و باطنی تمام نعمتیں تم پر پوری
کر دیں ۔ (۱۷ / ۸)

یہ ترجمہ نہایت صاف اور سلیس ہے ۔ مقصد قلات نے اس کو سراہا ہے جس کا ذکر تفسیر کے باب میں تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے ۔

سنہ ۱۳۷۰ھ میں فیروز الدین روحی کا ترجمہ قرآن مع تفسیر شائع ہوا ۔ یہ ترجمہ اور تفسیر کراچی میں طبع ہوئی ۔ سنہ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء میں مولانا عبد الدائم جلالی کی تفسیر بیان السبحان کا ایک حصہ دہلی سے شائع ہوا ۔ اس کا آغاز سنہ ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء میں رسالہ مولوی (دہلی) میں بالاقساط ہوگیا تھا ۔ بعد میں ہر پارہ شائع ہوتا گیا ۔ پہلا پارہ سنہ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء شائع ہوا ۔ مولانا کا انداز گو صاف اور سلیس ہے مگر محاورہ اردو کے مطابق نہیں

مجیدالدین احمد اثر زبیری ۔ سحرالبیان (ترجمہ قرآن کریم منظوم
طبع اول سنہ ۱۳۷۱ ھ / ۱۹۵۱ء

اس وقت ہمارے پیش نظر صرف پہلے پارے کا منظوم ترجمہ ہے ۔ جو ۱۰ × ۶ سائز کے ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور ادبی پریس ۔ کراچی میں ۱۳۷۱ھ میں طبع ہوئی ۔

مؤلف نے سورہ فاتحہ کا ترجمہ مولانا شبیر احمد عثمانی کو دکھایا تھا انہوں نے اپنے مکتوب (محررہ ۵۔ جون سنہ ۱۹۴۹ء ۔ کراچی) میں اس ترجمہ کو سراہا ہے ۔ نمونے کے اوراق مولانا عبدالماجد دریابادی کی نظر سے بھی گزرے " پیش لفظ " انہوں نے لکھا ہے جس پر تاریخ ۲۰ ۔ جنوری سنہ ۱۹۵۱ء مطابق ۲۰ ۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۱ھ درج ہے ۔ مولانا نے موصوف نے بھی اس ترجمہ کو سراہا ہے ۔ اس ترجمہ کا تعارف (۴ ۔ صفر سنہ ۱۳۷۰ھ) قاری محمد طیب صاحب (مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند) نے لکھا ہے ۔ موصوف نے اثر صاحب کی دل کھول کر تعریف کی ہے ۔ ترجمہ کو کامیاب ترجمہ قرار دیا ہے ۔ بلکہ اس سہل ممتنع کہا ہے اس کے بعد مولوی احتشام الحق کی تقریظ ہے (۲۲ ۔ محرم سنہ ۱۳۷۰ھ) اور مفتی محمد شفیع کی بھی تقریظ ہے (۱۰ ۔ محرم سنہ ۱۳۷۰ھ)

قاری محمد طیب کے " تعارف " سے معلوم ہوتا ہے کہ مترجم صفر سنہ ۱۳۷۰ھ تک تقریباً ۱۲ پاروں کا منظوم ترجمہ کر چکے تھے ۔ غالباً مؤلف نے اس ترجمہ کو مکمل کر لیا ہوگا ۔

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں کہ " وہ آقا " ۔ بڑا ہی مہربان اور نہایت رحم والا
خدا ہی کے لیے ہر قسم کی تعریف زیبا ہے ——— وہ " مولا " پالنے والا جو سارے عالموں کا ہے

بڑا ہی مہربان ہے وہ نہایت رحم والا ہے — "بہر طوان" وہ مختار کل روز جزا ہے

خداوندا عبادت کرتے ہیں ہم فقط تیری — تجھی سے اے خدا درخواست کرتے ہیں اعانت کی

دکھادے ہم کو سیدھا راستہ ان نیک بندوں کا — کہ جن پر تو نے نعمتوں کی بیش بہا عطایا ہے

وہ بندے جو مورد ہی رہے ہیں تیری خفگی کے — نہ گم گشتہ ہوئے ہیں جو کبھی راہ ہدایت سے

مولف نے منظوم ترجمہ میں جو لفظ زائد استعمال کیا ہے اس کو

واوین کے اندر لکھ دیا ہے تاکہ حقیقت و مجاز کا امتیاز ہو سکے۔ کہیں توضیح مطالب

کے لیے مصرعوں کا اضافہ کیا ہے۔ عربی عبارات کے کو مصرعوں کے اعتبار سے

علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے۔ بعض آیات کو اشعار کے تحت تقسیم کر دیا ہے۔

اکثر مقامات پر لفظی ترجمہ ہے۔ لیکن بعض بعض مقامات پر محاورہ اردو کو بھی

ضرورتاً پیش نظر رکھا ہے۔

مولانا احمد حسن فاضل ندوی ۔ تفسیر جدید ۔ تالیف
سنہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء (قلمی)

یہ ترجمہ ۔ تفسیر جدید کے ساتھ سنہ ۱۳۷۲ھ میں مکمل ہوا ۔

فاضل مولف نے اس کو لاہور میں گیارہ کاپیوں میں لکھا جو نیشنل میوزیم کراچی میں محفوظ ہیں ۔ مولف نے توضیح معانی کے لیے کافی عبارات قوسین میں بڑھائی ہیں ہم ان کو حذف کر کے ترجمہ کا نمونہ پیش کرتے ہیں ۔ تفسیر کے باب میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے ۔

<u>نمونہ سورہ فاتحہ</u>

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے —— جو سارے جہان کا پروردگار ہے ۔
جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے —— جو روز جزا کا مالک ہے
—— ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد
چاہتے ہیں —— ہم کو راہ راست کی ہدایت کر ——
ان (نیک) لوگوں کے راستہ کی جن پر تو نے (اپنا) فضل و کرم
کیا —— نہ ان (بد) لوگوں کے (راستہ کی) جن پر
(تیرا) غضب نازل ہوا ——
(جلد اول ، ص ۱ و ۲)

مولف موصوف کا ترجمہ بڑا شستہ اور صاف ہے ۔ قوسین کی عبارات کو شامل کیا جائے تو یہ تشریحی ترجمہ ہے اور فوائد بھی شامل کیا جائے تو تفسیر ہے ۔

ابوالاعلی مودودی ۔ ترجمہ قرآن مع تفہیم القرآن
سنہ ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء — ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء

یہ ترجمہ ۔ تفسیر کے ساتھ چار جلدون مین لاہور سے شائع ہوا ہے

اس مین مولف نے نہ لفظی ترجمہ کیا ہے اور نہ صرف علم کا معنوی ترجمہ ۔ بلکہ

مین نے اس کتاب مین ترجمہ کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمان

کا طریقہ اختیار کیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ نہین کہ مین

پابندی لفظ کے ساتھ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کو غلط

سمجھتا ہون بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جہان تک ترجمہ

قرآن کا تعلق ہے یہ خدمت اس سے پہلے متعدد بزرگ

بہترین طریقہ پر انجام دے چکے ہین اور اس راہ مین اب

کسی مزید کوشش کی ضرورت باقی نہین رہی ہے ۔

(جلد اول ۔ لاہور ۔ سنہ ۱۹۵۲ء ۔ ص ۶)

<u>نمونۂ ترجمہ</u>

پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام

سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت

دی ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیون کا مشاہدہ کرائے

حقیقت وہی ہے سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ۔

سنہ ۲ ــ ۱۳۷۱ ھ / ۲ ــ ۱۹۵۱ ء میں مولانا احمد سعید کی

تفاسیر سورہ یوسف ـ سورہ یونس اور سورہ بنی اسرائیل ـ سورہ کہف ـ سورہ مریم

وغیرہ شائع ہوئیں ـ ان تفاسیر میں ترجمہ کا انداز ہے ـ

نمونہ ترجمہ

وہ خدا جملہ عیوب سے منزہ ہے جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا ـ وہ مسجد اقصی جس کے گرداگرد ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں ـ اس بندے کو لیجانے سے مقصد یہ تھا کہ ہم اس کو اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھائیں ـ بیشک خدا بڑا سننے والا ـ بڑا دیکھنے والا ہے ـ

(بنی اسرائیل ـ سنہ ۱۳۷۲ ھ ـ ص ـ ۶)

مولانا مودودی (امیر جماعت اسلامیہ) اور مولانا احمد سعید (ناظم جمعیتہ علمائے ہند) تقابل سے معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ یا تفہیم میں مولانا مودودی مولانا احمد سعید سے زیادہ کامیاب ہیں ـ موخرالذکر کا ترجمہ بڑا پختہ ہے ـ

نور محمد (ناشر) ترجمہ تفسیر ابن کثیر ۔ طباعت سنہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء

یہ ترجمہ مع تفسیر کے ساتھ پانچ جلدوں میں سنہ ۱۳۷۲ھ میں کراچی سے شائع ہوا ۔ مترجم کا نام نہیں لکھا ۔ ناشر کا نام نور محمد ہے ۔ اس تفسیر میں اردو ترجمہ خود مترجم کا معلوم ہوتا ہے ۔ تفسیر پر تفسیر کے باب میں روشنی ڈالی گئی ہے ۔

نمونہ ترجمہ

قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ وہ بیزار ہو گیا ہے ۔ یقیناً تیرے لیے انجام ۔ آغاز سے بہتر ہے ۔ تجھے تیرا رب بہت جلد انعام دے گا اور تو راضی خوش ہو جائیگا ۔ کیا اس نے تجھے یتیم پاکر جگہ نہیں دی ۔ اور تجھے راہ بھولا پاکر ہدایت نہیں دی ۔ اور تجھے تنگدست پاکر تونگر نہیں بنادیا پس یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر اور نہ سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ اور اپنے رب کے احسانوں کو بیان کرتا رہ ۔

(جلد پنجم ۔ ص ۔ ۱۷۱)

ترجمہ با محاورہ ہے اور صاف و شستہ ہے ۔ وضاحت کے لیے شیوہ مزید عبارات کا اضافہ نہیں کیا گیا ۔ جو مترجم کی قدرت زبان و بیان پر دال ہے ۔

حکیم احمد شجاع الاہوری ۔ ترجمہ قرآن مع افصح البیان فی مقاصد القرآن

تالیف سنہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء

وہ ترجمہ ، تفسیر کے ساتھ لاہور سے شائع ہوا ۔ اس ترجمے

میں مولف نے لفظی ترجمہ کو ترجیح دی ہے ۔

" قرآن کے لفظی ترجمہ ہی کو قرآن کا ترجمہ سمجھتا ہوں "

ترجمہ کا انداز یہ ہے ۔

<u>سورہ فاتحہ</u>

سب تعریف واسطے اللہ کے ۔ پروردگار عالموں کا ۔ بخشش
کرنیوالا مہربان ۔ خداوند جزا کا ۔ تجھ ہی کو عبادت
کرتے ہیں ہم ۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم ۔ دکھا
ہم کو راہ سیدھی ۔ راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے
اوپر ان کے سوا ان کے جو غصہ کیا گیا ہے ۔ اوپر ان کے اور نہ
گمراہوں کا ۔

(جلد اول ۔ ص ۔ ۹)

لفظی ترجمہ کے بعد مولف نے بامحاورہ بھی ترجمہ کیا ہے ۔
اس کا نمونہ تفسیر کے باب میں ملاحظہ فرمائیں ۔

سنہ ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء میں مولانا ابو الحسنات محمد احمد
نے تفسیر الحسنات تالیف کی ۔ یہ لاہور سے شائع ہوئی ۔ اس میں تفسیر کے ساتھ
خود مفسر کا ترجمہ بھی ہے ، انداز یہ ہے ۔

سورہ فاتحہ

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک و مختار ہے سارے جہان والوں کا

بہت مہربان رحمت والا ۔ روز جزا کا مالک ۔ ہم تجھی کو پوجیں

اور تجھی سے مدد چاہیں ۔ ہم کو سیدھا راستہ پر چلا ۔ راستہ

ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور

نہ بہکے ہوؤں کا ۔

(جلد اول ۔ ص ۔ ۲)

یہ ترجمہ با محاورہ کم ہے لفظی زیادہ ہے ۔ بہر حال

ایک حد تک صاف و شستہ ہے ۔

عبد الماجد دریا آبادی ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر ماجدی ۔
طبع اول سنہ ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ترجمہ ۔ تفسیر کے ساتھ کئی جلدوں میں لاہور سے سنہ ۱۹۵۴ء

سے شائع ہونا شروع ہوا ۔ اس تفسیر کا تفصیلی جائزہ ۔ تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے ۔

ترجمہ نہایت صاف و شستہ اور با محاورہ ہے ۔ مولانا عبد الماجد کی ذات گرامی

اردو داں طبقے کے لیے محتاج تعارف نہیں ۔ وہ خاص اسلوب بیان رکھتے ہیں ۔

نمونہ ترجمہ

جو لوگ اس امی رسول اور نبی کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے ہاں لکھا ہوا

پاتے ہیں توریت اور انجیل میں انہیں وہ نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور انہیں برائی

سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں جائز بتاتا ہے ۔ اور ان پر گندی چیزیں

حرام رکھتا ہے ۔ اور ان پر سے بوجھ اور قید میں جو ان پر (اب تک) تھیں اتارے

دیتا ہے ۔ سو جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لائے اور اس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد

کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے ۔ سو یہی لوگ تو ہیں

(پوری) فلاح پانے والے ۔ (الاعراف ۔ رکوع ۔ ۸)

علی احمد خان دانشمند جالندھری – آسان قرآن مجید طبع دوم ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۵ء

اس ترجمہ کا نسخہ مطبوعہ نقوش پریس – لاہور سنہ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء پنجاب یونیورسٹی لائبریری – لاہور میں موجود ہے – یہ ترجمہ صرف سورہ بقرہ کا ہے – ۱۰ × ۸ سائز کے ۱۹۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے – صفحہ ۲۸ تک متن قرآن کے ساتھ بین السطور میں لفظی ترجمہ ہے پھر حاشیہ میں با محاورہ ترجمہ ہے اور کہیں کہیں اس کے نیچے مختصر تفسیری نوٹس بھی ہیں –

اس کے بعد "تفسیر القرآن الحکیم" شروع ہوتی ہے (۱ – ۱۲۰) پھر فہرست مضامین قرآن ہے (۱۲۱ – ۱۲۲) آخر میں لغات قرآن ہیں (۱۲۲ – ۱۲۶) اس طرح تفسیر و ترجمہ کے مجموعی صفحات ۱۹۵ ہوتے ہیں –

چونکہ مترجم عربی و فارسی علوم کے علاوہ علوم جدیدہ سے بھی واقف معلوم ہوتے ہیں – اس لیے انہوں نے اس قسم کے عنوانات قائم کیے ہیں –

۱ – وحی کیا چیز ہے (ص – ۱۲)

۲ – روح اور زندگی میں فرق (ص – ۵۱)

۳ – معجزات (ص – ۵۱)

۴ – تناسخ یا آواگون (ص – ۶۴)

۵ – ڈارون کی تھیوری بندر سے انسان بننا (ص – ۹۸)

۶ – قرآن کی رو سے سورج زمین کی چکاوری ہے – زمین سورج کی چکاوری نہیں وغیرہ وغیرہ (ص – ۱۰۹)

تفسیر کے آخر میں مولف نے ایک عنوان قائم کیا ہے –

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لیے انبیاء سابقین کی پیشین گوئیاں"

اس عنوان کے تحت ان حضرات کی پیشین گوئیوں کا جائزہ لیا ہے ۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام

(۲) حضرت جناب زرتشت

(۳) ویدوں کی پیشین گوئیاں

(۴) سری کرشن کی پیشین گوئی ۔

(۵) پرانوں کی پیشین گوئی ۔

(۶) حضرت گوتم بدھ ۔

(۷) حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ علیہما السلام سے غیرہ وغیرہ

<u>نمونہ ترجمہ</u>

الم ———————— یوقنون ۔

<u>لفظی ترجمہ ۔</u>

ا ل م (حروف مقطعات) ۔ وہ یہی کتاب ہے نہیں کوئی شک بیچ میں اس کے ۔ ہدایت ہے واسطے ان کے جو پرہیزگار ہیں ۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اوپر اس کے جو غیب ہے اور قائم کرتے ہیں نماز اور اس میں سے جو روزی دیا ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں ۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اوپر اس کے جو اتارا گیا طرف تیری اور جو اتارا گیا اوپر (ان کے) پہلے تجھ سے اور اوپر آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں ۔

<u>بامحاورہ ترجمہ ۔</u>

<u>اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا سیدھا راستہ</u> ۔ الم ۔ بلاشبہ یہی کتاب ہے (جس کی پیشین گوئی پہلی تمام کتب ہائے مقدسہ میں موجود ہے) اس میں پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے ۔ جو (اللہ) غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ روزی ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ اور جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا اور تجھ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت کا یقین رکھتے ہیں " (ص ۔ ۲)

اس ترجمہ کا ایک نسخہ بہاولپور میں سنٹرل اسٹیٹ لائبریری میں موجود ہے ۔

مرزا بشیر الدین محمود ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر صغیر۔ ۱۳۷۷ ھ / ۱۹۵۷ء
(م ۔ ۱۹۶۵ ء)

یہ ترجمہ ۔ تفسیر کے ساتھ دو جلدوں میں مکمل ہوا اور سنہ ۱۳۷۷ ھ میں قادیان میں چھپی ۔ اس میں مترجم نے تشریحی ترجمہ کا انداز اختیار کیا ہے ۔ چوں کہ مولف احمدیہ فرقے کے پیشوا ہیں اس لیے ترجمہ میں ان کے معتقدات کی جھلک ملتی ہے ۔ ترجمہ بلحاظ زبان اور اسلوب بیان صاف اور سلیس ہے ۔

نمونہ سورۃ العصر

میں (آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے) زمانہ کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں (کہ) یقیناً (تمہارا مخالف) انسان (ہمیشہ ہی) گھاٹے میں (رہتا)ہے مگر وہ لوگ جو (اپنا ہو) ایمان لے آئے ۔ اور (پھر) انہوں نے (موقعہ کے) مناسب حال عمل کیے اور صداقت کے اصولوں پر قائم رہتے کی آپس میں ایک دوسرے کو تلقین کی اور (پیش آمدہ مشکلات پر صبر سے کام لینے) کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے رہے (ایسے لوگ کبھی بھی گھاٹے میں نہیں پڑ سکتے ۔

(جلد دوم ۔ ص ۔ ۱۳۱۰)

مولانا امین احسن اصلاحی نے مولانا حمید الدین فراہی کی تفسیر نظام القرآن کے بعض اجزاء کا ترجمہ کیا ہے ۔ اور مجموعی تفاسیر فراہی " کے نام سے لاہور سے شائع کیا ہے ۔
ترجمہ کا انداز یہ ہے ۔

سورۃ العصر

زمانہ گواہی دیتا ہے کہ آدمی گھاٹے میں ہے مگر وہ جو ایمان لائے اور بھلا کام کیں اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی ۔

عبد الرحمن بن احمد ۔ قرآن مجید مترجم پکٹورز جدید مطابق ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء

یہ ترجمہ ادارہ تفسیر القرآن پکٹورز جدید (لاہور) کی طرف سے
طبع نو وو ز پریس ۱۰ اردو بازار-لاہور سے غالباً پہلی بار سنہ ۱۹۵۸ء میں شائع
ہوا ۔ ہمارے پیش نظر پارہ عم اور پارہ سیقول کا ترجمہ ہے ۔ جو بالترتیب ۹ × ۶
سائز کے ۶۲ اور ۷۹ صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔

دیباچہ میں عبد الرحمن صاحب نے اس ترجمہ کی خصوصیات
پر روشنی ڈالی ہے ۔ جن میں چند ایک یہ ہیں ۔

(۱) ہر آیت کے اجزاء اوپر دیئے گئے ہیں اور ان کا ترجمہ بھی
جدا جدا خانے ڈال کر کیا گیا ہے۔

(۲) اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ الفاظ کے
مطابق کیا جائے اس کے لیے معتبر لغات اور مستند تراجم
سے پورا پورا فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

دیباچہ کے آخر میں ۲۷۔ مارچ سنہ ۱۹۵۸ء تحریر ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ اس تاریخ سے قبل پایۂ تکمیل تک پہنچ چکا تھا ۔

نمونہ ترجمہ سورۃ العصر

و	العصر	ان	الانسان	ل	فی
قسم ہے	زمانہ	بیشک	انسان	ضرور	میں
خسر	الا	الذین	آمنو	و	عملوا
گھاٹے	مگر	وہ جو	ایمان لائے	اور	عمل کیے
الصالحات	و	تواصوا	ب	الحق	و
درست	اور	ایک دوسرے کو نصیحت کی	ساتھ	حق	اور
مناسب وقت					
تواصوا	و	الصبر	۔		
ایک دوسرے کو نصیحت کی	ساتھ	صبر			

محمد ادریس کیف بھوپالی ۔ مفہوم القرآن ۔ منظوم سنہ ۱۹۵۹ء / ۱۳۷۹ھ

مسودہ صرف دو پاروں کی تفسیر مطالعہ کی جاسکی ۔ پارہ الم (ص۔۴۰)
اور پارہ دوم (ص ۔ ۵۲) ۔ مولف نے متن قرآن ترجمہ پہلے نثر میں لکھا ہے جو شاہ عبد القادر
کا ہے پھر بالمقابل منظوم اردو ترجمہ ہے ۔ اس ترجمہ میں مترجم نے مولانا اشرف علی ۔
مولانا آزاد ۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی اور مولانا مودودی کے تراجم سے استفادہ
کیا ہے ۔ یہ ترجمہ سنٹرل بک ڈپو بھوپال کی طرف سے شائع کیا گیا تھا ۔ راقم نے اس ترجمہ
کے متعلق بھوپال لکھا ۔ جس کا جواب آیا کہ ہنوز صرف دو پارے شائع ہوئے ہیں
مزید شائع نہ ہو سکے ۔

سید شمیم رجز ۔ آب روان (ترجمہ قرآن منظوم) طبع اول ۱۹۶۰ء / ۱۳۸۰ھ

ـــ

سید شمیم رجز نے مطالب و مفاہیم قرآن کو نظم کا جامہ پہنایا ہے اور ساتھ ہی متن کے ساتھ اردو نثر میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا ہے ۔ جسمیں بقول ناظم ادارہ تصنیف تالیف اسلامیہ ۔ مختلف ترجموں سے مدد لی گئی ہے ۔ خصوصاً شاہ رفیع الدین دہلوی کے ترجمہ سے ۔

یہ منظوم ترجمہ ہرپارے علیحدہ علیحدہ چھپ رہا ہے ۔ پہلی بار سنہ ۱۹۶۰ء میں مطبع علوی پرنٹنگ پریس ۔ لاہور میں طبع ہوا ۔

مترجم نے راقم کے استفسار پر خود تحریر کیا تھا ۔

لاہور

۱۲-۲-۶۳

بسم اللہ تعالی

جناب مسعود صاحب سلام علیکم

"آپکا خط آیا پڑھکر خوشی ہوئی ۔ اللہ آپکو کامیاب فرمائے آج کل میں تیرھواں پارہ نظم کر رہا ہوں ۔ یہ پارہ فروری سنہ ۱۹۶۳ء میں شروع ہوا تھا اور انشاء اللہ ہفتہ عشرہ میں ختم ہوجائیگا"۔

خط کے اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مترجم فروری سنہ ۱۹۶۳ء تک تیرہ پاروں کا منظوم ترجمہ کر چکے ہیں گے اور کام بہت آگے ہوگا ۔ مولف نے تاخیر کا سبب بتاتے ہوئے اپنے مذکورہ خط میں لکھا ہے ۔

* ایسی انتہائی مہمل (کذا) غلطی اور لاہور کے بد اخلاق ناشرین کی وجہ سے اشاعت کا کام خود ہی کرنا پڑ رہا ہے اس لیے نا خوش ہو رہی ہے *

مولف مذکور نے املے کے سلسلہ میں اجتہادی طریقہ اختیار کیا ہے - جیسے لفظ مدہم الغلطی کا " مہمل " غلطی لکھا ہے - اور آخر میں اس عبارت میں وضاحت کی ہے -

* املے کی غلطیوں کو معاف کیجئے گا - میں اردو کو عربی - فارسی کا غلام رکھنا پسند نہیں کرتا * -

نمونۂ ترجمہ سورۂ فاتحہ

کروں ابتدا لے کے خالق کا نام = کہ رحمت ہے جس کی پئے خاص و عام
وہی لائق حمد ہے اے زباں = وہی دونو عالم کا روزی رساں
شب و روز جاری ہے جس کی عطا = نہیں رحم کی کچھ حد و انتہا -
نہ ہاں بس ہو جو گنہگار ہے = یہ روز قیامت کا مختار ہے
خدایا ہے معبود تو ہی مرا = تجھی کو سمجھتا ہوں حاجت روا
میں بیکس ہوں دستگیر رکھ مجھے = رہ دیں پہ ثابت قدم رکھ مجھے
ہو یارب مجھے راہ ان کی حصول = تری نعمتوں کا تھا جن پر نزول
ہے ان کی روش سے مجھے اجتناب = ہمیشہ ہوا جن پہ تیرا غضب
غرور و تکبر میں سرشار تھے = جو گمراہیوں میں گرفتار تھے

آب رواں، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۰ء (پہلا حصہ تالیف ۳-۱۹۵۲ء) ص ۱۱

امین احسن اصلاحی ۔ ترجمہ و تفسیر سورہ فاتحہ ۔
طبع اول سنہ ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء

مولانا امین احسن اصلاحی نے سورہ فاتحہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھی ہے ۔
یہ تفسیر سنہ ۱۳۸۰ھ میں لاہور سے شائع ہوئی ۔ تفسیر کے باب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے ۔

نمونہ ترجمہ فاتحہ

شکر کا سزاوار حقیقی اللہ ہے ۔ کائنات کا رب ۔ رحمان اور رحیم
جزا و سزا کے دن کا مالک ۔ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور
تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ۔ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت
بخش ان لوگوں کے راستہ کی جن پر تونے اپنا فضل فرمایا جو نہ
تو مغضوب اور نہ گمراہ (ص ۔ ۱۱)

سنہ ۱ ۔ ۱۳۸۱ھ / ۱ ۔ ۱۹۶ء میں مولانا عبد القادر جلالی نے
مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری کا اردو ترجمہ کیا ۔ جس کی ابتدائی تین جلدیں
اور پندرہویں جلد دہلی سے سنہ ۱۳۸۰ھ اور سنہ ۱۳۸۱ھ کے درمیان شائع ہوئیں ۔
اس میں مترجم نے غالباً اپنا ترجمہ استعمال کیا ہے ۔

غلام وارث (ایم ۔ اے پی سی) کی ایک تفسیر بیان القرآن ۔ لاہور سے شائع
ہوئی تھی ۔ اس کا سنہ طباعت اور تالیف معلوم نہ ہوسکا ۔ تفصیلی ذکر تفسیر کے باب میں موجود
ہے ۔ ترجمہ کا انداز یہ ہے ۔

نمونہ ترجمہ فاتحہ

(۱) کل حمد و ثنا اور (۲) تمام شکر گزاری اللہ ہی کے لیے ہے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے وہ روز انصاف / جزا کا مالک ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تیری ہی امداد کے خواستگار ہیں - ہمیں راہ راست سیدھی راہ پر چلا - ان مہربان الٰہی کا راستہ جن کو تو نے انعام ~~حضوری~~ دیا ہے کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہ ہوں کا -

پرویز (ص - ۱ و ۲)

غلام احمد پرویز - مفہوم القرآن - سنہ ۱۹۶۱ء

غلام احمد پرویز نے معارف القرآن کے ساتھ مفہوم القرآن کا بھی سلسلہ جاری کیا - اس کی ابتداء سنہ ۱۹۶۱ء ہوگئی تھی - اس میں لفظ بلفظ ترجمہ تو نہیں کیا گیا البتہ مفاہیم قرآنیہ کو مترجم نے اپنی استعداد علمی کے مطابق اپنے اسلوب میں بیان کر دیا ہے - یہی طریقہ مفہوم سے پہلے مولوی ابوالاعلیٰ مودودی نے اختیار کیا تھا - اور ان سے پہلے مولانا ابوالکلام آزاد نے

ابتداء میں ۱۲ صفحات پر مشتمل دیباچہ ہے - پھر ۱۹ صفحات پر تعارف ہے - تین صفحات پر مفہوم اور لغات کے باہم تعلق کو بیان کیا گیا ہے - صفحہ ۳۴ سے تفہیم کی ابتداء ہوتی ہے -

مفہوم القرآن اس انداز سے شائع ہوا -

پہلا پارہ	سنہ ۱۹۶۱ء	(جولائی)
دوسرا پارہ	سنہ ۱۹۶۱ء	(اکتوبر)
تیسرا پارہ	سنہ ۱۹۶۱ء	(دسمبر)
چوتھا پارہ	سنہ ۱۹۶۲ء	(فروری)

رضا محمد جعفری - ترجمہ قرآن مجید - تالیف سنہ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء

یہ ترجمہ ہنوز مسودہ کی صورت میں ہے اس کے متعلق خود مترجم نے اطلاع دی تھی - انہوں نے اپنے مکتوب محررہ اپریل سنہ ۱۹۶۳ء میں لکھا تھا -

" اس ناچیز نے بائیس سپاروں کا خالص مسلسل ترجمہ قلم بند کیا ہے - اللہ تعالی توفیق عطا فرماتا ہے کہ آٹھ اور پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں - اسی طرح "الم" سے قال الذین تک ترجمہ مع تفسیر لکھی ہے مولی تعالی باقی کے سپارے بھی مکمل کرا دے - آمین - اللہ آمین - ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء سے بوجہ بے دری حالات نیز دیگر امور کام رکا ہوا ہے "

نمونہ سورۃ الفاتحہ

سب تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ۝ بڑا مہربان نہایت رحم والا ۝ انصاف کے دن کا مالک ۝ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں ۝ ہم کو سیدھے راستہ (پر) چلا ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا ۝ نہ ان کے راستہ پر جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے راستہ پر -

یہ ترجمہ بائیسویں پارے تک مکمل ہو چکا ہے -

ترجمہ قرآن شریف بغیر متن ۔ مولف نا معلوم

(سورہ فاتحہ تا سورہ نساء)

یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی ۔ لائبریری (لاہور) میں موجود ہے ۔ یہ ۸ × ۵ سائز کے ۹۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔ سرورق نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی معلومات نہ ہو سکیں ۔

ترجمہ سورہ الفاتحہ

(۱) سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب تمام جہان کا

(۲) مالک روز انصاف کا ۔

(۳) بہت مہربان نہایت رحم والا ۔

(۴) تجھ ہی کو ہم بندگی کریں اور تجھ ہی سے مدد چاہتیں ۔

(۵) ہم راہ سیدھ ہی پر چلا ۔

(۶) اونکی راہ پر کہ جن پر تونے فضل کیا

(۷) نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بھٹکنے والے ۔

(ص ۔ ۱)

ترجمہ قرآن مع تفسیر تسہیل القرآن مولف نا معلوم

اس ترجمہ کا مطبوعہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری (لاہور) میں موجود ہے۔

یہ صرف پہلے پارے کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ مولف نے اس کو واضح و بالغ کرنے کے لیے طلباء کے سامنے پیش کیا ہے اس لیے ہر صفحہ کے نصف حصہ پر عمودا[1] ترجمہ ہے۔ اور نصف پر مختصر تفسیر ہے۔ متن قرآن نہیں ہے۔ یہ نسخہ ۱۰ × ۷ سائز کے ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ترجمہ اور تفسیر کے لکھنے میں متداول تراجم اور تفاسیر سے مدد لی ہے۔ مثلاً[2]

(۱) ترجمہ شاہ عبد القادر

(۲) ترجمہ شاہ رفیع الدین

(۳) ترجمہ مولوی نذیر احمد

(۴) ترجمہ فتح محمد جالندھری

(۵) ترجمہ احمد رضا خان

(۶) ترجمہ مرزا حیرت دہلوی

(۷) ترجمہ مولوی اشرف علی

(۸) ترجمہ ابو محمد مصلح حیدرآبادی

(۹) ترجمہ مولوی محمود الحسن دیو بندی۔ وغیرہ وغیرہ

لغت اور تفاسیر میں ان متداول تفاسیر سے مدد لی گئی ہے۔

(۱) تفسیر خواجہ حسن نظامی۔

(۲) تفسیر عباسی۔

(۳) تفسیر قادری

(۴) تفسیر اکسیر اعظم وغیرہ

مولف نے ترجمہ میں شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجموں کے مفہوم کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھا ہے - اور جہاں تک امکان تھا الفاظ قرآنی سے باہر نکل کر ترجمہ نہیں کیا گیا ہے - قوسین کو اشد ضرورت کے وقت استعمال کیا ہے -

تفسیر کے محرکات پر روشنی ڈالتے ہوئے خود مولف نے لکھا ہے -

" مدت سے یہ میری آرزو تھی کہ اس ضرورت کو جلد سے جلد پورا کیا جائے کہ عام اردو خواں مسلمان علمی بحثوں اور فقہی مسائل میں پڑے بغیر قرآن شریف کے عام معانی کو سمجھ سکیں - اور جن کے لیے ایک پابند الفاظ قرآنی ترجمہ اور سادہ و سہل تفسیر ہو " -

(دیباچہ)

نمونہ ترجمہ و تفسیر

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو عالموں کا پروردگار ہے

(۱) نہایت رحم والا بڑا مہربان (۲) مالک روز جزا

(۳) یا الہا - ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں (۴) ہدایت دے ہم کو سیدھے راستہ کی

(۵) راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا -

(۶) ان لوگوں کا کہ جن پر تو غصہ ہوا اور نہ گمراہوں کا -

تفسیر ۔

(۱) انسان و حیوان وغیرہ کے اقسام و عوالم جتنے خدا کی
ان سب کا پروردگار ہے ۔

(۲) رحمان مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی دنیا میں ہر ایک نیک
و بد پر حد سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور رحیم اس لیے
کہ آخرت میں اپنے نیک بندوں پر اس کی خاص طور
رحمت ہوگی ۔

(۳) قیامت کے روز تمام امور کا مالک ہے ۔

(۴) یعنی سوائے تیرے کسی کو عبادت اور استعانت کے لائق
نہیں ۔

(۵) یعنی اسلام پر قائم رکھ ۔

(۶) یعنی انبیاء و صدیقین شہداء اور صالحین کا راستہ

(۷) یعنی یہود و نصاری اور مشرکین کے راستہ پر نہ چلا ۔

(ص ۲)

نادرات تالیف و تصنیف اردو زبان ـ قرآن مجید مترجم ـ تالیف

پیش نظر نسخہ نو لو آرٹ پریس (لاہور) میں با تجویز بار سنہ ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء میں طبع ہوا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصل ترجمہ چودھویں صدی کے اوائل میں مکمل ہو چکا ہوگا۔ ترجمہ مختلف حضرات کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ نسخہ ۱۰ × ۶ سائز ۴۸۳ صفحات پر مشتمل ہے اور پورے قرآن کا ترجمہ ہے۔

نمونہ تفسیر سورۃ الفاتحہ

"سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا بن مانگے دینے والا۔ محنت کا پھل دینے والا۔ مالک روز جزا سزا کا۔ خاص تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔ دکھا ہمیں راستہ سیدھا۔ راستہ لوگوں کا کہ انعام کیا تو نے ان پر نہ ان کا کہ غضب کیا گیا ان پر اور وہ گمراہوں کا"۔

(ص ۔ ۲)

سید غضنفر علی سونی پتی - قرآن مجید مترجم منظوم پارہ الم

اس ترجمہ کا نسخہ پنجاب یونیورسٹی - لاہور میں موجود ہے - یہ جید برقی پریس (دہلی) میں چھپا تھا - ۹ × ۶ سائز کے ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے -

صفحہ ۶۳ پر ۱۰ اشعار "ضروری" کے عنوان سے مترجم نے اس ترجمہ کی غایت یہ بتائی ہے کہ چونکہ نثر سے زیادہ نظم پر توجہ ہے اس لیے یہ کوشش کی گئی - نیز انہوں نے لکھا ہے -

خدائے بزرگ و برتر کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جب دل خواہ میں ایک سپارہ نظم کر چکا ہوں اور دوسرا کر رہا ہوں - میرا ہرگز یہ دعوی نہیں کہ میں نے بہترین نظم میں ترجمہ کیا ہے مگر میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ میں نے ایسا کرنے کی کافی کوشش کی ہے -

جہاں تک ہوسکا ہے لفظی ترجمہ کرنے کا پابند رہا ہوں اور ساتھ ہی نظم کے مسلسل مربوط صاف شستہ با محاورہ اور روز مرہ کے موافق بنانے کی سعی کرتا رہا ہوں - تکمیل مطالب یا ضروریہ شعری کے لیے جہاں کہیں اپنی طرف سے الفاظ یا جملے بڑھائے ہیں - خطوط وحدانی میں دکھائے ہیں اور کوشش یہ کی ہے کہ الفاظ ایزاد کردہ خوبی کلام میں اضافہ کریں

ترجمہ منظوم لکھنے میں عالی جناب قبلہ مولانا شاہ سید [illegible] صاحب و عالی جناب قبلہ مولانا سید فرمان علی صاحب کے تراجم سے مدد لیتا رہا ہوں - عالی جناب قبلہ مولانا سید اولاد حسن صاحب شاداں بلگرامی کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے نہایت کرم اور انتہائے مہربانی سے میرے اس ترجمہ پر اپنی قابل قدر اور صائب رائے عنایت فرما کر مجھے اعتبار بخشا - (ص ۲ - ۶۳)

مترجم نے جیسا کہ دعوی کیا ہے کہ ازدیاد کردہ الفاظ کلام میں قباحت

پیدا نہیں کرتے بلکہ خوبی کلام میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ دعوی صحیح نہیں معلوم ہوتا

مثلاً یہ دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔ (بالآخرۃ هم یوقنون)

آخرت کا جو یقین کرتے۔ (اور قیامت پہ دین یقین رکھتے)

ولهم عذاب عظیم۔

ہے انہی کے لیے عذاب عظیم۔ واسطے ان کے ہے عذاب جہنم)

(ص = ۲ و ۳)

مطیع الرحمن خادم۔ قلزم المعانی ترجمہ کلام ربانی۔

یہ ترجمہ منظوم ہے۔ اس کی طباعت خود مترجم کے اہتمام میں مطبع

مفید عام (آگرہ) میں ہوئی۔ نہ سنہ تالیف کا علم ہوسکا اور نہ سنہ طباعت کا۔ تاہم قرائن

سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور جدید کی تالیف ہے۔ خود مترجم نے صراحت کی ہے۔

انہوں نے یہ منظوم ترجمہ مختلف نثری تراجم کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔ گویا ان کی ذہنی کاوش

زیادہ تر قلزم معانی میں نہیں تمام الفاظ میں شریک رہی۔ اس ترجمہ کو متن پر لکھا گیا ہے۔

یہ طریقہ عام روش سے ہٹ کر اختیار کیا گیا ہے۔ منظوم ترجمہ میں شاعرانہ پیرایۂ بیان

اور ادبی لغزشیں ہوئی ہیں۔ یہ معلوم مترجم کے پیش نظر مولوی عبد السلام کی تفسیر

زاد الآخرۃ (منظوم) تھی یا نہیں۔ اگر ہوتی تو زیادہ لغزشیں نہ ہوتیں۔

نمونہ ترجمہ سورۃ الفاتحہ

ہیں سبھی حمد و ثنا اللہ کو ——— خالقوں کا پالنے والا ہے جو

مہربان ہے بخش دینے والا بڑا ——— مالک و صاحب جزائے روز کا

ہم عبادت کرتے ہیں تیرے لیے ——— اور تجھی سے ہیں مدد ہم چاہتے

دے ہدایت ہم کو سیدھی راہ کی ——— راہ ان کی جن کو نعمت تونے دی

ہاں نہ ان کی جن پہ ہے غصہ ترا ——— اور نہ گمراہوں کا رستہ اے خدا

نوٹ۔ مترجم علی گڑھ کے رہنے والے ہیں ۔

مولف نا معلوم ۔ ترجمۃ القرآن

یہ ترجمہ ۷ × ۵ سائز کے ۵۲۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔ گل زار عالم پریس ۔ لاہور میں طبع ہوا تھا ۔ سنہ کیا طباعت و تالیف کا اندازہ نہیں ہو سکا ۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین کے تراجم سے با محاورہ سلیس اردو میں منتقل کیا گیا ہے ۔ جس کو شیخ ظفر محمد اینڈ سنز کشمیری بازار ۔ لاہور نے شائع کرایا ۔ متن قرآن نہیں صرف ترجمہ ہے ۔

<u>نمونہ ترجمہ</u>

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے ۔ بہت مہربان ۔ نہایت رحم والا ہے ۔ انصاف کے دن کا مالک ہے ۔ ہم تیری ہی بندگی کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ۔ ہم کو سیدھی راہ پر چلا ان کی راہ جن پر تو نے اپنا فضل کیا ۔ نہ ان کی راہ جن پر تو غصہ ہوا اور نہ بھٹکنے والوں ۔
(ص ۔ ۲)

واحد خادم — ترجمہ قرآن مع تفسیر مطالب القرآن ۔

واحد خادم نے پارہ عم کی تفسیر بنگلور میں لکھی تھی جس میں اردو ترجمہ ان کا اپنا ہے انہوں نے ترجمہ کے ساتھ مطلب کو پیش نظر رکھا ہے ۔ اور اس کو بیان کیا ہے ۔

نمونہ سورۃ العصر (مطلب)

اللہ پر یقین کامل رکھتے ہوئے نیک عمل کرنے ۔ سچائی کو پھیلانے
اور اس پر قائم رہنے والوں کو سوا سب لوگ نقصان اٹھائیں گے ۔

(حصہ اول ۔ صفحہ ۱۲)

محمد سلیمان فاروقی نے تفسیر توضیح القرآن کے نام سے پارہ عم کی تفسیر اور ترجمہ لکھا ہے ۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کب اور کہاں چھپی ہے ۔ ترجمہ کا انداز یہ ہے

نمونہ سورۃ العصر

قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے خسارے میں ہے ۔ مگر جو لوگ ایمان
لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے اور ایک دوسرے کو (دین) حق پر
قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (ایمان کی)
پابندی کی ہدایت کرتے رہے (البتہ وہ خسارے میں نہیں ہیں)

(ص ۔ ۴۱)

ترجمہ کا انداز صاف اور شستہ ہے ۔

عبد الحق عباس ۔ ترجمان القرآن ۔

یہ تفسیر لیاقت نیشنل لائبریری ۔ کراچی میں موجود ہے ۔ اس وقت ہمارے سامنے صرف پانچ پاروں کا تشریحی ترجمہ ہے ۔ جو مکتبہ علمیہ ۔ لاہور کی طرف سے شائع ہوا ۔ اس کی تفصیل یہ ہے ۔

(۱) پارہ اول ۔

(۲) پارہ دوم ۔ مطبوعہ پاکستان ٹائمز پریس ۔ لاہور ۔ سائز ۴ × ۶
صفحات ۱۳۲ ۔

(۳) پارہ سوم ۔ کیلانی الیکٹرک پریس ۔ لاہور ۔ سائز ۴ × ۶
صفحات ۱۵۵ ۔

(۴) پارہ چہارم ۔ کیلانی الیکٹرک پریس ۔ لاہور ۔ سائز ۴ × ۶
صفحات ۱۵۸

(۵) پارہ پنجم ۔ کیلانی الیکٹرک پریس ۔ لاہور ۔ سائز ۴ × ۶
صفحات ۱۶۴

شارح نے طریقہ یہ رکھا ہے کہ پہلے آیت لکھی ہے پھر اس آیت کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے ۔ اس کے بعد اس طرح ترجمہ کیا ہے ۔ پھر نیچے مسلسل ترجمہ لکھا ہے ۔

نمونہ

سیقول السفہاء من الناس

س	یقول	ال	سفہا	من ز ل ناس
ابھی	کہیں گے	جو	[illegible]	(ان) لوگوں میں سے

ان لوگوں میں جو کوڑ مغز ہیں وہ کہیں گے ان کو

ما ولهم من قبلتهم

ما	ولی	هم	من	قبلته	هم
کس چیز نے	پھیر دیا	ان کو	سے	قبلے	ان کے

اس قبلے سے جس پر کہ وہ تھے کس چیز نے پھیر دیا

التی کانو علیها ۔ قل اللہ

التی	کا نو	علی ها	قل	الله	ال
اس کہ	تھے وہ	اس پر	کہہ دو	اللہ ہی کا ہی ہے ۔	

کہہ دو مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے لیے ہے ۔

المشرق والمغرب یہدی من

مشرق	و ال	مغرب	یہدی	من
مشرق	اور	مغرب	وہ ہدایت کرتا ہے	جس کو

وہ جس کو چاہتا ہے

یشاء الی صراط مستقیم

یشاء	الی	صراط	مستقیم
چاہتا ہے	طرف	راہ	راست

(ص ۔ ۲ ۔ ۳)

راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے ۔

محمد حنیف ندوی - ترجمہ قرآن مع تفسیر سراج البیان

یہ ترجمہ - تفسیر کے ساتھ لاہور میں طبع ہوا - اس تفسیر میں مترجم نے شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجموں سے استفادہ کیا ہے اور ان کو آسان اور عام فہم انداز میں پیش کیا ہے - ترجمہ کا انداز یہ ہے -

نمونہ سورۃ الفاتحہ

سب تعریف کے لیے ہے جو کل جہان کا پروردگار ہے - بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے - انصاف کے دن کا مالک ہے - ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ۔ ہمیں سیدھی راہ پر چلا - ان کی راہ جن پر تو نے اپنا فضل کیا - نہ ان کی راہ پر جن پر غصہ ہوا اور نہ بھٹکنے والوں کی -

سید محمد بادشاہ قادری نے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی تھی جو حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی تھی - ترجمہ کا انداز تشریحی ہے - اس مختصر تفسیر کا تفصیلی ذکر تفسیر کے باب میں کیا گیا ہے - ترجمہ کا انداز یہ ہے -

نمونہ

صراط الذین انعمت علیہم

راہ ان مقبولان بارگاہ کی بتلا - یا اس پر چلا جن جن پر تیری دنیوی و دینی برکتیں نازل ہوئیں اور جنہیں تو نے ہر قسم کی روحانی و مادی ترقیات سے سرفراز فرمایا ——

قاضی شمس الدین نے تفسیر تیسیر القرآن بتیسیر الرحمن تالیف کی جو غالباً گوجرانوالہ سے شائع ہوئی - تفسیر کے ساتھ ترجمہ بھی ہے - جو شاہ رفیع الدین کا ہے - مولف نے کہیں کہیں اپنی عبارت سے اس کو واضح کیا ہے -

محمد قاسم لدھیانوی - غرائب القرآن - قالینہ

یہ ترجمہ قیام دہلی کے زمانے میں کتب خانہ، ندوہ پریس (دہلی)

میں مطالعہ سے گزرا۔ اس میں ایک صفحہ پر متن قرآن ہے اور بالمقابل صفحے پر قرآن

پاک کا اردو ترجمہ ہے۔ ترجمہ کے ساتھ حاشیہ پر فوائد اور مشکل الفاظ کی صرفی

نحوی ، لغوی اور ادبی تحقیق کی گئی ہے۔ جو نہایت مفید ہے۔ اس ترجمہ کا

سائز $\frac{۲۲ \times ۲۹}{۴}$ ہے۔

پیکو آرٹ کمپنی ۔ ترجمہ قرآن کریم مع حواشی

لاہور سے پیکو آرٹ کمپنی کی طرف سے قرآن کریم کا ایک ترجمہ حواشی کے ساتھ شائع ہوا ہے ۔ یہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے ۔ ہر جلد میں پانچ ۔ پاروں کا ترجمہ ہے ۔ صفحات کی مجموعی تعداد ۹ × ۶ سائز کے تقریباً ۸۰۰ صفحات ہوں گے ۔ طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کے صفحے پر متن قرآن اور بائیں طرف ترجمہ اور عمودی حاشیے میں ہر رکوع کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے ۔ زبان نہایت صاف اور شستہ ہے ۔

نمونہ ترجمہ و حواشی

اے پیغمبر کتاب جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کیجئے اور نماز کے پابند رہیئے (بلا شبہہ) نماز بری اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے ۔ اور اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے ۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے ۔ اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر ایسے طریقہ سے جو نہایت عمدہ ہو ۔ سوا ان لوگوں کے جو ان میں سے زیادتی کریں اور کہہ دو کہ جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ تم پر اترا ہے ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں [1]

---

۱ ۔ ترجمہ قرآن ۔ جلد پنجم مطبوعہ پیکو آرٹ کمپنی ۔ لاہور ۔ ص ۵۲۷

سورہ خلاصہ و رکوع

پنجم

مشرکین عقائد کا تار و پود بکھیر نے کے بعد توحید کی خصوصیات اور اسلام کی تعلیمات کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں - ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر - لوگوں کو قرآن پڑھ کر سناؤ تا کہ ان کی جہالت دور ہو اور ظلمت کے بجائے ان کے سینے نور ایمان کی روشنی سے منور ہوں - اور ان کو معلوم ہو کہ خدا اور بندے کے درمیان کیا تعلق ہے - بندوں کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں دنیاوی زندگی کا راز کیا ہے - اور موت کیا شے ہے - کیوں کہ یہ چیزیں ہیں جن کے معلوم ہونے سے ایک انسان ، انسان کامل بن جاتا ہے [1]

---

1 - ترجمہ قرآن - جلد پنجم - مطبوعہ پیکو آرٹ کمپنی - لاہور - ص - ۵۲۸

کتب خانے

اور

کتابیات

کتب خانے

(وہ کتب خانے جن سے بلا واسطہ یا بالواسطہ استفادہ کیا گیا)

پاکستان

مخففات

کراچی

کتب خانہ	مخففات
(۱) کتب خانہ خاص، انجمن ترقی اردو کراچی	وی
(۲) کتب خانہ عام، انجمن ترقی اردو، کراچی	عا
(۳) کتب خانہ اردو کالج، کراچی	ار
(۴) کتب خانہ مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی، کراچی	م
(۵) کتب خانہ مجلس علمی، کراچی	مج/ع
(۶) کتب خانہ کراچی یونیورسٹی، کراچی	ک
(۷) کتب خانہ مجلس دستور ساز اسمبلی پاکستان کراچی	مج/د
(۸) کتب خانہ قومی عجائب گھر، کراچی	پا
(۹) لیاقت نیشنل لائبریری، کراچی	لیا
(۱۰) کتب خانہ رباط العلوم الاسلامیہ، کراچی	ر
(۱۱) کتب خانہ سنٹرل سکریٹریٹ حکومت پاکستان، کراچی	سنٹ
(۱۲) کتب خانہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان، کراچی	اسٹ
(۱۳) کتب خانہ محکمہ آثار قدیمہ، کراچی	آثا
(۱۴) کتب خانہ اردو ترقیاتی بورڈ، کراچی	اردو
(۱۵) رحمان میموریل سوسائٹی لائبریری، کراچی	رح
(۱۶) اسلامک لٹریری ریسرچ اینڈ ایجوکیشنل لائبریری، کراچی	اسلامک
(۱۷) ذاتی کتب خانہ پیر حسام الدین راشدی، کراچی	پیر
(۱۸) ذاتی کتب خانہ مفتی محمد مظہر احمد دہلوی، کراچی	مفتی

	مخففات
حیدر آباد	
(۱۹) سندھ یونیورسٹی لائبریری - حیدرآباد	سن
(۲۰) یونیورسل لائبریری - حیدر آباد	یو
(۲۱) ذاتی کتب خانہ ڈاکٹر غلام مصطفے خان - حیدر آباد	غلا
(۲۲) ذاتی کتب خانہ مفتی محمد محمود صاحب الوری - حیدر آباد	لحم
(۲۳) گورنمنٹ کالج لائبریری - حیدر آباد	گو
میرپور خاص	
(۲۴) گورنمنٹ کالج لائبریری - میرپور خاص	شا
(۲۵) ذاتی کتب خانہ پروفیسر عبدالباری - میرپور خاص	عبد
(۲۶) ذاتی کتب خانہ پیر اسحاق جان سرہندی - میرپور خاص	سرہند
بہاول پور	
(۲۷) اسٹیٹ لائبریری - بہاول پور	اس
لاہور	
(۲۸) پنجاب پبلک لائبریری - لاہور	پن
(۲۹) پنجاب یونیورسٹی لائبریری - لاہور	پنج
(۳۰) ذاتی کتب خانہ پروفیسر محمود شیرانی مرحوم - لاہور	شی
(۳۱) ذاتی کتب خانہ حافظ داری - لاہور	دار
(۳۲) ذاتی کتب خانہ علامہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم - لاہور	شف
(۳۳) اسلامیہ کالج (ڈگری) لائبریری - لاہور	اسلام
(۳۴) اسلامیہ کالج (انٹر) لائبریری - لاہور	اسلامیہ
ربوہ	
(۳۵) خلافت لائبریری - ربوہ	خلا

	مخففات
پشاور	
(۳۶) پشاور یونیورسٹی لائبریری - پشاور	پش
(۳۷) اسلامیہ کالج لائبریری - پشاور	اسپ
(۳۸) سنٹرل ریکارڈ آفس لائبریری - پشاور	سنٹر
حسن ابدال	
(۳۹) ذاتی کتب خانہ پروفیسر منظور الحق - گورنمنٹ کالج حسن ابدال	من

ہندوستان

دہلی	
(۴۰) نذیر پبلک لائبریری - دہلی	نن
(۴۱) فتح پوری پبلک لائبریری - دہلی	فتح
(۴۲) ہارڈنگ لائبریری - دہلی	ہا
(۴۳) ذاتی کتب خانہ مولوی سید نذیر الدین مرحوم - دہلی	م
(۴۴) ذاتی کتب خانہ حضرت مفتی اعظم خطیب شاہی مسجد فتحپوری - دہلی	مظ
علی گڑھ	
(۴۵) مولانا آزاد لائبریری - علی گڑھ	آزاد
رامپور	
(۴۶) رضا لائبریری - رامپور	رضا
گوالیار	
(۴۷) کتب خانہ غمگین اکادمی - گوالیار	غل

بمبئی

(۴۸) کتب خانہ مدرسہ محمدیہ ۔ جامع مسجد ۔ بمبئی — مح

(۴۹) انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ۔ بمبئی — انجم

مدراس

(۵۰) کتب خانہ اہل اسلام ۔ مدراس — اہ

حیدر آباد دکن

(۵۱) سنٹرل اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدر آباد دکن — کل

(۵۲) کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو ۔ حیدر آباد دکن — اد

(۵۳) کتب خانہ فیلسوف جنگ بہادر ۔ حیدر آباد دکن — فے

(۵۴) کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر ۔ حیدر آباد دکن — سا

(۵۵) کتب خانہ سٹی کالج ۔ حیدر آباد دکن — سی

(۵۶) کتب خانہ امین منزل ۔ حیدر آباد دکن — ام

ٹونک

(۵۷) سعیدیہ ڈسٹرکٹ لائبریری ۔ ٹونک — سع

جودھپور

(۵۸) راجستھان اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جودھپور — راج

پٹنہ

(۵۹) خدا بخش لائبریری ۔ پٹنہ — خدا

انگلستان

لندن — **مخففات**

(۶۰) انڈیا آفس لائبریری ۔ لندن — انڈ

(۶۱) برٹش میوزیم لائبریری ۔ لندن — بر

کتابیات

(تفاسیر قرآن جن سے بلا واسطہ یا بالواسطہ استفادہ کیا گیا)

مفسر	تفسیر	مطبع	سنہ طباعت	کتب خانہ
(۱) آغا رفیق بلند شہر	جواہر قرآن (امام غزالی)	مدینہ پریس۔ بجنور	۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء	لٹ
(۲) آغا شاعر قزلباش	تفسیر منظوم	انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ لاہور		
(۳) ابراہیم۔ ابو محمد	تفسیر خلیلی	مطبع عماد الدین خلیلی آرہ۔	۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء	ادا
(۴) ابراہیم حنیف	صراط المستقیم (سورہ فاتحہ)	اسٹیم پونڈ پریس لاہور	۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء	پنج
(۵) ابراہیم علی بن عبد العلی الاروی۔	تفسیر جزء الآخر من القرآن	الثقافۃ الاسلامیہ فی الحلقہ مصر کوئٹہ		
(٦) ابن کثیر۔ علامہ	تفسیر ابن کثیر (ترجمہ اردو)	نور محمد اصح المطابع کراچی	۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء	
(۷) ابو الاعلیٰ مودودی۔ مولانا	تفسیر تفہیم القران	لاہور	ج ۱ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء ج ۲ ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء	
(۸) ابوالحسن تونوی	تفسیر سورہ فاتحہ منظوم	ڈسٹرکٹ لائبریری۔ ٹونک		
(۹) ابو عیسیٰ	تبلیغ القران	ہلالی پریس۔ دہلی		ھا۔ لٹ
(۱۰) ابو الکلام آزاد۔ مولانا	ترجمان القران	مدینہ پریس۔ بجنور	ج ۱ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء	
(۱۱) "	"	جید برقی پریس۔ دہلی	ج ۲۔ ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء	
"	ترجمان القران وتبہ غلام رسول مہر	لاہور	ج ۳۔ ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء	
(۱۱) ابو محمد صالح				
(۱۲) احتشام الدین	تفسیر اکسیر اعظم	مطبع نولکشور لکھنو	۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء	
		جلد پنجم ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء	جلد ششم ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء	
		جلد ہفتم ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء	جلد ہشتم ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء	

(۱۳) احسن یار جنگ	التبویب القرآن	حیدر آباد دکن	۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۴ء	ند
(۱۴) احمد الدین خواجہ	تفسیر بیان للناس	امرتسر	۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء	لاہور
(۱۵) احمد حسن۔سید	احسن التفاسیر	کوزن گزٹ پریس و افضل المطابع دہلی	۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء	مظ ند
(۱۶) احمد حسن فاضل ندوی	تفسیر جدید کامل	نیشنل میوزیم۔کراچی	۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء	
(۱۷) احمد حسن۔سید	تفسیر غایۃ البرہان			اسٹ
(۱۸) احمد سعید مولانا	ترجمہ قرآن مع تفسیر	دینی بک ڈپو۔اردو بازار دہلی	۲=۱۳۷۱ھ/ ۳=۱۹۵۲ء	ادنھ
(۱۹) احمد سعید بن ڈاکٹر عبد اللطیف	تفسیر ام الکتاب	محبوب المطابع برقی پریس۔دہلی	۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء	
(۲۰) احمد شجاع لاہوری	احسن البیان فی مطالب القرآن	جدید اردو ٹائپ پریس لاہور	۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء	
(۲۱) احمد علی۔مولانا	حواشی ترجمہ شاہ عبدالقادر		۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء	
(۲۲) احمد علی - مرزا				
(۲۳) احمد یار خان۔مفتی	اشرف التفاسیر موسوم بہ تفسیر نعیمی	نعیمی کتب خانہ۔گجرات		
(۲۴) ادارہ تیسیر القرآن	قرآن مجید بطرز جدید	لاہور		
(۲۵) اسرار علی عرف سید عبد الجلیل	تفسیر خزن الاسرار	خدا بخش لائبریری۔پٹنہ		
(۲۶) اشرف علی تھانوی مولانا	تفسیر بیان القرآن (۵ = ۱۳۲۰ھ)	مطبع مجتبائی۔دہلی	۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء	
(۲۷) اقبال خانم	تفسیر القرآن بآیات القرآن	لاہور	۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء	پنج
(۲۸) اکبر مہدی	جواہر البیان	سنٹرل یونیورسٹی لائبریری	حیدر آباد	
(۲۹) اکرام الدین	تفسیر سورہ فاتحہ	مطبع مجتبائی۔دہلی	۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء	ند
(۳۰) "	تحفۃ الاسلام ۱۲۴۲ھ (قلمی)	کتب خانہ خاص۔کراچی	۱۲۶۲ھ	ری

نمبر	مصنف	کتاب	مطبع	سنہ	زبان
(۳۱)	امام علی اکبر آبادی	جواہر القرآن	مطبع گلشن احمدی	۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء	مج
(۳۲)	انجمن اسلام قادیان	تفسیر القرآن		۱۹۱۵ء	ربوہ
(۳۳)	امداد اللہ انصاری	تفسیر پارہ عم (قلمی)	نذیریہ پبلک لائبریری دہلی	۱۳۴۳ھ/ ۱۸۲۷ء	تذ
(۳۴)	امیر حسن خان سہا	ترجمہ تفسیر ابن العربی	مقالہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی - کراچی		
(۳۵)	انعام اللہ خان	تفسیر القرآن (۸ جلدین)	حمیدیہ اسٹیم پریس - لاہور	۱۳۲۵-۲۸ھ/ ۱۹۰۷-۹ء	پنج
(۳۶)	لجنۃ انوار الحق	انوار القرآن	بجنور		
(۳۷)	انیس احمد دہلوی	تعلیم القرآن	علی گڑھ	۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴ء	تذ
(۳۸)	انیس احمد	آسان ترجمہ و تفسیر قرآن	کراچی		
(۳۹)	امیر الدین	تفسیر ابر کرم	مطبع افتخار دہلی	۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء	فتح
(۴۰)	امیر الدین محمد پھالوی	تفسیر امیر حمہ (سورہ یوسف)	چشمہ فیض - دہلی	۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء	"
(۴۱)	امیر حسن ٹونکی - سہد	توضیح الاحکام ترجمہ تفسیر احمدی	ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک		
(۴۲)	امیر علی بن	تفسیر مواہب الرحمن (۳۰ جلدین)	مطبع نول کشور - لکھنو	۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء	پنج

مشکلات معظم علی ملیح آبادی

نمبر	مصنف	کتاب	مطبع	سنہ	زبان
(۴۳)	امیر علی	جامع البیان	نول کشور پریس - لکھنو		تذ
(۴۴)	امین احسن اصلاحی	مجموعہ تفاسیر فراہی	لاہور		
(۴۵)	"	تدبر قرآن (فاتحہ)	اشرف پریس - لاہور	۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء	پنج
(۴۶)	"	ترجمہ تفسیر سورہ کوثر (فراہی)	مطبع اصلاح پریس - سرائے میر	۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۷ء	
(۴۷)	بابا قادری - سہد	تفسیر تنزیل یا تفسیر فوائد بدیہیہ	کتب خانہ خاص - کراچی ادارہ ادبیات اردو - حیدرآباد دکن	۱۳۴۰-۴۷ھ/ ۱۹۲۲-۲۷ء	
(۴۸)	بارک اللہ	تفسیر محمدی	پنجاب پبلک لائبریری - لاہور		
(۴۹)	بدر الدین فاروقی	ترجمہ تفسیر سورۃ العصر (محمد عبدہ)	کتب خانہ امین منزل - حیدر آباد		
(۵۰)	بشیر الدین محمود مرزا	تفسیر کبیر	مطبع ضیاء الاسلام قادیان	۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء	
(۵۱)	"	تفسیر صغیر	اسٹیٹ بینک لائبریری - کراچی		

(۵۲) تہور علی شاہ	افصح الکلام	حسن پریس - حیدرآباد	۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء
(۵۳) ترجمہ جواہر التفسیر	(از علامہ مجدالدین شیرازی)	دارالعلوم مشرقیہ - پشاور	
(۵۴) تفسیر پارہ عم (قلمی)	پنجاب یونیورسٹی لائبریری - لاہور		
(۵۵) تفسیر سورہ یوسف (منظوم)	(ترجمہ اردو تفسیر امام غزالی)	نول کشور پریس - کانپور	۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء
(۵۶) تفسیر سورہ نصر (قلمی)	مکتوبہ امین الدین	کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد	۱۲۰۶ھ/ ۱۷۹۱ء
(۵۷) تفسیر سورہ قاف (قلمی)	انڈیا آفس لائبریری - لندن		
(۵۸) تفسیر سورہ رحمن (قلمی)	"		
(۵۹) تفسیر سورہ یوسف (قلمی)	مکتوبہ منصور علی	انڈیا آفس لائبریری - لندن	۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۷ء
(۶۰) تفسیر قرآن مجید (قلمی)	ادارہ ادبیات اردو - حیدرآباد	قریب	۱۲۵۰ھ
(۶۱) تفسیر قرآن مجید (قلمی)	"	قریب	۱۲۰۰ھ
(۶۲) تفسیر قرآن (قلمی)	"	قریب	۱۱۰۰ھ
(۶۳) تفسیر پارہ عم (قلمی)	کتب خانہ خاص - کراچی	قریب	۱۱۰۰ھ
(۶۴) تفسیر سورہ یوسف تا سورہ حج (قلمی)	"	قریب	۱۲۰۰ھ
(۶۵) تفسیر سورہ یوسف بخط گوجری (قلمی)	"	قریب	۱۲۰۰ھ
(۶۶) تفسیر سورہ ملک وغیرہ (قلمی)	"	"	"
(۶۷) تفسیر پارہ عم (قلمی)	"		۱۲۴۹ھ
(۶۸) تفسیر ہفت سورہ (قلمی)	"	قریب	۱۲۵۰ھ
(۶۹) تفسیر ہفت پارہ اولی (قلمی)	"		۱۱۸۷ھ
(۷۰) تفسیر سورہ ملک (قلمی)	کتب خانہ خاص - کراچی		۱۲۰۰ھ

عنوان	کیفیت	کتب خانہ / مقام	سنہ
(٧١) تفسیر خواب		پشاور یونیورسٹی = پشاور	۱۳۵ ۴۸
(٧٢) تفسیر سورہ ہائے مختلفہ		"	الف ۱۶۶
(٧٣) تفسیر بعض آیات = سورہ نحل	(متعلق بلقیس و سلیمان علیہ السلام =	مولانا آزاد لائبریری = علی گڑھ (قلمی) سلیمان کلکشن نمبر ۲/ ۳	
(٧٤) تفسیر بعض سورہ ہائے قرآنی	از پارہ عم (منظوم)	سلیمان کلکشن ۴/ ۲ (قلمی) علی گڑھ	
(٧٥) تفسیر سورہ ہائے قرآن =	ناقص الاخر = (قلمی)	سبحان اللہ کلکشن نمبر ۱۱ھ ۲۹۷ = علی گڑھ	
(٧٦) تفسیر مثنوی =	سورہ ملک = منظوم (قلمی)	حبیب گنج کلکشن = آزاد لائبریری = علی گڑھ	
(٧٧) تفسیر غایۃ وصول (قلمی)	حبیب گنج کلکشن	آزاد لائبریری = علی گڑھ	
(٧٨) تفسیر ھمزہ استفہامی (قلمی)		خدا بخش لائبریری = پٹنہ	
(٧٩) تفسیر احسن الکلام			
(٨٠) تفسیر ابو کرم			
(٨١) تفسیر قرآن مع حواشی	(اغلباً در عہد احمد علی شاہ بادشاہ)		
(٨٢) تفسیر تنویر البیان	ترجمہ کاشانی		
(٨٣) تفسیر بیضاوی (اردو)	محشی = سورہ آل عمران	اسلامیہ کالج لائبریری = پشاور	۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء
(٨٤) تفسیر مختصر	(ترجمہ ابن کثیر) محمد اسحاق	کراچی یونیورسٹی لائبریری کراچی	
(٨٥) تفسیر تسہیل القرآن	پارہ عم	پنجاب پبلک لائبریری = لاہور	
(٨٦) ترجمہ تفسیر مزمل سورہ مدثر =	(از شاہ ولی اللہ)	لاہور	۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء
(٨٧) ترجمہ تفسیر آیۃ کریمہ	(از ابن تیمیہ)	کلکتہ	۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء
(٨٨) ثناء اللہ امرتسری = مولوی	تفسیر ثنائی (۸ جلدیں)	مطبع چشمہ نور امرتسر	۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء تا
~~(مصنف ثناء اللہ پانی پتی)~~		مطبع ریاض ہند امرتسر	تا
		ثنائی برقی پریس = امرتسر	۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء

مصنف	نام تفسیر	مطبع / مقام	سنہ	
(۸۹) ثناء اللہ پانی پتی۔ قاضی	سعادت اظہری ترجمہ اردو تفسیر مظہری	ہارڈ نگ لائبریری۔ دہلی		
(۹۰) جلال الدین سیوطی	تفسیر جلالین ترجمہ اردو	مطبع مظہر العجائب مدراس	۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء	ری
(۹۱) جمال الدین	تیسیر القرآن	مطبع فاروقی۔ دہلی		ند
(۹۲) جمال الدین خان	کوکب دری	کتب خانہ خاص۔ کراچی	۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء	ند
(۹۳) حسن خان	دبستان تفاسیر	مطبع فتح الکریم بمبئی	۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء	اسٹ
(۹۴) حسن نظامی۔ خواجہ	عام فہم تفسیر	درویش پریس۔ دہلی	۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء	پنج
(۹۵) "	تفسیر قرآن بزبان ہندی	کتب خانہ امین منزل	حیدرآباد دکن	
(۹۶) "	تفسیر حسن نظامی (۳ جلدیں)	"		
(۹۷) حبیب احمد کیرانوی	حل القرآن (۱۲ جلدیں)	اشرف المطابع۔ تھانہ بھون	۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء	پنج
۹۸) حمید الدین فراہی (م۱۳۴۹ھ)	تفسیر سورہ اخلاص	اعظم گڑھ	۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء	اسٹ
حمید اللہ سوادہ والے (م۱۳۳۰ھ)	حاشیہ ترجمہ شاہ عبد القادر	—	—	
(۹۹) خلیل احمد اسرائیلی	سراج منیر ترجمہ تفسیر ابن کثیر	مطبع شمس الاسلام امرتسر	۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء	ند
(۱۰۰) دل محمد۔ خواجہ	تفسیر سورہ فاتحہ	لاہور	۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء	
(۱۰۱) ذوالفقار احمد	مرآۃ التفاسیر	اسلامیہ کالج۔ پشاور		
(۱۰۲) ذوالفقار علی۔ مولوی	ترجمان القرآن بلطائف البیان (آخری آٹھ جلدیں)	مفید عام پریس۔ آگرہ	۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء	پن
(۱۰۳) راحت حسین	تنویر البیان	مطبع اعجاز محمدی آگرہ	۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء	
(۱۰۴) راحت حسین۔ سید	انوار القرآن (۵ جلدیں)	مطبع اصلاح۔ کھجوا	۱۳۵۵-۷ھ/ ۱۹۳۶-۸ء	پنج
(۱۰۵) رشید احمد انصاری	فوز الکبیر (ترجمہ تفسیر مع فتح الرحمن)	مطبع احمدی۔ علی گڑھ	۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء	فتح
(۱۰۶) رفیع الدین دہلوی	تفسیر رفیعی	مطبع نقشبندی	۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۵ء	ری
(۱۰۷) رؤف احمد مجددی	تفسیر مجددی (تفسیر رؤفی) تالیف ۱۲۴۲ھ (۲ جلدیں)	مطبع حیدری۔ بمبئی	۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء	ند
(۱۰۸) زاہد القادری۔ مولانا	قرآنی آسان تفسیر	محبوب المطابع۔ دہلی	۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء	ند
(۱۰۹) "	تفسیر سورہ یٰسین	قاسم آرٹ پریس۔ دہلی		ند
(۱۱۰) زوار الدین	تفسیر سورہ یٰسین	جید برقی پریس۔ دہلی		ما

مصنف	کتاب	مطبع / مقام	سنہ	کیفیت
(۱۱۱) زیرک حسین	تفسیر قرآن			
(۱۱۲) زین العابدین	کاشف الغم		۱۳۰۴ھ / ۱۸۸٦ء	
(۱۱۳) سعادت اللہ خان	تفسیر لوامع البیان	مطبع کریمی - حیدرآباد دکن	۱۳۴۵ھ / ۱۹۲٦ء	
(۱۱۴) سلطان احمد	علوم القرآن	لکھنو		ص
(۱۱۵) سلیمان کھوریوری- قاضی	تفسیر سورہ یوسف	لاہور		
(۱۱٦) سید احمد	تفسیر سورہ فاتحہ	کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن	۱۳۳۷ھ /	ادارہ
(۱۱۷) سید احمد خان	تفسیر القرآن (٦ جلدیں)	علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ	۱۲۹٦ھ / ۱۸۸۰ء تا ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء	
(۱۱۸) "	تفسیر السموات	"	۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء	
(۱۱۹) "	خلق الانسان علی مافی القرآن	"	۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء	
(۱۲۰) "	ازالۃ الغین عن قصہ ذی القرنین	"	۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء	
(۱۲۱) "	تفسیر الجن و الجان علی مافی القرآن	"	۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء	
(۱۲۲) "	ترقیم فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم	"	۱۳۰٦ھ / ۱۸۸۹ء	
(۲۳) "	تنقیح البیان	نصرت المطابع - دہلی	۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء	تذ
(۱۲۴) سید حسن محمد	اعجاز التنزیل	سنٹرل یونیورسٹی لائبریری - حیدرآباد دکن		
(۱۲۵) سید شاہ حقانی	تفسیر حقانی (قلمی)	مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ	۱۲۰٦ھ / ۱۹۷۱ء	
(۱۲٦) سید علی مجتہد	توضیح فی تنقیح کلام اللہ (۲ جلدیں)	مطبع شاہی - لکھنو	۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء	ادارہ
(۱۲۷) سید علی حسن بہاری	مطالب القرآن (۲ جلدیں)	خدابخش لائبریری - پٹنہ		
(۱۲۸) سید محمد حسن نقوی	تفسیر خلیفۃ البرہان	مطبع وکیل - امرتسر		
(۱۲۹) سید محمد حسین	تنویر البیان - ترجمہ قرآن	دوسرا ایڈیشن	۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء	ان
(۱۳۰) سیف جہک	تفسیر قرآن	مقالات گارساں دی تاسی ج ۱ ص ۲۱۹		

(۱۳۱) شبیر احمد عثمانی	تفسیر القرآن	دہلی پرنٹنگ ورکس، دہلی	۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء	لد
(۱۳۲) شاہ مخدوم	تفسیر قرآن (قلمی)			
(۱۳۳) شبیر احمد عثمانی	حاشیہ علی ترجمہ شیخ الہند	مدینہ پریس، بجنور		
(۱۳۴) "	تفسیر سورہ حجرات	مدینہ پریس، بجنور	۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء	
(۱۳۵) شجاع الدین ایوبی	افصح البیان فی مطالب القرآن	اردو ٹائپ پریس، لاہور	۱۳۷۲ھ/۱۹۵۴ء	پن
(۱۳۶) شجاع الدین حسین	تفسیر تصریح (قلمی)	ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن قلمی	۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء	
(۱۳۷) شریف حسین	آثار حیدری (ترجمہ تفسیر امام حسن عسکری)	امامیہ کتب خانہ، لاہور		تیش
(۱۳۸) شمس الدین شائق	نظم البیان فی مطالب القرآن	شمس الہند پریس، لاہور		ای
(۱۳۹) شمس الدین قاضی	تفسیر القرآن بتفسیر الرحمن	پنجاب پبلک لائبریری، لاہور		
(۱۴۰) شیخ احمد	تفسیر قادری	سنٹرل لائبریری، بہاولپور		
(۱۴۱) شیخ طنطاوی جوہری	جواہر قرآنی (ترجمہ فارسی)	اخبار وطن، لاہور		
(۱۴۲) "	تفسیر جواہر جلد اول (اردو)	خدا بخش لائبریری، پٹنہ		
(۱۴۳) صبغۃ اللہ مدراسی قاضی	تفسیر فیض الکریم	فخری پریس، مدراس	۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء	ادارہ
(۱۴۴) (م ۔ سنہ ۱۲۸ ھ)		مطبع مجمع الاخبار، مدراس	۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء	
(۱۴۵) صدیق حسن خان نواب	ترجمان القرآن بلطائف البیان	مطبع شاہ جہانی، بھوپال	۱۳۰۲-۵ھ/۱۸۸۴-۸۸ء (تالیف)	لد
(۱۴۶) "	تذکیر الکل بتفسیر الفاتحہ واربع قل	ڈسٹرکٹ لائبریری، جھنگ		
(۱۴۷) ضمیر یہ پادری	تاویل القرآن	لاہور	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء	
(۱۴۸) ظہور احمد شاہ شاہجہانپوری	تفسیر سورہ فاتحہ (محمد عبدہ)	محبوب پرنٹنگ ورکس، دہلی	۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء	
(۱۴۹) ظہور علی بن محمد حیدر	تفسیر القرآن	المکتبۃ الاسلامیہ فی الہند، مصر		

(۱۵۰) ظہور الدین اکمل	تفسیر فیض الرحمن			
(۱۵۱) ظہور الدین اکمل	معارف القرآن		۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء	
(۱۵۲) عبد الباری فرنگی محل مرتبہ	تفسیر الطاف الرحمن (۲ جلدیں)	نامی پریس۔ لکھنو	۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء	سب
(۔۔۔) محمد الطاف الرحمن قدوائی ۔				
(۱۵۳) عبد الجلیل مولانا	الفوز العظیم	فتحپوری لائبریری ۔ دہلی		
(۱۵۴) عبد الحق حقانی دہلوی	تفسیر حقانی (۸ جلدیں)	دارالاشاعت تفسیر حقانی دہلی	۱۳۴۳ھ/۱۹۲۲ء	تد
(۱۵۵) عبد الحق حقانی مارہروی	تفسیر حقانی	مولانا آزاد چند لائبریری سلیمان کلکشن ۔ واحسن کلکشن علی گڑھ	۱۲۰۶ھ/ ۱۷۹۱ء	
(۱۵۶) عبد الحق حکیم	عین الیقین (تفسیر سورہ بروج منظوم)	ڈسٹرکٹ لائبریری ۔ ٹونک		
(۱۵۷) عبد الحق فاروقی	تفسیر قرآن	فاروقی پریس۔ دہلی	۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء	تد
(۱۵۸) عبد الحق	آسان تفسیر	رام پور	۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء	
(۱۵۹) عبد الحق فاروقی	تفسیر سورہ یوسف (عورت)	ہمدرد پرنٹنگ پریس لاہور	۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء	
(۱۶۰) عبد الحق فاروقی	تفسیر پارہ عم (ذکری) صراط المستقیم	تصویر پرنٹنگ پریس ۔ راولپنڈی ——	۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء	فح
(۱۶۱) ۔	سبیل الرشاد	جامعہ علوم اسلامیہ علی گڑھ		۔
(۱۶۲)	الخلافۃ الکبری	——		۔
(۱۶۳) ۔	سبیل السلام	جامعہ اسلامیہ علی گڑھ		۔
(۱۶۴)	برہان	——		۔
(۱۶۵) عبد الحق قادری	جواہر التفسیر	بنگلور		حقد

مصنف	کتاب	ناشر / مقام	سنہ	
(۱۶۶) عبد الحکیم الحنفی	تفسیر فاتحہ الحکیم		۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء	
(۱۶۷) عبد الحکیم خان	حمائل التفاسیر	مطبع عزیزی ۔ ٹراوڑی	۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء	پنج
(۱۶۸) عبد الحکیم ۔ ڈاکٹر	تفسیر القرآن با لقرآن		۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۱ء	پن
(۱۶۹) عبد الحکیم ۔ محمد	تفسیر سورہ یوسف	لکھنو	۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء	
(۱۷۰) عبد الحکیم ۔ محمد	جواہر التفسیر	مطبع احمدی ۔ لاہور	۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء	لیے
(۱۷۱) عبد الدائم جلالی	تفسیر بیان السبحان	جمعیت پریس ۔ دہلی	۱۳۵۶ھ / ۱۳۸۰–۱ء	
*	ترجمہ تفسیر مظہری	ندوۃ المصنفین ۔ دہلی	۱۳۸۰–۱ھ / ۱۹۶۱ء	
(۱۷۲) عبد الرحمن بخاری	تفسیر محمدی	مطبع محمدی ۔ کانپور	۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء	مخ
(۱۷۳) عبد الرحمن رحمانی	ترجمہ جواہر تفسیر جلد اول	جامع دار السلام عمر آباد	۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء	
(۱۷۴) عبد الرحمن ۔ محمد	تفسیر سورہ اخلاص (ابن سینا)	دہلی		
(۱۷۵) عبد الرحیم	جواہر العلوم		۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء	
(۱۷۶) عبد الرحیم	تفسیر المعوذتین (ابن قیم)	لاہور		
(۱۷۷) عبد الرزاق ملیح آبادی	بیان القرآن	پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور	۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۳ء	پنج
(۱۷۸) عبد الستار اہل حدیث	تفسیر ستاری	کراچی		
(۱۷۹) عبد السلام	تفسیر زاد الآخرۃ منظوم (۲ جلدیں)	نول کشور پریس ۔ لکھنو	۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء	
		تالیف	۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء	
(۱۸۰) عبد السلام ندوی	قرآن مجید کی پہلی کتاب (الم)	لکھنو	۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ء	
(۱۸۱) عبد الصمد دلو چنگ	تفسیر وہابی (۲ جلدیں)	ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد دکن	۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳ء	آزاد
(۱۸۲) عبد اللطیف پھلواروی	دستور الاتفاق (سورہ بنی اسرائیل)	خلافت لائبریری ۔ ربوہ	۱۳۵۲ھ	
(۱۸۳) عبد العزیز	عزیز التفاسیر			

(۱۸۴) عبدالعزیز - شاہ	تفسیر فتح العزیز	دہلی	۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء	ک
(۱۸۵) عبدالعزیز محدث	بستان التفاسیر (ترجمہ محمد حسن و محمد علی)	مطبع محمدی - بمبئی	۱۲۶۴ھ/۱۸۴۷ء	
(۱۸۶) عبدالعلی بلگرامی	ترجمہ تفسیر احمدی (۱۲۶۰ھ)	کتب خانہ سالار جنگ - حیدر آباد دکن	۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء	سا
(۱۸۷) عبدالغفور	حدائق البیان	لکھنو		
(۱۸۸) عبدالغفور بخاری	مشکوۃ الموحدین تفسیر سورہ فاتحہ	کتب خانہ فیلسوف جنگ حیدر آباد	۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء	
(۱۸۹) عبدالغنی	تفسیر غنی	جید برقی پریس - دہلی		تذ - ھا
(۱۹۰) عبدالقادر محدث	تفسیر موضح قرآن	ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد دکن	۱۳۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء	
(۱۹۱) عبدالقادر محدث	ذخیرہ عقبیٰ (الم نشرح)	اکمل المطابع - دہلی	۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء	
(۱۹۲) عبدالقدوس - حافظ	گلشن ایمان	ڈسٹرکٹ لائبریری - ٹونک		
(۱۹۳) عبدالقدیر صدیقی	تفسیر صدیقی	طارق پریس - حیدرآباد دکن کراچی		
(۱۹۴) عبدالقیوم خاکی	ترجمہ بطور شرح تفسیر ابن عربی		۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء	
(۱۹۵) عبدالکریم خاکی	مذاہب الاوہام فی تفسیر الاحکام المعروف بہ فتح الکریم	خدا بخش لائبریری پٹنہ		
(۱۹۶) عبدالماجد دریاآبادی	تفسیر ماجدی (۲ جلدیں)	صدق جدید ایجنسی - لکھنو	۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء	
(۱۹۵)	توضیح القرآن	دہلی		
(۱۹۶) عبداللہ	تفسیر مقبول (آخری سورتیں)	بمبئی	۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء	وی
(۱۹۷) عبداللہ بن بہادر علی	تفسیر پنج سورہ	مطبع احمدی - ہوگلی	۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۴ء	تذ

مصنف	کتاب	مطبع / مقام	سنہ	
(۱۹۸) عبداللہ خان۔ محمد	تدریس القرآن	لاہور		
(۱۹۹) عبداللہ عبادی	مقالات قرآنی			
(۲۰۰) عبدالمجید باجوڑی	تفسیر القرآن (قلمی)		۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء	
(۲۰۱) عبدالمجید دہلوی	تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن	انصاری پریس۔ دہلی	۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء	تف
(۲۰۲) عبدالمجید ثانی	درس قرآن (الم)	نگار پریس۔ لائل پور	۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء	
(۲۰۳) عبدالمقتدر بدایونی	تفسیر قرآن	مطبع اعجاز محمدی۔ آگرہ	۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء	
(۲۰۴) عبدالرحمن	تفسیر جواہر جلد اول (طنطاوی)	اعظم گڑھ	۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء	
(۲۰۵) عبیداللہ سندھی	الہام الرحمن بقرہ	سندھ یونیورسٹی پریس۔ حیدرآباد		
(۲۰۶) "	جنگ انقلاب (قتال)	لاہور	۱۹۴۷ء	
(۲۰۷) "	عنوان انقلاب (فتح)	لاہور	۱۹۴۶ء	
(۲۰۸) عزیز اللہ ہونگ	تفسیر چراغ ابدی	کتب خانہ خاص۔ کراچی	۱۲۲۱ھ/ ۱۸۰۶ء	رق
(۲۰۹) " مو تہ حکیم محمد امام امامی	"	بنگلور	۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء	پنج
(۲۱۰) عطاء الرحمن صدیقی	تفسیر زبدۃ البیان (یوسف)	مطبع صدیقی۔ لاہور	۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء	تفس
(۲۱۱) علی احمد خان	آسان قرآن مجید (بقرہ)	مطبع تقویٰ پریس۔ لاہور	۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء	پن
(۲۱۲) علی امام	تفسیر سورہ یسین	نذیریہ پبلک لائبریری دہلی۔		
(۲۱۳) علی بخش پادری	تفسیر قرآن	گول منڈی۔ لاہور	۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء	
(۲۱۴) علی حسین	تفسیر مطالب القرآن	کتب خانہ امین منزل حیدرآباد دکن		

(۲۱۵) علی نقی نقوی	توضیح مجید (۸ جلدیں)	کتب خانہ سالار جنگ حیدر آباد دکن	۱۲۵۴ھ/ ۱۸۳۵ء سا
(۲۱۶) علاؤ الدین قریشی	تفسیر محمدی (ابن کثیر)	جید برقی پریس۔ دہلی	۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء تف
(۲۱۷) عطر علی سونی پتی	تفسیر عمدۃ البیان	مطبع یوسفی۔ دہلی	۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء کرہ نے
(۲۱۸) عنایت اللہ المشرقی	تذکرہ	مطبع وکیل۔ امرتسر	۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء
(۲۱۹) غلام احمد قادیانی	خزینۃ المعارف (۲ جلدیں)	مطبع ضیاء الاسلام قادیان	۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء تف
(۲۲۰) "	خزینۃ العرفان		۱۳۴۰ھ/ تا ۱۹۲۱ء ربوہ
(۲۲۱) غلام احمد پرویز	مفہوم القرآن	لاہور	۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء
(۲۲۲) "	معارف القرآن	لاہور جلد اول	۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء
(۲۲۳) "		جلد دوم	۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء
(۲۲۴) "		جلد سوم	۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء
(۲۲۵) "		جلد چہارم	۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء
(۲۲۶) غلام اللہ مولوی	تفسیر جواہر القرآن	راولپنڈی	۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء
(۲۲۷) غلام ربانی	ترجمہ تفسیر سورہ اخلاص (ابن تیمیہ)	لاہور	۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۶ء
(۲۲۸) غلام رسول	تفسیر سورہ یوسف (منظوم) قلمی	لاہور	۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء
(۲۲۹) غلام جیلانی	تفسیر پارہ عم	کتب خانہ فیلسوف جنگ حیدر آباد	۱۸۱۶ھ/ ۱۲۳۲ء
(۲۲۸) غلام محمد	عمدۃ البیان	نول کشور پریس۔ لکھنو	۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء
(۲۲۹) غلام محمد غوث حنفی	سلسلۃ المرجان تفسیر ام القرآن	نول کشور پریس۔ لکھنو طبع	۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء
(۲۳۰) غلام محمد غوث	تفسیر منتہی الوعظ	نول کشور پریس۔ لکھنو طبع	۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء

(۲۳۱) غلام محمد غوث	مطلع البدا فی تفسیر سورۃ العصر	نور پریس - دہلی		تذ
(۲۳۲) "	تفسیر اذا زلزلۃ الخ	کتب خانہ عام اہل اسلام - مدراس		
(۲۳۳) غلام محمد مہدی واصف	ترجمہ تفسیر جلالین شریف -	کتب خانہ فیلسوف جنگ - جلد اول حیدر آباد	۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء	
(۲۳۴) غلام مرتضی الہ بادی	تفسیر سورہ یوسف	الثقافتہ الاسلامیہ جلد دوم فی الهند - مصر	۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء	
(۲۳۵) غلام مرتضی جنون	تفسیر مرتضوی (پارہ عم منظوم)	طبع پریس (ا)	۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء	
		(ب)	۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء	
		(ج)	۱۱۹۴ھ/ ۱۷۸۰ء	
(۲۳۶) غلام مرتضی وھنکی	قلب القرآن (سورہ یسین منظوم)	لاہور	۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء	پن
(۲۳۷) غلام وارث	تبیان القرآن (فاتحہ تا نساء)	لاہور		پن
(۲۳۸) غوثی - مولانا	تفسیر غوثی (پارہ عم)	کتب خانہ آصفیہ - ترتیب حیدر آباد دکن	۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۴ء	
(۲۳۹) فتح الدین محمد از بر	تفسیر روح الایمان	مجلس اشاعت اسلام - حیدر آباد دکن		
(۲۴۰) فتح محمد تائب	خلاصۃ التفاسیر	مطبع انوار احمدی - لکھنؤ - جلد اول	۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء	مجہ تذ
		جلد دوم	۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء	
		جلد سوم	۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء	
		جلد چہارم	۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء	
(۲۴۱) فخر الدین احمد لکھوی	تفسیر قادری (ترجمہ تفسیر حسینی)	نول کشور پریس - لکھنؤ جلد اول	۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء	رق = بر
		جلد دوم	۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء	

(۲۴۲) فخرالدین ملتانی	درس القرآن (تفسیر ی نوٹس نورالدین قادیانی)		۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء ریو
(۲۴۳) فرمان علی (م ۱۳۳۳ھ)	تفسیر قرآن		
(۲۴۴) فضل الرحمن مرادآبادی	بلغ البیان	محبوب المطابع = دھلی	ند
(۲۴۵) فضل چنگوی	خزینۃ المعارف	ضیاء الاسلام = قادیان	ند
(۲۴۶) فیروز الدین ڈسکوی	تفسیر فیروزی	پنجاب یونیورسٹی لائبریری = لاہور	
(۲۴۷) فیروزالدین روحی	تفسیر القرآن	ریسرچ لائبریری = کراچی	شہ ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء ری
(۲۴۸) فیروز الدین لاہوری	تسہیل القرآن	فیروز سنز = لاہور	۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء
(۲۴۹) فیض حسن	تفسیر خلیقی (۲ جلدین)	حیدرآباد	
(۲۵۰) قطب الدین دھلوی	جامع التفاسیر	مطبع مرتضوی = دھلی	۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء نثر بے
(۲۵۱) کاشف الکو ن عن	مطالب مع تبیا دلون	اسلامیہ پریس = لاہور	۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء
(۲۵۲) ~~[illegible]~~ کاظم شاہ دکنی	~~تسہیل القرآن~~ تفسیر هندی	~~نیوبہ پبلک لائبریری~~ کتب خانہ ~~محلی~~ جامع عثمانیہ = حیدرآباد دکن	۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۸ء
(۲۵۳) کرامۃ اللہ	ترجمان القرآن	نذیریہ پبلک لائبریری = دھلی	
(۲۵۴) کرامت علی	کوکب دری	مطبع عبدالعزیز	۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء سہ ماہ
(۲۵۵) کرم الٰہی	نئی تفسیر	نذیریہ پبلک لائبریری دھلی	
(۲۵۶) کرم علی شاہ = پیر	تفسیر جہاد القرآن	غلام رسول اینڈ سنز = لاہور	
(۲۵۷) لطف اللہ لکھنوی	مظہر العجائب (تفسیر سورہ فاتحہ)	الثقافۃ الاسلامیۃ = مصر	

(۲۵۸) محب اللہ فرنگی محلی	جواہر التفسیر (۳ جلدین)	کتب خانہ امین منزل حیدر آباد دکن		(قلمی)
(۲۵۹) محب حسین	مثنوی اسرار القرآن	مطبع معلم العلوم - حیدر آباد دکن	۶ھ ۱۳۲۵ھ/ ۶ء ۱۹۲۶ء	
(۲۶۰) محمد دہلوی	تفسیر محمدی (ترجمہ ابن کثیر)	جید برقی پریس - دہلی	۱۳۴۲ھ/ ۱۹۵۳ء	نذ
(۲۶۱) محمد ابراہیم میر سیالکوٹی - حافظ	واضح البیان فی تفسیر ام القران	خدابخش لائبریری - پٹنہ		خدا
(۲۶۲) محمد بن ابراہیم جوناگڑھی	تفسیر محمدی (ترجمہ ابن کثیر)	اصح المطابع - کراچی	۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء	
(۲۶۳) محمد ابو ذر سنبھلی	ترجمہ تفسیر جلالین شریف	مطبع لا حجازی محمدی - آگرہ	۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء	
(۲۶۴) محمد احسن بہاری	احسن البیان فی خواص القران	مطبع محمود المطابع - کانپور	۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء	نذ
(۲۶۵) محمد احمد ابوالحسنات	تفسیر الحسنات بلبا ت البینات	مقبول عام پریس - لاہور		
(۲۶۶) محمد ادریس کاندھلوی	تفسیر قرآن	لاہور		
(۲۶۷) محمد اسحاق رامپوری	تفسیر القران	مطبع مجتبائی - دہلی		
(۲۶۸) محمد اسحاق - ہلوی	ترجمہ تفسیر کبیر	کتب خانہ اسلامیہ - امرتسر	۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء	
(۲۶۹) محمد اسلم جیراجپوری	تفسیر قرآن	پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور		
(۲۷۰) محمد اسمعیل شافعی	تفسیر اسمعیلی	مطبع محمدی رتناگری	۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء	مج
(۲۷۱) محمد اشرف علی عبد شمسی	تفسیر لوامع البیان	حمایت دکن پریس - حیدر آباد	۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء	
(۲۷۲) محمد اشرف علی	تفسیر مظہری (حصہ اول)	محبوب المطابع - دہلی	۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء	نذ
(۲۷۳) محمد اشرف کاندھلوی	تفسیر سورہ یوسف (منظوم)	مطبع نول کشور - کانپور	۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء	
[illegible]	اسٹ (۱۲۹۱ھ) پن سلیمان کلکشن نمبر ۵/۵	(۱۲۹۴ھ آزاد لائبریری علی گڑھ		

(۲۷۴) محمد باقر آگا	فوائد در فوائد (قلمی)	سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدر آباد دکن	۱۲۱۰ھ/ ۱۷۹۵ء	
(۲۷۵) *	حاشیہ متن دروس	*	۱۲۰۶ھ/ ۱۷۹۱ء	
(۲۷۶) محمد باقر یزدی	ترجمہ تفسیر امام القران امام حسن عسکری	مطبع احمدی۔ بمبئی		
(۲۷۷) محمد بن برکۃ اللہ	تفسیر محمدی	لاہور	۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء	
(۲۷۸) محمد بدیع الزمان فتح پوری	جامع التفاسیر	محمود المطابع۔ لکھنؤ	۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء	تف
(۲۷۹) محمد حسام الدین فاضل	تفسیر فاضل	جلالیہ پریس۔ حیدر آباد دکن	۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء	ری
(۲۸۰) محمد حسن	اعجاز التنزیل (۱۳۰۶ھ)	مطبع اخبار مفید اعظم مرادآباد	۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء	ص
(۲۸۱) محمد حسن	احسن البیان فی خواص القران	محمود المطابع۔ کانپور		تف
(۲۸۲) محمد حسن۔ مولوی	تفسیر سورہ نازعات	فتحپوری لائبریری۔ دہلی		
(۲۸۳) محمد حسن	تفسیر حضرت شاہی	مطبع مرتضوی۔ دہلی	۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء	
(۲۸۴) محمد حسن حکیم	غایۃ البرہان فی تاویل القران	سید المطابع۔ امروہہ	۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء	پن۔ کو
(۲۸۵) محمد حسن خان	ترجمہ تفسیر فتح العزیز	قیومی پریس۔ کانپور	۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء	ری
(۲۸۶) محمد حسن خان مصطفی آبادی	تبیان التفاسیر (ترجمہ فتح العزیز)	محمدی پریس۔ بمبئی	۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۶ء	مح
(۲۸۷) محمد حسن نقوی	تفسیر تاویل القران فی غایۃ البرہان	دفتر وکیل۔ امرتسر	۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۶ء	پن۔ اپ۔ ک
(۲۸۸) محمد حسن بن شاہ حسین	المحکمات فی تفسیر بعض الآیات	خدابخش لائبریری۔ پٹنہ		

مصنف	کتاب	مطبع / کتب خانہ	سنہ	کیفیت
(۲۸۹) محمد حسین پالوا	تسہیل الفرقان	کتب خانہ خاص کراچی		ا ر - نیلی
(۲۹۰) محمد حسین جالندھری	تسہیل الفرقان	سندھ یونیورسٹی لائبریری حیدرآباد		
(۲۹۱) محمد حسین خلیفہ	اعجاز التنزیل	مفتین دکن - حیدرآباد	۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء	تذ
(۲۹۲) محمد حلیم انصاری	تفسیر اتفاق (۲ جلدیں)	فیض بخش - ایجنسی - فیروز پور	۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء	ری - ک
(۲۹۳) محمد حنیف ندوی	تفسیر سراج البیان المعروف بہ تاج الایمان	الیکٹرک پریس - لاہور		پنج
(۲۹۴) محمد حنیف ندوی وغیرہ	مطالب القرآن (۳ جلدیں)	پیکو آرٹ کمپنی - لاہور		پشاور
(۲۹۵) محمد حیات سنبھلی	تفسیر حیات القلوب	لکھنو		
(۲۹۶) محمد داؤد	فاتحۃ الحکیم (جز اول تفسیر کبیر)	حمدیہ اسٹیم پریس - لاہور	۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء	تذ
(۲۹۷) محمد دلپذیر عباسی	تفسیر سورہ فاتحہ (منظوم)	پرنٹنگ پریس - لاہور		تذ
(۲۹۸) محمد رحیم بخش دہلوی	اعظم التفاسیر (۲ جلدیں)	نور پریس - دہلی	۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء	تذ
(۲۹۹) محمد رمضان	ترجمہ تفسیر ابن عباس	مطبع گلشن ہند - آگرہ	۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء	
(۳۰۰) محمد سعید اللہ خان	مظہر علوم تفسیر سورہ ہود	مطبع مجتبائی - دہلی	۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء	
(۳۰۱) محمد سراج الحق	علم القرآن	فتحپوری پبلک لائبریری وسیوہ دہلی		
(۳۰۲) محمد سرور شاہ	تفسیر سروری	خلافت لائبریری - ربوہ آغاز	۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء	
(۳۰۳) محمد سعید خان	تکملہ تفسیر فیض الکریم	کتب خانہ اہل اسلام مدراس		اہ
(۳۰۴) محمد سعید خلیق محدث	تفسیر القرآن		۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء	تذ
(۳۰۵) محمد سعید - مولوی	قرآن مجید مع کل تفسیر	قرآن محل - کراچی	۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء	
(۳۰۶) محمد سلیم	تفسیر القرآن	مطبع حیدری	۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۴ء	تذ

(٣٠٨) محمد سلیمان فاروقی	توضیح الفرقان (عم)	الفیض دارالاشاعت۔ چوک فرید۔ امرتسر	١٣٤٣ھ/ ١٩٢٤ء	پن
(٣٠٩) محمد شاہ القادری	تفسیر القرآن	محمودیہ پریس۔ حیدر آباد دکن		
(٣١٠) محمد شفیق اللہ	ما ینطقہ قرآن	قرآن سوسائٹی۔ کراچی	١٣٨١ھ/ ١٩٦١ء	
(٣١١) محمد صادق	جواب تفسیر حقانی	کتب خانہ فیلسوف جنگ حیدر آباد دکن	١٣٠٤ھ/ ١٨٨٥ء	
(٣١٢) محمد طاہر قاسمی	تفسیر سورہ یوسف	ہمدرد پرنٹنگ پریس سہارنپور	١٣٦٦ھ/ ١٩٤٦ء	پن
(٣١٣) "	تفسیر منظوم آیتہ کعبہ	الامان برقی پریس۔ دہلی	١٣٥٧ھ/ ١٩٣٨ء	
(٣١٤) محمد عبدالحکیم	حمائل التفسیر	مطبع عزیزی۔ تراوڑی کرنال	١٣٢٤ھ/ ١٩٠٦ء	
(٣١٥) محمد عبدالحکیم لکھنوی	حسن یوسف	اشاعت العلوم۔ لکھنو	١٣٥١ھ/ ١٩٣٢ء	تیش
(٣١٦) محمد عبدالرحمن ابوالقاسم	تفسیر سورہ اخلاص (ابن سینا)	شمس المطابع۔ دہلی	١٣١١ھ	
(٣١٧) محمد عبدالرزاق	تفسیر و فیضی بر حاشیہ تفسیر یعقوب چرخی	کتب خانہ فیلسوف جنگ حیدرآباد دکن	١٢٧٢ھ/ ١٨٥٥ء	
(٣١٨) محمد عبدالغنی	تفسیر غنی (جلد اول)	جید برقی پریس۔ دہلی		
(٣١٩) محمد عبدالغفور	حدائق البیان	لکھنو		
(٣٢٠) محمد عبداللہ ابو احمد	البیان لفصاحتہ القرآن	انتظامی پریس۔ کانپور	١٣١٠ھ/ ١٨٩٢ء	مج
(٣٢١) محمد عبداللہ خان	تدریس القرآن	پنجاب پبلک لائبریری۔ لاہور		
(٣٢٢) محمد عبداللہ قادیانی	تفسیر آسانی سبعا من المثانی	مطبع شمسی۔ آگرہ	١٣٣٠ھ/ ١٩١١ء	پنج
(٣٢٣) محمد عبداللہ شبلی	پیام امین	امرتسر		
(٣٢٤) محمد عسکری	تفسیر نور مبین			

(۳۲۵) محمد عظیم انصاری	مظہرۃ البرہان الذی فی تفسیر القرآن	مطبع قادری ۔ عظیم آباد	۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء
(۳۲۶) محمد علی	القول الفرقان فی توضیح حقائق القرآن	کتب خانہ امین منزل حیدر آباد دکن	
(۳۲۷) محمد علی لاہوری	بیان القرآن (۳ جلدین)	مطبع کریمی ۔ لاہور	۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء ری
(۳۲۸) محمد علی احمدی	بیان القرآن (۳ جلدین)	مطبع کریمی ۔ لاہور	کہ ۱۳۴۰ھ / کہ ۱۹۲۱ء
(۳۲۹) محمد علی تحصیلدار	البرہان	مطبع گلزار احمدی ۔ مراد آباد	۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء
(۳۳۰) محمد علی چاندپوری	بستان التفاسیر	خدا بخش لائبریری ۔ پٹنہ	
(۳۳۱) محمد عوض ابوالوفا	تفسیر کشف القلوب (قادری)	کلکتہ	۱۳۰۶ھ / ۱۷۹۱ء
(۳۳۲) محمد عوض خلیق	تفسیر قادری (۲ جلدین)	فیضانی دکن پریس حیدر آباد دکن	۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء
(۳۳۳) محمد عنایت احمد	تفسیر قرآن	نذیریہ پبلک لائبریری دہلی	کہ ۱۳۳۰ھ / کہ ۱۹۱۱ء قلہ
(۳۳۴) محمد فتح الدین	روح الایمان فی تشریح لباب القرآن		
(۳۳۵) محمد فیض احمد اویسی	فیوض الرحمن (تفسیر روح البیان)	کوٹلی لوہاران	
(۳۳۶) محمد قاسم لدھیانوی	غرائب القرآن	دہلی	
(۳۳۷) محمد قیام الدین	بیان القرآن	لکھنؤ	قلہ
(۳۳۸) محمد کریم	تفسیر سورہ تحریم	کتب خانہ نذیر الدین ۔ دہلی	
(۳۳۹) محمد مصطفی محی الدین ابوالحسن	عین الیقین (ترجمہ مواہب العارفین)	مطبع صدیقی ۔ لاہور	۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء
(۳۴۰) محمد محسن نقوی	غایۃ البرہان فی تاویل القرآن	کتبخانہ امین منزل حیدر آباد دکن	

(۳۴۱) محمد وقتی الہ بادی	(ا) تفسیر نوپارہ ...	مطبع محمدی = بمبئی	۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۲ء	اردو
(۳۴۲) "	(ب) تفسیر مظہر العجائب	مطبع برقی - ——	۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء	"
(۳۴۳) "	(ج) تفسیر سورہ یوسف (منظوم)	مطبع آئینہ حق نما لکھنو	۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۳ء	"
(۳۴۴) محمد ھتال	توضیح القرآن	محبوب المطابع = دہلی		تذ
(۳۴۵) محمد مقتدی خان	الایمان" تفسیر آیۃ آمنہ باللہ	مولانا آزاد لائبریری = علی گڑھ		
		دہلی		
(۳۴۶) محمد نذیر حسن	تفسیر سورہ فاتحہ	خواجہ برقی پریس = دہلی	۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء	تذ
(۳۴۷) محمد یحیی کاندھلوی	الکوکب الدری	کرزن اسٹیم پریس = دہلی		ھو
(۳۴۸) محمد یوسف حسین	ترجمہ تفسیر کبیر			گ
(۳۴۹) محمود الحسن	تفسیر قرآن	ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن		
		آگرہ	۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء	گ
(۳۵۰) محی الدین = محمد	تفسیر منتخبات العہدین			
(۳۵۱) وادالله انصاری	تفسیر وادیہ	مطبع مہانندی	۱۲۶۶ھ/ ۱۸۴۹ء	ری
(۳۵۲) مرزا حیرت دہلوی	قرآن مجید مترجم مع تفسیر	کرزن اسٹیم پریس دہلی	۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء	
(۳۵۳) "	مقدمہ تفسیر القرآن			تذ
(۳۵۴) مصلح دہلوی	بیان القرآن (ترجمہ تفسیر کبیر)	نذیریہ پبلک لائبریری دہلی		
(۳۵۵) مظہر الفوائد	تفسیر سورہ فاتحہ	مولانا آزاد لائبریری = علی گڑھ	۱۲۱۴ھ/ ۱۷۹۸ء	مع (قلمی)
(۳۵۶) مظہر حسین	تفسیر مظہری			
(۳۵۷) مظہر علی (م- ۱۳۱۲)	تفسیر مظہر البیان	اسلامیہ کالج= پشاور	۱۲۰۷ھ/ ۱۷۹۲ء	
(۳۵۸) معز الدین	تفسیر سورہ ضحی (منظوم)	سنٹرل یونیورسٹی لائبریری حیدرآباد	۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء	ان
(۳۵۹) مقبول احمد	تفسیر مقبول			
(۳۶۰) ممتاز علی	تفصیل البیان فی مقاصد صدرالاسلام	سنٹرل لائبریری = بہاولپور	۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء	

(٣٦٠) جان شاہ مخدوم	تفسیر قرآن (قلمی)	انسائیکلوپیڈیا آف اسلام		
(٣٦١) ناصر الدین محمد ابو المنصور	تنقیح البیان	نصرۃ المطابع۔ دہلی	١٢٩٤ھ/١٨٧٩ء	تذ مری
(٣٦٢) شریف علی خان	تفسیر رفیعی	مطبع نقشبندی	١٢٧٢ھ/١٨٥٥ء	
(٣٦٣) نذیر احمد	مطالب القرآن	کتب خانہ خاص۔ کراچی		
(٣٦٤) نعیم الدین مرادآبادی	خزائن العرفان فی تفسیر القرآن	اہل سنت برقی پریس مرادآباد	١٣٣٠ھ/١٩١١ء	
(٣٦٥) نعیم صدیقی	ترجمۂ القرآن			پن
(٣٦٦) نقی علی بن رضا علی البریلوی	الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح	الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند۔ مصر		
(٣٦٧) نور احمد قاضی	تفسیر قرآن			
(٣٦٨) نور الحق علوی	نور الحق (سورہ علق)	لیبوکیشنل الیکٹرک پریس جالندھر	١٣٤٩ھ/١٩٣٠ء	تذ
(٣٦٩) نور الحق۔ قاضی بن محمد شمس الدین پوری (م۔ ١٢٢٢ھ)	تفسیر القرآن الکریم	الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند۔ مصر		
(٣٧٠) واجد علی شاہ۔ نواب	صحیفہ سلطانیہ (قلمی)		ھ ١٢٧٢ھ/١٨٥٥ء	
(٣٧١) واحدہ خانم	مطالب القرآن	تیجو نوی پریس۔ بنگلور		
(٣٧٢) وحید الزمان۔ نواب	تبویب القرآن لضبط مضامین الفرقان مع حواشی	مطبع علوی۔ لاہور		
(٣٧٣) "	تفسیر وحیدی	مطبع مخدومی۔ بمبئی	١٣٢٣ھ/١٩٠٥ء	
(٣٧٤) وزیر محمد	تفسیر احمدی	مرتضائی پریس۔ آگرہ		
(٣٧٥) وزیر علی بن منور علی معروف بہ محمد سلیم	تیسیر القرآن و تسہیل الفرقان	برٹش میوزیم۔ لندن	١٢٩٤ھ/١٨٧٩ء	ٹونک

(٣٧٨) ہاشم علی	ترجمہ قرآن مع تفسیر جلالین		١٢٨٥ھ/١٨٦٨ء
(٣٧٩) یعقوب حسن	کتاب الہدی	پنجاب پبلک لائبریری قادیان	١٣١٨ھ/١٩٠٠ء پنج
(٣٨٠) "	کشف الہدی		
(٣٨١) یعقوب علی تراب	تفسیر القرآن	مطبع انوار احمدیہ = قادیان	١٣١٨ھ/١٩٠٠ء پنج
(٣٨٢) یعقوب علی عرفانی	ترجمہ وتفسیر القرآن	خلافت لائبریری = ربوہ آغاز طباعت	١٣٢٤ھ/١٩٠٦ء
(٣٨٣) یوسف حسین	ترجمہ تفسیر کبیر	ہارڈنگ لائبریری = دہلی	ا ن = ہا

کتابیات

(تراجم قرآن جن سے بلاواسطہ یا بالواسطہ استفادہ کیا گیا)

مترجم	ترجمہ	مطبع	سنہ طباعت	کتب خانہ
(۱) آغا رفیق	ترجمہ قرآن مجید	نوی پرنٹنگ پریس دہلی	۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء	
(۲) آغا شاعر قزلباش	ترجمہ قرآن مجید (منظوم)	راجپوت پرنٹنگ ورکس۔ لاہور		
(۳) ابراہیم بیگ چغتائی	ترجمہ قرآن مجید (منظوم)	نظامی پریس۔ بدایوں	۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴	
(۴) ابو محمد صالح	ترجمہ قرآن حکیم	مطبع اہل سنت مراد آباد	۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء	
(۵) "	ترجمان القرآن	سٹی کالج۔ حیدرآباد دکن	۱۳۵۱ھ/	
(۶) احسان اللہ عباسی۔ ابوالفضل۔	ترجمہ قرآن حکیم (عم)	مطبع حکیم برہم۔ گورکھپور	۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء	خدا
(۷) احمد رضا خان بریلوی۔ مولانا	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	مطبع اہل السنۃ والجماعۃ۔ مراد آباد	۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء	
(۸) احمد سعید دہلوی۔ مولانا	ترجمہ قرآن حکیم مع تفسیر تیسیر القرآن	دینی بک ڈپو۔ اردو بازار۔ دہلی	۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء	نیش
(۹) احمد علی۔ مرزا	ترجمہ قرآن شریف	پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور		پنج
(۱۰) افضل محمد اسمٰعیل	ترجمہ قرآن شریف		۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء	
(۱۱) اقبال خانم	ترجمہ قرآن حمید مع تفسیر القرآن	پنجاب یونیورسٹی لائبریری۔ لاہور	۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء	
(۱۲) امام الدین سمیحی	ترجمہ قرآن حمید		۱۲۶۰ھ/ ۱۸۴۴ء	

مصنف / مترجم	کتاب	ناشر / ماخذ	سنہ	کیفیت
(۱۳) ابو یحییٰ یوسف ترپنہادری	ترجمہ قرآن مجید	مطبع یوسفی - دہلی	۱۲۶۰ھ/ ۱۸۴۴ء	
(۱۴) بشیر الدین محمود - مرزا	ترجمہ قرآن حکیم		۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء	
(۱۵) ترجمۃ القرآن		گلزار عالم پریس - لاہور		اسٹ
(۱۶) "		برٹش میوزیم - لندن	۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۵ء	بر
(۱۷) "		اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدر آباد دکن - مطبوعہ	۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء	
(۱۸) ثناء اللہ امرتسری	ترجمہ قرآن حکیم	مطبوعہ امرتسر	۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء	
(۱۹) حسن نظامی - خواجہ	ترجمہ قرآن مجید	مطبوعہ دہلی	۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء	
(۲۰) حسین علی خان	ترجمہ قرآن شریف	کتب خانہ فیلسوف جنگ حیدر آباد	۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء	
(۲۱) خلیل احمد سہارنپوری	ترجمہ قرآن مجید	مقالہ محمد اسلم ملک لاہور - مطبوعہ	۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء	پنج
(۲۲) رضا محمد حقونی	ترجمہ قرآن مجید (زیر ترتیب)	نور منزل - گوالیار	۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء	
(۲۳) رفیع الدین دہلوی - شاہ	ترجمہ کلام مجید	اسلام پریس - کلکتہ ج - ۱ ج - ۲	۱۲۵۴ھ/ ۱۸۳۸ء ۱۲۵۶ھ/ ۱۸۴۰ء	ری ری
(۲۴) روح اللہ	ترجمہ کلام مجید	مقالہ محمد اسلم ملک - لاہور - مطبوعہ	۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء	پنج
(۲۵) روشن علی و محمد اسحاق	ترجمۃ القرآن	خلافت لائبریری - ربوہ		
(۲۶) زیرک حسین	ترجمہ قرآن کریم	فہرست مطبع حیدر آباد دکن		
(۲۷) سید شمس وجز	آب روان (منظوم)	ادارہ تصنیف و تالیف اسلامیہ - لاہور	۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء	

(۲۸) سید علی لکھنوی	ترجمہ قرآن شریف مع تفسیر تنویر البیان	مطبع اعجاز محمدی آگرہ	۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء	
(۲۹) صحیفہ اشاعت قرآن	ترجمہ پارہ عم	برقی پریس۔ امرتسر	۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء	نثر
(۳۰) شمس الدین شائق	ترجمہ قرآن شریف (منظوم) ~~(۱۳۳۶ھ کریمی پریس~~ ~~لاہور~~	کلکتہ ۱۳۳۶ھ) کریمی پریس۔ لاہور	۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء	ری۔پن
(۳۱) شوکت علی فہمی۔ دہلی	کنزی مضامین القرآن	دین دنیا پبلشنگ کمپنی دہلی		
(۳۲) ظہیر الدین خان اکمل	ترجمہ قرآن شریف	شمس المطابع پریس۔ لاہور	۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء	مع
(۳۳) ظہیر الدین بلگرامی	ترجمہ قرآن شریف	برٹش میوزیم۔ لندن	۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء	پنج
(۳۴) عاشق الٰہی میرٹھی	ترجمہ قرآن شریف (۱۳۱۸/۱۹۰۰)	خیر المطابع۔ لکھنؤ	۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء	پنج
(۳۵) عاشق حسین سیماب اکبر آبادی	وحی منظوم (۱۳۶۵ھ)	دہلی		پنج
(۳۶) عبد الحق حقانی دہلوی	ترجمہ قرآن شریف مع تفسیر	مولانا آزاد لائبریری۔ علی گڑھ	۱۳۰۶ھ/ ۱۸۹۱ء	آزاد
(۳۷) عبد الحق عباس	ترجمان القرآن	پاکستان ٹائمز پریس۔ لاہور		نثر
(۳۸) عبد الحکیم لاہوری	ترجمہ قرآن حکیم	پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور	۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء	پنج
(۳۹) عبد الحکیم عبد الدائم جلالی	ترجمہ قرآن حکیم	دہلی	۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء	[illegible]
(۴۰) عبد الرحیم عرشی (م ۱۹۴۹ء)	ترجمہ قرآن حکیم (منظوم)	کتب خانہ ظہور منزل گوالیار	۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۶ء	قلی
(۴۱) عبد الرزاق ملیح آبادی	ترجمہ قرآن عظیم	ستارہ ہند پریس۔ کلکتہ	۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء	
(۴۲) عبد الرؤف شاہ	ترجمہ قرآن عظیم (قلمی)	مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ یونیورسٹی کلکشن نمبر ۱۹۲		آزاد

(۴۲) عبد الرؤف شاہ	ترجمہ قرآن عظیم (قلمی)	مولانا آزاد لائبریری - علی گڑھ - یونیورسٹی کلکشن نمبر ۲۹۱		آزاد
(۴۲) عبد الستار اہل حدیث	قرآن عظیم مترجم ومحشی مع فوائد ستاریہ	برنس روڈ - کراچی		
(۴۳) عبد العلی بلگرامی	ترجمہ آیات قرآن (قلمی)	کتب خانہ سالار جنگ حیدر آباد دکن - مابعد	۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۵ء	سا
(۴۴) عبد القادر دہلوی شاہ	ترجمہ قرآن حکیم (قلمی)	کتب خانہ ادارہ ادبیات حیدر آباد دکن	۱۲۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء	
(۴۵) عبد اللہ چکڑالوی	ترجمہ القرآن (۳ جلدیں)	اسلام پریس - لاہور	۱۳۲۵ھ/ ۸-۱۹۰۷ء	
(۴٦) عبد اللہ ہوگلی	ترجمہ قرآن حکیم		۱۲۴۵ھ/ ۱۸۲۹ء	
(۴۷) عبد المجید	ستر البیان فی ترجمہ القرآن	انصاری پریس - دہلی	۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء	نذ - ری
(۴۸) عبد المقتدر	ترجمہ قرآن حکیم	مطبوعہ - آگرہ	۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء	
(۴۹) علی احمد خان	آسان قرآن مجید	پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور	۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵٦ء	
(۵۰) علی حسن	مطالب القرآن (۳ جلدیں)	کتب خانہ امین منزل حیدرآباد دکن		ام
(۵۱) عطاء الدین	ترجمہ قرآن حکیم	انسائیکلوپیڈیا آف اسلام - لاہور		ان
(۵۲) غضنفر علی	ترجمہ قرآن حکیم (منظوم)	پنجاب پبلک لائبریری لاہور		ین
(۵۳) غلام احمد پرویز	مفہوم القرآن	مطبوعہ - لاہور	۱۳۸۱ھ/ ۱۹٦۱ء	

(۵۴) غلام احمد قادیانی	ترجمہ حکیم مع تفسیر صغیر	خلافت لائبریری ـ ربوہ	۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء	
(۵۵) فتح الدین اوّیر	ترجمہ قرآن حکیم	مقالہ محمد اسلم ملک لاہور	۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء	
(۵۶) فتح محمد تائب	ترجمہ قرآن حکیم مع تفسیر	مطبع انوار محمدی لکھنؤ	۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء	
(۵۷) فتح محمد جالندھری	فتح الحمید	مطبوعہ امرتسر	۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء	
(۵۸) فرمان علی اثناعشری	ترجمہ قرآن حکیم	—	۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء	
(۵۹) فیروزالدین روحی	ترجمہ قرآن شریف	سول اینڈ ملٹری پریس کراچی	۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء	
(۶۰) فیروزالدین لاہوری	ترجمہ قرآن شریف	فیروز اینڈ سنز لاہور		
(۶۱) ~~فیروزالدین~~ کاظم علی جوان و مولوی امانت اللہ	ترجمہ قرآن شریف (قلمی)	ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن	۱۲۱۸ھ/ ۱۸۱۳ء	ادا
(۶۲) کرامت اللہ	ترجمان القرآن	نذیر پبلک لائبریری دہلی		تذ
(۶۳) مجیدالدین اثرزبیری	سحر البیان (منظوم)	کتب خانہ خاص ـ کراچی	۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء	
(۶۴) محب حسین	ترجمہ سہ پارہ ہائے اول	مطبع معلم العلوم حیدرآباد دکن		
(۶۵) محمد احسن نانوتوی	ترجمہ قرآن مجید	ہارڈنگ لائبریری دہلی		
(۶۶) محمد ادریس کیف بھوپالی	مفہوم القرآن (منظوم)	سنٹرل بک ڈپو ـ بھوپال	۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء	
(۶۷) محمد اسحاق ـ سید	ترجمۃ القرآن	مکتبہ احمدیہ ـ قادیان	۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۲ء	ربوہ
(۶۸) محمد اویس	ترجمہ قرآن مجید (منظوم)	اسٹینڈ کمپنی کراچی	۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء	

(۶۹) محمد حسین پالوا	تسہیل القرآن	اردو کالج لائبریری کراچی		ستہ ۱۳
(۷۰) محمد حسین = سید	ترجمہ قرآن مجید	انسائیکلو پیڈیا آف اسلام = لاہور	۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء	ان
(۷۱) محمد حسین قلی خان	ترجمہ قرآن مجید	مطبع حسینی اثناعشری کلکتہ		
(۷۲) محمد داؤد	فاتحۃ السلام	کتب خانہ علم اہل اسلام = مدراس		
(۷۳) محمد سعید = مہر	اوضح القرآن	مرتضائی پریس = لکھنو آگرہ =	۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء	ادارہ
(۷۴) محمد شاہ = سید	ترجمہ قرآن مجید	پیکو آرٹ پریس = لاہور		
(۷۵) محمد شریف خان حکیم	ترجمہ قرآن حکیم	کتب خانہ حکیم محمد احمد خان = دہلی	قبل ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء	
(۷۶) محمد شفیق اللہ	سائنٹفک قرآن	قرآن سوسائٹی = کراچی	۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء	
(۷۷) محمد علی شیخ	ترجمہ قرآن حکیم	مطبع اثناعشری = دہلی	۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء	
(۷۸) محمد علی لاہوری	ترجمہ قرآن حکیم مع تفسیر	مطبع کریمی = لاہور	۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء	نیش
(۷۹) محمد قاسم لدھیانوی	غرائب القرآن	دارالاشاعت کھاری باؤلی = دہلی		
(۸۰) محمد قلی خان کانپوری	ترجمہ قرآن حکیم بلامتن	لکھنو	۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء	
(۸۱) محمد ہاشم علی	ترجمہ قرآن حکیم	برٹش میوزیم = لندن	۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء	بر
(۸۲) محمود حسن = شیخ الہند	ترجمہ قرآن عظیم	مدینہ پریس = بجنور	۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء	پن = پنج
(۸۳) محی الدین قصور	ترجمہ مع تفسیر فاتحہ	اسلامیہ کالج = پشاور		
(۸۴) مرزا حیرت دہلوی	ترجمہ قرآن عظیم	کرزن پریس = دہلی	۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء	پنج

(۸۵) مطیع الرحمن خادم	نظم المعانی (منظوم)	مطبع مفید عام - آگرہ		
(۸٦) معین الدین - پیر	مخزن معارف	خلافت لائبریری - ربوہ	۱۳۸۳ھ ۹٦ ۱۳ھ/ ٦۳ = ۹۵ ۱۹ء	
(۸۷) مقبول احمد دہلوی	ترجمہ قرآن شریف	مطبع یوسفی - دہلی	۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء	پن
(۸۸) ممتاز علی و نصیر الدین سیوہاروی	ترجمہ قرآن مع تفصیل البیان	اسٹیٹ لائبریری - بھاول پور	۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء	
(۸۹) نذیر احمد دہلوی	ترجمہ قرآن شریف	~~مطبع اعجاز محمدی - آگرہ~~ مطبع انصاری - دہلی	۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء	
(۹۰) نصیر الدین قادری	ترجمہ سہ پارہ اول	مطبع اعجاز محمدی - آگرہ		
(۹۱) نصیحۃ المسلمین	قرآن بہ رسم الخط گجراتی	بمبئی	۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء	
(۹۲) نظارت تالیف قادیان	ترجمہ قرآن مجید	آرٹ پریس - لاہور	۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء	
(۹۳) نظام الدین حسن تونسوی	ترجمہ قرآن مجید	نول کشور پریس - لکھنو	۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء	ام
(۹۴) نور الدین قادیانی - حکیم	ترجمہ قرآن مجید	خیر خواہ اسلام پریس آگرہ	۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء	
(۹۵) واحدہ خانم	مطالب القرآن	نوری پریس - بنگلور		
(۹٦) وحید الزمان - نواب	ترجمہ القرآن	مطبع القرآن دانسنہ امرتسر	۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء	
(۹۷) "	موضح الفرقان بتفسیر وحیدی	گیلانی پریس - لاہور	۱۳۲۱ھ/ ۱۹۳۳ء	
(۹۸) یسین خان - حکیم	ترجمۃ القرآن	دین محمدی پریس - لاہور	۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء	
(۹۹) یعقوب حسن - سیٹھ	کتاب الھدیٰ	پنجاب پبلک لائبریری - لاہور		
(۱۰۰) "	کتاب الھدیٰ	"		

کتابیات

(دیگر ماخذ)

(۱) ابن خلدون المغربی، عبدالرحمن — مقدمہ لکتاب العبر، مطبوعہ مصر

(۲) ابن الندیم — الفہرست (۳۷۷ھ / ۹۸۷ء) مطبوعہ مصر

(۳) ابوالعطاء جالندھری — تفسیر القرآن — مطبوعہ ماہنامہ "الفرقان" (ربوہ)

(۴) ابوالکلام آزاد — خطبہ تقسیم اسناد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (۲۰ فروری ۱۹۴۹ء) مطبوعہ ماہنامہ العلم (کراچی) شمارہ اپریل — جون سنہ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء

(۵) ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر — اردو کی نشو و نما میں تراجم کا کردار، کراچی

(۶) احسن مارہروی، مولانا — تاریخ نثر اردو (نمونہ منثورات ۱۳۲۸ھ تا) مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء

(۷) اخبار جنگ — شمارہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

(۸) اختر جوناگڑھی، قاضی — ادبیات کا تنقیدی جائزہ، مطبوعہ کراچی سنہ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء

(۹) اسلم جیراجپوری، محمد — تاریخ القرآن، مطبوعہ علی گڑھ سنہ ۱۳۲۶ھ

(۱۰) اقبال، علامہ — تشکیل جدید الٰہیات (سید نذیر نیازی) مطبوعہ لاہور

(۱۱) الہلال — (ماہنامہ)، مصر، شمارہ جنوری سنہ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

(۱۲) امام بخاری — صحیح بخاری شریف — مطبوعہ کراچی

(۱۳) امام خان، ابو یحییٰ — تراجم علمائے حدیث ہند — مطبوعہ دہلی

(۱۴) امیر خسرو — دیوان غرۃ الکمال (خاتمہ) (قلمی)

(۱۵) انور شاہ کشمیری، مولانا — مشکلات القرآن (مقدمہ موسوم بہ یتیمۃ البیان از مولانا یوسف بنوری) مطبوعہ دہلی، سنہ ۱۳۵۷ھ

(۱۶) اورینٹل کالج میگزین — شمارہ مئی سنہ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۵ء، لاہور (ضمیمہ)

(۱۷) بابا قادری۔ سید — تفسیر تنزیل۔ (ک ۱۲۲۰ھ) نیشنل میوزیم آف پاکستان۔ کراچی

(۱۸) بزرگ بن شہریار — عجائب الہند۔ مطبوعہ لیڈن۔ سنہ ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء۔ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۶ھ

(۱۹) تارا چند۔ ڈاکٹر — تمدن ہند پر اسلامی اثرات۔ (ترجمہ محمد مسعود احمد) مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۶۲ء

(۲۰) جاحظ — کتاب البیان و التبیین

(۲۱) " — فخر السودان علی البیضان

(۲۲) حاجی خلیفہ — کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون۔ مطبوعہ لندن

(۲۳) حالی۔ مولانا — حیات جاوید۔ مطبوعہ لاہور

(۲۴) حامد حسن قادری پروفیسر — ~~نقش حیات۔ مطبوعہ دہلی [illegible]~~
داستان تاریخ اردو (۱۳۵۸ھ ۱۹۳۸ء) مطبوعہ آگرہ۔ سنہ ۱۹۴۱ء

(۲۵) حسین احمد مدنی۔ مولانا — نقش حیات۔ مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء

(۲۶) خلیق احمد نظامی پروفیسر — حیات شیخ عبدالحق۔ مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء

(۲۷) دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اردو) — مطبوعہ لاہور۔ جلد چہارم۔ کراسہ نمبرہ

(۲۸) ذبیح اللہ۔ ڈاکٹر — تاریخ ادبیات در ایران — مطبوعہ تہران سنہ ۱۳۳۵/ جلد اول

(۲۹) رحمان علی۔ مولانا — تذکرہ علمائے ہند — مطبوعہ لکھنؤ۔ سنہ ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۵ء

(۳۰) رشید احمد صدیقی — ہم نفسان رفتہ — مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

(۳۱) سجاد مرزا بیگ — الفہرست — مطبوعہ دہلی

(۳۲) سراج منہاج۔ قاضی — طبقات ناصری۔ مطبوعہ کلکتہ

(۳۳) سید لو جعفری — مکتوب۔ مطبوعہ ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) شمارہ اگست ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء

(۳۴) سید احمد خان۔ سر — آثار الصنادید — مطبوعہ دہلی

(۳۵) سید سلیمان ندوی — نقوش سلیمانی۔ مطبوعہ کراچی

(۳۶) سید سلیمان ندوی — مقدمہ تفسیر جواہر — مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۵۶ھ

(۳۷) سید سلیمان ندوی — سیرۃ النبی - جلد سوم - — مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء

(۳۸) سید محمد - مولانا — ارباب نثر اردو - — حیدر آباد دکن ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء

(۳۹) شبلی نعمانی - مولانا — مقالات شبلی (مذہبی) جلد اول — مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء

(۴۰) شبلی نعمانی - مولانا — مکاتیب شبلی - — مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۲۷ء

(۴۱) شفیق بریلوی — ماہنامہ خاتون پاکستان — (قرآن نمبر) ۱۳۸۴ھ - مطبوعہ کراچی

(۴۲) شمس اللہ قادری - حکیم — اردوئے قدیم — مطبوعہ آگرہ ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء

(۴۳) صادق علی شاہ — تفسیر صدیقی (فارسی) — محررہ ۲۵ محرم ۱۳۲۹ھ

(۴۴) ظفر الملک علوی — مصنفین اردو - — مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء

(۴۵) عبد الحق - مولوی — قاموس الکتب جلد اول — مطبوعہ - کراچی

(۴۶) عبد الحق - مولوی — اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام - — مطبوعہ کراچی ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء

(۴۷) عبد الحق - مولوی — قدیم اردو - — مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء

(۴۸) عبد الحکیم - دکتور — مذاہب التفسیر الاسلامی — مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء

(۴۹) عبد الحکیم - ڈاکٹر — حقائق التفسیر — مطبوعہ کرنال ۱۳۲۴ھ

(۵۰) عبد الحلیم چشتی - مولانا — دیباچہ الاتقان فی علوم القرآن السیوطی — مطبوعہ کراچی

(۵۱) ~~عبد الحی لکھنوی - مولانا~~ — حیات و عبد الزمان - — مطبوعہ کراچی ۱۳۷۶ھ

(۵۲) عبد الحی لکھنوی - مولانا — الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند — مطبوعہ دمشق ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء

• — نزہۃ الخواطر - — مطبوعہ - حیدر آباد دکن

(۵۳) عبدالرشید نعمانی۔ مولانا	مقدمہ تفسیر ابن کثیر (اردو)	مطبوعہ کراچی	
(۵۴) عبدالسلام ندوی۔ مولانا	اقبال کامل۔	مطبوعہ اعظم گڑھ	۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء
(۵۵) عبد الصمد صارم	تاریخ القرآن	مطبوعہ لاہور	۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء
(۵۶) عبدالقیوم ندوی	تاریخ القرآن۔	مطبوعہ لاہور	
(۵۷) عبدالماجد دریا آبادی۔ مولانا	قرآن مجید کے انگریزی تراجم	مطبوعہ ماہنامہ بینات اگست کراچی	۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء
(۵۸) عبدالله شہاب	قرآن مجید کے تراجم۔ مشرقی اور مغربی زبانوں میں" شمارہ اگست ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء	مطبوعہ۔ خاتون پاکستان (کراچی)	
(۵۹) عتیق الرحمن سنبھلی	نگاہ اولین۔ افادات گیلانی	(الفرقان۔ لکھنو)	۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء
(۶۰) عزیز حسن بقائی	سورت باقی۔	مطبوعہ دھلی	
(۶۱) غلام محمد جلبانی	شاہ ولی الله کی تعلیم (ترجمہ سید اکبر علی شاہ)	مطبوعہ حیدرآباد سندھ	
(۶۲) فہرست کتب خانہ آصفیہ	(مملوکہ ڈاکٹر خطیب سراحمد حسین نواب امین جنگ بہادر)	مطبوعہ حیدر آباد دکن	
(۶۳) فہرست کتب خانہ	عام اہل اسلام	مطبوعہ مدراس	۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء
(۶۴) فہرست کتب خانہ نذیریہ۔	مع جلد پہلوی۔	دھلی	
(۶۵) قمر احمد عثمانی	عصری مذھبی جماعتوں کا فکری جائزہ۔	مطبوعہ کراچی	۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء
(۶۶) ماہرالقادری۔ مولانا	پاکستان ادب کہاھے	مطبوعہ ماہنامہ پیام حق شمارہ اکتوبر	۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

(٦٧) محب الله انصاری شیخ سہالوی	تفسیر وادیہ (ف ۱۱۸۴ھ) (قلمی)		
(٦٨) مجموعہ خطبات مترجم بزبان هندی		مطبوعہ ـ بمبئی	۱۳۰۷ھ
(٦٩) محبوب رضوی مولانا	قرآن مجید کے اردو تراجم	مطبوعہ ماهنامہ "دارالعلوم" دیوبند	۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء
(٧٠) محبوب عالم ـ منشی	اسلامی انسائیکلو پیڈیا	مطبوعہ لاهور	۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء
(٧١) محمد ادریس ـ حافظ	د پشتو من قرآن مجید کی پہلی تفسیر ـ	مطبوعہ مجلہ پشاور یونیورسٹی ـ فروری	۱۹۶۵ء
(٧٢) محمد اسلم ملک	قرآن کے اردو تراجم کا جائزہ	لاهور	۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء
(٧٣) محمد اکرام ـ شیخ	رود کوثر	مطبوعہ لاهور	۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء
(٧٤) محمد اقبال ـ ڈاکٹر	"ایران کے بعض اهم کتب خانے"	مطبوعہ اورینٹل کالج میگزین ـ لاهور شمارہ نومبر	۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء
(٧٥) محمد حمید الله ـ ڈاکٹر	القرآن فی کل لسان	مطبوعہ حیدرآباد دکن	۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء
(٧٦) محمد شفیع	فهرست کتب خانہ ـ مجلس دستور ساز اسمبلی	مطبوعہ کراچی	۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء
(٧٧) محمد عتیق صدیقی	گل کرسٹ اور اس کا عہد	مطبوعہ دهلی	۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء
(٧٨) محمد عزیز ـ ڈاکٹر	اسلام کے علاوہ مذاهب کی ترویج میں اردو کا حصہ	مطبوعہ علی گڑھ (۱۳۷۸ھ/ ۱۹۴۸ء) سنہ ۱۹۵۴ء	
(٧٩) محمد غوث گوالیاری	جواهر خمسہ ـ قلمی (سنہ ۱۰۹۷ھ)		

(۸۰) محمد معشوق حسین — حالات نورالدین جہانگیر

(۸۱) محمد معصوم۔ خواجہ — مکتوب معصومی۔ جلد اول — قلمی (سنہ ۱۱۳۰ھ)

(۸۲) محمد منظور نعمانی — ماہنامہ "الفرقان" شاہ ولی اللہ نمبر — مطبوعہ دہلی — ۱۳۶۰ھ

(۸۳) محمود شیرانی۔ پروفیسر — قرآن پاک کی ایک قدیم تفسیر — مطبوعہ اوریئنٹل کالج میگزین۔ شمارہ مئی — ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء

(۸۴) محی الدین زور قادری — تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو — حیدر آباد دکن

(۸۵) مخدوم نوح ہالائی — ترجمہ قرآن شریف (۹۰۱ھ/۹۹۸ھ) — مطبوعہ حیدر آباد — ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء

(۸۶) مسعود حسن۔ ڈاکٹر — تاریخ زبان اردو — مطبوعہ دہلی

(۸۷) مسعود علی ندوی — ہندوستان عربوں کی نظر میں — مطبوعہ اعظم گڑھ — ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء

(۸۸) مسلم یونیورسٹی گزٹ — مئی سنہ ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء — مطبوعہ علی گڑھ

(۸۹) معارف (ماہنامہ) — شمارہ مارچ سنہ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

معارف " — شمارہ مئی سنہ ۱۹۵۵ء (سلیمان نمبر)

(۹۰) مناظر احسن۔ گیلانی۔ مولانا — تفسیر سورہ کہف — مطبوعہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ — ۱۹۴۸ء/ ۱۹۵۳ء

(۹۱) " — تفسیر معوذتین — مطبوعہ ماہنامہ "ہادی" — ۱۹۴۹ء/ ۱۹۵۰ء

(۹۲) موسیٰ جاراللہ ۔ علامہ — تاریخ القرآن — مطبوعہ ۔ دمشق

(۹۳) میر ولی الدین ۔ ڈاکٹر — قرآن اور تعمیر سیرت — مطبوعہ حیدر آباد دکن — ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۴ء

(۹۴) نصیر الدین ہاشمی ۔ مولوی — تذکرہ مخطوطات (اردو) — اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدر آباد دکن

(۹۵) نول دیکی (Noldeke) — تاریخ القرآن — مطبوعہ ۔ جرمنی

(۹۶) ولی اللہ دہلوی ۔ شاہ — عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید ۔ (ترجمہ ساجد الرحمن) — مطبوعہ ۔ کراچی

(۹۷) ہاشم امیر علی ۔ ڈاکٹر — قرآنی تراجم اردو کے چند نسخے اور ایوان قرآن کا آغاز — مطبوعہ ۔ حیدر آباد دکن

------

1. Abul Laith Siddiqui: The Role of Translations In the Development of Urdu, Karachi.
2. A.M. Schimmel: Translations And Commentries of the Quran In Sindhi Language, Bonn (West Germany).
3. C.A. Storey: Persian Literature (A Bio-Bibliographical Survey), Section I, Quranic Literature, London, 1927.
4. Elliot And Dowson: The History of India, Appendix 2, Poems of Amir Khusru, Culcutta.
5. E. Sell: The Historical Development of Quran.
6. Ismail Ragi at Faruqi: Towards a new Methodology for Quranic Exegesis, (Islamic Studies, March, 1962).
7. J.F. Blumhardt : Catalogue of Hindustani Printed Books In the Library of the British Museum, London, 1889.
8. J.F. Blumhardt: Cataloque of Hindustani. Manuscripts In The Library of the India Office, London , 1926/1345.
9. J.M.S. Baljon: The Reforms And Religious Ideas of Sir, Sayyid Ahmad Khan, Lahore 1958 II ed. (I ed. Brill, 1949).
10. J.M.S. Baljon : Modern Muslim Koran Inter pretation (1880-1960), Leiden, 1961.
11. Leonard Binder: Religion And Politics. In Pakistan, U.S.A., 1961.

....2.

12. Muhammad Salim Qaidvai: Indian Coribution to the Quranic Literature, Aligarh.

13. R.A.Mingana and A.S.Lewis: Leaves fm three Ancient Qurans, Cambridge, 1914.

14. Zubaid Ahmed: The Contribition of Ndia to Arabic Literature.

******